ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

وعظ کی

مقبول عام مشہور کتاب

احسن المواعظ

مؤلفہ

مولانا محمد ابراہیم صاحب دہلوی

ناشران

[illegible] اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور

پہلا وعظ

نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ ونشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔

ابیات

فتحنا باسم فتاح لفتح الخیر عنوان
شکرنا اللہ ذا احسان فحق العبد شکران

حمدنا بالجلال وصلینا وسلمنا
علی من لم یکن لولاہ ازمان واکوان

نبی اسمہ احمد رسول قدرہ امجد
خلیل خلقہ اسعد من المخلاق برہان

قریشی بشیر ہاشمی ابطحی بل!!!
ابر الناس ذو شان خیل الرسل ختمان

ہو الصدر العلی ذاتہ بالحلیۃ العلیا
ہو البدر المعلّٰی قدرہ لم یدر انسان

تلالا وجہہ کالشمس نوراً فیہ تدویر
بلیح ازہر اللون ملاح الدہر غلمان

اشیل الخد تام القدمین الرد عالی الید
ولین الکف ہل تدری من الدیباج الیان

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین یہدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام ویخرجہم من الظلمات الی النور باذنہ ویہدیہم الی صراط مستقیم ترجمہ:۔ لوگو خدا کی طرف سے تمہارے پاس نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید آچکا ہے جو لوگ خدا کی مرضی کے طلبگار ہیں انکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سلامتی کے رستے دکھاتا ہے اور اپنے فضل سے انکو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا اور انکو راہ راست دکھاتا ہے تفسیر ابوالسعود فتح البیان اور تفسیر غرائب القرآن نیشاپوری میں لکھا ہے کہ اس آیت مبارک میں نور سے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ فی الحقیقت جناب رسالت مآب کا نور آفتاب ماہتاب کے نور سے لاکھوں درجہ زیادہ ہے۔ ماہتاب ایک حد کے بعد گھٹنے لگتا ہے۔ مگر نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہر آن دن دوگنا رات چوگنا ہے۔ وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ جنابکی ہر پچھلی گھڑی میں پہلی گھڑی سے زیادہ مرتبہ ترقی کرتا ہے۔ آفتاب شب کو زمین کی آڑ میں چھپ کر عالم میں اندھیرا پھیلاتا ہے۔ حضور نور صلی اللہ علیہ وسلم نے غروب فرمانے زیر زمین تشریف لے جانے کے بعد حیات مبارک سے بے انتہا زیادہ عالم

میں اپنا نور پھیلایا۔ مواہب اللدنیہ زرقانی شرح مواہب تاریخ الخمس تاریخ انس جلیل عن الجلیل عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ نوری ترجمہ:۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے اول خدا نے میرا نور پیدا کیا نکتہ پہلا سب سے اول نور محمد کیوں پیدا کیا۔ عدم کو ظلمت سے مناسبت اور وجود کو نور سے نسبت ہے۔ اور عدم اور وجود میں فرق دکھانے والا نور ہے اس لیے اوّل نور پیدا کیا پھر نور کے ذریعہ ساری مخلوق کو عدم سے وجود میں لاکر الگ الگ دکھایا نکتہ دوسرا:۔ سارے نوروں میں نور محمدی مقدم کیوں پیدا ہوا مقصود اس عالم کی پیدائش سے ہدایت اور معرفت الٰہی ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ترجمہ: نہیں پیدا کیا جنات اور انسان کو مگر عبادت اور معرفت الٰہی کیلئے اور معرفت الٰہی موقوف ہے نور ہدایت پر پس اسی لیے سب سے اوّل سرتاج ہدایت سردار انبیاء اولیاء جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا ہوا ع صلی اللہ علی نور کز و شد نورہا پیدا۔ مواہب اللدنیہ ان اللہ تعالیٰ لما خلق نور نبینا صلی اللہ علیہ وسلم امرہ ان ینظر الی انوار الانبیاء فغشیہم من نورہ فقال یا ربنا من غشینا نورہ فقال اللہ تعالیٰ ہذا نور محمد ان آمنتم بہ جعلتکم نبیاً قالوا آمنا بہ کذلک قولہ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین الآیۃ ترجمہ:۔ جب حق تعالیٰ نور محمدی پیدا کر چکا فرمایا اے نور دیکھ انبیاء کے نور کے نور کو دیکھو تب آپکے نور نے انبیاء کے نور کو دیکھا سب کے نور کو آپکے نور نے دبا لیا حیران ہو کر انبیاء کے نور نے عرض کیا کہ الٰہی یہ کس کا نور ہے ارشاد ہوا یہ نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے تم اگر اس نور پر ایمان لاؤ گے تو ہم تمہیں بھی نبوت عطا کرینگے سارے انبیاء آپ پر ایمان لائے جیسا کہ آیت واذ اخذ اللہ میثاق النبیین یعنی جب خدا نے ازل میں انبیاء سے عہد لیا اس سے یہی عہد و پیمان مراد ہے نکتہ تیسرا ازل میں انبیاء نے آپ کی نبوت کی شہادت دی خدا نے انہیں نبوت عطا فرمائی۔ قیامت کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سارے انبیاء کی صداقت اور پیغام نبوت پہنچانے کی شہادت دیں گے تب سارے انبیاء قیامت کے حساب سے نجات پائیں گے جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا ترجمہ:۔ جب لائیں گے ہم ہر ایک امت سے ایک گواہ اور لائیں گے تمہیں اے نبی ان سب گواہوں پر گواہ جمل و ذالک بان نشہد للانبیاء انہم بلغوا آپ گواہی دینگے سارے انبیاء کی صداقت کی اور فرمائیں گے کہ بیشک ان پیغمبروں نے اپنی امت کو پیغام رسالت و نبوت پہنچایا شہادت کے بدلے شہادت ادا ہوئی ہل جزاء الاحسان الا الاحسان ترجمہ: نیکی کا بدلہ نیک ہے ازل میں پھر دنیا میں آکر انبیاء کی نبوت کی گواہی دیں تو انبیاء کا بھلا ہوا کہ نبوت اور رسالت ملی اور قیامت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کی صداقت کی شہادت دی تو انبیاء کا بھلا ہوا۔ احکم الحاکمین کی عدالت سے مقدمہ لے لیا ہر ایک نبی کی امت مقدمہ ہار گئی اور تمام انبیاء علیہم السلام آپکی شہادت سے مقدمہ جیت گئے۔ کیونکہ ہر کافر امت قیامت کے دن انبیاء کے پیغام رسالت پہنچانے کی انکاری ہوگی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کی شہادت دینگے آپکی شہادت سے انبیاء علیہم السلام

فتح حاصل کریں گے نکتہ کیا وجہ کہ ہر حالی میں تمام انبیاء کو نفع پہنچا آنحضرت کی ذات کو اور انبیاء سے کچھ نفع نہ پہنچا وجہ اس کی یہ ہے کہ آپ کی نبوت اصل ہے دیگر انبیاء کی نبوت کیلئے اور آپکی ذات اصل ہے اور انبیاء کی ذات کے لیے پس درخت کی جڑ سے ہر وقت درخت کی شاخوں اور پتوں کو نفع پہنچتا ہے۔ پتوں یا شاخوں سے جڑ کو کچھ نفع نہیں ہوتا خصایص کبریٰ سیوطی ان اللہ تعالیٰ لما اخذ المیثاق بنی آدم من ظہورہم ذریاتہم واشہدہم علی انفسہم الست بربکم کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم اول من قال بلیٰ ترجمہ:۔ جب حق تعالیٰ نے عہد لیا ہے بنی آدم کے ارواح سے اور گواہ بنایا۔ انہیں انکی جانوں پر اور فرمایا کہ میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ اس وقت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اول اقرار کرتے اور بلیٰ کہنے والے تھے۔ ازل میں سب سے اول جناب کے نور اور روح مبارک نے خداوند کریم کی خدائی کا اقرار کیا ہے کیونکہ آپ سب کے امام اور مقتدا تھے پہلے امام نے توحید الٰہی کا اقرار کیا پھر تمام انبیاء نے جو بمنزلہ مقتدی کے تھے اقرار اور بلیٰ کہا نکتہ ازل سے آج تک برابر یہی حکم چلا آتا ہے کہ امام سے پہلے مقتدی کوئی فعل نہیں کر سکتا کوئی قول زبان سے نہیں نکال سکتا مسلم شریف انما جعل الامام لیؤتم به فاذا کبر فکبروا الخ ترجمہ:۔ امام کی اطاعت کرو۔ پہلے وہ تکبیر کہہ لے جب تم تکبیر کہو الخ جو لوگ امام سے پہلے رکوع یا سجدے میں جاتے ہیں۔ حدیث کی مخالفت کے سوا فطرت کے خلاف تمام انبیاء کے خلاف کرتے ہیں۔ تاریخ الخمیس مواہب لدنیہ لما خلق اللہ آدم جعل ذلک النور فی ظہرہ فکان یلمع فی جبینہ فیغلب سائر نورہ ترجمہ:۔ حق تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرما کر نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آدم کی پشت میں امانت رکھا تھا مگر وہ نور آدم کی پیشانی سے سورج کی شعاعوں کی طرح چمکتا اور آدم کے نور پر غالب آیا تھا نکتہ اس میں اشارہ یہ تھا کہ نبی آخر الزمان سب سے پیچھے پیدا ہونگے۔ مگر آپ کا نور آپ کا رتبہ حضرت آدم سے آگے اور مقدم ہوگا۔ اور آپ ہر طرح آدم علیہ السلام سے مافوق ہونگے۔ مواہب لدنیہ جب حق تعالیٰ نے حوّا کو پیدا کیا اور آدم کا حوا سے نکاح منعقد ہوا ملائکہ نے حضرت آدم سے مہر طلب کیا آدم علیہ السلام نے فرمایا وہ کیا چیز ہے جو میں مہر میں ادا کروں ملائکہ نے کہا کہ آپ تین دفعہ اللہم صل علی محمد درود پڑھیے یہی حوا کا مہر ہے حضرت آدم نے تین دفعہ درود شریف پڑھ کر حوّا کا مہر ادا کیا نکتہ حضرت آدم کیلئے بی بی حوّا کا مہر درود شریف مقرر ہوا بعض صحابیوں کے لیے سورۃ واخلاص قل ہو اللہ احد شریف کا مہر مقرر ہوا۔ عام مومنین کے لیے سورہ اخلاص درود شریف دنیا کی عورتوں کا مہر موقوف ہو کر دیدار الٰہی نجات ابدی کا سبب مقرر ہوا۔ زرقانی شرح مواہب اخرجہ ابن ابی الدنیا عن عبداللہ بن عمرو قال ان الآدم من اللہ عزوجل موقفا عند العرش علیه ثوبان اخضران ینظر الی من ینطلق به من ولده الی الجنة والنار فبینما آدم علی ذلک اذ نظر الی رجل من امة محمد صلی اللہ علیه وسلم ینطلق به الی النار فینادی آدم یا احمد یا احمد فیقول لبیک یا ابا البشر فیقول هذا رجل من امتک منطلق به الی النار فاشد المیزر واسرع فی اثر الملئکة واقول یا رسل ربی قفوا فیقولون نحن الغلاظ الشداد

نعصی اللہ ما امرنا فاستقبل العرش بوجھی فاقول رب قد وعدتنی لا تحزنی فی امتی فیاتی النداء من العرش اطیعوا محمداً و ردوا ہذا العبد الی المقام فاخرج من حجزتی بطاقۃ بیضاء کالانملۃ فالقیہا فی کفۃ المیزان الیمنی و انا اقول بسم اللہ فیترجح الحسنات علی السیات فینادی سعد انطاقط بالی الجنۃ فیقول یا رسل ربی قفوا حتی اسال ہذا العبد الکریم علی ربہ فیقول بابی انت و امی ما احسن ما احسن وجہک و احسن خلقک من انت فقد اقلتنی عثرتی فاقول انا نبیک محمد و ہذا صلاتک التی کنت تصلی علی

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو صحابی روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام عرش الٰہی کے پاس سبز لباس پہنے ہوئے اپنی اولاد میں سے جنت دوزخ کی طرف جانے والوں کو ملاحظہ کرتے ہونگے۔ یکایک آپکی نگاہ ایک مسلمان پر پڑیگی جسے ملائک دوزخ کی طرف کھینچے ہوئے لیے جاتے ہونگے آدم بےچین ہو کر پکاریں گے کہ اے احمد اے احمد ادھر آؤ۔ دیکھو یہ آپکی امت کا شخص ہے جسے ملائک جہنم میں لیے جاتے ہیں فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں حضرت کی آواز سن کر ملائک سے کہونگا کہ اے میرے مولا کے سپاہیو ذرا ٹھہرو ملائک عرض کرینگے کہ ہم خدا کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتے آپ جناب باری میں عرض کیجیے یہ سن کر آنحضرت صلعم عرش الٰہی کی طرف متوجہ ہو کر عرض کریں گے الٰہی حضور نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ ہم امت کے امر میں تمہیں غمگین نہ کرینگے ارشاد ہوگا کہ فرشتو ٹھہرو آنحضرت کی فرمانبرداری کرو اور اس بندے کو میزان کی طرف لے جاؤ۔ ملائک اُسے میزان کی طرف لیکر چلیں گے اور آنحضرت ایک چھوٹا سا پرچہ نہایت سفید اپنے پاس سے نکال کر میزان عدالت کے داہنے پلڑے میں رکھ کر فرمائیں گے کہ بسم اللہ ترازو اٹھاؤ اس پرچہ کے ترازو میں رکھتے ہی نیکیاں بھاری اور گناہ ہلکے ہونگے ایک فرشتہ پکاریگا کہ لو اسکی نجات ہوگئی یہ بخشا گیا اسے جنت میں لے جاؤ یہ عجیب واقعہ دیکھ کر وہ شخص کہیگا کہ اے نیک صورت نیک اخلاق بزرگ آپ کون ہیں حضور فرمائیں گے کہ میں تیرا نبی محمد رسول اللہ ہوں اور پرچہ کاغذ کا وہ درود شریف ہے جو تو نے کسی وقت مجھ پر بھیجا تھا اس امت کی ساری نیکیاں کامل ہیں اسلیے اب درود شریف کا مہر مقرر نہیں ہو سکتا بلکہ درود شریف اور قران مجید کو جنت کی قیمت ادا کرنے کیلیے رکھا گیا ہے اس میں راز یہ ہے کہ سورۃ اخلاص یا قرآن مجید یا درود شریف یہ بڑے رتبہ کی چیزیں ہیں اور دنیاوی مہر ایک ذلیل سی چیز ہے۔ غیرت ایمانی قبول نہیں کرتی کہ ایسی ایسی متبرک چیزیں ایک شرمگاہ کا عوض مقرر ہوں اسلیے ان چیزوں کا مہر منسوخ ہو کر سورہ اخلاص قران مجید درود شریف صرف دیدار الٰہی کا عوض مقرر ہوا کیونکہ بڑی چیز کی بڑی قیمت ہونی عقل کے نزدیک مسلم ہے کوہ نور یا کوہ طور ہیروں کو کسی کمتر چیز کے معاوضہ میں دے ڈالنا نہایت ناموزوں کام ہے ہاں ضرورت اور ناچاری امر دوسرا ہے پس قرآن مجید کی آیتیں یا درود شریف کو عورت کی شرمگاہ کا عوض مقرر کرنا ہرگز ہرگز عقل سلیم اور اسلام کامل کے نزدیک نہ اول نہ مناسب نہیں ہے اسلیے عورتوں کے مہر میں دنیاوی مال قران مجید نے مقرر کیا قد علمنا ما فرضنا علیہم فی ازواجہم ترجمہ: ہم نے عام مسلمانوں پر انکی بیبیوں کا حق مہر ٹھہرا دیا ہے وہ ہم کو معلوم ہے اس آیت نے مہر میں مال موجود ہونا لازم کر دیا ہے قل ہو اللہ احد وغیرہ کا مہر ہونا موقوف فرما دیا ہے یہی

عین عقل کا مقتضا ہے دلائل النبوت بیہقی و مواہب عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اعترف آدم لخطیئۃ قال یا رب اسئلک بحق محمد الا غفرت لی فقال اللہ تعالیٰ یا آدم وکیف عرفت محمد قال یا رب لانک لما خلقتنی بیدک ونفخت من روحک رفعت راسی فرئیت علی اقوام العرش مکتوبا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انک لم تضف الی اسمک الا احب الخلق الیک فقال اللہ تعالیٰ صدقت یا آدم وبحقہ قد غفرت لک ترجمہ:۔ حضرت عمرؓ آنحضرت سے روایت ہیں کہ حضرت آدم دانہ کھا کر عتاب الٰہی میں آئے آدم نے جناب باری میں عرض کیا کہ الٰہی میں تجھ سے بحرمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مغفرت مانگتا ہوں ارشاد ہوا کہ آدم تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح جانا عرض کیا کہ الٰہی جب حضور نے مجھے پیدا کیا اور میرے قالب میں روح پھونکی تو میں نے عرش کے پایہ پہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھ کر سمجھا تھا کہ یہ کوئی حضور کا پیارا ہے جس کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا ہے ارشاد ہوا کہ اے آدم تمہارا خیال ٹھیک ہے ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل تمہارا قصور معاف کیا نکتہ آدم کی بھول اصل ہے اولاد کی بھول فرع آدم کی خطا اصل ہے اولاد کی خطا اسکی فرع جحد آدم فجحدت ذریتہ ونسی آدم ونسیت ذریتہ آدم بھولے تھے اسلیے انکی اولاد بھی بھولیگی بنی آدم کی خطاؤں کا اصلی سبب آدم کی بھول ہے۔ جب خاتم النبیین کی شفاعت اصل اور جڑ کے لیے کافی ہوئی تو فرع کیلئے ضرور کافی ہوگی۔ پس شفاعت کبریٰ بھی صرف ہمارے حضرت کا حصہ ہے۔ اسلیے بخاری شریف میں حدیث ہے کہ آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ تک سارے نبی شفاعت سے انکار کرینگے کیونکہ اپنی پیدائش سے پہلے حضرت آدم کی شفاعت کرنے والا بعد پیدائش کے فرع اور اولاد کی شفاعت کا ضرور مستحق ہے حق بحق دار رسید خمیس و معالم التنزیل کان آدم یسمع من تخطیط اسارید وجہہ نشیشا فقال یا رب ماھذا الفنودی یا آدم ھذا تسبیح محمد ولدک لیکون نک ولدا انت لہ والدا فنعم الوالد ونعم المولود ترجمہ حضرت آدم ہمیشہ اپنی پیشانی کے خطوط سے ایک باریک آواز سنتے تھے ایک دن جناب باری میں عرض کیا کہ الٰہی یہ کیسی آواز ہے ارشاد ہوا کہ یہ محمد کی تسبیح کی آواز ہے جو تمہارا فرزند ہوگا اچھے نصیب اس باپ کے جنکا ایسا مبارک فرزند ہو نزہۃ المجالس ان اللہ اجتمع نور یوسف ونور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی صلب آدم فجعل الحسن لیوسف علیہ السلام والصلوٰۃ والشفاعۃ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ حقتعالیٰ نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت یوسفؑ کے نور کے ساتھ آدم کی پیٹھ میں ایک جگہ جمع کیا پھر عبادت اور شفاعت امت نور محمدی کے حصے میں دی اور حسن ظاہری حضرت یوسفؑ کو عطا کیا نکتہ جب مصر میں حضرت یوسف کے زمانہ میں عالمگیر قحط پڑا اور ساتواں سال قحط کا تمام ہونے لگا اور ہر غلہ مصر کے خزانوں سے تمام ہوا لیکن مساکین فاقہ کش لوگ اسی طرح غلہ مانگتے چلے آتے ہی تب حضرت یوسف ناچار ہو کر یہ تدبیر کرتے کہ ان بھوکے فاقہ کش لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرتے اور خود ایک طلائی کرسی پر انکے سامنے بے نقاب بیٹھ جاتے جو بھوکا

ہوتا ایک دفعہ آپکی صورت دیکھ لیتا ایک رات دن تک سیر ہو جاتا کسی طرح کی کھانے پینے کی خواہش باقی نہ رہتی ہر روز ہزاروں آدمیوں کو اسی طرح شکم سیر کرتے تھے حسن یوسف کا یہ نتیجہ تھا لیکن جناب سید المرسلین کو بجائے حسن کے شفاعت اور عبادت عطا ہوئی آپ اپنی شفاعت سے لاکھوں کو بخشوا کر ہمیشہ کی بھوک پیاس اور فاقہ کشی کی مصیبت سے بچا کر ہفت اقلیم کا بادشاہ بنائیں گے یوسف کو ظاہری اور فانی حسن ملا آنحضرت کو باطنی اور باقی حسن ملا پھر جو فانی کو باقی سے نسبت ہے وہی حضرت یوسف کے مرتبہ کو آنحضرت کے مرتبہ سے نسبت ہے مواہب لدنیہ تنبیہ فقیہہ ابی اللیث معارج نبوت حضرت آدم نے حضرت شیث کو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی وصیت فرمائی اور بہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سنائے حضرت شیث نے آدم سے عرض کیا کہ حضرت بیٹے کا رتبہ باپ سے بھی زیادہ ہوا حضرت آدم نے فرمایا کہ ہاں خدا نے انکی امت کو دو وہ باتیں عطا فرمائیں کہ وہ باتیں مجھے نہیں ملیں اول مجھے ادنیٰ سے قصور پر جنت سے نکالا آپکی امت کے مسلمان ہزار ہا گناہ کرینگے تو بھی جنت میں جائینگے بلکہ انکے ہاتھ خداوند کریم نے جنت فروخت کر دی ہے ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ۔ ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ہاتھ بالعوض انکی جان اور مال کے جنت کو بیچ دیا ہے پس جنت انکی مملوک ہے میں جنت میں رہا مگر جنت میرے لیے عاریۃً تھی وہ دنیا میں جنت سے باہر رہ کر جنت کے مالک ہونگے دوسرے مجھے ایک خطا پر ساتوں آسمان ساری زمین میں نافرمان مشہور کیا گیا ہے عصیٰ آدم ربہ فغوی ترجمہ نافرمانی کی آدم نے اور راہ راست چھوڑ دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت لاکھوں گناہ کریگی مگر دنیا و آخرت میں انکی پردہ پوشی ہوگی تفسیر کبیر آنحضرت نے جناب باری میں عرض کیا تھا کہ الٰہی قیامت کے دن میری امت کا حساب میرے سپرد کیا جائے ارشاد ہوا تمہارا مقصود اس سوال سے کیا ہے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ میری امت کے عیبوں کی کسی کو خبر نہ ہو ارشاد ہوا کہ اے نبی تم اپنے سوا اپنی امت کے گناہوں پر کسی کا مطلع ہونا نہیں چاہتے اور ہم اپنے بندوں کے گناہوں پر تمہیں بھی مطلع کرنا نہیں چاہتے تیسرے مجھے ایک بھول پر ننگا کیا آپکی امت کے گنہگار سے گنہگار کو بھی برہنہ نہ کیا جائیگا بلکہ ان میں سے ہر ایک شخص پر موت اور زندگی میں ستر پوشی فرض ہوگی وہ ننگے ہو کر گناہ کریں گے مگر گناہ کے بعد انہیں لباس پہنایا جائیگا ترمذی شریف حضرت ماعز اسلمی گناہ میں مبتلا ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رجم ہونے کی غرض سے تشریف لے گئے اور جاتے ہی حضور کے سامنے زنا کا اقرار کیا آنحضرت نے اسکی بات سن کر منہ پھیر لیا اور ان سے خطاب کرنا پسند نہ کیا ماعز اسلمی دوسری طرف پہنچے اور اسی گناہ کا اقرار کیا ادھر بھی جناب نے منہ پھیرا پھر تیسری طرف پہنچے اور آپکے منہ کے سامنے وہی اظہار کیا پھر جناب نے ناراض ہو کر منہ پھیرا جب چوتھی دفعہ پھر عرض کیا تو حضور نے ماعز سے فرمایا انک جنون اے ماعز تو دیوانہ ہے۔ ہر چند حضور نے چاہا کہ ماعز اپنی پردہ پوشی کرے اور مخفی طور پر خدا سے توبہ کر لے اور اپنا پردہ

کھلے مگر ماعز نے پردہ پوشی نہ چاہی ناچار زنا کی سزا میں رجم کیا گیا فی الحقیقت اگر آدم کی بھول اور اسکا مشہور ہونا اور اس امت کے گناہوں کی پردہ پوشی دیکھیں تو زمین و آسمان کا فرق نظر آئیگا چوتھے مجھے گناہ کی معافی کیلئے گھر سے نکل کر باہر جانا پڑا اور مکہ پہنچ کر میری توبہ قبول ہوئی وہ لوگ گھر سے باہر گناہ کرینگے اور گھر آن کر توبہ کریں گے خدا تعالیٰ انکی توبہ قبول کریگا اور سارے گناہ بخشے گا پانچویں مجھ سے ایک خطا ہوئی اسکے بدلے میں میری زوجہ تک مجھ سے جدا کی گئی وہ لوگ کیسا ہی گناہ سخت کریں کبھی انکی بیوی ان سے الگ نہ ہوگی اے شیث میں انکی امت کی برابری نہیں کر سکتا پھر وہ نبی آخر الزمان تو نہایت عالی رتبہ ہونگے۔ حضرت شیث آنحضرت کے فضائل سن کر حیران ہوئے پھر اس دن سے آنحضرت کے نور کی بڑی تعظیم کرنے لگے اسی طرح یہ نور منتقل ہو کر نسلاً بعد نسل حضرت ہاشم تک پہنچا زرقانی شرح مواہب وکان نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وجہہ یتوقد شعاعہ ویتلالا ہ ولا یراہ حبر الاقبل یدیہ ولا یمر لشئی الا یسجد الیہ تعذد الیہ قبائل العرب ووفود الاحبار یحملون بناتہم یعرضون علیہ ان یتزوج بہن حتی بعثت الیہ ہرقل ملک الروم وقال ان لی ابنۃ لم تلد النساء اجمل منہا ولا ابہی وجہا فاقدم علی حتی ازوجکہا فقد بلغنی جودک وکرمک وانما اراد بذالک نور المصطفیٰ الموصوف عندہم فی الانجیل فابی ہاشم ترجمہ حضور کا نور حضرت ہاشم کی پیشانی سے چمکتا تھا جو کوئی یہودی عالم آپکو دیکھتا آپکے ہاتھوں کو بوسہ دیتا جس جگہ ہاشم نکل جاتے ہر ایک چیز آپکو سجدہ کرتی عرب کے لوگ اور اہل کتاب کے عالم اپنی اپنی بیٹیاں پیش کر کے کہتے کہ اے ہاشم ان سے نکاح کیجیئے یہاں تک کہ ایک دن خاص شاہ روم ہرقل نے پیغام دیا کہ میری لڑکی نہایت حسین وجمیل ہے اے ہاشم آپ یہاں چلے آئیں میں آپسے نکاح کر دونگا کیونکہ میں نے آپکے اخلاق حمیدہ کی تعریف سنی ہے ظاہر تو یہ تھا کہ اندرخانہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھرانے میں لینا چاہتا تھا حضرت ہاشم نے انکار کیا اور شاہ روم کی بیٹی کو نامنظور کر دیا پھر خداوند کریم نے ہاشم کے اس مبارک نور کو عبدالمطلب کو عطا کیا مواہب لدنیہ وکان عبدالمطلب یفوح منہ رائحۃ المسک الاذفر وکان نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضیئ فی غرتہ وکانت قریش اذا اصابہا قحط شدید تاخذ بید عبدالمطلب فتخرج بہ الی ثبیر فیتقربون الی اللہ تعالیٰ ویسئلونہ ان یسقیہم الغیث فکان اللہ یغیثہم ویسقیہم ببرکۃ نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیثاً عظیما ترجمہ حضرت عبدالمطلب کے جسم سے مشک کی خوشبو آتی اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آپکی پیشانی سے چمکتا تھا اور جب قریش کو قحط سالی کی نوبت پہنچی عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل ثبیر پر لے جاتے پھر خدا کی جناب سے مینہ مانگتے حق تعالیٰ انکی دعا قبول فرماتا اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے مینہ برس جاتا تاریخ الخمیس میں بیان ہے عبدالمطلب کے زمانہ سے پہلے ایسا ہوا تھا کہ چاہ زمزم بند ہو کر نابود ہو گیا اسکی وجہ یہ ہوئی تھی کہ عمرو بن الحارث جرہمی جو نکہ مکہ معظمہ کا سردار تھا اس نے جب اپنی قوم کو ظلم اور ستم مسافر آزاری کرتے دیکھا عذاب الٰہی کے خوف سے ہجرت کی ترک وطن اختیار کیا چلتے ہوئے زمزم کو بند کیا کچھ مال اسباب و ہرن طلائی زمزم میں ڈال کر منہ بند کر کے یمن کی طرف نکل گیا۔

تقریباً پانچ سو برس تک زمزم بند رہا اور ایسا کچھ نسیاً منسیاً ہُوا کہ نہ اُس کی جگہ یاد رہی نہ کسی کو معلوم رہا اتفاق سے ایک رات عبدالمطلب حطیم میں سوتے تھے۔ خواب میں انہیں بشارت ہوئی کہ عبدالمطلب ایک پاک چیز ہے اسے کھود کر نکال لو عبدالمطلب نے سوال کیا وہ پاک چیز کیا ہے جس کے کھودنے کی مجھے ہدایت کی جاتی ہے۔ اس رات وہ فرشتہ اور کچھ نہ بولا صرف اتنا ہی کہہ کر چلا گیا۔ دوسری رات کو پھر آیا اور یہ کہا کہ عبدالمطلب نیک مبارک چیز کو کھود لو تیسری شب کو بشارت ہوئی احضر زمزم بیر لا تنزف ولا تذم ترجمہ:۔ اے عبدالمطلب زمزم کھود لو۔ یہ ایک کنواں ہے جس کا پانی نہ کبھی کم ہوتا اور نہ خشک ہوتا ہے عبدالمطلب نے فرشتہ سے پوچھا وہ کنواں کس جگہ ہے ہاتف نے کہا بین الفرث والدم عند نقرۃ غراب الاعظم ترجمہ:۔ جہاں اس وقت خون جانوروں کے ذبح ہونے کا اور ران کا گوبر پڑا ہے۔ ایک ابلق رنگ کا کوا تمہیں اس جگہ اپنی چونچ مار کر نشان بتائیگا۔ عبدالمطلب یہ خواب دیکھ کر اپنے بیٹے حارث کو ساتھ لائے اور زمزم کی جگہ کے خیال میں بیٹھ گئے۔ فوراً ایک ابلق رنگ کے جانور نے آن کر اپنی چونچ سے زمزم کی جگہ نشان لگا دیا۔ بموجب ہدایت اور بشارت کے عبدالمطلب اس جگہ کو کھودنے لگے قریش نے عبدالمطلب کو منع کیا کیونکہ یہ جگہ مسلخ خانہ تھا بتوں کے نام کے جانور اسی جگہ ذبح ہوتے تھے عبدالمطلب نے اپنا خواب قریش سے بیان کیا اور یہ کہا کہ جب مجھے خدا پورے دس فرزند عطا کریگا۔ تب میں ایک فرزند تمہاری اس قربان گاہ میں لا کر ذبح کرونگا۔ یہ سن کر قریش خاموش ہوئے۔ عبدالمطلب اور حارث نے کھودنا شروع کیا دو روز تک برابر کھودتے رہے۔ کوئی نشان کنویں کا معلوم نہ ہُوا۔ تیسرے دن کنویں کا نشان معلوم ہُوا۔ کنویں کے ظاہر ہوتے ہی ہر شخص اپنی ملکیت کا دعویٰ کرنے لگا۔ عبدالمطلب نے فرمایا کہ یہ عطیہ ہے جو اللہ نے خاص ہمیں عطا کیا ہے۔ پانسو سال سے یہ کنواں بند تھا آج ہمیں ملا ہے۔ قریش نے جھگڑنا شروع کیا آخر فیصلہ اس بات پر ہُوا کہ یہاں سے کچھ دور کے فاصلہ پر ایک راہب سعد نامی رہتا ہے۔ اسے پنچ بنا کر فیصلہ کرا لو جو وہ کر دے وہ سب کو منظور ہوگا سب کے سب مل کر شام کی طرف روانہ ہوئے۔ دس بارہ روز کے بعد قافلہ سے پانی ختم ہُوا۔ ایسی ریگستان میں جا پڑا جہاں کوسوں پانی کا پتہ نہ تھا۔ پیاس کی شدت سے مرنے لگے۔ عاجز ہو کر عبدالمطلب سے کہا کہ اب ہم کیا کریں عبدالمطلب نے کہا کہ ہر شخص اپنے اپنے لیے قبر کھودے جو مرتا جائے اسے دفن کرتے جائیں۔ جب لوگوں نے اپنے اپنے لیے قبریں کھود لیں اور بالکل مرنے کو تیار ہوئے اور موت کا کامل یقین ہُوا عبدالمطلب نے فرمایا کہ لوگو اللہ پر بھروسہ کرو یہاں سے چلو شاید آگے کہیں سے پانی مل جائے۔ یہ سن کر لوگوں کی ہمت بندھی سامان سفر درست کیا ہر ایک شخص اپنی اپنی سواری پر سوار ہو کر نہایت ناامیدی کی حالت میں آگے چلا سب سے پیچھے عبدالمطلب اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ جس وقت آپ کی سواری اپنی جگہ سے اُٹھی قدرت الٰہی

اونٹنی کے پیروں کی جگہ سے چشمہ شیریں پانی کا جاری ہوا یہ واقعہ دیکھ کر عبدالمطلب نے پکارا لوگو خدا نے تمہیں موت سے بچایا اور عبدالمطلب کی سواری کے پیروں کی جگہ سے شیریں چشمہ نکالا۔ جب سارا قافلہ خوب سیراب ہوا۔ عبدالمطلب نے فرمایا کہ لو اب راہب کی خدمت میں چلو۔ قریش نے کہا کہ اے سردار قریش اب راہب کے پاس کیا چلوگے وہ تو آسمان کے خدا کی طرف سے خود فیصلہ ہوگیا۔ جس خدا نے ایسے خشک ریگستان میں آپ کو چشمہ عطا کیا۔ اسی خدا نے مکہ میں زمزم عنایت فرمایا ہم سب لوگ لادعویٰ ہیں۔ یہ اور وہ سب کچھ آپ کی ہی برکت سے ہے۔ اے عبدالمطلب آسمان والے خدا نے ہر ایک طرح سے آپ کو ہمارے اوپر بزرگی عنایت کی ہے زرقانی شرح مواہب لدنیہ وسیرت حلبیہ دلائل ابونعیم بینما عبدالمطلب نائم فی الحجر اذ رائے مناما کان سلسلۃ من فضۃ خرجت من ظہرہ لہا طرف فی السماء وطرف فی الارض وطرف فی المشرق وطرف فی المغرب ثم عادت کانہا شجرۃ فذما لی رائسہا السماء وضربت باغصانہا المشرق والمغرب ومارأیت نورا ازہر منہا اعظم من نور الشمس سبعین ضعفا ورئیت العرب والعجم لہا ساجدین وہی تزداد کل ساعۃ عظما ونورا وارتفاعا ورئیت رہطا من قریش قد تعلقوا باغصانہا ورئیت قوما من قریش یریدون قطعہا فاذا دنوا منہا اخذہم شاب لم ارقط احسن منہ وجہا ولا اطیب منہ ریحا فیکسر اظہرہم ویقلع اعینہم فرفعت یدی لاتناول منہا نصیبا فلم انل فقلت لمن النصیب فقال ہو الذین تعلقوا وسبقوک ترجمہ۔ عبدالمطلب نے ایک دن حطیم میں سوتے سوتے خواب میں دیکھا کہ چاندی کی ایک سفید زنجیر میری پشت سے نکلی۔ ایک سرا اس کا آسمان پر ہے دوسرا سرا زمین میں، تیسرا مشرق میں چوتھا مغرب میں پھر وہ زنجیر ایک درخت ہوگئی۔ جس کی اوپر شاخیں آسمان میں اور نیچے کی ٹہنیاں مشرق مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں۔ درخت نہایت روشن درانی، سورج سے بھی ستر حصے زیادہ تیز روشنی ہے۔ عرب اور عجم کے لوگ اس درخت کو سجدہ کرتے ہیں۔ ہر گھڑی اس درخت کا نور اور عظمت اور بلندی زیادہ ہوتی ہے۔ کچھ لوگ قریش کے اس درخت کی ٹہنیاں پکڑ کر اس میں لٹک رہے ہیں اور کچھ لوگ قریش کے اس درخت کے کاٹنے کی فکر میں آتے ہیں۔ جب یہ کاٹنے کی فکر میں آتے ہیں۔ جب یہ کاٹنے والے اس درخت کے پاس پہنچتے ہیں ایک جوان حسین خوبصورت درخت کے پاس کھڑا انکی آنکھیں پھوڑتا کمر توڑتا ہے۔ درخت کے پاس نہیں آنے دیتا۔ عبدالمطلب نے چاہا کہ اس درخت کی ٹہنی پکڑیں مگر ان کا ہاتھ وہاں تک نہ پہنچا۔ کسی نے کہا کہ یہ نور تمہارے نصیب میں نہیں ہے۔ یہ انکے نصیب کا ہے جو تم سے پہلے اس میں لٹک گئے ہیں۔ عبدالمطلب اس خواب کو دیکھ کر نہایت ڈرتے اور لرزتے ہوئے اُٹھے۔ پھر ایک کاہنہ عورت سے جاکر یہ خواب بیان کیا وہ آپ کا خواب سن کر زرد ہوئی اور یہ کہا کہ اے عبدالمطلب اگر تمہارا خواب سچا ہے تو عنقریب تمہاری پشت

ایک فرزند ہوگا جو مشرق سے مغرب تک کا مالک اور بادشاہ ہوگا آسمان کی مخلوق اس پر ایمان لائے گی زمین والے اس کا دین اختیار کریں گے۔ مشرق سے مغرب تک زمین سے آسمان تک اسکی تعریف اور مدح ہوگی ایک عرصہ تک عبدالمطلب اُس فرزند کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس جہاں میں تشریف لائے۔ ہمارے خیال میں کاہنہ عورت نے عبدالمطلب کے خواب کی بالاجمال تعبیر دی۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عبدالمطلب کی پشت سے زنجیر کا نکلنا۔ اور چاروں طرف زمین سے آسمان تک پھیلنا اس سے مراد قید غلامی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ جو سارا جہان مشرق سے مغرب تک زمین سے آسمان تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قید غلامی میں رہے گا اور اطاعت محمدی کی زنجیر میں بندھ جائیگا۔ پھر اس زنجیر کا درخت عظیم الشان نورانی سورج سے ستر حصہ زیادہ روشن بن جانا آپ کی نبوت و شریعت اور دین کی سرسبزی اور روشنی ہے۔ جو نورانی صورت میں نظر آئے جو ہر آن ترقی کرتی رہے گی۔ بہت لوگ جو اس درخت میں لٹکتے نظر آئے وہ آپ کی اطاعت قبول کرنے والے آپ کی شریعت کو ماننے عمل کرنے والے صحابی تھے جو اس درخت کو کاٹتے دکھائی دیئے وہ ابوجہل عتبہ شیبہ ربیعہ مکہ کے کافر تھے۔ جو ہر لحظہ آپکے شہید کرنے آپ کی نبوت و شریعت کے برباد کرنے کی فکر کرتے تھے۔ وہ حسین جوان کاٹنے والوں کی آنکھیں پھوڑتا، کمر توڑتا نظر آیا تھا۔ وہ حضرت جبرائیل امین تھے جو ہر وقت اللہ کی طرف سے آپ کی حفاظت پر مقرر تھے۔ عبدالمطلب نے ہاتھ اٹھا کر درخت کی ٹہنیاں ہاتھ میں لینی چاہیں تو ہاتھ وہاں تک نہ پہنچا۔ اس میں اشارہ تھا کہ چراغ کے نیچے اندھیرا۔ عبدالمطلب اس دولت ایمان سے محروم رہیں گے۔ بلال حبشی صہیب رومی سلمان فارسی اور کروڑوں عجمی مشرف با سلام ہوں اور سگے دادا محروم رہیں۔ خدا کی قدرت اور شان ہے۔

تاریخ الخمیس:۔ حضرت عبداللہ ابن عبدالمطلب کی ولادت نوشیرواں کی تاجپوشی کے چوبیسویں سال میں تھی۔ جس دن عبداللہ پیدا ہوئے سارے ملک شام کے یہودیوں کو اس کی خبر ہوئی۔ وذالک انہ کانت عندہم جبۃ صوف بیضاء مغموستہ فی دم یحیٰی علیہ السلام وکانوا وجدوا فی کتبہم اذا رئیتم الجبۃ البیضاء والدم یقطر فاعلموا ان ابا احمد المصطفٰے قد ولد تلک اللیلۃ۔ ترجمہ:۔ اور خبر ہونے کی وجہ یہ تھی کہ یہودیوں کے پاس ایک جبا تھا سفید جو یحیٰی علیہ السلام کی شہادت کے خون میں رنگا ہوا تھا۔ اور یہود کی کتابوں میں لکھا ہوا تھا کہ جب اس کرتے سے تازہ خون ٹپکے تو پہچان لینا کہ محمد مصطفٰے کے والد عبداللہ پیدا ہوئے۔

نکتہ۔ یہ کرتا یا جبا تھا کہ جس کو پہنے ہوئے حضرت یحیٰی ظالم بادشاہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے۔ یہ جبہ آپ کے خون سے رنگین تھا۔ ہر چند یہود نے اس خون کے دھونے کی کوشش کی۔ مگر

وہ خون اس کرتے سے صاف نہ ہوا۔ جس روز عبداللہ والد مصطفےٰ دنیا میں تشریف لائے وہ خشک خون تازہ ہو کر جبہ سے ٹپکنے لگا اور کچھ تازہ تازہ خون ٹپک کر جبہ صاف اور سفید ہو گیا اس میں دو اشارے اور نکتے تھے۔ نکتہ اول اے یہودیو اب دنیا میں وہ مبارک نبی آتے ہیں کہ اگر تم ان کی اتباع کرو گے تو حضرت یحییٰؑ کے قتل کا گناہ اور الزام بھی تم پر سے معاف ہو جائے گا۔ دیکھو جو جبہ دھونے سے بھی صاف نہ ہوا تھا وہ آج آپ کے والد کی ولادت سے خود بخود صاف ہو گیا۔ صفحہ ہستی سے خون کا نشان مٹا۔ نکتہ تازہ خون ٹپکنے میں یہ اشارہ تھا۔ کہ قتل یحییٰ باسی خون ہے۔ اگر کسی کافر نے یحییٰ کے خون کی مثل کوئی اور تازہ خون کیا ہو وہ بھی اسلام لانے اور اس مبارک نبی کی اتباع سے صاف اور معاف ہو جائے گا ان الاسلام یہدم ما کان قبلہ ترجمہ۔ اسلام سے پہلے کے کل گناہ معاف قتل ہو یا رہزنی اس علامت کے بعد جو کوئی یہودی مکہ معظمہ میں آتا عبداللہ کے چہرہ کا نور دیکھ کر کہتا۔ لوگو یہ نور عبداللہ کا نہیں۔ یہ محمد بن عبداللہ خاتم المرسلین کا نور ہے۔ حضرت عبداللہ شروع شباب میں عجیب عجیب واقعات نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے کرامات دیکھتے تھے۔ حیران ہو کر اپنے والد عبدالمطلب سے عرض کرتے اے عبدالمطلب اذا خرجت الی البطحاء مکۃ و مررت علی ثبیر خرج من ظہری نوران اخذ احدہما شرق الارض والآخر غربہا ثم ان ذینک النورین سیدیران حتی یصیرا کالسحابۃ ثم تنفرج لہما السماء فیدخلان فیہا ثم یرجعان الی فی اللحظۃ الواحدۃ وانی لاجلس فی الموضع فاسمع فیہ من تحتی سلام علیک ایہا المستودع ظہر نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم وانی لاجلس فی الموضع الیابس او تحت الشجرۃ الیابسۃ فتخضر و تلقی علی اغصانہا فاذا قمت و ترکتہا عادت الی ما کانت فقال لہ عبدالمطلب بشرا یا بنی فانی ارجو ان یخرج اللہ من ظہرک المستودع المکرم وانی قد رئیت قبلک رؤیا کلہا تدل علی انہ یخرج من ظہرک۔ ترجمہ جب میں مکہ معظمہ کے میدان میں جاتا اور جبل ثبیر پر چڑھتا ہوں۔ میری پشت سے وہ نور نکل کر ایک مشرق کی طرف دوسرا مغرب کی طرف پھیل جاتا ہے پھر وہ نور سمٹ کر ابر کے مانند بن کر آسمان کی طرف چڑھتا ہے۔ آسمان اس نور کے لیے کھل جاتا اور یہ نور آسمان پر چلا جاتا ہے۔ پھر ایک لمحہ کے بعد آسمان سے واپس چلا آتا ہے۔ اے عبدالمطلب میں جس جگہ بیٹھتا ہوں زمین سے آواز آتی ہے۔ سلام ہے تم پر اے امانت دار نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے اے عبدالمطلب جب میں کسی خشک جگہ یا سوکھے درخت کے نیچے بیٹھتا ہوں۔ زمین سے آواز آتی ہے سلام ہے تم پر اے امانت دار نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے اے عبدالمطلب جب میں کسی خشک جگہ یا سوکھے درخت کے نیچے بیٹھتا ہوں اس وقت درخت ہرا ہو کر مجھ پر اپنی ٹہنیاں جھکاتا ہے۔ اور میرے

نیچے خشک زمین پر گھاس پیدا ہوتی ہے۔ پھر جب وہاں سے چلا جاتا ہوں وہ درخت اسی طرح وہ زمین ویسے ہی خشک ہو جاتی ہے۔ یہ سب کچھ سن کر حضرت عبدالمطلب نے فرمایا بشارت ہو تمہیں اے فرزند مجھے اُمید ہے کہ تمہاری پشت سے خدا تعالیٰ مبارک امانت پیدا کرے گا۔ جس کی بابت میں نے تم سے پہلے خواب دیکھا تھا وہ ایک فرزند ہے جو سارے جہان سے زیادہ بزرگ ہوگا اور تم سے پیدا ہوگا۔ نکتہ۔ مشرق سے مغرب تک نور محمدی کا پھیلنا اس میں اشارہ ہے۔ آپ کے دین کی طرف جو مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گا نکتہ زمین کا عبداللہ کو سلام کرنا اشارہ ہے کہ بے زبان پہاڑ پتھر نبی آخرالزمان کے نبوت کی شہادت دیں گے۔ نکتہ خشک زمین خشک درخت کا سر سبز ہونا اشارہ ہے مردہ دلوں کے زندہ ہونے کا آپ کے فیض نبوت سے مردہ دل زندہ ہوں گے جیسے خشک زمین سوکھا درخت ہرا ہوا وکان ابو النبی عبداللہ کلما اصبح وذہب لیدخل علی اصنامہم اللات والعزی صاحت کما تصیح الھرۃ وانطقت وہی القول ماننا ولک ایہا المستودع ظہر نور محمد الذی یکون ہلاکنا وہلاک اصنام الدنیا علی یدیہ۔ ترجمہ حضرت کے والد عبداللہ جب لات اور عزیٰ بتوں کے پاس جاتے بتوں سے چیخنے اور بلی کی طرح بولنے کی آواز آتی اور آپ سے کلام کرتے اے عبداللہ تیری پشت امانت دار ہے۔ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ہماری اور جہان بھر کے بتوں کی ہلاکت ان کے ہاتھ خدا نے رکھی ہے۔ بت حضرت عبداللہ کو بت خانے میں آنے اور بت پرستی کرنے سے روکتے تھے۔

تاریخ الخمیس۔ ایک دن عبداللہ تنہا مکہ کے جنگل میں تشریف لے گئے۔ یکایک ایک گروہ یہودیوں کا آپ کے شہید کرنے کے خیال میں آیا۔ اور عبداللہ کو تنہا میدان میں پاکر۔ آپ پر حملہ کیا فوراً چند سوار آسمان سے اترے یہودیوں پر حملہ کیا اور ان کو حرم سے نکال کر چلے گئے واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ترجمہ خداوند کریم نبیؐ کے نور کو پورا کرے گا خواہ کافر کتنا ہی برا مانیں اور ہلاکت کی کوشش کریں۔ ان کی سب کوششیں بیکار جائیں گی۔ تاریخ الخمیس و سیرت حلبیہ دلائل النبوت ابو النعیم قبل اس کے کہ عبداللہ کا عقد شریف آمنہ سے منعقد ہو۔ ایک دن آپ مکہ معظمہ میں چلے جاتے تھے ایک عالمہ عورت بنو خشعم قبیلہ کی جس کا نام فاطمہ بن مرہ تھا آپ کے سامنے آئی اور نور محمدی عبداللہ کی پیشانی میں دیکھ کر آپ سے عرض کیا کہ اے عبداللہ اگر تم ہم سے شادی کرو تو ہم سو اونٹ تمہیں عقد کے عوض میں دیں گے۔ آں جناب نے فرمایا کہ حرام کی ممانعت ہے اور حلال بغیر والدین کی رضامندی ہو نہیں سکتا۔ صاف جواب دے کر تشریف لے گئے کچھ عرصہ کے بعد آپ کی شادی اور عقد شریف بی بی آمنہ سے ہوا اور وہ نور علی نور نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم عبداللہ سے منتقل ہو۔ بی بی آمنہ کے

نصیب میں آیا۔ ایک دن عبداللہ پھر ادھر سے گذرے۔ اور عورت فاطمہ خشعمیہ خاندان کی آپ کو نظر آئی۔ آپ کی پیشانی خالی دیکھ کر نہایت حسرت اور افسوس سے ہاتھ ملنے لگی۔ عبداللہ نے کہا کہ اے بی بی آج تم مجھ سے وہ سوال نہیں کرتیں جو پہلے کیا تھا۔ عورت نے کہا کہ عبداللہ۔ مجھے تیری طلب نہ تھی وہ نور نبوت جو تیری پیشانی میں چمکتا تھا۔ میں اس کی عاشق اور طالب تھی۔ لیکن خدا نے وہ نور میرے نصیب میں نہیں لکھا تھا۔ خیر وہ جس کی امانت تھی اُسے مبارک رہے دو سو عورتیں نور محمدی سے محروم رہ جانے کے سبب وحشت اور جنون میں مبتلا ہوئیں اور اسی حسرت اور افسوس میں دیوانی ہو کر مرگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضور کا حمل میں تشریف لانے کا بیان

تاریخ الخمیس، خصائص کبریٰ دلائل النبوت سیرت حلبیہ مواہب لدنیہ زرقانی شرح مواہب زرمی سہل بن عبداللہ التستری عن الخطیب البغدادی لما اراد اللہ تعالیٰ خلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم فے بطن امہ آمنہ لیلۃ رجب وکانت لیلۃ الجمعۃ امر اللہ تلک اللیۃ خازن الجنان ان یفتح الفردوس ونادی فی السمٰوٰت والارض الاان النور المخزون الذی یکون منہ النبی الہادی یستقر فی ہذہ اللیلۃ فی بطن امہ ویخرج الی الناس بشیرا ونذیرا۔ ترجمہ جب حقتعالیٰ نے حضور اقدس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بی بی آمنہ کے بطن مبارک میں پیدا کرنا چاہا رجب کا مبارک مہینہ جمعہ کی شب تھی۔ جنت کے داروغہ کو ارشاد ہوا کہ اے خازن جنت الفردوس کا دروازہ کھول اور زمین و آسمان میں ندا کر کہ وہ مبارک نور جس سے نبی کریم ہادی برحق پیدا ہوں گے آج کی رات اپنی والدہ ماجدہ کے مبارک حمل میں تشریف لے آئے اور عنقریب پیدا ہو کر جنت کی بشارت سنائیں گے۔ حضرت عیسیٰ چار سو چونتیس سال کے بعد آج دنیا میں رسول اللہ کی تشریف لانے اور جنت کے دروازہ کھلنے کی مبارک خبر آئی۔ خوش نصیب اس اُمت کے جن کے آپ رسول ہوں گے۔ جو آپ پر ایمان لا کر آپ کے ساتھ جنت میں جائیں گے بشارت جن مبارک رسول نے حمل میں تشریف لاتے ہی سب سے پہلے امت کے لیے دروازہ کھلوایا وہ رسول پیدا ہو کر کیا کچھ کریں گے۔ پھر رسول ہو کر پھر عمر بھر قوم کی ہدایت میں محنتیں اُٹھا کر معجزات دکھا کر کیسا کچھ جنت کو سستا کریں گے۔ پھر وفات کے وقت امت کے لیے مغفرت کی آخری دعائیں فرما کر کیا کچھ امت کے لیے بہتر نتیجہ پیدا کریں گے۔ مواہب لدنیہ لم یبق فی تلک اللیۃ دار الا شرقت والا مکان الا دخلہ النور ترجمہ۔ جس رات حضور حمل میں تشریف لائے ایک ایک گھر روشن ایک ایک جگہ نور سے معمور ہوئی۔ جس طرح ہر ایک گھر ہر ایک مکان میں جناب کا نور پہنچا اسی طرح

نبی ہونے کے بعد آپ کا ذکر خیر آپ کا مبارک کلام آپ کی نبوت پہنچیگی۔ نکتہ۔ دنیا میں گھر گھر روشن کرنے والی چیز سورج ہے۔ جس کا ہر ایک جگہ نور پہنچتا ہے۔ اسی طرح حضور کا نور گھر گھر پہنچا۔ اس میں یہ اشارہ تھا کہ آج شمس الانبیاء اس جہان میں تشریف لائے ان کے پہلے ستاروں کی مانند روشن نبوت والے آئے مگر آج سورج کی طرح روشن رسالت والے آتے ہیں۔ رب العالمین نے قرآن مجید میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سورج کو ایک لقب سے یاد کیا۔ یاایہا النبی انا ارسلنک شاہدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا ترجمہ:۔ اے مبارک نبی ہم نے تمہیں رسول امت پر گواہ جنت کی خوش خبری سنانے جہنم سے ڈرانے اللہ کی طرف بلانے والا روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ دوسری آیت میں سورج کی نسبت ارشاد ہے وجعل الشمس سراجا ترجمہ:۔ خدا نے سورج کے طلوع ہوتے ہی گھر گھر روشن ہوتا ہے۔ اسی طرح حضور کے حمل میں آتے ہی گھر گھر روشن ہوا۔ مگر حضور کے لیے پچھلی ساعت اوّل سے بہتر ہے وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ ترجمہ:۔ انجام میں آکر سورج اور اس کا نور فنا ہوگا اذا الشمس کورت ترجمہ:۔ جب سورج کا نور لپٹا جائے گا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور روز افزوں ہوگا پس سورج کا نور فانی ہوگا اور حضور کا نور باقی۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مواہب لدنیہ والخمیس نطقت کل دابۃ فی قریش وقالت حمل برسول اللہ ورب الکعبۃ ہو امان الدنیا وسراجا ترجمہ:۔ قریش کے گھر کا ہر ایک جانور بول اٹھا کہ لوگو آج رسول اللہ حمل میں تشریف لائے کعبہ کے رب کی قسم وہ ساری دنیا کے لیے باعث امن وامان اور جہان کے چراغ ہوں گے۔

حکمت:۔ جانوروں کے بولنے حضور کی رسالت کی شہادت دینے میں کیا حکمت ہے۔ انسان عاقل کی شہادت گو نہایت اعلیٰ درجہ کی شہادت ہوتی ہے۔ مگر جاہل کے خیال میں یہ شہادت ایسی رائج نہیں ہوتی۔ عوام الناس کے نزدیک عاقل شاہد کی نسبت بدگمانی ہونی ممکن ہے اس لیے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاک دامن ہونے کی شہادت حق تعالیٰ نے دو ماہ کے شیر خوار بچے سے دلوائی۔ پھر فوراً حضرت یوسف کی براءت عزیز مصر کے نزدیک ثابت ہوئی۔ کیونکہ شیر خوار بچہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ کفار مکہ اشد درجے کے جاہل تھے۔ انسانی شہادت میں بدگمانی کرتے۔ خدا نے بجائے شیر خوار بچہ کے بے زبان جانوروں سے نبی آخر الزمان کی شہادت دلوائی تاکہ کسی کو انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔ تاریخ الخمیس مواہب لدنیہ خصائص کبریٰ وفرت وحوش المغرب الی وحوش المشرق، وکذلک اہل البحار یبشر بعضہم بعضا۔ ترجمہ اور دوڑے وحشی جانور مغرب کے رہنے والے

مشرق کے جانوروں کی طرف خوش خبری لے کر اسی طرح دریائی جانور خوشی سناتا تھا ایک دوسرے کو نکتہ۔ جنگلی وحشی اور دریائی جانوروں کی خوشی کا کیا سبب ہے۔ آسمان زمین اور سارے جہان کی بقا اور حیات موقوف ہے۔ ذکر الٰہی پر جو بعد مسیح کے عرصہ چار سو پچاس سال سے دنیا سے قریب الختم ہو چکا تھا۔ سوائے انسان کے ہر ایک چیز زمین، پہاڑ جنگل کے جانور دریائی مخلوق اس راز سے واقف تھی اور جان گئی تھی کہ اب عنقریب جہان فنا ہوا۔ اور ساتھ ہی ہم بھی غارت ہوئے۔ عین شدت کی پیاس اور نا امیدی کی حالت میں ابر رحمت کی صورت میں نمودار ہوئی اور یکایک خاتم الانبیاء سردار اولین اور آخرین کے حمل میں تشریف لانے کی ندا آسمان سے کان میں آئی ہر ایک جانور خوشی سے پھولا نہ سمایا اور شدت سرور میں محو ہو کر مشرق کے جانور مغرب تک اور مغرب کے جانور مشرق تک آپس میں بشارتیں اور عالم کی زندگی اور حیات کی خوش خبریاں سناتے چلے گئے۔ اسی طرح دریائی جانور اپنی حیات کی خبر پا کر خوش ہوئے آج وہ رات تھی کہ جان جہان اور حیات عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے حمل میں تشریف لائے اور عنقریب دنیا میں ظاہر ہو کر جہان کو زندہ کریں گے۔ بعد حضور کی وفات کے یہ مرتبہ خدا نے آپ کی امت کے علماء و صلحاء کو عطا فرمایا ہے حدیث میں آیا ہے کہ عالم کی زندگی کی دعائیں جنگل کے جانور دریا کی مچھلیاں چیونٹیاں ہمیشہ کرتی ہیں کیونکہ جب تک ایک عالم باقی یاد الٰہی باقی جہاں باقی جب تک جہان باقی مخلوقات الٰہی باقی۔ پس اسی لیے ساری مخلوق دعا گو رہتی ہے۔ عالم اور ذاکر کی مواہب لدنیہ و زرقانی شرح مواہب وکانت قریش فی جدب شدید وضیق عظیم فاخضرت الارض وحملت الاشجار واتاہم الرفد من کل جانب وسمیت تلک لسنۃ سنۃ الابتہاج ترجمہ قریش نہایت خشک سالی اور بڑی تنگی اور سخت مصیبت میں تھے۔ جس سال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حمل میں تشریف لائے خشک زمین سرسبز ہوئی سوکھے درخت ہرے ہو کر پھل پھول لائے ہر ایک طرف سے خوشحالی فارغ البالی نصیب ہوئی اس لیے خوشی اور تازگی کا سال اس برس کا نام رکھا گیا۔ حکمت مردوں کو زندہ کرنے والے نبی حمل میں آئے اس کے یقین دلانے کے لیے مردہ اور خشک زمین سوکھے درخت بغیر بارش اور آبپاشی کے ہرے اور پھل دار ہوئے حضور کے حمل میں تشریف لانے کی مبارکی میں قریش کو یہ انعام دیا اور انہیں مردوں کو جلانے کی صورت آنکھوں سے دکھائی تاکہ انجام کار لوگ حضور کی اتباع جان و دل سے کریں آپ کو قدیمی محسن ہمیشہ کی حیات دلانے والا جان کر آپ کی محبت اور پیروی میں کوتاہی نہ کریں فان المحب لمن یحب مطیع ترجمہ۔ دوست اور محب ضرور اپنے محبوب کی اطاعت کرتا ہے خصائص کبریٰ سیوطی تاریخ الخمس وافق لنساء

الدنیا تلک السنة ان یحملن ذکورا لکرامة المحمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ترجمہ:۔ اور حکم دیا خدا نے دنیا بھر کی عورتوں کے رحم کو کہ اس سال ہر عورت کے پیٹ سے لڑکا پیدا ہو حضور انور کی بزرگی ثابت کرنے کے لیے حکمت عام طور سے لوگوں کو بیٹے کی خوشی ہوتی ہے۔ اس لیے حضور کی ولادت کے سال لوگوں کو خوش کرنے کے لیے بطور انعام بیٹے عطا فرمائیے۔ کیونکہ سلاطین اور بڑے بڑے بادشاہوں کی بیگمات کو جب کچھ اُمید حمل قائم ہوتی ہے۔ تو عام طور سے رعایا کو انعام دیا جاتا ہے۔ پھر حضور سے زیادہ کون بڑا بادشاہ گا۔ اس لیے آپ کی امید کے دن بہت سی قسم کے انعام جہاں بھر کو عطا ہوئے دنیا کی تکلیفیں قحط سالیاں رفع ہوئیں روزی رزق زیادہ ہوا۔ نرینہ اولاد بیٹے ہوئے دوسری وجہ قوم قریش اور دوسری جاہل قوموں میں لڑکی کا قتل کرنا رائج تھا۔ حق تعالیٰ نے حضور کے طفیل اس سال کو معصوم بے زبان کے خون ناحق اور قتل سے محفوظ رکھنے کے لیے کہیں بھی لڑکی پیدا نہ ہوئی۔ بلکہ سب لڑکے عطا کیے نہ لڑکی ہوگی نہ قتل کی جائے گی۔ سبحان اللہ حمل میں آتے ہی خون ناحق کو بند کر دیا۔

مواہب لدنیہ والخمس زرقانی واصبح عرش ابلیس منکوساً والملک یتسمر فی منفیق البحار اربعین صبلبا ما فانقلب اسود محرقا ولم یبق سریر الملک من ملوک الدنیا الا اصبح منکوساً وکلت السنة الملوک حتے لم یقدروانی ذلک الیوم علی التکلم واصبحت اصنام الدنیا منکوستہ خلاصہ اوندھا کیا گیا تخت ابلیس کا اور غوطے دیئے گئے ابلیس کو ایک فرشتہ چالیس دن تک برابر جس کے صدمے سے ابلیس کی رنگت سیاہ پڑ گئی اور الٹے گئے تمام بادشاہوں کے تخت اور گونگی رہیں زبانیں ان کی سارے دن کوئی بادشاہ کچھ بھی منہ سے نہ بول سکتا تھا اور اوندھے گرائے گئے تمام جہان کے بت حکمت قدیم سے بادشاہی کا دستور ہے کہ خوشی اور جشن کے موقع پر دوستوں رفیقوں کو انعام قاتل دشمنوں کو سزا یا قید کیا جاتا ہے حضور انور بادشاہوں کے بادشاہ ہیں۔ اس لیے وہی آئین شاہی آپ کے حمل میں تشریف لانے کے وقت برتاؤ میں آیا۔ دوستوں کو بے حد انعام دشمنوں کو قید یا سزا دی گئی۔ سب سے زیادہ بڑا دشمن حضور کا ابلیس لعین تھا۔ اس لیے اسے چالیس روز تک برابر سزا دی گئی۔ تخت اس کا اوندھا کیا گیا چالیس دن تک سمندر میں غوطے دیئے گئے۔ دوسرے درجہ پر حضور کے دشمن دنیا کے بادشاہ اور بت تھے۔ اس لیے بتوں کو اوندھا کیا بادشاہوں کو گونگا ان کے تختوں کو پلٹا گیا فرق یہاں تین مرتبہ ہیں۔ اوّل مرتبہ خدائی دوسرا مرتبہ رسالت پناہی تیسرا مرتبہ بادشاہی۔ خدا کی شان عالی یہ ہے کہ دنیا میں ہر طرح کے دشمنوں دوستوں کو یکساں انعام دیا جائے۔

دوستاں را کجا کنی محروم ؎ تو کہ بادشمناں نظر داری

رسالت کی شان یہ ہے کہ دنیا کے دشمنوں کا قصور معاف کیا جائے۔ مگر دین کے دشمنوں کا قصور معاف نہ کیا جائے بلکہ اس کو دنیا ہی میں پوری سزا دی جائے۔ بادشاہت کی شان یہ ہے کہ دنیا کے دوستوں کو انعام باغیوں کو سخت سزا دی جائے۔ حضور انور کے حمل میں تشریف لانے کے وقت شان رسالت برتی گئی۔ دنیاوی دشمنوں کو دوستوں کے برابر انعام ہوا کفار قریش کو کیا کچھ انعام ملا مگر شیطان اور بت اور کافر بادشاہ جو دین کے دشمن تھے انہیں سزائیں ملیں۔

ایام حمل کا بیان

مسامرۃ الاخبار آثار الاول عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال فی کل شھر من شھور حملہ یسمع نداء من السماء ان ابشروا فقد آن لابی القاسم ان یخرج میمونا مبارکاً خلاصہ حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ حضور کے ایام حمل میں ہر مہینہ ایک آواز آسمان سے آتی تھی۔ لوگو خوش ہو جاؤ وہ وقت آگیا ہے ابو القاسم نہایت برکت والے نبی اس جہان میں تشریف لائیں **سیرت حلبیہ** قالت آمنۃ اتانی ات وانا بین النائمۃ والیقظان فقال ہل شعرت انک قد حملت لسید الانام ونبی ہذا الامۃ ترجمہ بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ مجھے اپنے حمل کی خبر نہ تھی ایک رات مجھ سے کسی نے کہا کہ بی بی تمہیں کچھ خبر ہے کہ تمہارے حمل میں سارے جہان کے سردار اس امت کے نبی تشریف رکھتے ہیں۔ اس دن سے بی بی آمنہ کو اپنے حمل کا یقین ہوا **سیرت حلبیہ** عن شداد بن عرس ان آمنۃ رأت فی المنام ان الذی فی بطنھا خرج نورا۔

ترجمہ بی بی آمنہ نے خواب میں دیکھا کہ جو کچھ آپ کے حمل میں تھا وہ نور ہو کر باہر نکلا۔

آثار الاول و اخبار الدول وکانت آمنۃ اذا مشت فی الدار الحجر یلین تحت اقدامھا۔ ترجمہ بی بی آمنہ ایام حمل میں جب راستہ چلتی تھیں جو پتھر ان کے پیروں میں آتا وہ موم کی طرح نرم ہو جاتا اشارہ۔ یہ سب کچھ برکت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ پتھروں کے موم ہو جانے میں اشارہ تھا کہ اے آمنہ تمہارے حمل میں وہ نبی تشریف رکھتے ہیں جو پتھروں سنگ دلوں کٹے کافروں کو موم بنا کر دائرہ اسلام میں داخل کریں گے۔ آپ کی خلق عظیم کی تاثیر ایام حمل میں ثابت ہو چکی تھی وکانت اذا ارادت ان تستقی من البیر یطلع الماء الی فم البیر و یجری تحت قدمھا ترجمہ۔ جب بی بی آمنہ کسی کنوئیں سے پانی بھرنا چاہتیں تو فوراً کنوئیں کی تہ سے پانی نکل کر آپ کے قدموں میں بہنے لگتا۔ پھر لا تکلف جس قدر چاہتیں پی لیتیں اور جس قدر چاہتیں بھر لیتیں۔ جب آپ وہاں سے تشریف لے جاتیں پانی کنوئیں کا اپنی جگہ اتر جاتا **اشارہ** اللہ نے حضور کے سبب آپ کی والدہ کو حمل کے دنوں میں پانی کھینچنے کی مشقت سے بچایا اور کنوئیں کی تہہ سے پانی باہر نکال کر آپ کے پیروں میں بہایا۔ اس میں اشارہ ہے کہ جو لوگ

حضور پر ایمان لاکر آپ کی پیروی کریں گے۔ انہیں ہر طرح کی موت اور قبر اور حشر کی تکلیفوں سے بچایا جائے گا۔ یہ ہی مطلب حدیث میں آیا ہے۔ لیس علی اہل لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وحشتہ فی قبورہم ولا منشرہم۔ ترجمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ والوں کو نہ قبر میں تکلیف ہوگی نہ حشر میں انہیں بلا مشقت اور بلا دقت جنت ملیگی جسطرح ایام حمل میں بی بی آمنہ کو کنوئیں کا پانی لغیر مشقت ملا وکانت غمامتہ النور تظلل علی راسہا والطیور تنزل من الجو تتبرک لفوادہا ترجمہ: بی بی آمنہ کے سر پر ایک نورانی نہایت سفید ابر دھوپ کے وقت سایہ کرتا اور پرند جانور اتر کر آپ کی زیارت آپ کے قلب مبارک سے برکت حاصل کرتے تھے جو جانور دنیا کے جانور نہ تھے آسمان کے ملائک تھے۔ بہر صورت یہ زیارت بی بی آمنہ کی نہ تھی۔ بلکہ اس عفیفہ کے حمل مبارک میں آفتاب رسالت مخفی تھا۔ یہ ان کی زیارت تھی اور اس کی مثال ایسی ہے جیسی کہ اندھیری رات میں رستہ چلنے والے مسافر گھڑی گھڑی آسمان کی طرف نگاہیں اُٹھا اُٹھا کر دیکھتے ہیں کہ کب وہ وقت آوے کہ چاند طلوع کرے اور یہ اندھیرا راستہ روشن ہو۔ اسی طرح یہ جانور بی بی آمنہ کو گھڑی گھڑی دیکھتے کہ کب وہ وقت آئے گا جو شمس الانبیاء کے نور سے جہان روشن ہوگا دلائل النبوت عن بریدہ قال رأت آمنہ فی منامہا فقیل لہا انک قد حملت بخیر البریۃ وسید العالمین وآیۃ ذلک ان یخرج نور یملا قصور بصری من ارض شام فاذا وقع تسمیہ محمداً ترجمہ:۔ حضرت بریدہ روایت کرتے ہیں کہ ایک رات بی بی آمنہ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ اے آمنہ تمہارے حمل میں سارے جہان سے بہتر اور جہان کا سردار ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ ولادت سے پہلے تمہارے شکم سے نور نکلے گا جو ملک شام تک روشن کرے گا۔ جب یہ پیدا ہوویں تو ان کا نام محمد رکھنا سیرت حلبیہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم بقی فی البطن امہ تسعۃ اشہر کملا لاتشکو وجعا ولا شیأ مایعرض لذوات الحمل من النساء۔ ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پورے نو مہینے حمل میں رہے۔ اس عرصہ میں آپ کی والدہ کو کوئی درد یا تکلیف یا کوئی عارضہ جو اکثر عورتوں کو حمل کے دنوں میں ہوتے ہیں نہیں ہوا اور نہ کبھی آپ کا کسی کھٹی میٹھی چیز کو دل چاہا۔ کیونکہ بی بی آمنہ کے حمل میں وہ زاہد نبی تشریف رکھتے تھے جن کو ساری عمر کسی دنیا کے ذائقہ کھٹے میٹھے سے کوئی لگاؤ نہ ہوا۔ صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ دو دو مہینے تک گھر میں پکانا میسر نہ ہوتا۔ ایک دو کھجور اور پانی پر وقت گذرتا کبھی ایک ہفتہ صرف پانی پر بسر فرمایا پیٹ کو پتھر باندھ کر نماز پڑھائی اس حالت میں بھی عبادت الٰہی بدستور جاری رہی جب ایسی ایسی بشارتیں اور خواب بی بی آمنہ نے دیکھے بتقاضائے بشریت اپنے خواب قریش کی عورتوں سے بیان کیے۔ ناقص عقل عورتوں نے سن کر جن کا خلل تجویز کیا اور ایک ہنسلی لوہے کی آمنہ کے گلے میں اور لوہے کا کڑا ہاتھ میں ڈالا۔ جاہل عورتوں

کے خیال میں لوہا پاس رکھنے سے جن بھوت بھاگتا ہے۔ لیکن یہ خیال غلط ہے فاللہ خیر حافظا۔
ترجمہ۔ اللہ نگہبان ہے اور اس کی حفاظت کافی ہے۔ جب عورتوں کے کہنے سے بی بی آمنہ نے لوہے کی ہنسلی اپنے گلے میں ڈال لی رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک بوڑھے بزرگ فرماتے ہیں کہ اے آمنہ تمہارے حمل میں سیدالانبیاء تشریف رکھیں اور تم لوہے کے طوق سے پناہ اور امن مانگو۔ اس بزرگ نے فوراً آہنی ہنسلی اور کڑے کی طرف اشارہ کیا وہ دونوں ٹوٹ کر گر گئے۔ آمنہ نے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ فرمایا کہ میں ابراہیم خلیل اللہ ہوں نکتہ کیوں نہیں آپ ماسوائے خلیل ہونے کے بت شکن بھی ہیں۔ نمرود کے بت بھی آپ نے توڑے تھے۔ ضرور تھا کہ ماحی شرک سیدالمرسلین کی والدہ کو ایام حمل میں شرک کرنے سے آپ آکر روکتے۔ صبح کو وہ ہنسلی آہنی اور کڑا از خود ٹوٹا ہوا پڑا تھا۔ اس میں اشارہ تھا کہ اے آمنہ تمہارے حمل میں وہ نبی تشریف رکھتے ہیں جو لاکھوں گنہ گار بندوں کے آہنی طوق زنجیریں کٹوا دیں۔ ان کے حمل میں ہوتے ہوئے آپ نے لوہے کا طوق کیوں ڈالا۔ تمہیں ہرگز ایسا مناسب نہیں ہے۔ اور کیوں مناسب ہوتا۔ جب کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی قیدی کو زنجیر میں بندھا ہوا ملاحظہ کرتے تو یہ فرماتے کہ اے شخص تجھے دیکھ کر مجھے جہنم کے طوق زنجیر یاد آگئے۔ آپ لوہے کے طوق کٹوانے والے تھے نہ ڈلوانے والے۔

شب ولادت مبارک کا بیان

خصائص کبریٰ اللسیوطی دلائل ابونعیم زرقانی شرح شفاء عن ابن عباس قال فتح اللہ لمولدہٖ ابواب السماء وجنانہ فکانت آمنۃ تحدث عن نفسھا وتقول لقد اخذنی ما یاخذ النساء ولم یعلم لی احد من القوم فسمعت وجبۃ شدیدۃ وامراً عظیماً فھالنی ذالک فاذا انا بشربۃ بیضاء لبنا وکنت عطشی فناولتھا فشربتھا فذھب عنی کل رعب وکل وجع کنت فکشف اللہ عن بصری فرایت رجالاً قد وقفوا فی الھواء بایدھم اباریق فضۃ ورایت قطعۃ من الطیر مناقیرھا من الزمرد واجنحتھا من الیاقوت قد غطت حجرتی ورایت ثلاثۃ علام علما بالمشرق وعلماء بالمغرب وعلما ظھر الکعبۃ۔ ترجمہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے آپ کی ولادت مبارک کے وقت دروازے آسمان اور دروازے جنت کے کھول دیئے تھے۔ اور بی بی آمنہ حضور کی ولادت کے حالات یوں بیان فرماتی تھیں۔ کہ مجھے بچہ ہونے کا درد لاحق ہوا۔ یکایک ایک نہایت ہولناک آواز سنی جس کے سبب سے ڈرنے لگی۔ اگلے دن مجھے ایک پیالہ سفید دودھ سا شربت نظر آیا۔ میں نے اُسے لے کر پیا فوراً سارا ڈر اور خوف میرے دل سے زائل ہوا اور جو کچھ درد معلوم ہوتا تھا

وہ بھی نہ رہا۔ پھر خدا نے میری آنکھوں کے سامنے سے پردہ اٹھالیا۔ مجھے بہت سے آدمیوں کی صورت معلق آسمان زمین کے بیچ میں کھڑی نظر آئی۔ جن کے ہاتھوں میں چاندی کے لوٹے آفتابہ تھے۔ پھر ایک ٹکڑی جانوروں کی جن کی چونچ سبز زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے نظر آئی ان جانوروں نے میرے حجرہ کو اپنے پروں سے چھپا رکھا تھا پھر مجھے تین نشان نظر آئے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں تیسرا کعبہ کی چھت پر کھڑا تھا انتہا یہ ہولناک آواز دروازوں کے کھولنے کی تھی۔ وہ حضور کی پیدائش مبارک کے وقت ملائک حاضر ہونے کے لیے کھولے گئے تھے آدمی کی صورت ہاتھوں میں آفتابہ لیے فرشتے تھے۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ولادت کے بعد آب کوثر اور سلسبیل سے غسل دینے کے لیے جنت سے لے کر شاہ کی تشریف آوری کے انتظار میں در دولت پر حاضر تھے۔ یہ ٹکڑی جانوروں کی وہ فرشتے تھے جو درپردے ولادت کو جنات اور شیاطین کی نظر بد اور برے برے اثر سے محفوظ رکھنے کے لیے بہت پہلے سے حاضر ہوئے تھے۔ یہ تین جھنڈے ایک مشرق میں ایک مغرب میں تیسرا کعبہ کی چھت پر اس میں اشارہ یہ تھا کہ آپ کا دین اور آئین کعبہ سے چل کر مشرق سے مغرب تک پہنچ جائیگا۔ پھر جو کچھ آمنہ بی بی کو دکھایا گیا وہ سب کچھ ہو بہو ہوا۔ آج اس در یتیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے کلمہ کی صدا چار دانگ عالم میں گونج رہی ہے۔ عرب وعجم، شام وعراق، ہند، سندھ، چین ماچین ایشیا، یورپ افریقہ کے ریگستان آنحضرت کے کلمہ سے منور ہو جاتے ہیں۔ خصایص کبریٰ۔ دلائل ابو نعیم عن عثمان ابن ابی العاص قال حدثنی امی انہا شہدت ولادۃ آمنۃ ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ ولدتہ قالت فماشئ انظر الیہ فی البیت الا نورٌ وانی لانظر الی النجوم تدنو حتی انی لاقول لیقعن علی ترجمہ عثمان بن العاص کی والدہ کہتی ہیں کہ میں اس رات کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ بی بی آمنہ کی خدمت میں حاضر تھی۔ مجھے ان کے گھر میں سوائے نور کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اور یہ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ آسمان کے ستارے آمنہ کے حجرے کے نزدیک ہوئے چلے آتے ہیں۔ مجھے یہ خیال ہوتا کہ کہیں یہ ستارے مجھ پر نہ گر جائیں۔ عثمان کی والدہ نے جو نور حجرہ مبارک کو باہر سے مشرق سے مغرب تک زمین سے آسمان تک گھیرے ہوئے تھے۔ ان کے روشن چہرے مل کر ستاروں کی صورت میں نظر آئے۔ مواہب۔ خصائص کبریٰ ان آمنۃ قالت لما فصل منی خرج معہ نور اضاء لہ ما بین المشرق والمغرب رایت قصور الشام والبصری فیہ ترجمہ۔ بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ آپ کی ولادت مبارک کے وقت ایک عظیم الشان نور پیدا ہوا۔ جن نے مشرق سے مغرب تک تمام جہان کو روشن کر دیا۔ اور ملک شام کے محل اس روشنی میں مجھے نظر آنے لگے۔ فائدہ یہ وہی نور ہے جس کی طرف قرآن مجید میں اشارہ ہے۔ قد جاءکم من اللہ نور

ترجمہ :۔ لوگو خدا کی طرف سے تمہارے پاس نور بھیجا گیا ہے۔ اس نور کا مشرق سے مغرب تک پہنچنا اشارہ ہے آپکی نبوت کی طرف جو سارے جہان میں پہنچیگی۔ ملک شام کے محل نظر آنے سے مراد یہ ہے کہ حضور کا ملک اور جناب کی سلطنت ملک شام میں ہوگی خصایص والخمیس شواہد النبوت فلما خرج من بطنی نظرت علیہ فاذا ہو ساجد قد رفع اصبعہ و ہو یقول بلسان فصیح لاالہ الااللہ انی رسول اللہ ترجمہ :۔ جب حضور آمنہ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ بی بی آمنہ نے آپ کو دیکھا کہ حضور سجدے میں تشریف رکھتے ہیں۔ پھر سجدے سے سر اُٹھا کر انگلی آسمان کی طرف بلند فرما کر نہایت فصیح زبان سے فرمایا لاالہ الا اللہ و انی رسول اللہ نہیں کوئی معبود مگر ایک اللہ کے اور میں اللہ کا رسول ہوں نکتہ لاالہ الااللہ کا ذکر سارے اذکار میں افضل ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے افضل الذکر لاالہ الااللہ سب سے افضل ذکروں میں لاالہ الااللہ کا ذکر ہے۔ اس کے افضل ہونے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ افضل مخلوقات سید الاولین والآخرین نے سب سے پہلے اسی ذکر الٰہی کو زبان مبارک سے نکالا ہے۔ پس مقدس ذات کی زبان کا پہلا ذکر سب ذکروں سے اوّل قرار دیا گیا۔ نکتہ :۔ آپنے معاً پیدا ہوتے ہی لاالہ الااللہ پڑھا۔ پھر وفات مبارک کیوقت آخری کلام لاالہ الا اللہ الھم بالرفیق الاعلیٰ تھا تو یہی ایک کرخاص ایسا ہے جو سب سے اوّل تھا اور سب سے آخر تک رہا اگر اس اعتبار سے لاالہ الااللہ کو یہ کہا جائے ہوالاول والآخر ترجمہ یہی اوّل تھا یہ آخر رہے گا تو بجا ہے پس یہ افضل ہونیکی بڑی وجہ نکتہ :۔ قرآن مجید کی شہادت ہے کہ حضرت مسیح نے سب سے پہلا کلام یہ تھا۔ انی عبداللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا و جعلنی مبارکا این ماکنت واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا ترجمہ :۔ میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے خدا نے کتاب عنایت فرمائی اور مجھے نبی برکت والا بنایا۔ اور مجھے نماز کی وصیت زکوٰۃ کا حکم دیا۔ یہ ساری باتیں آنحضرت نے دو باتوں میں ادا فرمادیں۔ لاالہ الااللہ سے اپنا اور سارے جہان کا بندہ اور اللہ کا خالق ہونا بیان کر دیا۔ رسول اللہ سے اپنا رسول اور صاحب کتاب اور مبارک ہونا بیان حضور کا مرتبہ مسیح کے مرتبہ سے اعلیٰ یوں ہوا کہ مسیح نے نماز کا مرتبہ زبانی بیان کیا اور حضور اکرم نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کر کے نماز پڑھ کر عمل کر کے آنکھوں سے دکھایا ہدایت حضور اکرم نے پیدا ہوتے ہی دو عبادتیں اپنے خدا سے ادا فرمائیں ایک ذکر لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ دوسرا سجدہ یہ ہی دونوں عمل آپ کی شریعت میں زیادہ اللہ کو پیارے ہوئے۔ حضور کی اُمت کو لازم ہے کہ خدا کے پیارے رسول کے ادا کیے ہوئے اعمال جان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ یہ دونوں عمل بالخاصیت ضرور خدا سے ملانے جنت میں لے جانے والے دیدار الٰہی دکھانے والے ہیں اور قرآن مجید بھی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ فمن کان یرجو القاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا ترجمہ :۔ جس شخص کا خدا کی ملاقات کو دل چاہے وہ نیک عمل کرے اور

شرک سے بچے پھر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ شرک کا بچاؤ ہے اور عمل صالح نماز اور سجدہ ہے۔ پھر پیدا ہوتے ہی حضور نے اس تعلیم پر خود عمل کیا اور دوسروں کو مدت العمر یہی تعلیم فرمایا۔

خصائص۔ واخرج عن موسٰی عن عبیدۃ عن اخیہ قال لما ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوقع علی الارض رافعا راسہ الی السماء وقبض قبضۃ من التراب بیدہ فبلغ ذلک رجلا من لھب فقال لصاحب الجزلین صدق ہذا الفال لیغلبن ہذا المولود اہل الارض ترجمہ۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر ایک مٹھی بھر خاک زمین سے اٹھالی جب یہ خبر ایک بنی لہب کے شخص کو پہنچی اس نے کہا کہ اگر یہ فال سچی ہے تو ضرور یہ فرزند تمام دنیا پر قابض ہو گا۔ مواہب لدنیہ قالت آمنۃ فرایت سحابۃ بیضاء قد اقبلت من السماء حتی غشیتہ فغیبت عنی ثم سمعت منادیا ینادی طوفوا بہ مشارق الارض ومغاربہا لیعرفوہ باسمہ ونعتہ وصورتہ واعطوہ خلق آدمؑ ومعرفت شیثؑ وشجاعۃ نوحؑ وخلۃ ابراہیم ولسان اسماعیل و رضا اسحاق وفصاحۃ صالح وحکمۃ لوط وبشری یعقوب وشدۃ موسٰی وصبر ایوب وطاعۃ یونس وعصمۃ یحیی و غمسونی اخلاق النبیین ثم انجلی عنی فنظرت الیہ فاذا کالقمر لیلۃ البدر ریحہ تفوح کالمسک۔

ترجمہ:۔ بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ جب حضور پیدا ہوئے میں نے ایک سفید نورانی ابر آسمان سے اترتے دیکھا اس ابر نے حجرے میں آکر حضور کو اپنے اندر چھپالیا۔ ایک منادی نے پکارا کہ آپ کو لے جاؤ شرق غرب میں آپ کی زیارت کراؤ تاکہ آپ کا نام اور صورت اور نشان سب کو معلوم ہو جائے۔ آپ کو آدم کا خلق شیث کی معرفت نوح کی شجاعت ابراہیم کی خلت اسمٰعیل کی زبان۔ اسحاق کی رضا، صالح کی فصاحت، لوط کی حکمت، یعقوب کی بشارت، موسٰی کی قوت، ایوب کا صبر، یونس کی اطاعت، یحیٰی کی عصمت دیدو والغرض تمام نبیوں کے مبارک برگزیدہ اخلاق میں آپ کو رنگ دو تھوڑی دیر کے بعد وہ ابر کھل گیا آپ مجھے نظر آنے لگے آپ کے [illegible] کی روشنی چودھویں رات کے چاند کی سی جسم کی خوشبو مشک کی سی تھی ؎

حسن یوسف دم عیسٰی ید بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کیف ترقی رقیک الانبیاء — یا سماء ما طاولتہا سماء

یا حضرت آپ کے مرتبہ کو کس طرح کوئی نبی پہنچ سکتا ہے ساتویں آسمان تک نیچے کا آسمان کس طرح جا سکتا ہے۔ آپ کا مرتبہ ساتویں آسمان پر ہے اور نبیوں کا مرتبہ پہلے آسمان تک ہے جو ان مرتبوں میں فرق ہے وہی حضور کے اور دیگر انبیاء کے مرتبہ میں فرق ہے۔ شواہد النبوت۔ تاریخ الخمیس قال عبد المطلب انہ قال لیلۃ میلاد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کنت فی الطواف فلما مضی نصف اللیل رایت الکعبۃ

سجدت نحو مقام ابراہیم وسمت صورت التکبیر اللہ اکبر اللہ اکبر الان طہرت من انجاس المشرکین۔

ترجمہ:۔ عبدالمطلب شب ولادت جناب سید المرسلین کا ذکر کرتے ہیں کہ میں اس رات خانہ کعبہ کا طواف کرتا تھا یکایک میں نے کعبہ کو دیکھا کہ وہ مقام ابراہیم کی طرف جھکا اور سجدہ کیا۔ پھر کعبہ سے یہ آواز آئی اللہ اکبر اللہ اکبر آج میں مشرکوں کی نجاست سے پاک ہوا تریپن سال کے بعد آپ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ انما المشرکون نجس ولا تقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ہذا ترجمہ:۔ ناپاک مشرک اب مسجد حرام کے پاس نہ آویں۔ ان کے بعد کعبہ معظمہ ہمیشہ کے لیے کافروں مشرکوں کی نجاست اور بت پرستی سے پاک ہوا

نکتہ:۔ حضرت کی پیدائش کے وقت کعبہ اور سارے جہان کے بت منہ کے بل سجدہ میں گرے سب نے جھک کر سجدہ کیا۔ اس بات سے یہ روشن ہوا کہ نہ بت معبود ہو سکتے ہیں نہ کعبہ۔ کیونکہ سجدہ میں گرنا معبود کے لیے لائق نہیں ہے۔ سجدہ کرنے والا ہمیشہ بندہ اور مخلوق ہوتا ہے۔ سبحان اللہ کیا مبارک نبی ہیں کہ پیدا ہوتے ہی ساری توحید کے راز بیان کر دیئے۔

تاریخ الکامل۔ لابن اثیر و معارج النبوت شاہ کسریٰ نے ایک محل دریائے دجلہ کے کنارے پر نہایت مستحکم اور مضبوط تعمیر کیا اور تین سو ساٹھ نجومی کاہن ساحر اپنے پاس ملازم رکھے اور جب کوئی غیبی حادثہ پیش آتا تو ان لوگوں سے مشورہ لیتا۔ ایک رات وہ عمارت عالیہ خود بخود شق ہو کر دریا میں گر گئی۔ جس کے گر جانے کا قیامت تک گمان نہ تھا۔ شاہ کسریٰ کو نہایت فکر اور غم ہوا کہ یہ ایسی مستحکم شاہی عمارت کس طرح گر گئی سارے کاہنوں نجومیوں کو جمع کیا اور حال بیان کیا اسی رات کو ایک نجومی جس کا نام سائب تھا اس نے خواب دیکھا کہ اندھیری رات ہے اور ایک بجلی نہایت چمک دار حجاز سے چمکتی ہوئی مشرق سے مغرب تک چلی جاتی ہے۔ جہاں تک اس بجلی کی روشنی جاتی ہے وہاں تک خشک زمین ہری ہوتی ہے وہی بجلی ملک فارس تک آئی اور ساری زمین فارس کی ہری کر دی۔ سائب نامی نجومی جب صبح کو اٹھا۔ تو اپنے سونے کی جگہ چاروں طرف سے نہایت سرسبز ہری تازہ گھاس آج کی رات کی اگی ہوئی موجود پائی۔ سائب نے کہا کہ اگر میرا خواب سچا ہے تو البتہ حجاز سے ایک نبی پیدا ہو گا۔ جس کا ملک مشرق سے مغرب تک پہنچے گا۔ اور ساری دنیا کو تازی حیات اور تازی سرسبزی عطا کرے گا۔ مگر بادشاہ کے خوف سے اصلی بات شاہ کسریٰ سے نہ کہی۔ بلکہ یہ کہا کہ شاید محل کسی منحوس ساعت میں تعمیر ہوا۔ اب دوبارہ نیک ساعت دیکھ کر بنیاد رکھی جائے۔ تین مرتبہ وہ محل بنا تینوں ہی دفعہ غارت ہوا۔ شاہ فارس نے بہت سے نجومی قتل کئے۔ آخر پھر جو بات تھی وہی بتائی کہ کوئی نبی حجاز سے ظاہر ہوا۔ اس کی پیدائش کے سبب تمہارے ملک پر زوال آئے گا

شفا عیاض خصائص کبریٰ مواہب لدنیہ ابو النعیم فی الدلائل عن ہانی المخزومی واتت لہ مائۃ وخمسون سنۃ قال لما کانت اللیلۃ التی ولد فیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارتجس ایوان کسریٰ وسقطت منہ اربعۃ عشر شرفاً وخمدت نار فارس ولم تخمد قبل ذٰلک بالف عام وغاضت بحیرہ ساوۃ ورأی موبذان اللیلۃ رویاً ان ابلاً صعاباً تقود خیلاً عراباً قد قطعت دجلۃ وانتشرت فی بلادہا۔ ترجمہ:۔ ہانی مخزومی جن کی عمر پورے ڈیڑھ سو سال تھی بیان کرتے ہیں کہ جس رات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے شاہ فارس کے محل میں زلزلہ آیا اور دیوان خاص کا شہ نشین پھٹ گیا۔ اور چودہ کنگرہ اُس کے گر گئے۔ شاہ فارس کے آتش خانہ کی آگ بجھ گئی جو آج تک پورے ہزار سال سے کبھی نہ بجھی تھی۔ اور ایک چشمہ جس کا نام بحیرہ ساوہ تھا۔ زمین میں اُتر گیا وہ جگہ خشک رہ گئی ایک مجوسی عالم نے اسی رات کو خواب دیکھا کہ اونٹ سرکش گھوڑوں کو کھینچے لیے جاتے ہیں۔ پھر دریائے دجلہ سے پار اُتر کر سارے ملک فارس میں پھیل گئے۔ شاہ فارس نے ان واقعات کو عبد المسیح نامی شخص کے ہاتھ سطیح کاہن کے پاس بھیجا جو جن کے ذریعہ سے غیب کی باتیں بتایا کرتا تھا اور حضرت موسیٰ کے زمانہ کا جن اس کا تابع تھا۔ جب عبد المسیح نے سطیح سے یہ واقعات بیان کیے سطیح نے کہا کہ اب جو بادشاہ فارس کے ملک میں تخت نشین ہونگے۔ اس کے بعد عرب کے لوگ فارس کے ملک پر غالب آئیں گے۔ شاہ فارس یہ تعبیر سن کر بے فکر ہوا اور یہ کہا کہ چودہ بادشاہت تک کیا سے کیا ہو جائے گا اشارات شاہ فارس کے محل میں زلزلہ آنا طاق شاہی پھٹنا ملک فارس کی بیخ کنی کی طرف اشارہ تھا۔ زلزلہ سے چودہ کنگرے گر جانا چودہ بادشاہوں کے بعد سلطنت کا غارت ہونا مراد تھا۔ چار برس میں دس بادشاہ ختم ہوئے باقی چار بادشاہ حضرت عمر کی خلافت تک باقی رہے۔ پھر سب کا خاتمہ ہو کر آج تک دنیا بھر میں ان کو سلطنت نصیب نہ ہوئی۔ جو کنگرے گرے ان سے چودہ بادشاہ مراد ہوئی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ فارس کے چودہ بادشاہ ہوں گے۔ مگر بہت شکستہ اور پست حالت میں اور نہایت گرے ہوئے ہوں گے۔ یعنی تخت نشین بادشاہ ایسے ہوں گے جیسے شکستہ کنگرے زمین پر پڑے۔ ایک ہزار سال سے بادشاہ کے آتش خانہ کی آگ ایک دم کے لیے کبھی نہ بجھی تھی اور صندل عنبر اور مشک اس میں ہمیشہ جلایا جاتا تھا آپ کی ولادت شب میں یک بیک وہ بالکل بجھ گئی۔ بحیرہ ساوہ چشمہ زمین میں اترا آتش خانہ میں کئی سو میل کے فاصلہ سے نکل آیا۔ اس میں اشارہ تھا کہ آج وہ نبی مبارک اس جہان میں تشریف لائے جو جہنم کی آگ میں پانی ڈال کر سرد کریں اور باطل معبودوں کو غارت کریں گے شاہ فارس کے آتش خانہ کو سرد کرنے سے یہ مراد تھی کہ لو وہ تمہارا ہزار سالہ خدا ہمارے رسول کے قدموں پر نثار

ہو کر فنا ہو گیا تم اس کے بندے بھی عنقریب فنا ہو جاؤ گے ورنہ سچے خدا اور سچے نبی دین کی پناہ میں آجاؤ عرب کے شتر سوار فارس میں بادشاہت کریں گے پھر یہ سب کچھ پورا ہوا۔ شاہ فارس کی بیگمات لونڈیوں کی قطاریں امیرالمومنین عمر بن الخطاب کے سامنے پیش ہوئیں۔ شاہ فارس کی تلوار اور ہاتھ کے کنگن حسب ارشاد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سراقہ بن مالک اعرابی کو عطا ہوئے فی المواہب وسقطت الاصنام روئے زمین کے بت اوندھے گرے۔ روض الفائق ملک یمن میں ایک عامر نامی شخص اپنے بت خانہ میں بیٹھا تھا۔ سید المرسلین کی ولادت مبارک کے وقت آپ کا نور مشرق سے مغرب جنوب سے شمال۔ زمین سے آسمان تک محیط تھا۔ حق تعالی نے عامر کے سامنے پردہ ہٹایا عامر کو دروازے آسمان کے کھلے ہوئے۔ ملائک اُترتے ہوئے، پہاڑ اور درخت سجدہ کرتے ہوئے نظر آئے۔ حیران تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یکایک عامر کا بت اوندھا گرا اور یہ کلام کیا ولد النبی المنتظر یخاطبہ الحجر والشجر وینشق لہ القمر۔ ترجمہ:۔ عالم میں تشریف لائے وہ نبی جن کا سینکڑوں برس سے انتظار تھا۔ جس سے درخت اور پتھر کلام کریں گے۔ جن کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہوگا۔ یہ سن کر عامر نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تم نے بھی سنا جو میں سنتا ہوں۔ بی بی نے کہا کہ ہاں عامر ذرا یہ تو پوچھو کہ وہ کہاں پیدا ہوئے اور کیا نام ہے۔ فقال ایہا الہاتف ما اسم ہذا المولود فقال اسمہ محمد مصطفےٰ ترجمہ:۔ اے ہاتف غیبی اس مبارک فرزند کا نام کیا ہے بت نے کہا کہ آپ کا نام محمد مصطفےٰ ہے۔ عامر کی ایک لڑکی بیمار اپاہج جس کے ہاتھ پیر رہ گئے تھے جو پیچھے کے مکان میں پڑی تھی ولادت مبارک کے نور کو دیکھ کر عرض کیا الٰہی اگر اس نور میں برکت ہے تو مجھے بھی اس کا حصہ ملے۔ فوراً اسے خدا نے صحیح و سالم تندرست کر دیا۔ عامر یہ واقعہ دیکھ کر سخت حیران ہوا اور کمر باندھ کر آپ کی زیارت کے لیے مکہ معظمہ آیا تلاش کرتا ہوا بی بی آمنہ کے در دولت پر پہنچا۔ عرض کیا کہ برائے خدا مسافر غریب الوطن عاشق زار کو اپنے صاحبزادے کا جمال دکھا دیجئے۔ عبد المطلب نے حضور اکرم کو گود میں لا کر دکھایا۔ دیکھتے ہی آپ کے قدموں پہ جان بحق ہوا۔ یہ پہلا شہید ہے۔ اس امت میں جو حضور پر تصدق ہوا۔ اللھم ارزقنی حبک وحب نبیک الکریم عثمان العاص کی والدہ نے آپ کو ولادت کے بعد غسل دینا چاہا۔ آواز آئی کہ لوگو تم تکلیف نہ اُٹھاؤ۔ ہم نے اپنے نبی کو ہر ایک آلائش سے پاک و صاف طاہر و مطہر کیا ہے بچہ کو بروقت ولادت غسل دینا اور میت کو غسل دینا یہ قدیم سے عرب میں جاری تھا۔ پھر کیا وجہ کہ حضور کو بروقت ولادت غسل نہ دیا گیا اور بلکہ ارادہ غسل کا کیا تو منع کیا مگر بروقت وفات کے کیوں غسل دیا گیا۔ حالانکہ وفات کے وقت آپ مرتبہ میں کامل تھے۔ اور طہارت میں اعلیٰ مرتبہ کے تھے وجہ اس کی یہ ہے۔ گہ جیسے حدیث شریف

میں آیا ہے کہ حجر اسود جنت کا پتھر ہے الحجر یاقوتۃ من یواقیت الجنۃ کان ابیض من اللبن سودتہ خطایا بنی آدم جو دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ مگر اسکو بنی آدم خطاروں کے چھونے نے سیاہ کر دیا۔ ہو سکتا ہے کہ اسی طرح حضور کو تمام عمر اپنی امت کے گنہ گاروں سے واسطہ رہا تو آپ کو غسل دینا ان گنہ گاروں سے مصافحہ کی وجہ سے تھا۔ ورنہ آپ پاک تھے۔

خصائص کبریٰ ولادت شریف کے بعد صبح کو ایک یہودی روتا ہوا آیا اور عبدالمطلب سے عرض کیا کہ اپنا فرزند جو رات کو پیدا ہوا ہے۔ مجھے بھی دکھا دیجئے۔ عبدالمطلب نے آپ کی زیارت اس یہودی کو کرائی۔ دیکھ کر بے ہوش ہوا۔ جب ہوش میں آیا تو یہ کہا کہ آج نبوت بنی اسرائیل سے نکل گئی۔ اب نبوت کا وارث یہ فرزند ہے خمیس عن المنتقی کانت سنتھم فی المولود اذا ولد کفاؤا علیہ قدرا ذا لم یصبح ففعلوا ذلک بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فاصبحوا وانشق عنہ قدرہ وہو شاخص ببصرہ الی السماء۔ ترجمہ۔ لوگوں نے رسم جاہلیت کے موافق آپکے اوپر ایک کالی ہنڈیا ڈھانک دی صبح کو دیکھا کہ ہنڈیا بیچ سے پھٹ گئی اور آپ آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں نکتہ :۔ اس میں اشارہ تھا کہ یہ فرزند جاہلیت کی ہر ایک شرکیہ رسم کو توڑیں گے آسمان کی طرف دیکھتے ہیں اشارہ تھا کہ سوائے آسمانی احکام کے دوسری بات پر عمل نہ کریں گے۔ لوگو بھلا جو نبی ایسے رب العزت کی حفاظت میں ہوں جس کی کرسی آسمان زمین گھیرے ہوئے۔ جس کی صفت واللہ بکل شئ محیط ہے یعنی وہ اللہ ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے۔ انہیں کالی ہنڈیا کی حفاظت کی کیا ضرورت تھی۔ اور مولا کی حقیقی حفاظت کے سامنے یہ ہنڈیا کس طرح ثابت رہ سکتی تھی۔

خصائص۔ عن ابن عساکر والخرائطی عن عروۃ عن نفر من قریش منھم ورقۃ ابن نوفل وزید بن عمرو بن نفیل کانوا عند صنم لھم یجتمعون الیہ قد خلوا علیہ لیلۃ فراوہ مکبوبا علی وجہہ فانکروا ذالک فاخذوہ الی حالہ فلم یلبث ان انقلب انقلابا منیفا فردوہ الی حالہ فانقلب الثالثۃ فقال عثمان بن الحویرث ان ہذا الامر قد حدث وذلک فی اللیلۃ التی ولد فیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فاخذوا الصنم فردوہ الی حالہ فلما استوی ہتف بھم ہاتف من الصنم بصوت جہیر وہو یقول ؎

تردی المولود انارت بنورہ　　جمیع فجاج الارض بالشرق والغرب
وخرت لہ الاوثان طرا وارعدت　　قلوب ملوک الارض طرا من الرعب!
ونار جمیع الفرس باخت واظلمت　　وقد بات شاہ الفرس فی اعظم الکرب
وصدت عن الکہان بالغیب جنہا!　　فلا یخبرہم بحق ولا کذب
فیا آل قصی ارجعوا عن ضلالتکم!　　وہبوا الی الاسلام المنزل المرحب

ترجمہ :- عروہ روایت کرتے ہیں کہ قریش کی ایک جماعت میں ورقہ بن نوفل اور زید بن عمر نفیل بھی شامل تھے۔ آنحضرت کی ولادت کی شب میں اپنے بت خانہ میں گئے۔ دیکھا کہ بت اوندھا پڑا ہے۔ ان لوگوں کو یہ ناگوار معلوم ہوا بت کو اُٹھا کر سیدھا کیا وہ بت اسی وقت پھر گرا۔ تین مرتبہ ایسا ہی کیا۔ مگر ہر دفعہ بت اوندھا ہی گر تا رہا۔ عثمان بن حویرث جو اس وقت وہاں موجود تھے بولے کہ آج ضرور کوئی بات ہے۔ جس کے سبب یہ بت گر پڑتا ہے۔ یہ سُن کر بت کے اندر سے ہاتف غیبی نے بہت پکار کر یہ شعر پڑھے۔ تردی المولود انارت بنورہ الخ گرایا گیا یہ بت بوجہ ایک فرزند کے جن کے نور نے مشرق سے مغرب تک کے میدان روشن کر دیئے۔ روئے زمین کے بت ان کی تعظیم کے لیے سر بسجود ہوئے۔ دنیا بھر کے بادشاہوں کے دل ان کے رعب سے دہل گئے۔ شاہ فارس کی آگ بجھ گئی شاہ فارس کو نہایت صدمہ ہوا۔ کاہن غیب کی خبر بتانے والوں کے پاس سے ان کے جنات خبر دینے والے بند ہوئے۔ اے اولاد قصی باز آؤ اپنی بت پرستی گمراہی سے اور چلو اسلام کی طرف اور فراخی اور راحت والے گھر جنت کی طرف اس گروہ سے چند آدمی اُسی دن اسلام کی جانب راغب ہو کر مشرف باسلام ہوئے خداوند کریم نے اپنے نبی مکرم کی مبارک اُمت کو دو راتیں نہایت بزرگ عنایت فرمائیں۔ ایک شب ولادت حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم دوسری شب قدر جس کی فضیلت کلام الٰہی میں موجود ہے۔ ایک سورت کی سورت پوری اس رات کی بزرگی میں نازل ہوئی۔ لیکن تھوڑے فکر کے بعد یہ ثابت ہوتا ہے کہ شب ولادت مبارک جناب سید المرسلین کی زیادہ افضل ہے شب قدر سے۔

مواہب لدنیہ۔ ان لیلۃ المولود علیہ السلام افضل من لیلۃ القدر لان المولد لیلۃ ظھورہ صلی اللہ علیہ وسلم معطاۃ لہ ترجمہ :- آپ کی ولادت شریف کی رات افضل ہے شب قدر سے کیونکہ ولادت مبارک کی رات خاص اصل اصول حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہونے کی رات ہے۔ اور شب قدر ایک عطیہ ہے جو آپ کو ملا تو شب قدر فرع ہے۔ آپ کی ذات عالی کی اور ذات کو فرع پر شرف ضرور ہوتا ہے۔ دوسری وجہ ان لیلۃ القدر تشرفت بنزول الملائکۃ فیھا و لیلۃ المولود تشرفت بظھورہ صلے اللہ علیہ وسلم و من تشرفت بہ لیلۃ المولد افضل ممن تشرفت بھم لیلۃ القدر۔

ترجمہ :- شب قدر کا مرتبہ ملائک کے نازل ہونے کے سبب ہے اور شب ولادت کا حضور کے تشریف لانے کے سبب ہے۔ پس جس ذات کے سبب ولادت کی رات کو شرف ملا وہ مرتبہ میں زیادہ ہیں۔ ان کے جن کے سبب لیلۃ القدر مشرف ہوئی۔ تیسری وجہ ان لیلۃ القدر وقع فیھا التفضل علٰے امتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم و لیلۃ المولد الشریف وقع تفضل فیھا علی سائر الموجودات فھو الذی بعث

رحمۃ للعالمین فکانت لیلۃ المولد اعم نفعا فکانت افضل۔ چوتھی وجہ شب قدر میں خاص امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت اور رحمت عطا ہوئی اور شب ولادت مبارک سارے جہان کو رحمت عطا ہوئی کیونکہ ارشاد ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ ہم نے تمہیں اے نبی سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ عام خلائق کا نفع مرتبہ میں زیادہ ہوتا ہے۔ خاص لوگوں کے نفع پر۔

فائدہ شب قدر میں ایک رات عبادت کا ثواب ہزار مہینوں سے بہتر ہونا جس کے اسی برس ہوئے نص قرآن سے ثابت ہے۔ مگر شب ولادت میں کوئی خاص بات یا عبادت کا خاص ثواب کسی حدیث یا آیت میں نہیں آیا۔ لیکن اس میں بھی شب ولادت کی بزرگی ثابت ہوتی ہے۔ شب قدر میں عابدوں کی عبادت کا ثواب بے انتہا ترقی کرتا ہے اور عابد بمنزلہ مزدور کے ہے۔ شب ولادت مبارک میں کوئی عبادت بلا محنت بلا مزدوری اس مبارک رات میں شرف اور بزرگی موجود ہے۔ یہ ایسی مثال ہے۔ جیسے ایک بادشاہ اور ایک مزدور، مزدور کی مزدوری کسی خاص خوشی کے وقت میں دہ چند کر دی جائے۔ مگر بادشاہی خزانوں کے برابر نہیں ہو سکتی۔ خواہ مزدور کسی قدر محنت کرے یا بادشاہ کسی قدر مزدور کو انعام دے۔ تاہم خزانے شاہی جو بلا مشقت بادشاہ کے پاس موجود ہیں ہر حال میں اس مزدوری اور انعام سے نہایت زیادہ ہوں گے۔ شب ولادت میں خدا نے شاہی خزانے عطا کیے۔ شب قدر میں مزدوروں کو مزدوری اور انعام عطا فرمایا ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

نکتہ: شب ولادت میں ظاہر کی کوئی عبادت یا کوئی ظاہر عمل ثابت نہیں۔ شب قدر میں عبادت کرنا ثابت و موجود ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ شب ولادت میں حضور کا ظہور ہے۔ اور حضور کا وجود اور جناب کی ذات عالی ایمان کا جزو ہے کیونکہ پہلا جز ایمان کا لا الہ الا اللہ دوسرا جز محمد رسول اللہ اور ایمان میں کوئی عمل داخل نہیں ہے۔ لہذا اس مبارک رات شب ولادت میں کوئی خاص عبادت یا عمل وارد نہیں ہے

نکتہ۔ شب ولادت شاہ انبیاء مرسلین کی ولادت ہے اور ہمیشہ سے بادشاہوں کی پیدائش کے دن ہر ایک نوکر غلام خدمتی کو تعطیل اور چھٹی دی جاتی ہے۔ اور شب قدر حضور رب العزت کے دربار کی حاضری کے وقت نوکروں غلاموں کو ہمیشہ سے زیادہ کمر باندھ کر مستعد ہونا پڑتا ہے اور دنوں کے لباس سے زیادہ پر تکلف لباس ہمیشہ کے انتظام سے زیادہ انتظام۔ پس مولے کے دربار کی حاضری کا لباس اور انتظام عبادت کی کثرت ہے۔ اسی غرض سے شب قدر میں اور دنوں سے زیادہ عبادت ثابت ہوئی اور شب ولادت مبارک میں محض تعطیل اور چھٹی اس لیے کوئی عبادت منقول مسنون نہیں ہوئی مواہب لدنیہ زرقانی ولادت مبارک کی صبح ثوبیہ ابو لہب

کی لونڈی نے حضور کی پیدائش کی خوش خبری ابولہب کو سنائی۔ ابولہب نے اس مبارک خوشی کے سنانے کے صلہ میں ثوبیہ کو قید غلامی سے آزاد کیا۔ سیرت النبویہ فقد راٰی ابو لہب بعد موتہ فی النوم فقیل لہ ما حالک قال فی النار الا انہ خفف عنی کل لیلۃ اثنین وامص من بین اصبعی ہاتین ماء واشارہ براس ابہامہ وان ذالک باعتاقی لثوبیۃ حین بشرتنی بولادۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ:۔ ابولہب کو حضرت عباس نے خواب میں دیکھا پوچھا کہو کیا حال ہے۔ کہا کہ دوزخ میں پڑا ہوں۔ مگر صرف پیر کی رات کو ایک قطرہ پانی کا ملتا ہے اور کچھ عذاب بھی ہلکا ہوتا ہے۔ اور یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ میں نے ثوبیہ لونڈی کو نبی کریم کی پیدائش کی خوش خبری سنانے پر آزاد کر دیا تھا نتیجہ۔ بیشک حضور اکرم کی تعظیم و تکریم اور جناب کی محبت جزء ایمان ہے۔ جس قدر بھی ہو کم ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ رب معبود نے اس کافر کو حضور کی ولادت کی خوشی کرنے کے سبب عذاب سے ہلکا کیا ہو۔ مگر ہمارے لیے اس خواب کی بنیاد پر کوئی خاص مجلس منعقد کرنا یا خاص کوئی طریقہ نکالنا ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس کی دو وجہ ہیں ایک تو یہ خواب ہے۔ اور احکام شریعت کی بنیاد خواب پر نہیں ہوتی۔ نص صریح کی ضرورت ہے۔ دوسرے صحابہ کرام نے باوجود اتنے عشق و محبت کے جو حضور والا کے ساتھ کوئی مجلس خاص اس شب مبارکہ میں نہیں کی لہذا صحابہ کرام کا طریق عمل پسندیدہ ہے۔ حتی الامکان وہی اختیار کیا جائے۔ کیونکہ ان سے خدا راضی ہو چکا ہے۔ شب قدر تو ہر سال خدا کی جناب سے بندوں کو ملتی ہے۔ شب ولادت مبارک ساری عمر میں صرف ایک ہی دفعہ ملی۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ انسان کو روزی ہر روز ملتی ہے اور جان اور روح فقط ایک ہی دفعہ ملی۔

رضاعت مبارک کا بیان

معارج النبوت۔ دلائل النبوت ابونعیم حلیمہ فرماتی ہیں کہ جس سال آپ پیدا ہوئے بڑی قحط سالی اور خشکی تھی ہمارا گذر اس طرح تھا کہ صبح کو جنگل نکل جاتے اور گھاس پھونس کی جڑیں کھود کر کھاتے۔ کبھی تین دن کا کبھی زیادہ فاقہ ہوتا۔ اسی بھوک کی تکلیف میں دردزہ لاحق ہوا۔ مگر مجھے بھوک کی ایسی تکلیف تھی کہ اس کے سامنے بچہ پیدا ہونے کے دردوں کی کچھ تکلیف معلوم نہ ہوئی تکلیف کے سبب کبھی بے ہوش ہوتی کبھی ہوشیار ہو جاتی۔ فاقوں سے اس قدر کمزور ہوئی کہ آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھ سکتی تھی۔ ایک دن اسی حالت میں سو رہی تھی یک بیک ایک شخص نہایت بزرگ صورت میرے پاس آئے اور مجھے اٹھا کر ایک نہر پر لے گئے۔ جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید

شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ فرمایا کہ اے حلیمہ تم اس پانی کو پیو اور مکہ معظمہ جاؤ۔ وہاں رب العزت نے تمہارے لیے بڑی دولت رکھ چھوڑی ہے۔ حلیمہ فرماتی ہیں کہ اس پانی کے پینے سے میری ساری بھوک پیاس خشکی جاتی رہی دوبارہ زندگی کی اُمید قائم ہوئی۔ صبح کو چہرہ سے آثار خوشی کے نظر آتے تھے۔ اہل محلہ نے کہا کہ حلیمہ آج تجھے یہ خوشی کس بات کی ہے۔ حلیمہ کو خواب میں اس بزرگ نے بات چھپانے کی تاکید فرمادی تھی اس لیے حلیمہ نے کچھ بیان نہیں کیا فائدہ یہ نہر جو حلیمہ نے خواب میں دیکھی۔ پھر اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ شیریں پی کر دوبارہ زندہ ہوئی یہ نہر جنت کی نہر الحیوٰۃ ہے۔ جس کی ادنیٰ صفت مردوں کو جلانا ہے۔ یہ ہی وہ نہر ہے کہ جب شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین اپنی اُمت کے گنہ گاروں کو جہنم سے نکالیں اور جنت میں لے جائیں گے۔ تو دوزخی لوگ دوزخ سے سیاہ کوئلہ کی صورت جلے بُھنے نکلیں گے۔ آپ کی سفارش سے خداوند کریم نہر الحیوٰۃ کو حکم دے گا۔ نہر الحیوٰۃ فوراً جنت سے دوزخ کی طرف آئے گی۔ سارے دوزخی لوگوں کو اس میں ڈالا جائے گا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ کالے سوختہ چودھویں رات کے چاند کی صورت روشن ہو کر نہر سے برآمد ہو کر حضور کے ساتھ ساتھ جنت میں جائیں گے۔ نکتہ۔ حلیمہ کو نہر الحیوٰۃ سے پانی کیوں پلایا گیا۔ اس میں یہ حکمت تھی کہ اب عنقریب حلیمہ کا دودھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نوش فرمائیں گے۔ اور اسی دُودھ سے جناب کا جسم اطہر نشوونما پائے گا۔ اس لیے آپکے دُودھ پلانے والی کو نہر الحیوٰۃ کا پانی پلایا گیا تاکہ آنحضرت میں مردوں کو زندہ کرنے کا پورا اثر پیدا ہو جائے ؎

حیات النبی کر کے بھیجا خدا نے کہ مردہ دلوں کو جلائے محمد

دلائل النبوت۔ ابونعیم دوسرے دن حلیمہ بنی سعد کے قافلہ کے ساتھ مکہ معظمہ اس حال میں روانہ ہوئیں۔ کہ سواری کا گدھا نہایت لاغر دُبلا سوکھا بوجہ ضعف کے رستہ بھی نہیں چل سکتا دُودھ کی اُونٹنی نہایت دُبلی جس کی ہڈیوں میں گودا نہ رہا تھا۔ اس کا بچہ بھوک کے مارے مرگیا تھا۔ مارے بھوک کے حلیمہ کا بچہ روتا تھا۔ رات بھر نہ خود سوتا نہ ماں کو سونے دیتا۔ جب سارے قافلہ بنی سعد کی دودھ پلانے والیوں کے چلے حلیمہ بھی ان کے ساتھ چلیں۔ مگر حلیمہ کی سواری انکی سواریوں کے ساتھ نہ چل سکی آخر تھک کر رہ گئی۔ اس عرصہ میں بنی سعد کی ساری عورتیں مکہ پہنچ گئیں اور مالدار لوگوں کے بچے لیے۔ عبدالمطلب نے ہر ایک دائی کو لاکر آپ کی زیارت کرائی۔ مگر کسی محروم القسمت نے بوجہ انکے یتیم ہونے کے منظور نہیں کیا۔ نصیحت اے احمقوں یہ یتیم نہیں ہیں دریتیم ہیں۔ جن کا جواب عرش سے فرش تک، زمین سے تحت الثریٰ تک نہیں ہے ؎

مبارک باد دنیا میں وہ شاہ مرسلین آیا
کہ جس سے بڑھ کر پیمبر نہیں آیا، نہیں آیا
خدا کے بعد اس کی شان عالی سب سے برتر ہے
شہنشاہ زمان آیا، شہنشاہِ زمین آیا

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ معارج النبوۃ۔ للہروی حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میری سواری رستہ میں گری تو میں نے ایک آواز سنی مرحبا یا حلیمہ اچھے نصیب تیرے اے حلیمہ تیرا سینہ اچھے مبارک فرزند کو دودھ پلائے گا۔ پھر ایک شخص بڑا اور دراز قد ہاتھ میں برچھا لیے میری سواری کے پاس آیا۔ اور سواری کو اُٹھا کر ہانکا سواری خود چلنے لگی اور پھر یہ کہا کہ خدا نے مجھے تیرے پاس شیطان کے دفع کرنے کے لیے اور تجھے بشارت سنانے کے لیے بھیجا ہے۔ انہیں انوار برکات کے ساتھ حلیمہ مکہ معظمہ کے قریب پہنچیں۔ رات کو مکہ معظمہ کے باہر قیام کیا۔ خواب میں دیکھا کہ میرے سرہانے عظیم الشان درخت کھجور کا ہے۔ بڑی کثرت سے اس درخت میں نہایت رنگین پھل لگے ہوئے ہیں اور ساری عورتیں بنی سعد کی میرے پاس کھڑی ہیں۔ یک بیک ایک کھجور میرے سینے پر گری۔ حلیمہ نے اسے اٹھا کر کھالیا۔ اس کا ذائقہ اور شیرینی برسوں تک حلیمہ کے مُنہ سے زائل نہ ہوئی۔ اشارہ خداوند کریم کو آنحضرت کی والدہ حلیمہ سعدیہ کو آپ کے طفیل مریم صفت بنانا منظور تھا۔ بی بی مریم کو حضرت عیسٰی کی ولادت کے وقت تازہ کھجوریں، سوکھے درخت میں پیدا کر کے کھلائی تھیں وھزّی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا ترجمہ: اے مریم اس سوکھے ٹھنٹ کھجور کو ہلاؤ۔ یہ تازی کھجوریں تمہیں دیگا۔ اسی طرح بی بی حلیمہ کے لیے عالم روحانی میں کھجور کا درخت پیدا کیا اور کھجوریں کھلائیں اشارہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کی غذا بہت مرغوب تھی۔ خدا نے اپنے حبیب کی طبیعت کو مرغوب پھل آپ کے دُودھ پلانے والی کے ذریعہ سے آپ کو نوش کرایا کیونکہ جو شے شیر خوار بچہ کو کھلانی منظور ہوئی وہ دُودھ پلانے والی کو کھلاؤ۔ فوراً اس کا اثر بچہ میں ہوگا۔ دوسرے دن حلیمہ مکہ معظمہ میں داخل ہوئیں جگہ جگہ پھریں مگر کوئی بچہ کسی امیر کا ہاتھ نہ آیا۔ سب کو پہلے سے پہنچنے والی دائیوں نے لے لیا صرف محمد رسول اللہ باقی رہ گئے تھے سیرت نبویہ قالت حلیمۃ فاستقبلنی عبد المطلب فقال من انت فقلت امراۃ من بنی سعد فقال ما اسمک فقلت حلیمہ فتبسم عبد المطلب وقال بخ بخ سعد وحلم خصلتان فیھما خیر الدھر وعز الابد ترجمہ۔ حلیمہ فرماتی ہیں کہ مکہ میں عبد المطلب مجھ سے ملے اور یہ فرمایا کہ بی بی تم کس خاندان کی ہو۔ حلیمہ نے کہا کہ بنی سعد کی خاندان کی ہوں تمہارا نام کیا ہے۔ حلیمہ نے عرض کیا۔ کہ

میرا نام حلیمہ ہے یہ سن کر عبدالمطلب نے نہایت خوش ہو کر یہ فرمایا کہ اے بی بی یہ دونوں خصلتیں! حلیمی اور سعادت ایسی ہیں کہ دنیا بھر کی بھلائی اور سارے جہان کی عزت ان میں موجود ہو جاتی ہے

فائدہ:۔ عرب میں ہر ایک بات کے شروع میں فال لینے کا دستور تھا۔ اگر نیک فال آتی اس کام کو مبارک جان کر خوشی خوشی کرتے نہیں تو نحس جان کر چھوڑتے تھے۔ اسی قدیم عادت کے موافق! عبدالمطلب نے جب بی بی حلیمہ کے نام اور نسب کے دریافت کرنے سے نیک فال حاصل کی تب حلیمہ نے اپنا مطلب بیان کیا ؎

کیا فال مبارک کو ملی ہمسرا ہی

بہر خدمت ز بنی سعد حلیمہ آئی

ہر ایک چیز کی فال کو اس غیبی بات کا حصہ جانتے اور اکثر اس سے نیک و بد دریافت کرتے تھے حلم اور سعد فال کے لفظ تھے یہی دونوں خصلتیں جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ پھر حلیمہ کا آپ کو دودھ پلانا نہایت سعد اور مبارک تھا۔ نام کی تاثیر مسمیٰ میں لازمی ہوتی ہے ازالۃ الخفا للشاہ ولی اللہ محدث دہلوی روی عن عمر قال لرجل من العرب ما اسمک، قال جمرۃ قال ابن من، قال ابن شہاب قال وممن قال من الحرقۃ قال این سکنک قال الحرۃ قال بایہا قال ذات لظی قال عمر ادرک اہلک فقد احترقوا فسارع الرجل فوجدہم کما قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترجمہ:۔ حضرت امیر المؤمنین عمر ابن الخطاب نے ایک عرب سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے۔ عرب نے کہا جمرہ یعنی انگارہ باپ کا نام کیا ہے۔ کہا شعلہ۔ فرمایا خاندان کیا ہے کہا حرقۃ یعنی جلن اور سوزش فرمایا گھر کہاں ہے کہا حرۃ یعنی گرمی میں۔ فرمایا کونسا محلہ حرۃ کا ہے کہا یعنی بھڑکتی آگ والا یہ سن کر حضرت عمر نے فرمایا کہ جا اپنے گھر کی خبر لے وہ سب جل گئے۔ یہ بیچارہ بھاگا ہوا گھر پہنچا دیکھا کہ واقعی سب کے سب جل کر راکھ ہو گئے ہیں۔ خلاصہ مسمیٰ کے باطن میں نیک یا بد نام کی تاثیر ہوتی ہے۔ کبھی کسی وجہ سے ظاہر بھی ہو جاتی ہے اس لیے جناب سید المرسلین بُرے اور بے معنی ناموں کو بدل دیا کرتے تھے۔ چنانچہ عبدالمطلب حلیمہ کا اچھا نام اور اچھی قوم کا لقب سن کر بہت خوش ہوئے۔ کیونکہ نام کی تاثیر مسمیٰ میں اور دودھ کی تاثیر بچہ میں ضرور ہوتی ہے۔ اسلام نے نیک فالی کو ایک حد تک جائز رکھا ہے مشکوٰۃ:۔ کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یحب الفال و یکرہ الطیرۃ۔

ترجمہ:۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیک فال کو جائز اور دوست اور بد فالی کو ناپسند اور ناجائز کہتے تھے سیرت نبویہ۔ قال عبدالمطلب یا حلیمۃ ان عندی غلاما یتیما افتقبل ان ترضعیہ فعسی ان

تسعدی بہ وقالت حلیمہ مرحبا وکرامۃ۔ ترجمہ:۔ عبدالمطلب نے فرمایا کہ حلیمہ میرا ایک بچہ یتیم ہے۔ تو اسے دودھ پلائے گی۔ شاید اس بچہ کے سبب تیرا نصیب جاگ جائے۔ حلیمہ نے عرض کیا ضرور نہایت خوشی سے پلاؤں گی۔ یاحضرت اُس فرزند کو مجھے عنایت کیجئے۔ حلیمہ کا یہ جواب سن کر چہرہ عبدالمطلب کا خوشی سے کھل گیا۔ عبدالمطلب نے حلیمہ سے پہلے ساری بنی سعد کی عورتوں کے سامنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا۔ مگر کسی نے منظور نہ کیا۔ کیونکہ وہ عورتیں دنیا کی طالب اور تلاش میں تھیں اور دنیا کا طالب چمگادڑ کی طرح اندھیرے میں شکار کھیلنا اور سورج کی روشنی کو ناپسند کرتا ہے۔ یہ ان عورتوں کا آنحضرت سے منہ موڑنا ایسا تھا۔ جیسے چمگادڑ سورج سے منہ موڑتی ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم!
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ!

جب حلیمہ نے ظاہری دنیا کی دولت پر لات مار کر لازوال دولت کو خوشی سے منظور کیا۔ خدا نے اسے دونوں جہان کی دولت عطا فرمائی۔ اور عبدالمطلب بی بی حلیمہ کو حضرت آمنہ کے در دولت پر لے گئے۔ حضرت آمنہ نے جناب اقدس کے پاس پہنچایا۔ قالت حلیمۃ فادخلتنی فی البیت الذی فیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ہو مدرج فی ثوب صوف ابیض تحتہ حریر خضر اراقد علیہا تفوح منہ رائحۃ المسک فاشفقت ان اوقظہ من نومہ لحسنہ وجمالہ فوضعت یدی علی صدرہ فتبسم ضاحکا وفتح عینیہ الی تخرج منہا نور حتی دخل عنان السماء وانا انظر فقبلتہ وحملتہ۔ ترجمہ:۔ حلیمہ کہتی ہیں بی بی آمنہ مجھے وہاں لے گئیں جس مکان پر حضور پر نور سفید اُونی کپڑا اوڑھے اور بستر ریشمی کپڑے کا بچھائے ہوئے تھے۔ جسم مبارک سے مشک کی خوشبوئیں مکان کو مہکا رہی تھیں۔ آپ کو یک بیک جگاتے مجھے ڈر لگا۔ اپنا ہاتھ آپ کے سینہ مبارک پر رکھا۔ فوراً آپ نے ہنستے ہوئے آنکھیں کھولیں۔ آپ کی آنکھوں سے ایک نور نکلا۔ جو چہرہ مبارک سے نکل کر آسمان تک پہنچا۔ یہ کرامت دیکھ کر بی بی حلیمہ نے آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور جناب کو گود میں اٹھالیا۔

دلائل نبوت۔ سیرت نبویہ مواہب لدنیہ قالت حلیمۃ ثم اعطیتہ ثدی الایمن وکانت ثدیای لاتند باللبن لما وضعتہا فم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در اللبن منہ فشرب منہ بماشاء ثم حولتہ الی الایسر فابی وکانت تلک حالہ۔

ترجمہ:۔ حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کو گود میں اُٹھالیا اور داہنی طرف سے دودھ آپ کے منہ میں دیا۔ اس سے پہلے میری چھاتی بالکل خشک تھی۔ چھاتی آپ کے منہ میں دیتے ہی دودھ سے

بھر گئی۔ دُودھ چھاتی سے باہر ٹپکنے لگا۔ آپ نے جس قدر چاہا دُودھ پی لیا پھر میں نے بائیں جانب کی چھاتی آپ کے منہ میں دی جناب نے مُنہ موڑ لیا اور ادہر سے نہ پیا بعض اہل علم نے فرمایا کہ رب العالمین نے آپ کے دل میں الہام کیا تھا۔ کہ یہ دُودھ آپ کے بھائی کا حصہ ہے آپ اُسے نہ پئیں پھر آپ نے کبھی بائیں جانب سے دودھ نوش نہ کیا۔ **نکتہ**۔ جب جناب نے بائیں طرف سے دُودھ نہ پیا اپنے بھائی رضاعی کا حق چھوڑ دیا۔ کیسے ہو سکتا ہے اگر آپ کے بعد خلافت بلافصل حضرت علی کا حق تھا۔ تو صدیق اکبر سے کیوں اپنی جگہ نماز پڑھوائی۔ حضرت علی سے امامت کراتے۔ جب حلیمہ کا دُودھ آپ کے بعد حلیمہ کے فرزند کا حق اس کے لیے بلاتکلف چھوڑ دیا۔ خود بھی نہ پیا۔ پھر خلافت کیوں دوسرے شخص کو دی گئی۔ حضرت علی کو کیوں نہ دی۔ **نکتہ**:۔ اس میں آپکی تعلیم کی طرف اشارہ تھا کہ یہ نبی پہلے خود عمل کریں گے۔ پھر دوسروں کو ہدایت کریں گے۔ اے مسلمانوں جب ہمارے نبی ایسے منصف مزاج ہوں، صغیر سنی کی حالت میں دوسرے بھائی کا حق نہ پیا چھوڑ دیا۔ تم اُس کی اُمت ہو کر کس طرح پرائے مال کھاتے پرائی آبرو خراب کرتے پرائے خون میں ہاتھ رنگتے ہو۔ پھر کس مُنہ سے قیامت کے دن تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جاؤ گے۔ اگر قیامت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے پوچھیں گے کہ لوگو کیا تم کو میری شیر خوارگی کا انصاف نہ پہنچا تم نے نہیں سُنا کہ میں نے ایک طرف سے دُودھ پیا دوسری طرف سے اپنے دُودھ کے شریک بھائی کے لیے چھوڑ دیا۔ لوگو کیا تم کو قرآن مجید میں میری سی باتیں کرنے کا حکم نہ ملا تھا الیس لکم فی رسول اللہ اسوۃ حُسنہ۔ ترجمہ:۔ لوگو تم کو کیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی باتوں میں خوبی نظر نہیں آتی۔ آپ کی باتیں قابل عمل نہیں جانتے۔ یہ آیت تم کو نظر نہ آئی تھی تو اس وقت تم آپ کو کیا جواب دوگے۔ مسلمانوں سب سے بڑی خوشی آپ کی ولادت مبارک سے اس شخص کے نصیب کی ہے جو آپ کی اتباع کرے اور حضور کے قدم بقدم چلے جب دُودھ پی چکے حلیمہ نے اپنے بچہ کو پلایا وہ بچہ کئی دن سے بھوکا تھا۔ مگر حلیمہ کے سینہ کو خدا نے جناب رسالت مآب کے طفیل سے دودھ کی نہر بنایا تھا۔ کہ کسی طرح حلیمہ کے سینہ سے دُودھ کم نہ ہوتا تھا۔ حلیمہ کو حیرت میں دیکھ کر بی بی آمنہ نے فرمایا کہ اے حلیمہ تم اس صاحب کرامت بچہ کی حفاظت کرنا۔ ان کا حال غیر لوگوں سے چھپانا تم آج جو کرامتیں دیکھ رہی ہو مجھے پورے نو ماہ ایسی ایسی کرامتیں دیکھتے ہوئے گذرے یہ بچہ نہایت حیرت انگیز ہے۔ اس کی پیدائش کے وقت سارا حجرہ نور سے بھر گیا روم، شام کے محل وہاں کے اونٹوں کی گردنیں نظر آنے لگیں حلیمہ اب تم انہیں لے

جاؤ۔ بی بی حلیمہ آپ کو وہاں سے لے کر مکہ معظمہ سے باہر خیمہ میں آئیں۔ سیرت نبویہ و دلائل نبوت ابونعیم، حلیمہ کے دُودھ کی اُونٹنی بے حد دُبلی تھی۔ اس کا بچہ بھوک کے مارے مرگیا تھا۔ سواری کا جانور بیٹھ کر اُٹھنے کا نام نہ لیتا تھا۔ جس وقت بی بی حلیمہ جناب کرامات مآب کو گود میں لے کر اپنے خیمہ میں آئیں۔ مُردہ اونٹنی فربہ ہوئی خشک تھن دُودھ سے بھر گئے حلیمہ نے ایک برتن میں اُونٹنی کا دودھ نکالا برتن بھر گیا۔ مگر دُودھ اسی طرح تھنوں میں بھرا ہُوا موجود رہا۔ پھر دوسرا برتن دُودھ سے بھرا یہاں تک دودھ کی کثرت ہوئی۔ کہ جس اونٹنی کے تھنوں میں ایک ایک قطرہ دُودھ کا نہ تھا۔ اس کے دودھ سے آج مشک پانی کی بھر گئی۔ سواری کا گدھا ایسی تیزی اور چالاکی سے آنحضرت صلعم کی خوشی میں اُچھلنے لگا۔ حلیمہ کے شوہر نے تعجب سے کہا کہ اے حلیمہ یہ فرزند نہایت مبارک کہاں سے لائی ہو۔ حلیمہ نے کہا کہ کچھ نہ پوچھو کہ کس قدر برکت اور کرامت والا یہ بچہ ہے۔ نکتہ۔ اونٹنی اور سواری کے جانور کے فربہ اور تیار ہو جانے میں اشارہ تھا کہ اسی طرح قلب غافل جو اسلام کی طرف سے مردہ دل اور بیکار ہو گئے تھے آپ کی ذات بابرکات کے طفیل سے دوبارہ زندہ ہو کر تیار اور قابل ہو جائیں گے۔ بنی سعد کی دائیاں حلیمہ سے کئی دن پہلے امیروں کے بچے لے کر اپنے گھروں کو روانہ ہوئیں۔ سب سے پیچھے حلیمہ سعدیہ مکہ معظمہ سے آنحضرت کو ساتھ لے کر چلیں۔ پہلے سواری پہ آپ سوار ہوئیں۔ پھر آپ نے آگے اپنی گود میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سوار کیا۔

تاریخ خمیس۔ شواہد النبوت قالت فنظرت الی الاتان وقد سجدت نحو الکعبۃ ثلاث سجدات و رفعت راسہا الی السماء ثم مشت حتی سبقت دواب الناس وصار الناس یتعجبون منی ویقول النساء لی وہن ورائی یا بنت ابی ذویب اہذہ اتانک التی علیہا تخفضک طورا وترفعک طورا فاقول تاللہ انہا ہی۔ ترجمہ:۔ حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی سواری کے جانور کو دیکھا کہ اس نے تین دفعہ کعبہ کی جانب سجدہ کیا۔ پھر اپنا منہ آسمان کی طرف اُٹھایا۔ پھر ایسا چلا کہ سارے ساتھ والوں سے آگے نکل گیا۔ آج اس کی چال کو دیکھ کر ساری دائیاں اور قافلے والے تعجب سے پوچھتے اور کہتے تھے کہ حلیمہ یہ وہی جانور ہے جس پر تم اپنے گھر سے آئیں تھیں وہ جانور ایک قدم چلتا دوسرے قدم پر گر جاتا تھا۔ حلیمہ نے فرمایا کہ ہاں تو گویہ وہی جانور ہے۔ فلیتعجبین منہا ویقلن ان لہا شانا عظیما۔ قالت فکنت اسمع اتانی تنطق وتقول اللہ ان لی شانا ثم شانا بعثنی اللہ بعد موتی ورد لی سمنی بعد ہزالی و یحکن یا نساء بنی سعد انکن لفی غفلۃ عظیمۃ وہل تدری من علی ظہری علی ظہری خیر النبیین و سید المرسلین وخیر الاولین والاخرین وحبیب رب العالمین ترجمہ:۔ عورتوں نے تعجب کیا اور کہا کہ اے حلیمہ

تو اس مردہ جانور کی شان کچھ اور ہے حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی سواری کے جانور کو یہ کہتے سنا ہے کہ قسم ہے اللہ کی کہ آج میری شان کچھ اور ہے بڑی شان ہے میرے اللہ نے مجھے مرنے کے بعد زندہ کر دیا۔ میری ہڈیاں نکل آنے کے بعد پھر مجھے فربہ کیا اور خرابی بدنصیبی تمہاری اے بنی سعد کی عورتو تم بڑی بھاری غفلت میں پڑی رہیں جو تمہیں یہ دولت نظر نہ آئی۔ تمہیں خبر بھی ہے کہ مجھ پر آج کون سوار ہے۔ آج میری کمر پر افضل الانبیاء سید المرسلین سردار الاولین اور آخرین حبیب رب العالمین جناب محمد رسول اللہ سوار ہیں۔ اے کم بختو تم اس بادشاہت سے محروم رہیں۔ نتیجہ۔ بنی سعد کی دائیوں نے دنیا کی دولت پر نظر رکھی دنیاداروں کے بچوں کے لیے حلیمہ نے دنیا کی دولت پر لات ماری دین کی دولت اختیار کی۔ جناب سید المرسلین کو دودھ پلانے کے لیے اپنی گود میں لیا۔ اس کا انجام یہ ہوا کہ ان دائیوں کا نام نشان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا مگر بی بی حلیمہ کا نام نسب اپنے فرزند جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آفتاب کی طرح اسلامی دنیا میں مشہور ہے۔ مسلمانوں تم بھی نام آوری چاہتے ہو تو ایسا ہی نام پیدا کرو جو کبھی مٹنے کا نام نہ لے اور وہ یہ ہے کہ دنیا و مافیہا پر لات مارو۔ اور جناب اقدس حضور مقدس صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے آپ کی شریعت کی پیروی کرنے کی خدمت اپنے ذمہ لو تاکہ تمہارا دونوں جہان میں نام کا نام اور کام کا کام ہو جائے

تاریخ الخمیس بی بی حلیمہ کے رستہ میں عکاظہ بازار کے قریب قبیلہ ہذیل کا ایک کاہن یا سیانا رہا کرتا تھا۔ جو عورتوں بچوں کا علاج کرتا۔ غیب کی باتیں بتایا کرتا تھا حلیمہ کی عقل کا قصور۔ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گود میں لیے ہوئے اس سیانے کے پاس چلی گئیں۔ آپ کو سامنے کر کے پوچھا کہ بھلا بتاؤ یہ بچہ کیسا ہے۔ جب اُس کافر نے آپ کو دیکھا فوراً گھبرا کر اٹھا اور غل مچایا کہ اے جماعت قریش کی ادھر آؤ دیکھو یہ ہے وہ بچہ جو تمہارے دین کو غارت اور بتوں کو نیست و نابود کرے گا۔ اس غل کی آواز سے کفار کا ہجوم جمع ہوا۔ بی بی حلیمہ اپنی اس بے عقلی پر نادم ہوئیں اور آپ کو وہاں سے لے کر نکلیں۔ سب کے سامنے سے نکل کر آئیں مگر کسی کافر کو آپ نظر نہ آئیں سب کو خدا نے اندھا کر دیا ہر چند وہ غل مچاتا ہے اور ہر ایک کافر آپ کو تلاش کرتا ہے۔ مگر بی بی حلیمہ ان کے سامنے کھڑی ہیں لیکن کسی کو اصلاً نظر نہیں آئیں۔ وہ کافر بتاتا ہے کہ اس صورت کی ایک عورت ہے۔ اس شکل کا بچہ اس کی گود میں ہے۔ بہت جلد اس بچہ کو قتل کرو۔ مگر وہاں تو یہ آیت وجعلنا من بین ایدیھم سدا و من خلفھم سدا فاغشینا ھم فھم لا یبصرون ترجمہ:۔ ہم نے ایک دیوار کا فروں کے منہ کے آگے دوسری پیٹھ کے پیچھے قائم کر دی اور انہیں اندھا بنا دیا۔ پھر وہ کیا دیکھ سکتے تھے۔

اسی فرزند کے لیے تھی اور آپ ہی پہ نازل ہو گی۔ پھر کس طرح آپ ان کافروں کو نظر آتے۔ وہ غل مچاتے آپ کو تلاش کرتے رہے۔ اور حلیمہ آپ کو لے کر مع الخیر اپنے گھر آئیں الخ

اب انشاء اللہ العزیز رضاعت مبارک کے بقیہ حالات سے لے کر نبوت معراج ہجرت وفات شفاعت تک دوسرے حصہ میں احسن المواعظ کے جس کا نام افضل المواعظ ہے۔ بیان کیے جائیں گے ؎

واللہ الموافق لکل عسیر فنعم المولیٰ ونعم النصیر

دُوسرا وعظ

حضور اکرم کا تشریف لانا، عرب کی اصلاح کرنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا منہم یتلو علیہم آیاتہ و یزکیہم و یعلمہم الکتٰب و الحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین تاریخ الخمیس عن ابن عباس قال لما بعث اللہ محمداً صلی اللہ علیہ وسلم رجز الشیطان و رمیت بالکوکب کانوا قبل یستمعون لکل قبیلۃ من الجن مقعد یستمعون فیہ وقال ابلیس ہذا امر حدث فی الارض ائتونی من کل ارض تربۃ فکان یوتی بالتربۃ فیشمہا و یلقیہا حتی اتی بتربۃ تہامۃ فشمہا وقال ہاہنا الحدث

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ سید الاولین و الآخرین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوئے جنات اور شیاطین کو نہایت زجر و توبیخ کی گئی اور آگ کے شعلے مارے گئے۔ انہیں آسمانوں کے قریب پہنچنے سے روکا گیا۔ اس واقعہ سے پہلے شیاطین اور جنات نے آسمان کے قریب اپنے ٹھکانے بنا رکھے تھے۔ وہاں پہنچ کر آسمانی باتیں ملائک سے سُن کر آیا کرتے تھے۔ پھر ان باتوں میں بہت سا حصّہ جھوٹ کا ملا کر کاہنوں سے کہا کرتے تھے۔ وہی باتیں کاہن لوگوں سے کہتے۔ اسی طرح بعضی ان ہولی باتوں کا چرچا زمین پر ہو جاتا۔ جب خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا فرمائی۔ دفعتاً سارے شیاطین اور جنات آسمان سے روکے گئے پھر کیا مجال تھی کہ کوئی آسمان کے قریب جاسکے۔ اور اگر کوئی چلا بھی گیا تو فوراً شعلے آگ کے اس پر مارے گئے۔ ایک دن سارے شیاطین اور جنات ابلیس کے پاس حاضر ہوئے اور یہ کہا کہ کیا سبب ہے جو اب ہم آسمان تک نہیں جاسکتے۔ ابلیس لعین نے کہا کہ ضرور کوئی نہ کوئی نیا حادثہ زمین پر ہُوا۔ اسی کے سبب تم آسمان سے روکے گئے ہو۔ اب تم تمام روئے زمین سے ایک ایک گاؤں ایک ایک شہر ہر ایک آبادی سے مٹھی مٹھی خاک اُٹھا کر میرے پاس لاؤ تاکہ میں تم کو یہ بتادوں کہ کونسی جگہ نیا واقعہ اور تازہ حادثہ پیدا ہُوا ہے۔ یہ سن کر جنات ہر ایک جگہ کی مٹی شیطان کے پاس لے گئے۔ وہ جگہ جگہ کی خاک کو سونگھتا اور پھینک دیتا اور یہ کہتا تھا کہ اس جگہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ جس وقت ایک جن نے تھامہ یعنی مکہ معظمہ کے جنگل کی خاک لا کر دی۔ اور وہ خاک شیطان نے سونگھی تو گھبرا کر بولا کہ اسی

زمین میں ہے جو کچھ ہے۔ جاؤ خبر لاؤ دیکھو کیا بات ہے شاید کوئی نبی مبعوث ہو کر یہاں آتا ہے۔ درمنثور فبعث ہولاء النفر الی تہامۃ وہم اشراف الجن وسادتہم فوجدوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی صلوۃ فی الغداۃ فی نخلۃ فسمعوا یتلو القرآن فلما حضروہ قالوا انصتوا فلما قضی ولوا الی قومہم مومنین منذرین ترجمہ:۔ جب شیطان لعین کو خاک کے سونگھنے سے ثابت ہوا کہ ضرور حجاز میں کوئی بات پیدا ہوئی ہے تو اس نے نو جنات کو اپنی قوم میں اشراف اور سردار قوم کے نصیبین کے رہنے والے تھے۔ مکہ معظمہ کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ جاؤ خبر لاؤ کہ مکہ میں کیا بات نئی پیدا ہوئی۔ جب یہ جنات حجاز کے میدان عکاظہ بازار کے قریب کھجوروں کے درختوں کے نیچے پہنچے تو دیکھا کہ ایک بزرگ چند آدمی ساتھ لیے ہاتھ باندھے کھڑے کچھ پڑھتے ہیں۔ یہ جنات ان کے قریب آئے اور آپس میں کہا دیکھو یہی وہ بات ہے جس کے سبب ہم آسمان پر جانے سے روک دیئے گئے ہیں۔ ایک نے کہا کہ لو خاموش رہو اور سنو کہ یہ کیا فرماتے ہیں۔ مسلم، ترمذی، نسائی، حاکم۔ چند صحابیوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت صبح کی نماز پڑھتے تھے۔ عین قرأت کے وقت جنات حاضر ہوئے اور نہایت خاموش ہو کر بڑے ادب سے قرآن مجید کو سنا۔ صبح کے وقت نورانی اور قرآن مجید کی تلاوت پھر وہ زبانی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نور علی یہدی اللہ لنورہ من یشاء ایک ایک حرف حضور کی زبان مبارک سے نکلتا تھا۔ ہزارہا ملائک اس کو آسمان پر لے کر چڑھ جاتے اور ان جنات کے دلوں میں توحید اور ایمان سے تیر بن کر متواتر لگتے جاتے پہلی رکعت کی قرأت میں یہ جنات حاضر ہو گئے تھے۔ آئے تھے ابلیس لعین کے مخبر بن کر۔ لیکن یہاں حالت کچھ اور ہی ہو گئی تھی وہیں کھڑے کھڑے مشرف باسلام ہوئے جس کو رب العزت اپنے کلام میں فرماتا ہے۔ قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرآنا عجبا یہدی الی الرشد فامنا بہ ترجمہ:۔ سنا ایک جنات کے گروہ نے قرآن مجید بولے کہ ایسا پاک کلام کبھی ہم نے نہیں سنا تھا۔ یہ ضرور خدا کا کلام ہے۔ ہم ایمان لے آئے خدائے برحق پر اور اس کے کلام پر آئے تھے شیطان کیلئے مخبری کرنے حضور انور کی قرأت نے وہ اثر کیا کہ مسلمان ہوئے پھر اپنی قوم کے لیے ہادی اور پیغمبر اور رسول جناب رسول اللہ کی طرف سے بنائے گئے اور جنات کی قوم کو ہدایت کرنے کے لیے پیامبر بنا کر بھیجے گئے معالم التنزیل امرہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ینذر الجن ویدعوہ الی اللہ تعالیٰ ویقرء علیہم القرآن خدا کی قدرت ہے حضرت موسیٰ آگ لینے کوہ طور پر گئے پیغمبری ملی۔ یہ جناب کفر شرک گمراہی کی اشاعت کرنے کی کوشش میں گئے تھے انہیں خدا کے گھر سے

ہدایت ملی اسلام ملا۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نیابت پیغمبری ملی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ترجمہ یہ اس کا فضل ہے جسے چاہتے عطا فرمائے اس گروہ کے جنات کی اپنی قوم کو کس کس طرح پیغام ہدایت پہنچایا اور اسلام کی دعوت کی جو دیکھنے اور سننے کے لائق ہے۔ کتاب خیر البشر بخیر البشر مولفہ امام ابی عبداللہ مکی میں ان جنات کے حالات لکھتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں شیاطین جنات ایسا بھی کیا کرتے تھے۔ کہ بتوں کے پیٹ میں بیٹھ کر بولتے تھے اور بے عقل جاہل کو بتوں کی پرستش پر لگاتے تھے زمانہ جاہلیت میں ذیاب نامی ایک شخص بت پرست تھے انہیں شکار کا بہت شوق تھا ذیاب کے بت کا نام فراض تھا ایک دن انہوں نے ایک بکری فراض کے سامنے ذبح کی اس کا خون بت پر چڑھایا اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور آپ میں سب قدرت ہے اپنی عنایت سے مجھے کوئی شکاری جانور عطا فرما دیجئے بت کے اندر سے آواز آئی جاؤ تمہارے خیمہ کے پاس ایک کتا تمہیں ملیگا اسے تم پال لو وہ تمہارے لئے شکار پکڑے گا بت کے منہ سے یہ کلام سنتے ہی ذیاب خیمہ کی طرف دوڑے۔ وہاں آکر دیکھا کہ ایک نہایت قوی ہیکل سیاہ کتا کھڑا ہے ذیاب نے اسے پکڑا وہ دم ہلاتا ہوا ان کے ساتھ ہو لیا ذیاب نے اس کتے کا نام خیاض رکھا اور رات دن شکار کھیلنے میں مصروف ہو گئے جو جانور ملتا وہ شکار کرتا اسے زندہ پکڑ لیتا۔ پھر ذیاب اس بت کے سامنے لاکر ذبح کرتے خون بت پر چڑھاتے گوشت مہمانوں کو کھلاتے آپ کھاتے تھوڑے عرصہ میں اس کتے نے انہیں مالا مال کر دیا دور دور سے مہمان آتے اسی بت کے ذبیحہ کو خوشی کھاتے یہاں تک کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ذیاب کے مکان میں روز مہمان آتے تھے ایک دن حسب معمول ایک شخص آیا اور یہ کہا کہ آج میں نبی مکی سے قرآن مجید سن کر آیا ہوں جب اس مہمان نے کچھ باتیں سید المرسلین کی بیان کیں خلاف عادت وہ کتا جناب رسالت مآب کی باتیں کان لگاکر سننے لگا جب وہ باتیں کر چکا تو ذیاب معمولی طور پر کتے کو لے کر شکار کھیلنے چلا مگر اب وہ کتا ساتھ چلنے سے انکار کرتا ہے مشکل سے اسے جنگل میں لیگئے ہرن بیل گائے متعدد جانور ویسا اسے چھوڑا لیکن اُسنے شکار نہیں کیا۔ جانور کو پکڑ پکڑ کر چھوڑ دیا ذیاب نے کہا کہ آج ذیاض کتے کو کیا ہوا ہے۔ جواب میں کتا خاموش تھا۔ مگر غیب سے آواز آئی کہ ذیاب اس کتے نے ایک بڑی خبر سن لی ہے وہ ایسی بات ہے کہ اگر تمہیں معلوم ہو جائے تو تم بھی اس کتے کو معذور رکھو لاچار کتے کو پکڑ کر گھر میں لے آئے رستہ میں ایک دیو کی صورت کا انسان جنگلی گدھے پر سوار دوسرا ایک ایسا ہی شخص

بیل پر سوار سامنے سے آتے ہوئے نظر آئے ان شخصوں کے پیچھے ایک حبشی غلام۔ غلام کے ہاتھ میں بڑے زبردست کالے کتے کی رسّی لئے چلا آتا ہے ان سواروں میں سے ایک نے میرے کتے کی طرف اشارہ کیا اور یہ کہا کہ جیاض شکار کرنا چھوڑ دو محمد رسول اللہ تشریف لے آئے ہیں رب العالمین کی توحید پھیلانے کے لئے ذیاب یہ کلام سن کر لرز گئے اور جیاض کتا بھی سرنگوں ہو گیا جب رات کو ذیاب اپنے گھر میں سوئے تو ایک آواز سنی آنکھ کھول کر دیکھا تو وہی کتا تھا جو حبشی غلام کے ہاتھ میں تھا۔ جیاض کتے سے باتیں کرتا ہے جیاض سے اس کتے نے کہا ذرا ٹھیر جاؤ ابھی گھر والا جاگتا ہے یہ کلام سن کر ذیاب نے آنکھیں بند کر لیں اور سانس سونے والے کا سا لینے لگے جیاض ذیاب کے پاس آیا اور ران کو غور سے دیکھا تو جانا کہ سوتے ہیں مگر جاگتے تھے جیاض نے دوسرے کتے سے کہا ہاں اب کہو کیا کہتے ہو۔ گھر والا سو گیا اب کوئی ہماری بات نہیں سنتا کالے کتے نے کلام شروع کیا اور یہ کہا کہ جیاض تو نے وہ دونوں سوار دیکھے یہ دونوں جن اور ان جنوں میں سے ہیں۔ جو جنات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید سن کر مسلمان ہو چکے ہیں اور آنجناب نے اپنی طرف سے ان جنات کو روئے زمین کے ان جنات اور شیاطین پر مسلط اور مقرر کیا ہے جو بتوں کے اندر بولتے یا بتوں کے ذریعہ سے بنی آدم کو گمراہ کرتے ہیں۔ مجھے ان لوگوں نے پکڑا اور اس قدر مارا اور عذاب کیا اور مجھ سے عہد لیا کہ اس میں کسی بت کے پاس نہ جاؤں اے جیاض میں تو اب ہندوستان کے جزیروں کی طرف جاتا ہوں تیرا کیا ارادہ ہے۔ جیاض کتے نے جواب دیا کہ جو آپ کا ارادہ ہے وہی میرا ارادہ اچھا تو چل نکلوں یہ کہہ کر وہ دونوں کتے چلتے بنے اور ایسے غائب ہوئے کہ پھر کبھی نظر نہ آئے صبح کو ذیاب نے یہ سارا واقعہ اپنی قوم سے بیان کیا اور یہ کہا کہ مکہ معظمہ جاتا ہوں اور نبی مبعوث کی زیارت سے مشرف ہوتا ہوں ذیاب کی قوم نے کہا تو اپنے دین سے بیزار ہو گیا ذیاب نے اپنی قوم سے مصلحتاً کچھ نہ کہا مگر علیحدہ ہو کر بت کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی صورت دیکھ کر فرمایا کہ لوگو دیکھو یہ شخص ایک عجیب واقعہ دیکھ کر مسلمان ہوا ہے۔ پھر مجھے آپ نے مسلمان کیا کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور قرآن مجید پڑھ کر سنایا اور حقیقت یہ ہی ایک قرآن مجید ہے جس نے روئے زمین کو اپنی فصاحت کا شیدائی اور اپنی صداقت کا پروانہ بنایا اس کلام پاک نے نازل ہونے سے پہلے دنیا جہان کی جو حالت خاص کر عرب میں جو جہالت تھی وہ تمام مورخین کو واضح ہے حق تو یہ ہے کہ سارے جہان میں سے عرب کی

جہالت وضلالت کا نمونہ نکال کر لانا محال نہیں تو قریب اشکال کے ضرور تھا۔ ایک ایک بات سے عرب کی سخت خرابی اور بربادی نمایاں تھی سب سے بڑی غلطی عرب کی شان الٰہی میں تھی گو دیگر قومیں آج تک بت پرست ہیں لیکن عرب کی بت پرستی کے واقعات اپنی نظیر دنیا میں نہیں رکھتے مسند دارمی قال ہارون کان الرجل فی الجاہلیۃ اذا سافر حمل معاربعۃ احجارہ ثلثۃ یقدر بہا والرابع یعبدہ ترجمہ عرب کی جاہلیت کا یہ حال تھا کہ کہیں مسافرت میں چار پتھر رستہ میں سے اٹھا لئے تین پتھروں سے استنجا کر لیا ایک کو ان چار میں خدا اور معبود بنا لیا وہی استنجے کے ڈھیلے تھے وہی خدا اور معبود تھے روح البیان وغیرہ اساف ایک مرد اور نائلہ عورت تھی یہ دونوں یمن کے رہنے والے۔ ان میں باہمی ناجائز دوستی کا تعلق تھا اتفاق سے یہ دونوں جاہلیت کی رسم ورواج کے مطابق حج کرنے گئے عین کعبہ کے داخلہ کے وقت جبکہ عورت مرد مل کر کعبہ کے اندر جاتے تھے ان نالائقوں نے عین کعبہ کے اندر زنا کیا فوراً قہر الٰہی ان پر نازل ہوا یہ دونوں مسخ کیے گئے اور پتھر کے ہو گئے مکہ والوں نے انہیں اندر سے باہر نکالا اور کعبہ کے دروازے پر ایک کو ادھر دوسرے کو اُدھر رکھ دیا۔ چند روز کے بعد یہ ملعون اہل مکہ کے لئے خدا بن گئے اور بڑے زور وشور سے ان کی پرستش ہونے لگی۔ چنانچہ جب سید المرسلین نے بھی ان بتوں کی پرستش ہوتے دیکھی۔ مگر خدا نے آپ پھر آپ کے مبارک ہاتھوں سے انہیں غارت کیا۔ عرب کی حماقت اور بے علمی تمام دنیا کے جاہلوں بت پرستوں سے بڑھ گئی تھی ہر ایک قوم بت پرست نے اپنے بزرگوں نیک لوگوں کی تصویریں بنائیں پھر ان تصویروں کو پوجا۔ مگر عرب کی عقل پر ایسے پتھر پڑے تھے کہ وہ بدکار زناکار خدا کی لعنت میں گرفتار بتوں کو اپنا خدا بنا دیا پھر یہ ظلم کہ عین کعبہ کے اندر بیت اللہ کے طواف کے ساتھ ساتھ ان ناپاک بتوں کی پوجا کیا کرتے۔ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی کا پورا مصداق ہو گیا مسند دارمی عن مجاہد قال حدثنی مولای ان اہلہ بعثوا معہ بقدح لبن و قدح زبد الی الہتم قال فمنعنی ان اکل الزبد فخافتہا قال فجاء الکلب فاکل زبدہ وشرب اللبن ثم بال علی الصنم وہو اساف ونائلۃ مجاہد کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے آقا نے بیان کیا کہ ایک دن زمانہ جاہلیت میں ہمارے گھر والوں نے ایک پیالہ میں مکھن دوسرے میں دودھ دے کر ہمیں اپنے معبودوں کے پاس بھیجا اور یہ کہا کہ جاؤ فلاں فلاں جو ہمارے خدا ہیں ان کی نذر کرا دُ جاؤ اساف اور نائلہ پر یہ چڑھا دُ جا کر چڑھاؤ حسب الحکم میں وہ چڑھاوا لے کر چلا راستہ میں جی چاہا!

کہ یہ نعمت آپ کھالوں مگر ان بتوں کے ڈر کے مارے نہ کھایا اسی طرح جا امانت رکھی رکھتے ہی ایک کتا ان بتوں کے پاس آیا سارا دودھ پیا اور خوب مکھن کھایا اور چلتے وقت جھوٹے خداؤں کے منہ پر موت کر چل دیا۔ وہاں جہالت کی کوئی انتہا نہ تھی ایسے واقعات سے بھی عبرت تو کہاں بلکہ اس شرم ناک واقعہ کو ایک غیبی اسرار سمجھتے تھے۔ پھر تھوڑے عرصہ کے بعد یہ دونوں بت یہاں سے اٹھائے گئے۔ ایک کوہ صفا پر ایک مروہ پہاڑ پر رکھا گیا۔ اب تو ان بتوں کے احرام بندھنے اور ان کا طواف اور حج ہونے لگا۔ چنانچہ یہ مضمون ان الصفاو المروہ من شعائر اللہ آیۃ کے تحت میں جگہ جگہ تفسیروں میں موجود ہے تاریخ ابن اثیر حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں عرب کے بت پرستوں کی حالت یہ تھی کہ جب کسی پتھر کو پوجتے پوجتے عرصہ گذر جاتا تو کسی نئے خدا کی تلاش کرتے پھر کہیں نہ کہیں سے کوئی اچھا پتھر تلاش کر کے لاتے پرانے پتھر کو ڈال دیتے اور نئے پتھر کی پوجا کرنی شروع کر دیتے۔ مسند دارمی شریف ابو رجا فرماتے ہیں کہ ہم لوگ سفر کرنے کے موقعہ پر خانہ ساز خدا یوں بنا لیا کرتے تھے کہ کسی ایک جگہ ڈھیر مٹی کا جمع کیا اس پر کوئی دودھ کا جانور لا کر دوہ دیا۔ جب دودھ کے چند قطرے اس خاک پر پڑ گئے تو فوراً خدا بن کر تیار ہو گیا۔ جب تک اس جگہ قیام رہا اس کی پوجا کرتے رہتے جس وقت وہاں سے سفر کیا اس خدا کو وہیں چھوڑا دوسری منزل میں پہنچ کر ایک ویسا ہی اور خدا بنا لیا جتنی منزلیں ہوتیں اتنے خدا بنائے جاتے تھے معاذ اللہ

دلائل ابونعیم ایک شخص عرب میں تھا جس کا نام ظالم تھا۔ اس کے پاس ایک کتا پلا ہوا تھا کتے کا نام راشد تھا سبحان اللہ کیا عقل تھی انسان اشرف المخلوقات جس کا نام ظالم جو دنیا بھر کے نزدیک برا کام ہے اور کتا جو ارذل مخلوق تھا اس کا نام راشد جو سب سے اچھی صفت اور اچھا نام تھا۔ یعنی راہ راست پر چلنے والا بڑا نیک بخت۔ برا نام اپنے لئے تجویز ہوا جب یہ شخص مشرف باسلام ہوا اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا حضور اکرم نے ان کا نام پوچھا فرمایا کہ میرے کتے کا نام راشد ہے اور میرا نام ظالم ہے آنجناب نے تبسم فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ جو تمہارا نام ہے وہ کتے کا نام رکھدو اور جو تمہارے کتے کا نام ہے وہ تم اپنا رکھ لو یہ بات بہت مناسب ہے اس دن سے انکا نام راشد ہو گیا نکتہ یہ بھی ممکن تھا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اس صحابی کا نام عبد اللہ، عبد الرحمن وغیرہ وغیرہ رکھ دیتے جو نام کتے کا تھا وہ کیوں انسان کا رکھا گیا۔ حالانکہ وہ نام ان کے کتے کا مشہور

ہو چکا تھا۔ خاص کُتے کا نام ان کا نام رکھا گیا اس میں باطنی تعلیم مقصود تھی وہ یہ کہ لوگو جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب تک اپنے آپ کو کتے کی طرح ذلیل اور حقیر نہ سمجھوگے اسلام سے کچھ فائدہ نہ پاؤگے جب تک کتے کی طرح حضور پرنور کے غلام نہ ہوگے۔ سرداری نہ پاؤ گے۔ جس طرح ارشد نامی کتا تمہارے سامنے تھا۔ اسی طرح تم حضورؐ کے سامنے ہو۔ نسبت خود بسگت کردم وبس منفعلم دلائل ابونعیم اس صحابی کے اسلام لانے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ ایک دن ان کی قوم نے بعت سے کچھ چڑھاوے انہیں دے کر سواغ نامی بت کے پاس بھیجا اور یہ کہا کہ سب کچھ سواغ کی خدمت میں جا کر پیش کرو۔ راشد وہ تحفے لے کر سواغ کے پاس پہنچے جس وقت وہ تحفے سواغ بت کی نذر گذران رہے تھے۔ کہ یکایک۔ بت کے اندر سے آواز آئی کل العجب من خروج نبی من بنی المطلب۔ قابل تعجب یہ بات ہے کہ ایک نبی اولاد عبدالمطلب سے اس جہان میں تشریف لے آئے۔ راشد بت کے منہ سے یہ کلام سن کر حیران ہوئے مصلحتاً اس وقت تو اپنے گھر چلے آئے۔ مگر پچھلی رات کو صبح صادق کے وقت پھر اس بت کے پاس گئے۔ دیکھا کہ لومڑیاں وہ چڑھاوے جو اس بت کے سامنے رکھے ہوئے تھے کھا رہی ہیں اور برابر بت کے منہ پر پیشاب کرتی جا رہی ہیں یہ ناپاک واقعہ دیکھ کر راشد کے دل میں نفرت پیدا ہوئی اور یہ شعر پڑھا ارب یبول الثعلبان برأسه لقد ذل من بالت علیه الثعالب۔ واہ حضرت بھلا کہیں وہ چیز بھی خدا ہو سکتی ہے جس کے منہ پر لومڑیاں پیشاب کرتی ہوں اور وہ عاجز انہیں منع نہ کر سکیں پھر تو اسی دن جناب سید المرسلین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ مارا اور مشرف باسلام ہو گئے۔ اسی طرح کا واقعہ حضرت ابوذر کے ساتھ ہوا آپ نے ایک مرتبہ سفر میں جاتے وقت ایک بڑے بت کو اپنے ساتھ لیا ایک جگہ شام کے وقت قیام کیا خیمہ کے سامنے ایک مناسب ! جگہ میں لیپ پوت کر اپنے مصنوعی خدا کو بٹھا کر خود جنگل میں چلے گئے واپس آن کر دیکھا کہ وہ خدا تربتر بیٹھے ہوئے ہیں۔ گویا جناب نے ابھی غسل کیا ہے موسم نہایت گرم خشک عرب کا جنگل وہاں پانی عنقا انہیں غسل کے لئے پانی کہاں سے میسر ہوا تعجب سے فرمایا الم تمطر السماء قطراً این مطرت علیک مطر اے ہمارے بت آسمان سے تو کوئی قطرہ مینہ کا برسا نہیں یہ جناب پر آثار بارش اور غسل کہاں سے پیدا ہو گئے اصل واقعہ کی تحقیق کرنے کی غرض سے خیمہ کی آڑ میں کھڑے ہو کر دیکھا تھوڑے عرصہ بعد ایک لومڑی آئی اور بت کے پاس کھڑے ہو کر

پہلے

بت کو سونگھا پھر حسب عادت ٹانگ اٹھا کر منہ پر موتا. حضرت ابو ذر نے یہ واقعہ بچشم خود دیکھ کر فرمایا. کہ واہ جناب جب ہمارے خدا ایسے پاک اور مبارک پانی سے غسل کریں گے تو بتاؤ بندے اس پانی سے زیادہ کون سا پانی غسل کے لئے لائیں گے. فوراً جناب رسالت مآب کی خدمت میں پہنچ کر مشرف باسلام ہوئے **مواہب لدنیہ** سعد بن ظالم غطفانی کافر جب مکہ معظمہ میں آیا. تو اس نے دیکھا کہ لوگ کوہ صفاہ کوہ مروہ کے درمیان طواف کرتے ہیں اس نے ارادہ کیا کہ ہم بھی اپنے گاؤں میں ایسی ایک عبادت گاہ بنائیں تو بہتر ہے اس نے کچھ پتھر صفا پہاڑ کے کچھ پتھر مروہ پہاڑ کے اٹھائے اور طائف پہاڑ کے قریب اپنے گاؤں میں ایک کھجور کے درخت کے نیچے لا رکھے پھر لوگوں سے یہ کہا کہ اب صفا مروہ یہاں آگئے ہیں. مکہ جانے کی ضرورت نہیں رہی ان پتھروں کے سامنے ایک پتھر اور رکھا اور یہ کہا لو یہ تمہارا خدا ہے. پھر تو جاہل لوگ ان پتھروں کی پوجا کرنے لگے رفتہ رفتہ یہ جگہ بڑی بھاری پرستش گاہ ہو گئی کچھ عرصہ کے بعد عمرو بن لحے نامی کافر نے اپنا کشف لوگوں سے یہ بیان کیا کہ لوگو! رب العالمین جو آسمان کا خدا ہے وہ گرمی کے سارے موسم میں تمہارے اس بت کے پاس رہتا ہے اور جاڑے کا سارا موسم مکہ میں لات کے پاس بسر کرتا ہے اسی دن سے اس بت کا نام عزیٰ یعنے بڑی عزت والا ہو گیا. ایک بڑی عمارت اس جگہ بن گئی سب سے بڑا خدا کفار مکہ کے خیال میں یہی بت تھا یہ وہ بت ہے جس کا نام تذکرہ بخاری شریف میں ہے کہ جنگ اُحد کے دن ابو سفیان جو اس وقت کافر تھے جناب سید المرسلین کے مقابلے میں اس بت کی عظمت کے نعرے مار رہے تھے لنا عزیٰ و لا عزیٰ لکم مسلمانوں تمہیں کچھ خبر بھی ہے کہ ہمارا ایک بڑا مددگار ہے جس کا نام عزیٰ ہے بھلا تمہیں اس سے بڑا مددگار کہاں میسر ہو گا جناب سید المرسلین نے ارشاد فرمایا کہ اس کافر کو یہ جواب دو اے نادانوں ہمارا مددگار اللہ ہے جو مالک چودہ طبق کا ہے تمہارا ایسا کوئی زبردست مددگار نہ ہوگا. مکہ والے جاہلوں کے خیال میں رب العالمین کے رہنے کا شملہ عزیٰ بت کی جگہ تھی کیونکہ یہ طائف میں سرد جگہ میں واقع تھا اور سردی کے ایام میں لات کی جگہ جو گرم جگہ میں تھا. خدا کے جاڑے کی رہنے کی جگہ تھی معاذ اللہ تعالےٰ عن ذالک عُلُوًا کبیرًا یہ تو مکہ اور حجاز کے مختلف مقامات کے بت تھے. اب لیجئے خاص مبارک مقام یعنی بیت اللہ شریف جس کو ابراہیم خلیل اللہ اور اسماعیل ذبیح اللہ نے تعمیر کیا واذ یرفع ابراہیم القواعد من البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ترجمہ جب بنا رہے تھے

ابراہیم اور اسمٰعیل کعبہ کی دیواریں کہتے تھے۔ اے رب ہمارے قبول فرمالے ہمارے اس عمل کو تو سننے والا بات کا اور جاننے والا حال کا ہے میرے خیال میں یہ فخر ابوسفیان کا ایسا ہے جیسے کوئی اندھا ٹھوکر کھا کر کسی گہرے کنوئیں میں جاگرے پھر وہاں پڑا پڑا ان لوگوں سے جو باغ اور چمن کی سیر کرتے پھرتے ہیں کہے کہ لوگو بھلا نہیں یہ سیر کہاں میسر ہو سکتی ہے جو میں سیر کر رہا ہوں حکم ہوا کہ اس گھر کو پاک صاف رکھنا وعہدنا الی ابراہیم واسمٰعیل ان طہرا بیتی للطائفین والرکع السجود اور معاہدہ لیا ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل سے بیت اللہ کے پاک صاف رکھنے کا طواف کرنے والوں اعتکاف کرنے والوں نماز پڑھنے والوں کیلئے کفار مکہ نے ان سب معاہدوں کو پس پشت ڈالدیا اور برعکس اس توحید خانہ کو اعلیٰ درجہ کا بتخانہ بیت اللہ کو بیت الاصنام بنایا پھر ایک نہ دو پورے تین سو ساٹھ بت کعبہ کے اندر تین سو ساٹھ بت اس پر بھی بس نہ تھی جب نیچے جگہ نہ رہی تو کئی سو بت کعبہ کی چھت پر قائم کئے خصائص عن ابن عمر قال وقف! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم فتح مکہ دخول الکعبۃ ثلثۃ وستون صنما حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ جس وقت آنجناب فتح مکہ کے دن خانہ کعبہ کے پاس پہنچے تو ملاحظہ کیا کہ کعبہ کے چاروں طرف تین سو ساٹھ بت رکھے ہیں دلائل ابونعیم عن ابن عباس قال ادخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم فتح مکہ وعلی الکعبۃ ثلاث مائۃ صنم ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ کعبہ کی چھت پر تین سو بت رکھے ہوئے تھے مواہب لدنیہ میں مذکور ہے کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا دل چاہا کہ کعبہ کے اندر داخل ہوں مگر بوجہ بتوں کی کثرت کے اندر داخل نہ ہو سکے احمق کافر لوگ جو اسقدر کثرت سے بت جمع کرتے تھے اس کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہ معلوم ہوتی تھی کہ انسان کو اپنی عمر میں ہزاروں حاجتیں اور ضرورتیں پیش آتی ہیں پس اتنی ضرورتوں کے لئے ایک بت کس طرح کافی ہو سکتا ہے اس لئے ایک ایک ضرورت کے لئے ایک ایک بت ایک حاجت پر ایک صنم مقرر کیا گیا تھا۔ یا یہ وجہ تھی کہ کعبہ باتفاق اہل حجاز خانہ خدا تھا اور رب العزت کی عدالت تھی پس لازم ہوا کہ ایک ایک حاجت مند اپنا اپنا وکیل بادشاہ کی عدالت میں بھیج کر اپنی حاجتیں پوری کرائے اور یہی مطلب آیت ہٰولاء شفعاء نا عند اللہ سے ترشح ہوتا ہے یعنی کافر اپنے بتوں کی نسبت کہا کرتے تھے کہ یہ بت ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کی جناب میں یہ بت ہماری مرادیں پوری کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسلام نے اس خیال کو غلط ثابت کیا کہ ایک اکیلے خدا کو سارے جہان کے لئے کافی ووافی بتایا الیس اللہ بکاف عبدہ ترجمہ کیا خدا اپنے ایک ایک بندہ کو کافی ووافی نہیں ہے نہیں نہیں ضرور

ہے یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید وہ خدا وہ ہے کہ جو چاہے کرے جو چاہے حکم دے لامعقب لحکمہ اسکا حکم کوئی بدل نہیں سکتا اس کا حکم کوئی ٹال نہیں سکتا ما یفتح اللہ من رحمۃ فلا ممسک لہا وما یمسک فلا مرسل لہ من بعدہ **ترجمہ** جو کچھ بھی کسی کو وہ خدا نفع پہنچانا چاہے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا اور اگر کسی شخص سے اپنی رحمت کو لیوے تو اُسے کوئی جاری نہیں کر سکتا۔ تیسری وجہ بتوں کی کثرت کی یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ ایک قوم کو دوسری قوم اور گروہ کے معبود پر اعتماد نہ تھا ہر ایک گروہ دوسرے گروہ کے خدا کو اپنے خلاف جانتا تھا یعنی جب بندوں میں آپس میں نزاع اور لڑائی ہوئی تھی تو ہر ایک گروہ کا خدا اپنے اپنے عابدوں کی طرفداری کرتا تھا۔ دوسرے دشمن فریق سے دشمنی کرتا تھا ہزاروں اسی خیال خام میں مبتلا رہتے تھے ایک گروہ دوسرے گروہ کے معبود کے پاس جانا برابر جانتے تھے اسلام نے اس خیالی طرفداری کو باطل کیا اور شان باری کو اس کے خلاف بتایا وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم **ترجمہ** اے بندو ہم نے تمہاری قوم بندی اور گروہ اس لئے بنایا ہے کہ تم میں باہم پہچان رہے کہ فلاں شخص فلاں قوم کا فلاں شخص فلاں گروہ کا ہے ورنہ خدا کی کسی سے رشتہ داری نہیں اللہ کے نزدیک تم میں وہی بزرگ اور زیادہ اچھا ہے جو زیادہ دیندار متقی پرہیزگار ہے دوسری جگہ ارشاد ہے ولو یعجل اللہ للناس الشر استعجالہم لقضی الیہم اجلہم اور اگر خدا لوگوں کے کہنے اور بددعا کرنے سے ان کے دشمنوں کو ہلاک کر دے تو آج ہی جہان کا خاتمہ ہو جائے لیکن وہ اپنی مرضی سے جو چاہے وہی کرتا ہے کسی کے کہنے سے کسی کو ہلاک نہیں کرتا :

پھر اسقدر بت جو کعبہ میں موجود تھے یہ بھی اہل مکہ کے لئے کافی نہ تھے ان سے الگ اور بھی بت گلی گلی میں بلکہ گھر گھر میں رکھے ہوئے تھے **بخاری** ایک بت جس کا نام ہبل تھا یہ وہی بت ہے جس کی نسبت ابو سفیان جنگ احد ذرا سی فتح پا کر اعلی ہبل اعلی ہبل لوگو آج ہبل بت کا بول بالا ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو اسے جواب دو عرض کیا کہ یا حضرتؐ کیا جواب دیں فرمایا کہ جواب دو اللہ اعلیٰ واجل اللہ اعلیٰ واجل اللہ کی ذات نہایت عالی و بزرگ ہے وہ جو چاہے اپنے ملک میں حکم کرے جسے چاہے فتح مند کرے جسے چاہے شکست دے دے کسی کو کیا دخل ہے اور ہبل بے چارہ کیا چیز ہے جو خدائی معاملات میں دخل دے سکے۔

تاریخ الخمیس جب بی بی حلیمہ سعدیہ اس عالی جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت رضاعت سے فارغ ہو کر آپ کو آپ کے جد امجد عبد المطلب کے پاس پہنچانے اور !!

ان کی امانت ان کے سپرد کرنے تشریف لائیں جب اس جگہ کہ جہاں ہبل بت رکھا ہوا تھا پہنچیں وہاں اس وقت بہت سے لوگ جمع تھے حلیمہ نے اپنی سواری کو ٹھیرایا حضور کو سواری سے اتار کر ایک جگہ وہیں بٹھا کر خود اپنی ضرورت سے فارغ ہونے چلی گئیں واپس آکر دیکھا کہ جناب رسالت مآب وہاں سے کہیں تشریف لے گئے اور وہاں سے غائب ہوکر کہیں چلے گئے چونکہ سن مبارک حضور کا اسوقت نہایت صغیر یعنی چار سال کا تھا حلیمہ کو آپ کے تشریف لے جانے سے سخت صدمہ ہوا اور بیقرار ہو کر رونا چیخنا شروع کیا ان کے رونے کی آواز سے لوگ جمع ہو گئے اور پوچھا کہ اے نیک بی بی تجھے کیا تکلیف پہنچی جو تو کلیجہ پھاڑ کر روتی ہے بی بی حلیمہ نے فرمایا کہ لوگو میرا فرزند نور عین محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب یہاں سے خدا جانے کہاں غائب ہو گئے اگر وہ نہ ملے تو میں روتے روتے مرجاؤں گی حلیمہ کی آہ زاری فریاد و بیقراری سن کر ایک بڈھے قریشی پرانے بت پرست بولے کہ اے ضعیفہ تو اس قدر نہ رو دیکھو یہاں ہبل معبود تشریف رکھتے ہیں تو ان کے پاس حاضر ہو کر عرض کر وہ ضرور تیرے حال پر رحم کریں گے اور تیرے فرزند کو واپس لا کر تجھ سے ملائیں گے فانہ القوی علی ذالک العالم بامرہ کیونکہ ہبل معبود کو بڑی قدرت ہے اور وہ بڑا باختیار ہے بی بی حلیمہ نے فرمایا کہ بڈھے شاید تجھ کو میرے فرزند کی پیدائش کے وقت کے حالات معلوم! نہیں ہیں کہ اس دن بتوں پر کیا آفت آئی کیسی مصیبت نازل ہوئی تھی وہ بڈھے دل کے اندھے تھے یہ سن کر بولے کہ عورت تجھے کیا خبر ہے کہ ہبل کیا کچھ طاقت رکھتا ہے اچھا میں تیرے رونے پر ترس کھاتا ہوں اور تیری طرف سے تیرا وکیل بن کر خود جاتا ہوں کیونکہ تیرے رونے دھونے نے ہمارے کلیجے پھاڑ دیئے یہ کہہ کر وہ بڈھے بت خانہ کے اندر گئے پہلے تو ہبل کو سجدہ کیا بہت دیر تک سجدہ میں پڑے رہے پھر اٹھ کر اس کا طواف کیا سات دفعہ اس کے صدقہ ہو کر! نہایت دست بستہ ادب سے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اے بڑی قدرت والے نہایت بڑے احسان کرنے والے آپ کے احسان قریش پر بے انتہا ہیں آج یہ حلیمہ سعدیہ دودھ پلانے والی محمدؐ بن عبداللہ کی کھڑی روتی ہے یا حضرت اس کے رونے سے ہمارے کلیجے پھٹے جاتے ہیں اگر حضور کی مرضی ہو تو اس کا بچہ واپس عنایت فرمایا جاوے قالت فارتج واللہ صنم وتنکس و مشی علی راسہ وسمعت منہ صوتا یقول ایہا الشیخ انت فی غرور مالی والمحمد انما یکون ہلاکنا علی یدیہ وان رب محمد لم یکن لیضیعہ بل یحفظ ابلغ عبدۃ الاوثان ان مع اللہ یح الاکبر الا یرخلوا فی دینہ ترجمہ حلیمہ فرماتی ہیں حلیمہ قسم ہے اللہ کی محمدؐ کا نام سنتے ہی ہبل بت اوندھے منہ گر پڑا اور سر کے بل چلتا ہوا آیا

اور با آواز بلند یہ کہا کہ اے بڈھے تو بڑے دھوکا میں پڑا ہوا ہے مجھے محمدؐ سے کیا تعلق ہے وہ تو ہمارے غارت کرنے والے ہیں اے بڈھے محمدؐ کا رب انہیں ضائع نہ کرے گا وہ ان کا محافظ ہے اے بڈھے سارے بت سارے بت پرستوں سے کہہ دے اور سب کو سنا دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تمہارے روحانی قتل کا انتظام ہے جب تک ان کے دین میں داخل نہ ہو جاؤ گے فلاح نہ پاؤ گے وہ بڈھا یہ واقعہ عجیبہ دیکھ کر حیران ہو گیا بید کی طرح کانپنے لگا ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑ گیا نہایت خراب حالت میں بت خانہ سے باہر نکلا اور یہ کہا کہ حلیمہ آج تک کبھی ایسا واقعہ نہ دیکھا تھا معلوم ہوتا ہے کہ تیرا بچہ بڑی شان پیدا کرنے والا ہے تو خود اسے تلاش کر لے ہبل اس کی تلاش سے عاجز ہے یہ سن کر حلیمہ یہاں سے رخصت ہو کر عبد المطلب کے پاس روتی ہوئی آئیں اور جو کچھ گذرا تھا سب واقعہ آپ سے عرض کر دیا عبد المطلب آنحضرتؐ کے کھوئے جانے سے بیحد غمگین ہوئے فوراً احرام باندھ کر صفا پہاڑ پر چڑھے اور عرب کے تمام قبیلوں کو جمع کیا پھر مکہ کے محلہ محلہ گھر گھر میں آپ کو تلاش کیا مگر جب کہیں پتہ نہ ملا تو عبد المطلب خانہ کعبہ کے پاس آئے پہلے کعبہ کا طواف کیا اس کے بعد رب کعبہ سے التجا کی ع یا رب ردّ اِلیّ محمداً رد الی واتخذ عندی یدا۔ **ترجمہ** اے اللہ مجھ پر احسان کر اور میرے فرزند محمدؐ کو مجھے واپس دیدے الٰہی وہ عرصہ سے نہیں ملتے ہیں ایک آواز آئی کہ اے لوگو نہ گھبراؤ محمدؐ کا رب انہیں کبھی ضائع نہ کرے گا عبد المطلب نے عرض کیا کہ اے ہاتف غیبی بتا دے کہ محمدؐ اس وقت کہاں ہیں ہاتف غیبی نے جواب دیا کہ وادی تہامہ میں آپ تشریف رکھتے ہیں۔ فوراً عبد المطلب اس طرف روانہ ہوئے بہت دور جا کر دیکھا کہ آپ ایک درخت کے نیچے تشریف رکھتے ہیں۔ عبد المطلب نے جناب سے نام پوچھا آپ نے فرمایا کہ میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں یہ سنکر عبد المطلب نے کہا کہ تم پر سے عبد المطلب قربان ہو جائے۔ دوڑ کر آپ کو اٹھا کر اپنی سواری پر سوار کر لیا پھر مکہ معظمہ واپس آکر اس کے شکریہ میں ایک ہزار اونٹ خیرات کئے اور پھر حلیمہ کو معقول تحفے دے کر رخصت کیا۔ عرب کے بت پرست ایسے ایسے واقعات آنکھوں سے دیکھکر پھر اسی بت پر اڑے ہوئے تھے روح البیان شواہد النبوۃ ابو جہل کے پاس علاوہ بہت سے پتھر کے بتوں کے ایک پیتل کا بت تھا اکثر ابو جہل اس کو اپنے کندھے پر اٹھائے پھرتا تھا۔ ایک دن اس بت کو اپنے کندھے سے اتارا پہلے تو سجدہ کیا۔ پھر نہایت ادب سے یہ عرض کیا کہ اے ہمارے معبود تو دیکھتا ہے کہ محمد بن عبد اللہ نے کس قدر تمہیں برا کہنا شروع کر دیا ہے ہمیں آپ کی بے ادبی

سے نہایت اذیت ہوتی ہے اگر آپ ایسا کریں کہ محمدؐ کے سامنے چل کر ان کے دین کو برا کہہ دیں تو آپ کا بڑا احسان ہوگا۔ یہ سب بت کے سامنے عرض معروض کر کے بڑی تعظیم سے اس بت کو کندھے پر اٹھا کر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور یہ کہا کہ بس آپ ہمارے معبودوں کو برا کہہ چکے ہیں آج ہمارا یہ معبود منہ در منہ آپ کو برا کہے گا اور آپ کا جواب دے گا یہ کہہ کر اس بت کو ابوجہل نے اپنے کندھے سے اتار کر حضور کے سامنے رکھا اور بت کو اشارہ کیا وہ بت پیروں پر کھڑا ہو کر جنبش کرنے لگا پھر تو ابوجہل اور اس کے ہمراہی نہال نہال ہو گئے اور بڑے خوش ہوئے کہ مراد پوری ہوئی کچھ جنبش کے بعد بت کے اندر سے آواز نکلی۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لیجئے اب وہ کافروں کے خدا بت ہی مسلمان ہونے لگے ابوجہل کس خیال میں تھے وہاں غیب سے اور ہی کچھ ظاہر ہو گیا ابوجہل نہایت ہی ذلیل ہوا اور یہ کہا کہ محمدؐ نے ہمارے معبود پر جادو کر دیا پہلے تو اس بت کو ایسی تعظیم وتوقیر سے کندھے پر اٹھا کر لائے تھے۔ جب مقصود کے خلاف ظاہر ہوا تو اس بت کا پتھروں سے چورا چورا کر دیا۔ توڑ کر پھینک دیا۔ کیونکہ جب بت سے حق ظاہر ہوا اور وہ ابوجہل کی خواہش کے خلاف تھا تو اس معبود کو ذلیل کر کے پھینک دیا ارایت من اتخذ الٰہہ ہواہ اے نبی تم نے اس شخص کو بھی دیکھا ہے جس نے اپنے نفس کی خواہش کو اپنا خدا بنایا ہے وہ یہی ابوجہل لعین تھا کہ اگر معبود بھی اس کا خواہش کے خلاف ہو گیا! تو وہ بھی چھوڑ دیا گیا۔ بلکہ توڑ دیا گیا۔ اسلام نے مسلمانوں کو خود مختیار شہنشاہ با اختیار کی پرستش کی تعلیم فرمائی فعال لما یرید بہت جلدی کرنے والا جو کچھ چاہے اس خدا کی صفت بتائی۔ سبحان اللہ جس کعبہ کی عرب کے نزدیک بڑی تعظیم تھی خلیل اللہ کی تعمیر اور خدا کا گھر مانا جاتا تھا اس کی یہ گت تھی کہ علاوہ سینکڑوں بتوں کے وہاں جمع کرنے اور بت پرستی کرنے کے عورت مرد ننگے مادر زاد طواف کیا کرتے تھے فتح الباری شرح بخاری وجہ اس کی یہ تھی کہ قریشی لوگ جو خانہ کعبہ کے مجاور تھے انہوں نے اپنے ذاتی نفع کے لئے یہ بدرسوم جاری کئے تھے کہ جو شخص کعبہ کا طواف کرے ہم میں سے کسی مجاور کے کپڑے مانگ لے انہیں پہن کر طواف کرے اپنے کپڑوں سے کوئی شخص طواف نہ کر سکے کیونکہ سوائے مجاورین کعبہ کے دوسرے شخصوں کے کپڑے ناپاک ہیں اور جو شخص مجاور کے کپڑے نہ لیوے وہ برہنہ ہو کر طواف کرے کچھ عرصہ کے بعد یہ فحش اور ناپاک رسم نکلی، عام طور سے جاری ہو گئی پھر اس پر اور طرہ یہ تھا کہ عورتیں مرد ننگے طواف کرتے تھے اور ہاتھوں سے تالیاں اور منہ سے سیٹی بجاتے

تھے ماکان صلوٰتہم عند البیت الا مکاءً وتصدیہ ترجمہ نہ تھی کافروں کی نماز کعبہ کے پاس مگر تالیاں اور سیٹی بجانا ننگے ہو کر نکاح کا جائز طریقہ جو آدم کے وقت سے آج تک چلا آتا ہے۔ اس میں بھی عرب کے جاہلوں نے اپنا دخل اور بیجا تصرف کیا تھا ابوداؤد کسی کو سفر کی حالت میں جوتی کی ضرورت ہوتی تو اس کے پاس دام اس جوتی کے نہ ہوئے تو وہ کھڑا ہو کر یہ پکارتا تھا کہ جو شخص مجھے آج جوتی دیدے گا تو آج کے بعد میرے نطفہ سے جو لڑکی پیدا ہوگی میں اس جوتی کے صلہ میں اس شخص کو وہ لڑکی مفت دے دوں گا اس وقت جو شخص اس غل مچانے والے کو جوتی دیتا تو وہ اس کی معصومہ لڑکی کا مالک تھا۔ پس پیدا ہونے سے پہلے ایک جوتی کے جوڑے پر اپنی دختر کو فروخت کرنا سوائے عرب کے جاہلوں کے دوسری جگہ دیکھنے میں نہیں آیا **مسند دارمی** برنی کلبہ ویقتل ولدہ دختر کا قتل کرنا کتوں کو بڑی الفت سے پالنا یہ اس جاہل قوم کا شیوہ تھا رہزنی ڈکیتی لوٹ مار قتل و قتال ان کی معاش تھی۔ اگر کسی عورت کا شوہر مرگیا تو غریب عورت کی موت آگئی اب اس کے ذمہ شوہر کی عدت لازم ہوئی ابوداؤد عدت والی عورت کو کسی تنگ مکان میں یا کسی کوٹھی پر جھونپڑی ڈال کر اس عورت لاڈ الاٹاٹ کے کپڑے پہنا دیئے اور ہر ایک طرح کی خوشبو یہاں تک کہ پانی غسل کے لئے پیشاب یا پاخانہ سے استنجا کرنے کے لئے اس مظلوم کو ایک سال تک پانی نہ دیا جاتا تھا غسل طہارت آبدست کلی تک کرنا ہاتھ دھونے سب بند بے نمک کا کھانا کھانے کو ملتا ایسی سخت مصیبت کے ساتھ وہ بیچاری ایک سال عدت کا پورا کرتی۔ ایسی گذران کی وجہ سے اس کے بدن میں سمیت پیدا ہو جاتی ہے جس وقت سال بھر پورا ہوتا تو سب سے اول کوئی جانور کبوتر وغیرہ کی قسم سے اس بیوہ کو منگا کر دیتے۔ وہ عورت اس جانور کو اپنے بدن سے چھواتی فوراً وہ! جانور اس عورت کے جسم کی بُو اور آنجروں سے ہلاک ہو جاتا پھر ایک گدھا سواری کیلئے لایا جاتا وہ بیوہ اس گدھے پر سوار ہوتی اس کی گود میں اونٹ کی مینگنیاں بھری جاتیں اس صورت سے وہ سارے شہر میں گشت کرائی جاتی جس جگہ وہ عورت کچھ لوگ کھڑے یا بیٹھے دیکھتی اپنی جھولی میں سے مینگنیاں نکال کر ان کے منہ پر مارتی۔ ان لوگوں کو معلوم ہوتا کہ آج اس عورت کی عدت پوری ہوئی ہے اس لئے خاموش ہو جاتے۔ عورت سارے شہر کے لوگوں پر بھی صحرائی موتی نچھاور کرتی پھرتی تھی ایسی واہیات رسموں کے ساتھ عدت پوری ہوا کرتی تھی حیٰوۃ الحیوان جب کبھی عرب کے لوگوں کو بینہ کی ضرورت ہوتی

بجائے نماز اور دعا کے یہ کیا کرتے تھے کہ کسی گائے یا بیل یا اونٹ کی دم میں بہت سا پھونس کا پولا باندھ کر اس میں آگ لگا دیتے وہ جانور آگ کے خوف سے بھاگتا پھرتا تھا جس قدر وہ جانور بھاگتا اسی قدر آگ ہوا سے تیز ہوتی تھی ان بے رحموں کو ذرا بھی رحم نہ آتا۔ مگر وہ ارحم الراحمین اس جانور پر رحم فرما کر نہایت زور سے مینہ برسا کر اس جانور کی آگ بجھاتا یوں تو رات دن عرب میں جنگ وجدال وقتل وقتال رہا کرتا تھا لیکن بڑی نامور لڑائیاں ہوتی تھیں جو حرب الفجار کے نام سے مشہور تھیں جس میں ہر ایک کی طرف کے ہزاروں آدمی ناحق قتل ہوتے تھے ان کا سبب نہایت حقیر اور ذلیل بات تھی ایک لڑائی کا سبب یہ تھا کہ ایک شخص بدر بن مغیث نامی ایک میلہ کے موقع پر اپنی ایک ٹانگ پھیلا کر بیٹھ گیا اور بڑے تکبر اور غرور سے بولا کہ ہے کوئی مجھ سے زیادہ بڑا جو میری ٹانگ کو سمیٹ دیوے دوسرے جاہل نے جسکا نام احمر بن مازن تھا آتے ہی بدر بن مغیث کی ٹانگ تلوار سے کاٹ ڈالی! اس واقعہ پر دونوں طرف کے جاہل جمع ہو کر ایسے لڑے کہ ہزارہا آدمی دونوں طرف سے قتل ہوئے۔ یہ عرب کی بڑی نامی اور مشہور یادگار لڑائی ہے جس کا سبب ایسا ناچیز اور ذلیل تھا دوسری ایک بڑی جنگ کا سبب یہ ہوا تھا کہ ایک فاحشہ عورت بنی عامر کے قبیلہ کی اپنے آدمیوں کے ساتھ ایک میلہ میں آئی جو عکاظ بازار میں ہوا کرتا تھا وہ عورت ایک جگہ اپنا منہ چھپائے بیٹھی تھی کہ یکایک بنی کنانہ کے قبیلہ کے ایک جاہل نے اس عورت کو چھیڑا اس نے غل مچایا طرفین کے لوگ جمع ہوئے اور ہزاروں کے سرتن سے جدا ہو گئے۔ یہ بھی ایک بڑی مشہور عرب میں جنگ ہوئی ہے ہزاروں کا خون ہو جانا ایسی ذلیل باتوں پر ایک ادنیٰ سی بات تھی اور عرب کا بڑا مایہ فخر تھا ایسے شرم ناک حادثے بڑے باعث ناز تھے زناکاری شراب خوری اعلیٰ درجہ کا ہنر تھا۔ عام طور سے عورت مرد ان خرابیوں میں مبتلا تھے اگر کوئی خال خال شخص ان باتوں کو برا جانتا تھا وہ ان کی حالت سے رنجیدہ ناامید ہو کر پہاڑوں کے غار گھروں کے اندر خلوت خانہ بنا کر روپوش ہو گیا تھا اور بوجہ خرابی ملک اور اہل ملک کے اپنی زندگی سے موت کو پسند کرتا تھا۔ جب عرب کی اصلاح سے ہر شخص قطعاً ناامید ہو چکا ہے

سہ سنتے ہیں ڈوبتے اچھلتے ہیں :: ایسے ڈوبے کہیں نکلتے ہیں

عرب کی جہالت اور نالائقی جب حد سے گذر گئی اور ان کی ذلت حد کو پہنچ گئی تب حق تبارک وتعالیٰ نے ان کی حالت زار پر رحم فرمایا اور انبیاء کا سرتاج نبی ان کی ہدایت کے لئے بھیجا ساری

کتابوں سے افضل کتاب ان کے لئے دستور العمل بناکر عطا کیا یکایک اندھیری رات میں سورج نے طلوع فرمایا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے لگی۔
تاریخ الخمیس آنجناب نے یہ سارا واقعہ بی بی خدیجہ سے بیان کیا۔ حضرت خدیجہ آپ کو ساتھ لے کر ورقہ بن نوفل اپنے چچازاد بھائی کے پاس پہنچیں لیکن حضرت ورقہ مسن اور معمر شخص تھے ایک سو کئی سال کی عمر تھی توریت انجیل اور دیگر آسمانی کتابوں سے خوب واقف تھے حضرت خدیجہ رضؓ نے ورقہ سے عرض کیا کہ اے عالم حجاز اخبرنی عن جبرئیل روح الامین ذرا مجھ کو جبرائیل روح الامین کی صفت اور حالت بتا دیجئے۔ جب ورقہ نے حضرت جبرئیل کا نام سنا کھڑے ہو گئے اور فرمایا قدوس قدوس بھلا وہ ذات مقدس یہاں کہاں مقدس ماذکر جبرئیل بارض نعبد فیہا الاصنام حضرت جبرئیل کا ذکر ایسی سرزمین کہ جہاں رات دن بت پرستی ہوتی ہو ہزاروں لاکھوں میں ایک شخص بھی خدا پرستی نہ کرتا تھا غیر ممکن سی بات ہے اے خدیجہ تجھے اس کفرستان میں جبرائیل کا نام کس نے بتایا ہے خدیجہ نے کہا کہ محمد بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس حضرت جبرئیل آتے ہیں ورقہ بن نوفل نے فرمایا قسم ہے اللہ کی کہ اگر تو سچی ہے تو آج ساری دنیا کی نجات ہو گئی جنت کا دروازہ کھل گیا جہنم کا دروازہ بند ہو گیا۔ مگر اے خدیجہ اتنی بڑی بات میں کس طرح مان لوں نجاست خانہ اور بت خانہ اور کہاں وہ روح الامین مکہ کے بت خانوں میں جبرئیل کس طرح آسکتے ہیں کہاں وہ روح القدس اور کہاں کعبہ کے بت سہ چہ نسبت را بعالم پاک حضرت خدیجہ نے عرض کیا اخبرنی ہل تجد فیہا قرأت من التورات والانجیل ان اللہ یبعث ونبیاً فی ہذا الزمان اے ورقہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ توریت انجیل میں پیشگوئی اور خبر اس آخری وقت میں کسی نبی کے تشریف لانے کی پائی جاتی ہے جب ورقہ نے یہ سوال خدیجہ کا سنا ذرا سے تامل کے بعد جواب دیا اے خدیجہ تیرا خیال نہایت درست ہے بیشک اللہ تعالیٰ ایک بڑا نبی اسوقت میں مبعوث فرمائیگا جو یتیم ہو گا وتکفلہ امراۃ من قریش فقیر غریب ہو گا مگر ایک عورت قریش کی اس مبارک نبی کی خدمت کا شرف حاصل کرے گی اے خدیجہ وہ ساری صفات سب علامتیں تیرے اندر پائی جاتی ہیں رب العالمین تیرے سایہ میں اسلام کے چراغ کو روشن کرے گا جو تھوڑے عرصہ میں سورج سے زیادہ روشن ہو کر جہان بھر کو نورانی کرے گا ہر ایک روشن چیز اس چراغ کے سامنے گل ہو جائے گی بیشک وہ عورت تو ہی مبارک عورت ہے نکتہ مسلمان اولاد کے نیک عملوں سے مسلمان ماں

باپ کی خطائیں معاف ہوجاتی ہیں جو کچھ والدین کی وفات کے بعد اولاد نیکیاں کرتی ہیں وہ سب ماں باپ کے لئے کفارہ ہوتی جاتی ہیں حضرت حوا کے باعث آدم بلا میں مبتلا ہوئے آدم آدم کے سبب سارا جہان عذاب میں پھنسا حوا عورت ہی جنت سے نکلنے کا باعث ہوئی! خدیجہ عورت نے جنت کا دروازہ جو سینکڑوں برس سے بند تھا کھلوایا لاکھوں کافروں کو بلا حساب جنت میں پہنچایا۔ حضرت خدیجہ دختر ہیں۔ حضرت حوا کی اس مبارک دختر کے نیک عملوں سے والدہ ماجدہ بی بی حوا کی خطاؤں کا کفارہ ہوگیا اسلامی دنیا کے نزدیک جو کچھ حوا نے کیا تھا وہ سب کا سب دختر نیک اختر بی بی خدیجہ کے اعمال صالحہ کے ذریعہ سے معاف ہوگیا حضرت خدیجہ نے عرض کیا کہ اے ورقہ اس نبی آخر الزمان کی کچھ اور علامتیں بیان کیجئے فرمایا کہ نبی آخرالزماں مردوں کو زندہ کریں گے ان سے مردے زندہ ہو کر کلام کریں گے آپ پانی پر راستہ چلیں گے جس طرح حضرت مسیح سمندر پر بلا کشتی کے راستہ چلتے تھے پہاڑ اور پتھر اور درخت ان سے کلام کریں گے سوکھے درخت ان کی برکت سے ہرے ہو جائیں گے اے خدیجہ تم اپنے خاوند کو میرے پاس بلا لاؤ حضرت خدیجہ نے عرض کیا کہ وہ مکان کے صحن میں موجود ہیں آپ بلا لیجئے آنجناب حضرت ورقہ کے پاس تشریف لائے اور بہت سے واقعات نبوت سے پہلے اور عین نبوت کے بیان کئے۔ **بخاری شریف** سن کر نہایت بےچین ہو کر حضرت ورقہ نے فرمایا واللہ ہوالناموس الاکبر۔ قسم ہے اللہ کی وہی تو حضرت جبرئیل ہیں الذی انزل علی موسیٰ وعیسیٰ جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئے تھے۔ یا حضرت بے شک آپ رسول اور نبی آخرالزماں ہیں کاش میں کسی قابل ہوتا۔ تو آنحضرتؐ کی بڑی مدد کرتا اس کلام کے چند روز کے بعد ورقہ کا خاتمہ بالخیر ہوگیا۔ اور آنجناب رسالت مآب کو دعوت اسلام پہنچانے کا حکم ہوگیا جس وقت حضور نے کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ان کلمات کے سنتے ہی کفرستان عرب کے خرمن میں آگ لگ گئی ہر ایک جانب سے دھوئیں اور شعلے عداوت کی آگ کے اٹھنے لگے۔ عرب کے لوگ وحشی جانوروں کی طرح نفرت سے بھاگنے لگے معاذ اللہ ہر ایک جوان اپنی تلوار پر آپ کے شہید کرنے کے لئے باڑ رکھنے لگا ہر ایک زبان سے آپ کو گالیاں ملنے لگیں ہر ایک دماغ آپ کی ہلاکت کی تدبیریں سوچنے لگا ہر ایک ہاتھ آپ کے مارنے کے لئے زمین سے پتھر اٹھانے لگا۔ ہر ایک آنکھ آپ کو نہایت غیض وغضب سے دیکھنے لگی ہر ایک مجمع میں مشورے آپ کے دفع کرنے کیلئے ہونے لگے

ایک جان آپ کی اور لاکھوں قاتل ہی قاتل ایسے خطرناک مقام ہیں حضور کا سلامت رہنا پھر اسلام کا ڈنکا بجانا پھر ایک ایک کافر چن چن کر صرف مسلمان نہیں بلکہ ولی کامل ہمسر انبیاء بنی اسرائیل بنانا یہ محض قدرت الٰہی کا ایک ذرا سا نمونہ ہے اور حضور اقدس کی شان عالی کا ایک ذرہ ہے پھر ایک ہی قسم کی تکلیف نہیں بلکہ ہزاروں طرح کی اذیتیں تکلیفیں قوم کی جانب سے اٹھا کر وہ مبارک رسول یہی فرمایا کرتے تھے اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون اے میرے اللہ میری قوم کو ہدایت کر دے انہیں یہ خبر نہیں ہے کہ میں ان کے حق میں کس درجہ کا خیر خواہ ہوں کاش خبر ہو جائے کہ میں ان کے لئے کس درجہ کا ہادی نجات دلوانے والا ہوں جب اذیتیں اور تکلیفیں قوم کی طرف سے قابل برداشت نہ رہیں تو تھوڑے عرصہ تک جناب نے گوشہ نشینی اختیار فرمائی اور وہاں بھی اپنی کافر قوم کی ہدایت کے لئے دعائیں فرماتے ہے اللھم اعز الاسلام باسلام عمرو بن ھشام باسلام عمر بن الخطاب الٰہی اسلام کو عزت دیدے یا تو ابو جہل کو مسلمان کر دے یا عمر بن الخطاب کو مسلمان دے دلائل ابو نعیم رات کو آپ نے دعا فرمائی صبح کو ابو جہل نے اعلان کیا کہ جو کوئی محمد بن عبد اللہ کو شہید کر کے آپ کا سر میرے پاس لائے گا سو اونٹ اور ایک ہزار اوقیہ چاندی جس کی ایک سیر چاندی ہوئی۔ انعام میں دوں گا ایک تو حضور کی عداوت دوسری طمع دنیا ہر ایک شخص آپ کے قتل پر آمادہ ہوا النکتہ بے علمی اور جہالت کیسی بری چیز ہے جو شخص جنت الفردوس کا بادشاہ بنانے کی کوشش کرتا ہو۔ حیات ابدی ہمیشہ کی تندرستی اور ہمیشہ کی زندگانی دیتا ہوا سے یہ نتیجہ دیا جائے کہ ان کے قاتل کو سو اونٹ اور تقریباً بارہ ہزار درہم نقد انعام دیا جائے۔ حیف صد حیف لوگو جہالت سے بچو علم دین سیکھنے کی کوشش کرو تاکہ ایسے اندھیرے سے نجات پاؤ اگرچہ اس انعام کے لئے ہر ایک شخص تیار تھا۔ لیکن عمر ابن الخطاب نے سب سے آگے بڑھ کر ابو جہل سے ہم کلامی کی اور اس اقرار کو حد وثوق تک پہنچا کر فوراً تلوار لے کر جناب کے شہید کرنے کے لئے روانہ ہو گئے اول مدد مانگنے کی غرض سے اپنے بت خانہ میں گئے ایک بت سے مدد مانگی بت کے اندر سے آواز آئی لاتعجلن فانت ناصر دینہ حقا تبصیھا باللسان و بالید اے عمر جلدی نہ کرو تم تو اس نبی کے دین کے ایسے مددگار بنو گے کہ مشرق سے مغرب تک دین ہی دین پھیلاؤ گے بڑے بڑے کافر بادشاہوں کو تم ہی مسلمان کرو گے اسلام میں تمہارا ہی سکہ جاری ہو گا نکتہ شیطان نے ابو جہل کو اپنا ایلچی بنا کر یہ حکم دلوایا کہ جو شخص رسول اللہ!

صلے اللہ علیہ وسلم کو شہید کرے گا سو اونٹ اور چند ہزار درہم انعام پائے گا خداوندکریم نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول بنا کر بھیجا اور فرمایا کہ جو شخص ہمارے رسول کی اطاعت کرے گا جنت الفردوس کی بادشاہت پائے گا اب نزاع واقعہ ہوا۔ حضرت عمر کی نسبت ابوجہل کی طرف سے سو اونٹ اور کچھ درہموں کا وعدہ ہے۔ رب العزت کیطرف سے عمر کیلئے دنیا میں خلافت نبوی سلطنت دنیوی شاہ فارس اور روم کو تاخت کرنا ایسے ایسے زبردست بادشاہوں سے خراج لینا آخرت میں جنت الفردوس یاقوت کا سرخ محل دنیا کے ستر بادشاہوں سے زیادہ بادشاہت عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا عمر تو اپنی طرف سے جہنم لینے کی کوشش میں تھے مگر مولا نے بچایا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا۔ مکہ والو تم تو جہنم کے کنارے پہنچ گئے تھے۔ مگر اللہ نے تمہیں بچا لیا۔ اگرچہ بت کے پیٹ سے یہ آواز اور بشارت عمر نے سنی تو کسی قدر ہوشیار ہوئے مگر نہ اتنے کہ اپنے ارادے سے باز آکر مسلمان ہو جاتے بت خانہ سے نکل کر آنجناب کے شہید کرنے کے لئے چلے جاتے تھے۔ رستہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص ملے پوچھا کہ اے عمر آج یہ مستعدی کیسی ہے یہ تیز تلوار کیوں چمک رہی ہے فرمایا کہ اس دین بدلنے والے محمد بن عبداللہ کو شہید کرنے جاتا ہوں حضرت سعد نے فرمایا کہ پہلے آپ اپنے گھر کی خبر لو آپ کی بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو گئے عمر یہ سنتے ہی سُرخ ہو گئے اور آنحضرتؐ کی طرف کا ارادہ ملتوی کر کے سیدھے اپنی بہن کے گھر پہنچے دروازہ بند تھا قرآن مجید کے تلاوت کرنے کی آواز مکان کے اندر سے آرہی تھی اور یہ آیتیں پڑھی جا رہی تھیں طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ الا تذکرۃ لمن یخشیٰ تنزیلا ممن خلق الارض والسمٰوات العلیٰ۔ اے نبی یہ قرآن اس لئے نہیں اترا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں یہ نصیحت اور یادگار ڈرنے والوں کے لئے ہے خالق زمین اور آسمان نے اسے اتارا ہے یہ کسی بندے کا کلام نہیں ہے۔ جب یہ آیتیں حضرت عمرؓ نے سنیں تو یہ دوسرا تیر تھا جو عمرؓ کے خون کفر نکالنے اور نور ایمان بھرنے کے لئے لگایا گیا تھا۔ فرمایا ہذا الکلام عجیب۔ یہ تو نہایت عجیب کلام ہے لفظ زمین والوں کے سے ہیں مگر معنی آسمان والے کے ہیں مکان کا دروازہ کھلوایا ان کی آواز سے گھر والے ڈر گئے ڈرتے ڈرتے دروازہ کھولا پوچھا کہ تم کیا پڑھتے تھے گھر والوں نے کہا کہ ہم آپس میں کچھ باتیں کرتے تھے پڑھتے پڑھاتے کچھ نہیں تھے۔ بھلا ہم کیا جانیں کہ پڑھنا کیسا ہوتا ہے جب حضرت عمرؓ نے بہت اصرار کیا تو آپ کی بہن نے کہا تم ناپاک ہو اور وہ مبارک کتاب نہایت پاک ہے ہم ناپاک کو پاک کتاب کس طرح دے

دیں حضرت عمرؓ نے غسل کیا پاک ہو کر وہ آسمانی صحیفہ ہاتھ میں لے کر پڑھا حضرت عمر کا آخری غسل تھا۔ جو بدن کے میل کے ساتھ کفر کے باطنی میل کو بھی نکال کرنے گیا ایک دفعہ قرآن مجید کا پڑھنا تھا کہ یہ تیسرا تیر توحید اور معرفت الٰہی کا قلب میں آپ کے لگا اور کارگر ہو گیا پڑھتے جاتے تھے اور زار زار روتے جاتے تھے تھوڑی دیر میں فرمایا کہ اچھا مجھے لے چلو اس مبارک ! شخص کے پاس جس پر یہ کلام نازل ہوا ہے۔ فرمایا اور اس طرح لے چلو کہ میرے گلے میں رسّی باندھو کتے کی طرح باندھ کر مجھے لے چلو حضرت عمر کو رسّی سے باندھ کر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں لے چلے جس مکان میں آپ گوشہ نشین تھے وہاں پہنچ کر آواز دی لوگوں نے کہا یا حضرت وہ جلاد کا فر عمر آ گیا ہے۔ فرمایا کہ دروازہ کھول دو اب مت ڈرو وہ تو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ لوگوں نے دروازہ کھولا۔ عمرؓ رسی سے بندھے آپ کے سامنے آئے حضورؐ نے فرمایا کہ اے عمر کب تک اللہ کے رسول کو ستاتے گا یہ سن کر عمرؓ روئے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا۔ اور مشرف باسلام ہوئے۔ آنحضرتؐ عمرؓ کے منہ سے کلمہ توحید سن کر نہایت خوش ہوئے خوشی کی حالت میں اللہ اکبر آپؐ کے منہ سے نکلا۔ تمام مسلمان لوگ جو وہاں موجود تھے۔ خوش ہوئے اتنے میں جبرئیل امین آئے اور فرمایا کہ یا حضرت زمین والے کیا خوش ہوئے عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اسلام لانے سے آسمان کے فرشتے بھی خوش ہوئے حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا حضرتؐ مجھے کیا حکم ہے فرمایا کہ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ عرض کیا حضور پہلے ایک کام کر آؤں اور وہ یہ ہے۔ کہ جس جس مقام پر میں نے بتوں کے نعرے مارے ہیں پہلے وہاں کھڑے ہو کر لا الہ الا اللہ کے نعرے مار آؤں۔ یا حضرتؐ پتھروں کی بڑائی کے نعرے تو عمرؓ نے یوں بے دھڑک مارے آج عمرؓ رب العالمین رب السمٰوات کے نام کو چھپا کر بیٹھے۔ واللہ یہ ہرگز نہ ہو سکے گا۔ اسلام لاتے ہی مکان سے باہر آئے اور حرم میں کھڑے ہو کر پکار معشر قریش آ جاؤ جس کسی کو اپنی بیوی کو بیوہ اور بچوں کو یتیم بنانا منظور ہو۔ وہ عمرؓ کا مقابلہ کرے انی اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں دین محمدی میں داخل ہو گیا۔ یہ سن کر قریشی لوگ عمرؓ کی طرف دوڑے پھر تو حضرت عمرؓ نے قریش کو قریش نے حضرت عمرؓ کو خوب مارا لیکن قریش کی جان پر وبال آ گیا اب تو جگہ جگہ حضرت عمرؓ ہیں اور قریش کا سر ہے پھر تو بہت سے کافر مسلمان ہوئے جگہ جگہ سے اسلام کی ترقی کی خبر آنے لگی تھوڑے عرصہ کے بعد آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ شریف تشریف لے گئے اب تو نقشہ ہی بدل گیا زمین دوسری آسمان دوسرا ہو گیا

تھوڑے عرصہ میں وہ ساری ناپاک عرب کی عادتیں نہایت پاک ہوگئیں وہ شیطانی گروہ کے گروہ ہم صف ملائک ہوگئے وہ کالے کوئلے آفتاب کی طرح روشن اور نورانی ہوئے ہر ایک کافر مسلمان زیارت گاہ ملائک ہوا ہر بت پرست صاحب کرامات بن گیا ہر راہزن انبیاء کی طرح زاہد پرہیزگار ہوگیا۔ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم بڑا احسان اس خدا کا جس نے ایسا مبارک رسول ایسی گمراہ قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا پھر اس رسول کی برکت سے ان لوگوں کو نہایت درجہ کا پاک کر دیا جس قوم کے اندر صدہا سال سے چوری ڈکیتی لوٹ مار شیر مادر کی طرح رگ رگ میں پیوست ہوگئی تھی حضور کے فیض سے ان کے اخلاق کی حالت اب یہ ہوگئی تھی (خلاصۃ الحقائق، روح البیان و مجالس سینہ شرح اربعین نوویہ) غزوہ یرموک میں بہت سے صحابی شہید ہوئے تھے جس وقت شہید لوگ نیم جان دھوپ میں پڑے خون میں لوٹ رہے تھے حضرت ابن حذیفہ مشک کندھے پر اٹھا کر زخمیوں کو پانی پلانے کے لئے تشریف لے چلے ایک طرف سے العطش کی فریاد سنی دوڑ کر وہاں پہنچے دیکھا کہ ایک زخمی مسلمان پیاس کے سبب نیم جان ہو رہا ہے چاہا کہ ان کے حلق میں پانی ڈالیں فوراً اپنا منہ زخمی نے بند کر لیا اور یہ کہا کہ اے اللہ کے بندے مجھ سے بھی زیادہ آگے ایک زخمی پیاسا پڑا ہے پہلے اسے پانی پلاؤ تب مجھے پانی پلانا ابن حذیفہ اس دوسرے زخمی مقتول کے پاس دوڑ کر پہنچے چاہا کہ انہیں پانی پلائیں اس خدا کے بندے نے بھی پانی سے انکار کیا اور یہ فرمایا کہ دیکھو مجھ سے بھی زیادہ ایک اور مسلمان بھائی پیاسا غل مچا رہا ہے پہلے اسے پانی پلاؤ حضرت ابن حذیفہ اس تیسرے کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مگر وہاں تک پہنچنے نہ پائے تھے کہ پیاسے اللہ کے گھر تشریف لے گئے دوڑ کر واپس آئے تو دوسرے پیاسے بھی وفات پا گئے یہاں سے بھاگے اول زخمی کے پاس آئے تو اتنے عرصہ میں یہ بھی پیاسے کے پیاسے ہی حوض کوثر پر چلے گئے الٰہی یہ تو وہ لوگ تھے جو مسافروں کو لوٹنا قتل کرنا مال کھا جانا اپنا فرض منصبی جانتے یہ آج کیا ہوا کہ ان میں ہم دردی پیدا ہوگئی کہ اخیر سانس تک بھی اپنے مسلمان بھائیوں کی ہم دردی اور جان نثاری نہیں چھوٹتی لقد من اللہ علی المومنین احسان اس خدا کا جس نے ایسا حکیم! الامت رسول اللہ صلعم کو بھیج دیا جس نے یوں لوہے تانبے کو خالص سونا بنا دیا (در منثور بخاری شریف) خبر ۵ ایک دن جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں چند مہمان آئے۔ اتفاق سے حضور کے پاس ان کے کھلانے کا انتظام نہ تھا۔ ارشاد ہوا کہ

کون شخص ہے جو اللہ کے رسول کے مہمانوں کو اپنے ساتھ لے جا کر کھانا کھلائے اور انہیں ! آرام سے رکھے حضرت ابو طلحہؓ صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان مہمانوں کو میرے ساتھ کر دیجئے وہ مہمان ابو طلحہ کے ساتھ آپ کے گھر آئے ابو طلحہؓ نے بی بی ام سلیم سے پوچھا کہ مہمانوں کے لائق کھانا موجود ہے بی بی نے عرض کیا کہ کھانا تو بہت کم ہے اگر مہمانوں کو کھلاؤ گے تو بچے بھوکے رہ جائیں گے اور اگر بچے کھائیں گے تو مہمان بھوکے رہیں گے فرمایا کہ بچوں کو بھوکا سلا دو مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمانوں کو کھانا کھلا دو اس پاک بیوی نے ایسا ہی کیا کہ بچوں کو بھوکا سلا دیا اور سارا کھانا مہمانوں کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ جس وقت کھانا مہمانوں کے سامنے آیا تو مہمانوں نے اصرار سے یہ کہا کہ ابو طلحہ تم بھی ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاؤ کہا کہ بہت اچھا مگر رمز شناس بیوی کو کہا کہ چراغ گل کر دو ام سلیم نے چراغ کو درست کرنے کے بہانے سے گل کر کے اندھیرا کر دیا اب ابو طلحہ مہمانوں کی اطاعت اور اطمینان کے لئے برائے محبت اپنا ہاتھ کھانے میں لے جاتے ہیں اور خالی ہاتھ منہ تک لے جاتے ہیں مہمان یہ سمجھتے ہیں کہ ابو طلحہ رضؓ صاحب کھانا ہمارے ساتھ کھا رہے ہیں مگر وہاں ابو طلحہؓ نے ایک دانہ آپ نہ کھایا سارا کھانا مہمانوں کو کھلا دیا۔ پھر رات کو آرام سے مہمانوں کو سلا دیا۔ جب صبح کی نماز میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے بیساختہ حضورؐ نے فرمایا کہ اے ابو طلحہ آج تو تم نے اپنے اللہ کو راضی کر لیا وہ تمہاری ان باتوں کو ملائک کے سامنے پیش کرتا اور یہ کہتا تھا کہ دیکھو میرا بندہ کس طرح میرے راضی کرنے کی کوشش کر رہا ہے دیکھو یہ وہ قوم ہے کہ اپنے پیٹ کے لئے مسافر کو قتل کیا کرتی تھی آج وہی قوم ہے جو مسافروں کیلئے اپنے معصوم بچوں کو بھوکا سلائے خود بھوکے سوتے ہیں واہ کیا ماہیت تبدیل ہوئی کایا پلٹ گئی حاکم ابن مردویہ اور بیہقی سے درمنثور میں منقول ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایک محلہ ست گھرا۔ یہ لوگ نہایت درجہ کے غریب مسکین تھے ہر ایک گھر میں نوبت فاقہ کشی کی تھی ایک دن اتفاقاً ان میں سے ایک گھر میں ایک سری کلہ بکری کا تحفہ آیا باوجود اس بات کے یہ لوگ خود بھوکے اور فاقہ سے تھے لیکن خیال کیا کہ ہمارا ہمسایہ ہم سے بھی زیادہ بھوکا اور فاقہ مست ہے۔ حیف ہے کہ ہمسایہ بھوکا ہو اور ہم کھائیں قیامت میں خدا کو کیا جواب دیں گے۔ اسی وقت وہ تحفہ گوشت کا برابر کے گھر میں بھیج دیا جب یہ تحفہ دوسرے گھر میں پہنچا تو وہ بھی اسی طرح کے خدا ترس لوگ تھے ہمسایہ کے حقوق کو خیال کر کے اپنے دو

وقت کے فاقہ کو بدستور قائم رکھا۔ مگر وہ تحفہ تیسرے گھر میں بھیجا گیا تیسرے گھر سے چوتھے گھر میں چوتھے سے پانچویں، پانچویں سے چھٹے گھر میں آیا۔ اور چھٹے گھر سے بجنسہ ساتویں گھر میں واپس آیا جسوقت سارے محلہ سے پھر اکر وہ بارہ پہلے گھر میں واپس آیا تو سمجھا کہ خدا نے یہ حصّہ ہمارے نصیب میں لکھا ہے ناچار اسے پکایا اور تھوڑا تھوڑا حصّہ رسد سب کو تقسیم کر دیا۔ کچھ آپ بھی کھالیا۔ لوگو یہ وہ قوم تھی کہ اگر ان کے ہاتھ سارا اونٹ نہ آیا تو اونٹ کا کوہان و دنبوں کی چکتیاں کاٹ کر لے جاتے تھے اور اسے کھاتے تھے اور کبھی مسافروں کو لوٹنے میں انہیں رحم نہیں آتا تھا یہ پرائے مال کو لوٹ کھسوٹ کر کھا جانے والی قوم ان میں یہ خدا ترسی اور ترحم پیدا ہو، جانے خدا کی قدرت اور اس مبارک نبی کی برکت ہے۔ در منثور روح البیان جناب سید المرسلین نے ایک دفعہ مسلمانوں غریبوں کی فاقہ کشی رفع کرنے کی غرض سے مسلمانوں میں چندہ کی تحریک فرمائی حضرت صدیق اکبر نے اپنے مکان میں جھاڑو دے کر سب کا سب اسباب حضور انور کی خدمت میں لاکر حاضر کر دیا۔ آپ نے پوچھا کہ اے ابوبکر اپنے گھر میں کیا چھوڑا فرمایا صرف خدا نام گھر میں چھوڑا ہے باقی سب کچھ گھر میں سے اٹھالایا ہوں حضرت عمرؓ اپنے گھر کا آدھا مال لے کر حاضر ہوئے عبد الرحمٰن بن عوف آئے چار ہزار روپیہ لائے حضرت عثمان نے دس ہزار اشرفیاں خیرات کیں عاصم بن عجلان صحابی سو وسق کھجوریں لائے۔ ایک مسکین! صحابی کے پاس کچھ نہ تھا رات بھر زمینداروں کے کھیت میں پانی دے کر مزدوری کر کے سیر ڈیڑھ سیر کھجوریں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس کچھ نہ تھا۔ اس محنت مشقت سے یہ قلیل سی چیز لے کر حاضر ہو گیا ہوں حضور نے نہایت خوشی سے قبول فرمایا منافقین نے طعنہ دیا کہ اس کو کیا ضرورت تھی جو یہ بھی خیرات کرنے والوں میں نام گنوانے کیلئے میٹھی کھجوریں شامل کر کے شریک ہو گیا۔ حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی والذین یلمزون! المطوعین من المومنین فی الصدقٰت والذین لایجدون الا جهدهم فیسخرون منهم ترجمہ جو لوگ ریاکاری کا طعنہ دیتے ہیں زیادہ خیرات کرنے والوں کو اللہ ان ناپاکوں کو پوری سزا دیگا ان کے مذاق کی اور طعنوں کی جو قوم اسلام سے پہلے اوّل درجہ کی غاصب قزاق تھی۔ آج خوف الٰہی ان کے دلوں میں ایسا ہوا ہے کہ ایسے ایسے بڑے خیرات کے کام ان کے نزدیک ایک ادنیٰ کام تھا اور جن کے پاس کچھ موجود نہ تھا مشقت محنت مزدوری کر کے جو کچھ میسّر ہوا راہ خدا میں اپنے بھائیوں کے نفع کے لئے لاکر حاضر کیا لوٹنے والے رہزنی کرنے والے

اور مزدوری کر کے خیرات کریں تیری قدرت تیری شان اللہ یجتبی الیہ من یشاء ویھدی الیہ من ینیب اللہ جسے چاہے اپنی طرف کا راستہ دکھا دے۔ تفسیر ابن کثیر وروی البیہقی من طریق الاعمش عن نافع قال مرض ابن عمر فاشتہی عنباً اول ما جاء العنب فارسلت صفیہ یعنی امراتہ فاشترت عنقوداً بدرہم فاتبع الرسول السائل فلما دخل بہ قال السائل فقال ابن عمر اعطوہ ایاہ فارسلت بدرہم آخر فاشترت عنقوداً فاتبع الرسول السائل فلما دخل السائل فقال ابن عمر اعطوہ

ایاہ فارسلت صفیۃ الی السائل فقالت واللہ لا تصیب منہ خیراً ابداً ثم ارسلت بدرہم فاشترت بہ حضرت ابن عمر بیمار ہوئے بحالت مرض آپ کا دل انگور کھانے کو چاہا اور شروع موسم انگوروں کا تھا۔ آپ کی بیوی صفیہ نے ایک درہم کے انگور بازار سے منگائے رستہ میں سے ایک سائل لگ گیا ادھر انگور ابن عمر کے سامنے آئے ادھر سائل نے سوال کیا سنتے ہی سائل کی آواز سے بے چین ہو کر فرمایا سائل آیا سائل۔ جاؤ یہ سارے انگور اٹھا کر سائل کو دے دو۔ گھر والوں نے وہ سارے انگور سائل کو دے دیئے پھر ایک اور روپیہ دے کر انگور خریدنے بھیجا۔ جب دوسری دفعہ انگور خرید کر لائے گئے تو وہی شخص جو پہلی دفعہ سوال کرنے آیا تھا آن موجود ہوا۔ ادھر جناب نے انگوروں کو ہاتھ لگایا ادھر سائل نے سوال کیا فوراً ہاتھ ہٹا لیا اور بیقرار ہو کر فرمایا دیکھو سائل آیا جلدی یہ انگور جا کر اسے دے دو ناچار گھر والوں نے حکم کی تعمیل کی اور اب پھر دوبارہ وہ سارے انگور سائل کو اٹھا کر دے دیئے تیسری مرتبہ پھر آپ کی بیوی نے انگوروں کو دے کر سائل سے یہ عرض کیا۔ کہ اب آپ نہ آئیں شاید اے سائل تو بیمار کو انگور چکھنے نہ دے گا۔ تیسری دفعہ وہ سائل نہ آیا۔ تب ابن عمر نے وہ انگور کھائے اگر اس دفعہ بھی سائل آجاتا تو فوراً سارے انگور دے ڈالتے حضرت ابن عمر بیماری سے جب تندرست ہوئے تو آپ نے دوستوں سے مچھلی کے کباب کی فرمائش کی لوگ فوراً مچھلی بھون کر لے آئے جس وقت وہ مچھلی آپ کے سامنے رکھی گئی۔ سائل نے نے آواز دی حضرت ابن عمر نے غلام سے فرمایا کہ بجنسہ یہ ساری مچھلی سائل کو دے دو غلام نے ساری مچھلی سائل کو دے دی لوگوں نے عرض کیا یہ تو آپ کی خواہش کی شئے تھی آپ نے کیوں نوش نہ کی سب خیرات کر دی فرمایا رب العالمین یہ فرماتا ہے۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ لوگو تم نجات اور فلاح کو اس وقت پہنچو گے کہ جب اپنے دل کی پیاری اور چاہتی چیزیں راہِ خدا میں خیرات کرو گے اے لوگو اس وقت میرا دل مچھلی کو

چاہتا تھا یہ دل کی مراد تھی اس لئے میں نے وہی چیز خیرات کر دی واہ سبحان اللہ جناب رسالت مآب نے کیا سایہ ڈالا کہ ایسی جلاد قوم اور یوں خدا ترس عاشق مولیٰ ہو جائے حد درجہ کے بت پرست آنجناب سرور عالم کے فیض مبارک سے ایسی خدا پرست اور عابد بن جائے
ابوداؤد غزوۃ الرقاع سے لشکر اسلام واپس چلا آتا ہے۔ کہیں کوئی کافر اپنا بدلہ لینے کی غرض سے چھپا چھپایا لشکر کے پیچھے چلا آتا تھا کئی منزل تک اُسے موقع ہاتھ نہ آیا۔ ایک رات !! مسلمانوں کا لشکر ایک پہاڑ کے غار میں جا کر ٹھہرا رات کے وقت جناب سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات کو جو شخص غار کے دروازہ پر پہرہ دے گا خدا تعالےٰ نہایت اجر عظیم اسے عطا فرمائے گا۔ دو شخص مدینہ کے دوسرے مکہ کے رہنے والے کھڑے ہوئے اور غار کے دروازے پر پہرہ دینے کے لئے پہنچ گئے جب بہت سی رات گذر گئی تو انصاری مدینہ والے نے اپنے بھائی مہاجر مکہ والے سے کہا کہ آپ آرام سے سو رہیں میں پہرہ دونگا مہاجر سو گئے انصاری جاگتے رہے۔ مگر خالی رہنا بُرا ہے فوراً نماز کی نیت باندھ کر کھڑے ہو گئے اور نماز میں سورۂ کہف شروع کر دی عالم محویت میں آواز بلند ہو گئی اس جاسوس کافر کو موقع ہاتھ آیا۔ اس نے آواز پر تیر برسانے شروع کئے کئی تیر متواتر اس نمازی قاری صحابی کی چھاتی کے پار نکل گئے۔ خون فوارہ کی طرح سے نکلنے لگا مگر یہ بندہ خدا اسی طرح نماز اور قرائت میں مشغول رہا۔ انہیں اصلا خبر نہ ہوئی ذرا نماز میں لغزش نہ آئی جب گرم گرم خون دوسرے شخص پر پڑا جو برابر ہی سو رہے تھے گھبرا کر اٹھے تو بھائی انصاری کی حالت متغیر دیکھی پوچھا کہ تمہیں تو کسی کافر نے زخمی کر دیا تم خون میں نہا گئے۔ بھائی تم تیروں سے چھد گئے ہو۔ فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی میں نے نماز میں سورۂ کہف شروع کر دی تھی ان تیروں کے لگنے، اپنے زخمی ہونے اور خون کے جاری ہو جانے کی مجھے اصلا خبر نہیں ہوئی؛
تاریخ الکامل ابن اثیر جب بلوائی قوم حضرت عثمان کے شہید کرنے کے لئے آپ کے مکان پر چڑھ آئی آپ نے اپنے مکان کا دروازہ بند کر لیا مگر دروازے پر مکان کے چھپر پڑا ہوا تھا لوگوں نے اس چھپر میں آگ لگا دی جس کے سبب حضرت عثمان کے سارے مکان میں آگ لگ گئی مکان میں آگ لگ رہی تھی اور آپ گھر کے اندر نماز پڑھ رہے تھے اور سورۂ طٰہٰ کی تلاوت میں مشغول تھے اور ایسے محو تھے کہ آگ لگ جانے کی آپ کو خبر بھی نہ ہوئی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو کلام مجید کی تلاوت کرنے بیٹھ گئے۔ نالائق لوگ آپ کے گھر میں

گھس آئے ۔ اور آپ کو شہید کرنے کے لئے تلوار نکال لی۔ مگر آنجناب نے اپنی آنکھ قرآن مجید کی تلاوت سے ہرگز نہ ہٹائی بدستور اسی طرح نہایت اطمینان سے تلاوت قرآن مجید فرماتے رہے ایک شخص نے آپ کی گردن مبارک پر تلوار ماری تلوار کھائی مگر آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا بدستور قرآن مجید کی تلاوت وزیارت کرتے رہے پہلا قطرہ آپ کے خون کا اس آیت پر پڑا فسیکفیکھم اللہ وہو السمیع العلیم. تیرا بدلہ لینے کو ان لوگوں سے اللہ کافی ہے وہ سب کچھ جاننے اور سننے والا ہے پہلے ہی وار میں آپ شہید ہو گئے اللہ اکبر کیا فیضان محمدی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسی جاہل قوم کو پیغمبر صفت بنا لیا

حضرت عثمان نے حضرت یحییٰ اور حضرت ذکریا علیہما السلام کا کام کر دکھایا جس طرح ان دو نبیوں نے خدا کی اطاعت میں جان دی ایک ذبح ہوئے دوسرے آرہ سے چیرے گئے لیکن اف نہ کی ۔ اسی طرح آپ تلوار سے ذبح ہوئے منہ سے اف کرنا تو الگ رہا آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا بڑا احسان کیا اس خدا نے جو ایسے جاہلوں میں اپنا مقبول رسول بھیج کر جاہل قوم کو ایسا برگزیدہ اور اپنا مقرب بنا لیا۔ کافروں کو مسلمان کیا پھر اولیاء اور انبیاء کے سے کام لئے۔

مغازی ابن اسحاق جب مسلمانوں کا لشکر مصر فتح کر رہا تھا ایک دن قبطیوں کے بادشاہ نے اپنے لشکر کے سردار سے کہا۔ کہ میں نے سنا ہے کہ یہ مسلمان لوگ جمعہ کے دن کی بڑی تعظیم کرتے ہیں اور جمعہ کی نماز بڑے اہتمام سے پڑھتے ہیں پس جمعہ کا دن قریب ہے تم اپنی فوج کو حکم دو کہ چار ہزار جوان مسلح ہو کر پہاڑ کی آڑ میں چھپ جائیں جس وقت مسلمان جمعہ کی نماز پڑھنے کھڑے ہوں تو وہ فوج ان پر حملہ کرے اس حکم کو سن کر سرداروں نے چار ہزار فوج کو ایک پہاڑ کے پیچھے چھپا کر چند مخبر لگا دیئے ۔ کہ جس وقت یہ لوگ نماز کے سجدے میں جائیں تو فوراً ہمیں خبر کرنا جب صحابہ جمعہ کی نماز پڑھنے کھڑے ہوئے مخبروں نے خبر دی کہ عرب کے لوگ رکوع سے فارغ ہو کر سجدے میں گئے کافر تلواریں لے کر ان پر ٹوٹے سینکڑوں مسلمانوں کو سجدے کے اندر شہید کر دیا۔ اور ہزاروں کو زخمی کر دیا۔ لیکن اللہ اکبر کیا عشق الٰہی تھا تلوار سے کٹ رہے تھے۔ مگر اسی طرح اطمینان سے جمعہ کی نماز پڑھ رہے ہیں سینکڑوں مسلمان پہلی رکعت کے سجدے سے نہ اٹھ سکے اور شہید ہو گئے ۔ باقی لوگ اسی محبت اور عشق سے نماز پوری کر رہے ہیں حضوری قلب میں کچھ بھی فرق نہیں پڑتا

اسی خشوع وخضوع کے ساتھ دوسری رکعت پوری کی نماز کا سلام پھیرا فوراً اللہ اکبر اللہ اکبر کی آوازیں بلند ہوئیں چاروں طرف سے قبطی فوج کو گھیر لیا اور آن کی آن میں سب کو قتل کر دیا۔ چار ہزار فوج دشمن کی تھی۔ ایک بھی سپاہی زندہ نہ بچا۔ سب کو وہیں قتل کر ڈالا! حق تعالیٰ نے ان لوگوں کی بت پرستی کو کس اعلیٰ درجہ کی خدا پرستی سے بدلا اور نجاست کے ڈھیر کو ایسا پاک اور معتبر بنا دیا اسد الغابہ فی معرفۃ احوال الصحابہ حضرت زبیرؓ بن عوام کا جب انتقال ہوا تو آپ کئی لاکھ درہم کا قرضہ چھوڑ گئے تھے۔ اور مال متروکہ میں صرف ویران سی زمین جس کا نام غابہ تھا۔ چھوڑی تھی۔ حضرت عبداللہ بن جعفر کے بھی دس لاکھ درہم حضرت زبیرؓ کے ذمہ قرض تھے ایک دن ابن جعفر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے ملے تو متوفی کے صاحبزادہ عبداللہ نے ابن جعفر سے کہا کہ میرے والد مرحوم کی یادداشت میں لکھا ہوا نکلا ہے کہ دس لاکھ روپیہ ابن جعفر کے متوفی کے ذمہ ہیں ابن جعفر نے فرمایا کہ ہاں ٹھیک ہے لیکن اگر وارث لوگوں کی مرضی ہو تو ہم اپنے دس لاکھ درہم متوفی پر معاف کر دیں حضرت زبیر نے کہا کہ معاف کرانا تو منظور نہیں ہے ابن جعفر نے فرمایا کہ اچھا اگر معافی منظور نہیں ہے تو غابہ زمین متوفی چھوڑ گئے ہیں اس میں سے کوئی خراب سے خراب ویران اور افتادہ جس قدر زمین تم چاہو اس زمین کا ٹکڑا ہمیں ہمارے روپیہ کی ادائیگی میں دے دو حضرت عبداللہ بن زبیر متوفی کے صاحبزادے نے ابن جعفر قرض خواہ کو اپنے ساتھ لیا اور متروکہ زمین میں جو ایک ٹکڑا نہایت خراب، ویران، ناقابل زراعت سخت بنجر تھا۔ وہ حضرت ابن جعفر کے ذمہ روپیہ کے بدلہ میں دے دیا۔ حضرت عبداللہ ابن جعفر صحابی قرض خواہ نے وہ سخت بنجر زمین کا ٹکڑا لے کر اپنے غلام سے فرمایا کہ اس سخت زمین میں سے سخت سے سخت جگہ دیکھ کر میری جانماز بچھا دے آپ کے غلام نے ایک نہایت سخت ناقابل زمین پر آپ کا مصلےٰ بچھایا۔ حضرت! ابن جعفر نے وہاں کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھیں سجدہ میں جا کر اس قدر خدا کے سامنے روئے کہ سارا مصلےٰ آپ کے آنسوؤں سے تر ہو گیا پھر نماز سے فارغ ہو کر کچھ دعا مانگی اس کے بعد غلام سے فرمایا کہ میری جانماز کے نیچے سے زمین کھود ڈالو یہ ساری زمین جو ابن جعفر کے حصہ میں آئی تھی ایسی تھی کہ یہاں نہ کوئی کنواں موجود اور نہ یہاں کھد ہی سکتا تھا۔ لیکن اللہ کی قدرت آپ کی نماز کی وہ برکت تھی کہ جب آپ کے غلام نے مصلےٰ اٹھا کر تھوڑی سی زمین کھودی تھی کہ قدرت الٰہی کا بہتا ہوا چشمہ نہایت شیریں پانی کا غیب

سے نمودار ہوا لوگ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر نہایت حیران ہوئے حضرت عبد اللہ بن الزبیر متوفی کے صاحبزادے نے ابن جعفر سے عرض کیا کہ اگر آپ یہ معاملہ زمین کا واپس کر لیں تو بڑی عنایت ہوگی۔ ابن جعفر نے فرمایا کہ تمہاری دی ہوئی زمین تو میں واپس کر سکتا ہوں لیکن رحمت الٰہی کا چشمہ جو میری نماز اور دعا کی برکت سے خدا نے مجھے عنایت کیا ہے وہ میں آپ کو کس طرح واپس کر سکتا ہوں یہ کرامت کا کنواں ایسا غیب سے ظاہر ہوا تھا کہ یہ ٹکڑا زمین کا جو سب قطعوں سے زیادہ خراب اور بہت ویران تھی۔ لیکن اب سارے سارے مدینہ میں اس زمین سے زیادہ گلزار باغ و بہار کوئی جگہ نہ تھی۔ یہاں ایسا نادر اور سرسبز باغ لگایا گیا۔ جس کا جواب دُور تک نہ تھا۔ شان الٰہی کو دیکھو کہ ایک وحشی قوم بت پرست قوم جہاں بھر سے زیادہ خراب اور بدچلن قوم ایسی صاحب کرامت ہو گئی یہ سب کچھ طفیل جناب سید المرسلین کا تھا جس کے کالے سینوں کو روشن آئینہ بنایا۔ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا۔ مولیٰ نے بڑا احسان فرمایا جو ایسے برگزیدہ رسول کو ہماری ہدایت کے لئے بھیجا۔ ترمذی شریف حضرت سید بن حضیر صحابی اپنے گھر میں تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے مکان کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے سواری کا گھوڑا آپ کے پاس ہی بندھا ہوا تھا گھوڑے کے قریب آپ کے صغیر سن بچے کی چارپائی تھی۔ جس پر صاحبزادہ سو رہا تھا یکایک آپ کی قرأت کے ساتھ آپ کا گھوڑا کودنے شوخی کرنے لگا۔ حضرت اسید بچے کے خیال سے کہ کہیں گھوڑا بچے کے لات نہ مارے۔ ذرا خاموش ہوئے گھوڑا بھی ٹھہر گیا ذرا توقف کر کے پھر پڑھنا شروع کیا۔ گھوڑا بھی کودنے لگا۔ اگر آپ ٹھہرے تو گھوڑا بھی ٹھیرا اور اگر آپ نے پڑھنا شروع کیا تو گھوڑے نے شوخی اور شرارت سے کودنا اچھلنا شروع کر دیا۔ جب کئی دفعہ متواتر ایسا موقع ہوا۔ تب لاچار نماز کو آہستہ قرأت سے پورا کیا سلام پھیر کر آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا تو ایک ابر سفید رنگ کا نظر آیا۔ اس ابر میں سینکڑوں چراغ روشن تھے وہ ابر معہ روشنی حضرت اسیدؓ کی قرأت سے آپ کے گھر میں اترا چلا آتا تھا۔ مگر قرأت موقوف کرنے سے وہ ابر اسی طرح واپس کی طرف چلا گیا۔ صبح کو یہ ساری کیفیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی سن کر جناب نے افسوس کیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے اسید کیا اچھا ہوتا جو تم اسی طرح صبح تک قرآن مجید پڑھتے رہتے وہ ابر اور وہ چراغ فرشتے تھے آسمان کے جو تمہارے قرآن مجید کے سننے کے لئے تمہارے

گھر میں مہمان چلے آتے تھے۔ اگر تم صبح تک پڑھتے رہتے تو آج سارے مدینے کے لوگ کھلم کھلا ملائک کی زیارت کر لیتے تم گھوڑے سے ڈر کر قراءت موقوف کر بیٹھے۔ تو وہ ملائک بھی واپس چلے گئے اللہ اللہ یہ شخص عرب کے بت پرستوں میں سے ایک نامی بت پرست تھا۔ اور جو کچھ بری اور خراب عرب کے صفات تھے یہ بھی ان میں شریک تھا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک فیض نے ان کو ایسا مبارک بنایا کہ آسمانوں سے ملائک ان کی نماز اور قراءت قرآن کے مشتاق ہو کر زمین پر آتے اور قراءت قرآن کے عشق میں بیقرار ہو کر بے پردہ اور بے حجاب ہونے کو تیار تھے اللہ اکبر ایک نظر میں ایسے کھوٹوں کو زر خالص بنایا۔

اناں کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند آیا بود کہ گوشہ چشم بما کنند

جن کی ایک ہی مبارک نظر نے خاک کو اکسیر بنا دیا۔ الٰہی وہ اکسیر نگاہ ہمیں بھی میسر ہو جائے یہ پر تاثیر نماز تھی یہ ان کے اخلاق تھے۔ پھر جو کچھ خدا نے ان کو کرامتیں عطا فرمائی تھیں وہ انبیاء سابقین کے معجزات سے کم نہیں شرح عقائد وغیرہ مسلمانوں کا ایک لشکر امیر المؤمنین عمر بن خطاب کے دور خلافت میں لڑائی کو گیا ہوا تھا اتفاقاً عین جمعہ کے خطبہ میں ان لوگوں کو کافروں سے لڑائی کا اتفاق ہوا کافروں نے ایسا کیا کہ لشکر اسلام کی پشت پر ایک پہاڑ تھا۔ اور مسلمان اس پہاڑ کو خالی دیکھ مطمئن تھے۔ مگر کافروں نے بہت سا لشکر اپنا پہاڑ کے پیچھے کی طرف سے مخفی طور پر مسلمانوں کے گھیرنے کو روانہ کیا اس بات کی کسی مسلمان کو خبر نہ تھی اگر یہ لشکر بے خبری میں مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ آور ہوتا اور پر سے یہ سامنے والا لشکر حملہ کرتا تو مسلمان پس کر مر جاتے اور ان میں سے ایک بھی زندہ نہ بچتا۔ حضرت عمرؓ جمعہ کا خطبہ فرما رہے تھے کہ بیساختہ خطبہ کے اندر فرماتے ہیں یا ساریۃ الجبل الجبل اے ساریہ سردار لشکر ذرا پہاڑ کی طرف بھی دیکھ لے ادھر سے کیا ہونے والا ہے ساریہ تقریباً پندرہ سو میل پر کفار سے لڑائی لڑ رہے تھے یکایک آپ کے کان میں حضرت عمرؓ کی آواز پہنچی بھونچکا ہو کر فرمایا کہ واللہ صورت عمر یہ تو حضرت عمر کی آواز ہے گھبرا کر پہاڑ کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ کفار نے بڑا حیلہ کیا اور پورا دھوکہ دیا فوراً آدھا لشکر پہاڑ کی طرف متوجہ کر دیا اور آدھا لشکر مسلمانوں کا سامنے والے کفار کی فوج سے لڑنے کو تیار رکھا کفار نے جب دیکھا مسلمان ہمارے مکر سے واقف ہو گئے تو وہ لوگ

بھاگ گئے پھر مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اسی دن لشکر اسلام کی فتح ہو گئی۔ جس وقت خطبہ کے اندر حضرت عمرؓ نے یہ باتیں فرمائیں تھی صحابہ کو بڑا تعجب تھا کہ یہ کیا فرمایا حضرت سعد بن ابی نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین یہ خلاف کلمہ آج خطبہ میں کیا فرمایا تھا فرمایا کہ میں نے خطبہ کی حالت میں دیکھا کہ کفار نے ساریہ اور لشکر ساریہ کے ساتھ ایسا دھوکہ کیا ہے مجھ سے صبر نہ ہو سکا فوراً میرے منہ سے یہ کلام نکل گیا تھا مسلمانوں نے وہ دن وہ وقت وہ خطبہ کے درمیان کے یا ساریۃ الجبل کے سارے لفظ لکھ لئے جب عرصہ کے بعد حضرت ساریہ کا ظفر پاکر واپس آیا تو لوگوں نے لڑائی کا سارا حال ان سے دریافت کیا۔ ساریہ نے کہا کہ کفار نے اس طرح کا فریب اور دھوکا دینا چاہا تھا اور ہم لوگ بے خبر تھے یکایک ایک آواز جو حضرت عمرؓ کی آواز سے بہت ملتی ہوئی آواز تھی آئی اور ہمیں کفار کے مکر سے آگاہ کیا واللہ اگر وہ آواز نہ آتی تو ضرور یہ کافر ہمیں چاروں طرف سے گھیر کر ہمیں کر مار ڈالتے مگر خدا نے اس آواز کو ذریعہ ہماری فتح اور نجات کا بنا دیا۔ مسلمانو یہ وہی حضرت عمرؓ ہیں جو بڑے بت پرست تھے اور جناب سید المرسلین کو شہید کرنے چلے تھے آج وہی بات صادق آگئی جو بت کے اندر سے آواز آئی تھی اے عمرؓ آج تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے جاتا ہے دیکھنا ایک دن تم ہی جناب رسول اللہ علیہ وسلم کے دین کے اعلیٰ درجہ کے مددگار بن جاؤ گے الحمد للہ آج پورا ہو گیا۔

ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء للشاہ ولی اللہ المحدث و مجالس سنیۃ جب شہر مصر فتح ہو کر اہل اسلام کے قبضہ میں آیا اور حضرت عمرؓ بن العاص صحابی وہاں کے حاکم مقرر ہوئے کچھ عرصہ کے بعد آپ نے سنا کہ دریائے نیل خشک ہو گیا آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ دریا کیا ہمیشہ اسی طرح خشک ہو جاتا ہے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ حضرت ہر سال یہ دریا اسی طرح سوکھ جاتا ہے۔ پھر جب تک ایک کنواری خوبصورت لڑکی کو بھینٹ نہ لیگا اسی طرح سوکھا پڑا رہے گا آخر لوگ تنگ ہو کر دریا کی بھینٹ دینگے تب پانی جاری ہوگا حضرت عمرؓ بن العاص کو یہ قتل ناحق کی رسم نہایت بڑی معلوم ہوئی لوگوں سے کہا کہ بغیر اجازت ہمارے کوئی کام نہ کیا جائے ادھر سارا حال اس کا حضرت امیر المؤمنین عمرؓ بن الخطاب کو تحریر کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے خط سن کر ایک عمرو بن العاص کے نام دوسرا خط دریا کے نام تحریر فرمایا جو خط نیل کے نام تھا اس کا مضمون یہ تھا۔ من عبد اللہ عمر بن الخطاب الی نیل

مصر اما بعد ان کنت تجری بامر اللہ فانا نسئل اجراک من اللہ وان کنت تجری من عندک فلا حاجۃ لنا بک یہ خط اللہ کے بندے کا ہے جس کا نام عمرؓ بن الخطاب ہے دریائے نیل کے نام پر اے دریائے نیل اگر تو خود مختار ہے اپنی مرضی سے بہتا اور اپنی مرضی سے رک جاتا ہے تو ہمیں تیری کچھ بھی پروا اور ضرورت نہیں ہے۔ پھر حضرت عمرو بن العاص کو حکم دیا کہ بجائے عورت کی بھینٹ کے میرا یہ خط نیل کے اندر خشک ریت میں جاکر ڈال دینا امیر المؤمنین کے خط کے پہنچتے ہی سارے مصر میں دھوم مچ گئی۔ لاکھوں امیر سیر دیکھنے آ گئے مجمع کثیر کے ساتھ حضرت عمرو بن العاص خشک دریا کے اندر تشریف لے گئے اور حضرت عمرؓ کا خط دریائے نیل کو بہنچا کر وہاں سے باہر چلے آئے۔ چند لمحوں کے بعد خود بخود دریائے نیل اس زور سے جاری ہوا کہ کبھی بھینٹ لے کر بھی ایسا جاری نہ ہوتا تھا ہر سال سے اس سال چھ گزپانی زیادہ اونچا آیا۔ پھر اس دن سے ایسا جاری ہوا کہ آج تک بند ہونے کا نام نہ لیا وہ قتل کی رسم یک لخت مٹ گئی آج عمرؓ ایمان اور اسلام کے سبب انبیاء کی طرح حکومت کرتے ہیں۔ مجالس سنیۃ شرح اربعین نوویہ عن ابن عباسؓ قال اتت زلزلۃ فی زمن عمر حتی کادت الجبال ان تقع علی وجہ الارض فضرب عمر الارض بدرتہ قال لہا اسکنی انا عدل فسکنت ولم یاتث بعدہا مثلہا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ زمانہ خلافت عمرؓ میں نہایت شدید زلزلہ آیا قریب تھا کہ زمین کے پہاڑ گر جاتے حضرت عمرؓ نے یہ حالت دیکھ کر اپنا کوڑا زمین پر مار کر فرمایا کہ کیوں ہلتی ہے جب عمرؓ سا عادل موجود ہے۔ فوراً زلزلہ موقوف ہوا۔ اور پھر اس کے بعد ایسا شدید زلزلہ کبھی مدینہ میں نہ آیا عن ابن عباس کانت تاتی النار کل عام الی المدینۃ الشریفۃ فشکی المسلمون ذالک الی سیدنا عمرؓ فقال لغلامہ خذ ہذا الرداء فاذا جاءت النار فاردہ فی وجہک وقل یا نار ہذاہ رداء عمر بن الخطاب فرجعت فی الحال ولم تعد ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اکثر مدینہ طیبہ میں ایک آگ غیب سے آیا کرتی تھی جس کے سبب اہل مدینہ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی ناچار لوگوں نے اس کی شکایت امیر المومنین سے جاکی آپ نے سن کر اپنے غلام سے فرمایا کہ اب اگر ایسا اتفاق ہووے تو تم میرا چادر لے کر آگ کے سامنے چلے جانا اور اس چادر کو اپنے منہ پر ڈال کر آگ سے یہ کہنا کہ اے آگ ذرا دیکھ لے یہ چادر حضرت عمرؓ کا ہے۔ اگر اس کو جلایا تو پھر دیکھ کہ تو کیسے عذاب الہی میں مبتلا ہوگی حضور کے چادر کے دیکھتے ہی فوراً آگ غائب ہوگئی۔

اور پھر آج تک وہ آگ مدینہ میں نہ آئی **نکتہ** انسان میں چار عنصر مرکب ہیں آگ۔ ہوا۔ پانی خاک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے باطنی ظاہری فیض سے صحابہ کو متبرک اور صاحب کرامات بنا دیا تھا کہ ایک صحابی حضرت کا چاروں عنصر میں کرامتیں ظاہر کرتا تھا حضرت عمرؓ کی آواز پندرہ سو میل تک پہنچی اور اپنا کام کیا یہ ہوا پر کرامت ظاہر ہوئی آگ کو چادرہ دکھایا وہ مدینہ چھوڑ کر بھاگ گئی آگ نے آپ کی اطاعت کی دریائے نیل کو حکم نامہ بھیجا وہ ہمیشہ کے لئے جاری ہو گیا۔ پانی پر حکومت فرمائی درہ زمین پر مارا زلزلہ زمین کا موقوف ہوا جسکی حکومت چاروں عنصر تسلیم کریں انسان کس طرح ان کی خلافت اور حکومت کو تسلیم نہ کرے تعجب ہے۔ **اعلام واقدی** جب حضرت عمرؓ تخت خلافت پر صدر نشین ہوئے۔ آپ کی خلافت کی دھوم اور جناب کی شان وشوکت کا چرچا مشرق سے مغرب تک پہنچا جس وقت شاہ ہرقل نے آپ کا ذکر سنا نہایت بیچین ہو کر آپ کے قتل کرنے کے لئے ایک نصرانی پہلوان بڑے معتبر شخص کو جسکا نام طلیعہ تھا روانہ کیا بہت سے مال ودولت دینے کا وعدہ کر کے یہ کہا کہ اگر تو مدینہ پہنچ کر خلیفۃ المسلمین کو شہید کر دے تو ہم تیرا احسان ساری عمر نہ بھولیں گے یہ حکم سن کر وہ نصرانی کافر مدینے کی طرف روانہ ہوا۔ جب مدینہ کے قریب پہنچا تو حضرت عمرؓ کو مدینہ منورہ کے باہر ملک شام کے رستہ پر جاتے دیکھا اس وقت آپ بیوہ یتیم بچوں کی زمین باغات وغیرہ کے ملاحظہ کے لئے تشریف لے گئے تھے یہ کافر آپ کو دیکھ کر ایک گنجان سے درخت پر چڑھ گیا کچھ دیر کے بعد اتفاق سے حضرت عمرؓ بھی اس درخت کے نیچے تشریف لائے اور زمین پر بیٹھ کر ہاتھ کا تکیہ لگا کر لیٹے اور بغیر بچھونے بغیر تکیہ سو گئے آپکو سوتا پا کر وہ نصرانی درخت سے نیچے اترا اور بہت جلد آپ کے قتل کا قصد کیا۔ جس وقت تلوار اٹھائی فوراً ایک شیر آپ کے پیروں کی طرف آیا جس کی صورت دیکھ کر وہ نصرانی بیہوش ہو کر زمین پر گرا اور وہ شیر چاروں طرف آپ کے پہرہ دینے آپ کے تلوے چاٹنے لگا اس نصرانی کے گرنے سے حضرت عمرؓ بیدار ہوئے۔ جب آپ کی آنکھ کھل گئی شیر غائب ہو گیا۔ آپ نے اس نصرانی آدمی سے پوچھا۔ تو کون ہے رومی نے عرض کیا۔ کہ یا حضرت آپ کا رتبہ خدا نے بڑا کیا ہے۔ میں بے عقل آپ کے شہید کرنے کے ارادہ سے یہاں تک آیا تھا۔ لیکن جب آپ سوئے تو جنگل سے شیر آپ کی حفاظت کے لئے آ گئے یہ سن کر آپ نے چاروں طرف دیکھا فرمایا کہ یہاں تو کوئی شیر نظر نہیں آتا۔ وہ شیر

کدھر چلا گیا۔ جس درخت کے نیچے آپ سوتے تھے اس درخت سے آواز آئی کہ اے عمرؓ
تو ہمارے دین کی حفاظت کر ہم تیری جان کی تیرے دشمنوں سے حفاظت کریں گے یہ
آوازِ غیبی سن کر رومی کو اور بھی تعجب ہوا اس نے آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر عرض کیا کہ
حضرت جنگل کے شیر آپ کا پہرہ دیتے اور آسمان کے فرشتے آپ کی تعریف کرتے پھر
آپ کے ہاتھ پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمان ہوا اور نہایت نیک مسلمان
اہل باطن ہو گیا۔ مثنوی شریف بعد ازاں گفتش سخنہائے دقیق۔ در صفات پاک حق
نعم الرفیق ؛ پھر تو حضرت عمرؓ نے ایلچی سے اسرار الٰہی کی باتیں اور اس خدا کا ہر حال میں
بندے کا محافظ ہونا اور ساتھ ہونا بیان کیا سہ
دید آں مرشد کہ او ارشاد داشت ؛ تخم پاک اندر زمین پاک داشت ؛ جب
دیکھا عمرؓ مرشد کامل صاحب ارشاد نے طالب کو صادق مرید کو کامل بیان کئے اس کے سامنے اسرار
معرفت الٰہی کے اور بو دیا پاک تخم کو پاک زمین میں سبحان اللہ وبحمدہ حضرت موسیٰ کوہ طور پر
آگ لینے تشریف لائیں نبوت رسالت لے کر جائیں شاہ روم کے ایلچی حضرت عمرؓ کا خون کرنے
آئے اسلام لائے اور انعام میں مرتبہ ولایت لے کر جائے مایفتح اللہ للناس من رحمۃ فلا
ممسک لہ من بعدہ جس رحمت کا دروازہ کسی بندے کے لئے کھولے گا پھر اسے کوئی بند
نہیں کر سکتا وہ نصرانی گھر سے چلا تھا تحصیل کرنے دنیا مردار کو حکم بجالانے ایک نصرانی کافر
بادشاہ کا قتل ناحق کرنے خلیفہ رسول اللہ کو لیکن وہ خداوند عالم جس کی صفت مایفعل مایشآءُ
ویحکم مایرید ہے جو چاہے کرے جس طرح چاہے حکم فرمائے۔ . . . . اس نے
اپنے حکم اور ارادہ کو غالب رکھا۔ اس کافر پہ اپنا فضل فرما کر جہنم سے نکالا کافر سے مسلمان
بنایا عدو اللہ تھا ولی اللہ بنایا۔ غور کرو یہ وہی حضرت عمرؓ تھے جو ابوجہل سے روپیہ لے کر آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید کرنے کے لئے نکلے تھے پھر کیا سے کیا ہو گئے آج اُن
کے سایہ سے خداوند کریم کافروں کو ولی کامل بناتا ہے۔ یہاں پیر و مرشد حضرت عمرؓ اور آپکا
مرید ایلچی نصرانی یکساں حالت میں تھے۔ حضرت عمرؓ ابوجہل سے سو اونٹنیوں کا وعدہ لے کر
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے گئے تھے یہ ایلچی نصرانی شاہ ہرقل سے انعام کا
وعدہ لے کر رسول اللہ کو شہید کرنے آیا تھا خدا نے اپنے فضل سے حضرت عمرؓ کو اسلام
عطا کیا اور خلیفہ رسول اللہ بنایا اس ایلچی کو مسلمان اہل اللہ ولی کامل بنایا۔

ازالۃ الخفاء: حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ زمانہ خلافت عمرؓ عنہ میں میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ گویا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ حیات ہیں اور مسجد نبوی میں صبح کی نماز پڑھاتے ہیں میں بھی آپ کے ساتھ نماز میں ہوں سلام پھیرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کی دیوار سے اپنی پشت مبارک لگا کر بیٹھ گئے سامنے سے ایک عورت اپنے ہاتھ میں کھجوروں کا طباق لے آئی۔ اور حضور کے سامنے لاکر وہ طباق رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طباق سے ایک کھجور اٹھا کر میرے منہ میں دی باقی کھجور سارے نمازیوں میں تقسیم کر دیں۔ مگر میرا دل چاہتا تھا کہ اور کھجور بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عنایت فرمائیں اتنے میں میری آنکھ کھل گئی زبان پر شیرینی اور ذائقہ کھجور موجود دل میں حضورؐ کی زیارت کا نور اور سرور موجود تھا۔ ٹھیک صبح کی نماز کے وقت . . . . آنکھ کھلی فوراً مسجد نبوی میں آیا۔ دیکھا کہ بجائے جناب سید المرسلین کے حضرت عمرؓ بن الخطاب نماز پڑھا رہے ہیں۔ فوراً نماز میں شریک ہوگیا نماز کے بعد حضرت عمرؓ اسی طرح مسجد کی دیوار سے پشت لگا کر بیٹھ گئے کہ جس طرح خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا ذرا سی دیر میں اسی طرح ایک عورت کھجوروں کا طباق آپ کے سامنے لائی جس طرح شب کو خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پہلے ایک کھجور دی تھی اسیطرح حضرت عمرؓ نے پہلے ایک کھجور مجھے عنایت کی جسطرح آنحضرتؐ نے باقی کھجوریں نمازیوں کو تقسیم کی تھیں اسی طرح حضرت عمرؓ نے تقسیم کر دیں میں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین ایک کھجور تو مجھے اور بھی عنایت فرمائی ہوتی یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے علیؓ اگر رات کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دوسری کھجور عنایت فرماتے تو اس وقت میں بھی تمہیں دوسری کھجور دیتا۔ جب تمہیں رات کو حضور نے دوسری کھجور نہیں دی تو میں کس طرح دے سکتا ہوں۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یا اللہ حضرت عمرؓ کو کہاں سے میرے خواب کی خبر معلوم ہوئی آپ نے فرمایا کہ اے علی بندہ مومن ایمان کے نور سے ایسی باتیں دیکھ لیا کرتا ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ اے عمر آپ نے سچ فرمایا جو کچھ آپ نے کہا ہے اسی طرح میں نے رات کو خواب میں دیکھا تھا۔ اور جو مزہ رات کو حضور پر نور کے ہاتھ کی کھجور میں آیا تھا وہی ذائقہ آپ کے ہاتھ سے آیا سبحان اللہ جن کا سینہ ایسا کفر سے معمور تھا کہ خود سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے گئے آج آپ کے ہاتھ پر مسلمان

ہو کر ایسے صاحب باطن ہو گئے لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولاً یہ محض خدا کا فضل ہے جو اس قوم پر ہوا۔ شواہد النبوت ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے صبح کی نماز کے بعد اپنے خادم سے فرمایا کہ تو فلاں محلہ میں کوفہ کے جا اس محلہ میں ایک مسجد ہے مسجد کے پہلو میں ایک گھر ہے۔ اس میں ایک عورت اور مرد بہت دیر سے لڑتے ہیں۔ انہیں بلالا۔ آپ کا خادم اسی پتہ پر پہنچا فی الواقع ایک عورت مرد باہم تکرار کرتے ہوئے دیکھے غلام نے کہا کہ چلو تمہیں جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے طلب فرمایا ہے۔ یہ دونوں کے دونوں مرد عورت حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ آج ساری رات تمہیں لڑتے کیوں گذری مرد نے عرض کیا کہ جنابؓ میں نے اس عورت سے نکاح کیا تھا۔ مگر جس وقت یہ عورت میرے سامنے آئی مجھے سخت نفرت اس عورت سے پیدا ہو گئی۔ اگر مجھے طاقت ہوتی تو اسی وقت اسے نکال دیتا۔ اس عورت نے مجھے متنفر دیکھ کر لڑنا جھگڑنا شروع کر دیا۔ حضرت علیؓ نے تمام حاضرین مجلس کو رخصت کر دیا۔ اور عورت سے فرمایا کہ جو بات ہم تم سے سوال کریں وہ تم ٹھیک بتا دینا اے عورت تیرا نام یہ ہے تیرے باپ کا نام یہ ہے عورت نے عرض کیا کہ ٹھیک ہے ایک رات تو اپنے گھر سے باہر نکلی تھی تیرے چچازاد بھائی نے تجھے پکڑ لیا۔ تو اپنے چچازاد بھائی سے حاملہ ہوئی مدت تک تو اور تیری ماں نے اس حمل کو مخفی رکھا۔ جب تیرے درد شروع ہوا۔ تو تیری والدہ تجھے کسی دوسری جگہ لے گئی وہاں تیرے بچہ پیدا ہوا۔ تو نے اس بچہ کو ایک گٹھڑی میں لپیٹ کر اس مکان کے اندر جا کر رکھ دیا اتفاق سے کتا اس بچہ کے پاس آیا تیری ماں نے کتے کے پتھر مارا مگر وہ پتھر اس بچہ کے جا لگا۔ بچہ کا سر پھوٹ گیا۔ تیری ماں نے اپنا دوپٹہ پھاڑ کر بچہ کا سر باندھا پھر وہاں سے چلے گئے۔ اس کے بعد پھر تمہیں اس بچہ کی خبر نہ رہی کیا یہ واقعہ ٹھیک ہے عورت نے عرض کیا کہ بالکل ٹھیک اور درست ہے۔ فرمایا کہ اے مرد تو اپنا سر کھول کر دکھا دے مرد نے سر کھولا تو اسی زخم کا نشان موجود تھا۔ فرمایا اے عورت یہ تیرا خاوند نہیں ہے بلکہ تیرا بیٹا ہے حق تعالیٰ نے تجھے دوسری قسم کے حرام سے بچایا۔ اب تو اپنے بیٹے کو لے جا وہ عورت خوش ہو کر اپنے فرزند کو جسے شوہر جانتی تھی لے گئی۔ تاریخ واقدی۔ جب مسلمانوں کا لشکر صحابہ کے زمانہ میں شہر اسکندریہ فتح کر رہا تھا۔ اسکندریہ کا بادشاہ بھی اس معرکہ جنگ میں موجود تھا اور بڑے زور وشور سے لڑائی کا انتظام کر رہا تھا کافر لوگ ایک نہایت

مضبوط قلعہ میں تھے اور مسلمان قلعہ کے سامنے میدان میں پڑے تھے بہت روز تک باہم جنگ ہوتی رہی. مگر کفار بوجہ قلعہ کے مغلوب نہ ہوئے. نہ انہیں کچھ نقصان پہنچا ایک دن شرجلیل بن حسنہ صحابی نے کافروں سے یہ فرمایا کہ اے کافرو ہمارے اندر اس وقت ایسے اللہ کے پیارے بندے بھی موجود ہیں۔ کہ اگر کہیں اس قلعہ کی دیوار سے کہ زمین میں دھنس جا تو فوراً یہ قلعہ کی دیوار زمین میں دھنس جائے گی یہ فرما کر اپنا ہاتھ قلعہ کی جانب اٹھایا اور منہ سے نعرہ اللہ اکبر کا مارا اور ہاتھ سے قلع کی فصیل کو زمین میں دھنس جانے کا اشارہ کیا۔ فی الفور بھاری فصیل قلع کی جو نہایت سنگین اور بڑی مضبوط بڑی پختہ تھی زمین میں اتر گئی اور سارے کافر جو قلعہ کے اندر رہتے تھے آن کی آن میں ایک کفدست میدان میں کھڑے رہ گئے اسکندریہ کے بادشاہ کے یہ واقعہ دیکھ کر ہوش جاتے رہے. شہر پناہ چھوڑ کر بادشاہ اور اس کی فوج سب بھاگ گئی شہر مسلمانوں کے ہاتھ آگیا باقی رعایا نے اہل اسلام کی اطاعت قبول کر لی واہ واہ سبحان اللہ ایک بت پرست شخص کے تکبیر کے نعرہ میں مسلمان ہونے کے بعد یہ زور توحید پیدا ہو گیا کیا شان ربی ہے لقد من اللہ علی المومنین از بعث رسولاً احسان اس خدا کا جس نے ناکارہ قوم میں ایسا مبارک عالی شان رسول بھیجا۔ جس کے فیض اور برکت نے انہیں کیا سے کیا بنا دیا. مواہب لدنیہ و سیرت نبویہ جنگ احد کے ایام میں حنظلہ بن ابی عامر کی شادی ہوئی تھی۔ جس رات آپ اپنی دلہن کو بیاہ کر لائے تھے آپ کی دلہن نے شب زفاف میں یہ خواب دیکھا کہ گویا حنظلہ میرا خاوند میرے پاس لیٹا ہوا ہے. یکایک ایک سفید نورانی ابر آسمان سے اتر کر آیا حنظلہ اس ابر میں سوار ہو گیا وہ ابر حنظلہ کو لے کر آسمان کی طرف چلا دروازے آسمان کے کھل گئے اور حنظلہ واپس نہ آئے اس عورت نے اس خواب کو دیکھتے ہی جان لیا تھا کہ حنظلہ عنقریب شہید ہونے والے ہیں اسی رات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منادی ہوئی کہ کفار مکہ والوں پر حملہ کرنے والے ہیں صبح کو انہیں روکا جائے الرحیل الرحیل حنظلہ اس آواز کو سن کر محو دیدار الٰہی ہوئے اس محویت میں آپ کو اپنے غسل کرنے کی ضرورت بھی یاد نہ رہی اسی حالت سے معرکہ جنگ میں تشریف لے گئے اور اسی دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شہید ہوئے. جب لڑائی ختم ہو گئی۔ تو بہتر صحابی اور بھی آپ کے سامنے شہید ہو گئے آنجناب نے حکم دیا کہ شہیدوں کی لاشیں جمع کی جاویں سب کی لاشیں مل گئیں

مگر حضرت حنظلہ کی لاش نہ ملی ہر چند آپ کی لاش کو میدان میں تلاش کیا۔ مگر کہیں نہ ملی یکایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر ملاحظہ کیا تو عجیب قدرت الٰہی کا مشاہدہ فرمایا کہ ایک تختہ چاندی کا آسمان اور زمین کے درمیان بچھا ہوا ہے اس پر حنظلہ کی لاش کو ملائک نے لٹا رکھا ہے اور حنظلہ کو ملائک آب رحمت سے غسل دے رہے ہیں حیران تھے کہ سارے شہیدوں میں صرف حنظلہ کو ملائک نے کیوں غسل دیا شہید تو اور بھی بہت تھے جب حضرت نے حنظلہ کی بیوی کو بلا کر پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ یا حضرؐ حنظلہ کو غسل جنابت کی ضرورت تھی مگر جناب کی منادی کی آواز سن کر شوق دیدار الٰہی میں محو ہو کر سب کچھ بھول گیا۔ آنحضرتؐ نے سن کر فرمایا بیشک یہی وجہ ہے کہ ملائک تشریف لائے اور ملائک نے غسل جنابت دیا اور دولہا بنا کر جنت میں لے گئے۔

اسد الغابہ فی احوال الصحابہ۔ ایک صحابی جن کا لقب سفینہ تھا ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قید غلامی سے آزاد کیا تھا فرماتے ہیں رکبت سفینۃ فانکسرت السفینۃ فرکبت لوحا منہا فطرحنی الی الساحل فلیقتنی اسد فقلت یا ابا الحارث انا سفینۃ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطاطا راسہ وجعل یدفعنی بجنبہ وبکتفہ حتی وقفنی علی الطریق فلما وقفنی ہمہم فظننت انہ ودعنی میں ایک ایک کشتی میں سوار ہوا اتفاق سے کشتی ٹکرا کر ٹوٹ گئی میں ایک تختہ پر بہتا ہوا چلا گیا کچھ عرصہ کے بعد دریا کے کنارے آن لگا وہاں سے اترا تو ایک جنگل اور بن میں جا پہنچا جہاں بہت شیر اور درندے تھے ایک شیر میرے اوپر دوڑا میں نے پکار کر کہا۔ کہ اے شیر ذرا ہوشیار ہو جا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں یہ سنتے ہی اپنا سر جھکا لیا اور میرے پاس آکر اپنے کندھے سے اشارہ کیا کہ میرے ساتھ چلو میں اس کے اشارہ کو سمجھ گیا اور اس کے ساتھ ساتھ ہو لیا۔ کچھ دیر کے بعد اس بن سے شیر نے مجھے نکالا اور ایک سیدھے راستے پر لا کر مجھے کھڑا کر دیا۔ جب رستہ آگیا تو نہایت عاجزی کرنے لگا اور گڑگڑانے لگا میں سمجھ گیا کہ اب مجھ سے رخصت ہونے کے کلمات ادا کرتا ہے چنانچہ مجھے رخصت کر کے چلا گیا۔ اور میں صحیح سالم اپنے گھر پہنچ گیا۔ واہ واہ اس امت کا کیا عالی مرتبہ ہے کیسے ہادی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ہدایت کیلئے بھیجے کہ آپ کے غلاموں کا نام سن کر شیر بھاڑ کھانا چھوڑ دیتے اور غلاموں کی طرح رستہ بتا کر اور سلام کر کے رخصت ہوتے تھے تاریخ الخمیس روی السہیلی ان زید بن

حارثہ اکثری بغلامن رجل بطائف اشترط علیہ المکری ان ینزلہ حیث قال فمال بہ الی خربۃ فقال لہ انزل فنزل فاذا فی الخربۃ قتلی کثیرۃ قال فلما اراد ان یقتلہ قال لہ دعنی اصلی رکعتین قال فقد صل قبلک ہولاء فلم تنفعہم صلاتہم شیئا قال فلما صلیت اتانی لیقتلنی قلت یا ارحم الراحمین ہ قال سمعت صوتا لاتقتلہ فہاب ذلک فخرج یطلب فلم یرا شیا فرجع الی فناد یت یا ارحم الراحمین فعل ذلک ثلاثا فاذا بفارس علی فرس فی یدہ حربۃ من حدید وفی راسہا مشعلۃ نار فطعنہ بہا فانفذہ من ظہرہ فوقع میتا ثم قال لما دعوت المرۃ الاولی یا ارحم الراحمین کنت فی السماء السابقہ فلما دعوت الثانیہ یا ارحم الراحمین کنت فی السماء الدنیا فلما دعوت الثالثۃ آتیتک الخ حضرت زید بن حارثہ صحابی نے ایک خچر طائف سے مدینہ تک کے لئے کرایہ کیا مگر خچر والے بدو نے یہ شرط کرلی کہ مجھے جہاں کچھ کام ہوگا وہاں ٹھیرتا ہوا چلوں گا۔ حضرت زید نے ! منظور کر لیا۔ اور وہ کمبخت ان کو لے جاکر چلا تھوڑی دور جاکر راستہ چھوڑ کر ایک دوسری طرف چلنے لگا۔ اور ویران جگہ میں آپ کو لے جاکر کھڑا کر دیا۔ اور کہا کہ لو یہاں اترو آپ وہاں اترے دیکھا کہ ہزاروں لاشیں پڑی ہیں جن کو اس بدو نے اسی طرح دھوکہ سے قتل کیا تھا جب زید کے قتل کرنے کو آیا آپ نے فرمایا کہ ظالم اتنی مہلت دے کہ میں دو رکعتیں پڑھ لوں بدو نے کہا اچھا پڑھ لو لیکن کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ جتنے مرے ہیں سب نے اسی طرح نماز پڑھی مگر کوئی بھی میرے ہاتھ جان بر نہ ہوا۔ آپ نے کہا کہ خیر جو کچھ بھی ہو مگر میں نماز پڑھوں گا یہ فرماکر آپ نے نماز کی نیت باندھ لی جب سجدے میں گئے تو وہ بدو آپ کو قتل کرنے کو آیا آپ نے عین سجدہ کی حالت میں یا ارحم الراحمین کہہ کر پکارا یکایک ایک آواز بہت دور سے سنائی دی کہ خبردار قتل نہ کرنا یہ غیر آواز سن کر باہر نکلا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ جب کہیں کوئی نظر نہ آیا تو پھر بدستور قتل کرنے کے لئے آیا پھر آپ نے . . . . یا ارحم الراحمین فرمایا ایک آواز آئی کہ خبردار قتل نہ کرنا بدو بے چین ہو کر پھر دیکھنے لگا مگر کہیں کچھ نظر نہ آیا۔ جب تین دفعہ اسی طرح ہوا یک بیک ایک سوار آتا ہوا نظر آیا جس کا برچھا بجلی کی طرح چمکتا ہوا تھا۔ آتے ہی ایک وار بدو پر کیا برچھا سینہ کی طرف سے کمر تک باہر نکال دیا۔ بدو مر کر گر گیا۔ پھر وہ سوار میرے پاس آیا اور کہا کہ اے بزرگ جب آپ نے پہلی دفعہ یا ارحم الراحمین کہا تھا تو میں ساتویں آسمان پر تھا۔ جب آپ نے دوسری دفعہ کہا تو میں چھٹے آسمان کو طے کر چکا تھا اور آسمان سے دنیا تک پہنچ گیا تھا جب آپ نے تیسری دفعہ یا ارحم الراحمین کہا تو میں آپ کے

دشمن کے پاس پہنچا اور اسے قتل کیا جاوے رب العالمین ارحم الراحمین نے آپ کی جان بچاوی
آپ پر اپنا فضل وکرم فرمایا۔ الہٰی کیا زبردست پکار تھی کہ ادھر منہ سے نکلی ادھر ساتوں آسمانو
کو چیر کر عرش الہٰی تک پہنچی ع اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید ان کے لئے قبولیت انکی
دعا کا استقبال کرتی ہے یہ کس ذات کا اثر تھا جو بت پرستوں کو ایسا بڑا خدا پرست بنایا
لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا۔ یہ اسی مبارک رسول کا طفیل ہے جسکا نام محمد رسول اللہ

نظم

محبوب ہے کیا صلے علیٰ نام محمد — آنکھوں کی ضیاء دلکی جلا نام محمد
جب لوح پہ توحید خدا لکھی قلم نے — مرقوم رسالت سے کیا نام محمد
حرفوں میں محمد کے ارشادات تو دیکھو — کیا سر نہاں سے ہے بھرا نام محمد
ہے میم میں محبوبی مطلق کا اشارہ — پھر کیوں نہ ہو محبوب خدا نام محمد
ح میں ہے حیات ابدی جان بلبوں کی — عشاق کا ہے روح فزا نام محمد
معجون مفرح ہوئی دو میم مکرر! — اور دال سے ہے دل کی دوا نام محمد
اس نام کی لذت دل عشاق سے پوچھو — جان آگئی تن میں جو لیا نام محمد

ان مبارک آیتوں میں رب العالمین اپنا نہایت ہی عظیم الشان احسان کرنے کا ذکر فرماتا ہے اور ارشاد کرتا ہے لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا منہم یتلو علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ بیشک اللہ نے نہایت بڑا احسان کیا ہے تم پر اے ایمان والو جو ایسے بڑے رسول کو تمہاری ہدایت کیلئے بھیجا وہ رسول کلام الہٰی کی آیتیں پڑھ کے سناتے اور پھر جاہلوں کو قرآن مجید پڑھنا سکھاتے ہیں ان کے بڑے اخلاق کو دور کرنے کی کوشش کرتے علم حکمت اور دانائی کے طریقے بتاتے ہیں لوگو رسول مقبول کے تشریف لانے سے پہلے تم کیسے سخت جاہل اور گمراہ تھے پھر رسول کی برکت سے تم کیسے اور کیا کچھ ہو گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے پتھر پرست لوگ اعلیٰ درجہ کے خدا پرست ہوئے قاتل خونریز انتہا درجہ کے نرم دل خدا ترس ہو گئے۔ رہزن چور اول درجہ کے امانت دار مسافر نواز ہوئے جاہل عالم ہوئے فقیر وگمراہ خلیفۃ اللہ اور بادشاہ ہو گئے زانی بدکار شراب خور مردار خوار مسلمان پرہیزگار ہوئے عدو اللہ اولیاء اللہ ہوئے جو کبھی بڑے بڑے درجہ کے خدا کے دشمن تھے۔ آج وہی خدا کے پیارے اور دوست ہوئے جو کبھی لعنت کے طوق میں گرفتار تھے آج رضائے مولیٰ کیر خلعت ان کے زیب تن ہے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ان کی صفت ہے اسے لوگو ایسے بڑے مبارک رسول کی اطاعت کرو اور محبت میں فنا ہو جاؤ یہی ہمیشہ کی زندگانی ہے سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین ؕ

تیسرا وعظ

کلمہ طیبہ کے بیان میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو والملئکۃ واولوا العلم قائما بالقسط لا الہ الا ہو العزیز الحکیم ط

یہ آیات بینات یعنی رشد وہدایت کلام ہے خالق ارض وسمٰوات رب البریات کا جو صانع ہے تمام مصنوعات کا سمیع ہے ہر ایک بات کا علیم ہے ہر ایک ذات کا اس کلام کی شان بے پایاں ہیں خیر البریات خلاصۂ کائنات فاتح ابواب الخیرات حضرت رسول مقبول علیہ افضل التحیات و الصلوٰۃ فرماتے ہیں۔ کنز العمال من استمع حرفا من کتاب اللہ کتب لہ عشرۃ حسنات ومحیت عنہ عشر سیئات ورفع لہ عشر درجات جسنے ایک حرف سن لیا کلام الٰہی کا معاف ہوئے اس کے دس گناہ اور بلند ہوئے دس درجہ جنت میں اور حاصل ہوئیں دس نیکیاں ومن قرأ حرفا من کتاب اللہ فی صلوٰۃ قاعدا کتب لہ خمسون حسنات ومحیت عنہ خمسون سیئات ورفعت لہ خمسون درجات اور جس نے پڑھا کوئی حرف کلام الٰہی کا نماز میں بیٹھ کر وہ مستحق ہوا پچاس نیکیوں کا اور پچاس درجوں کا جنت میں اور معاف کئے جائیں گے پچاس گناہ اس کے ومن قرأ حرفا من کتاب اللہ قائما فی الصلوٰۃ کتب لہ مائۃ حسنات ومحیت عنہ مائۃ سیئات ورفعت لہ مائۃ درجات اور کسی نے پڑھا قرآن کھڑے ہو کر نماز میں پھر تو ایک ایک حرف کے صلہ میں سوسو نیکیاں سو درجے جنت میں سوسو گناہ معاف ہوں گے یہ کلام بانظام وربکنون لا یمسہ الا المطہرون شافی ہے زندوں کے امراض کا اور شفیع ہے اموات کا دارمی خالد بن معدان صحابی! فرماتے ہیں اقرؤا الم تنزیل السجدہ فان رجلا کان یقرأ ما دا الیقرأ غیر ما کان کثیر الخطایا فلما مات دو فن وجاء العذاب نشرت جناحہا علیہ کالیطر وقلت رب الغفر لہ فان ان یکثر قرأتی اللہم ان کنت من کتابک فشفعنی فیہ وان لم اکن من کتابک والمحنی عنہ فتشفعہا الرب فیہ منعوا من عذاب القبر وقال اکتبوا الہ بکل خطیئۃ حسنۃ وارفعوا الہ درجہ لوگو الم تنزیل السجدہ زیادہ پڑھا کرو یہ سورت بڑی بھاری شفاعت کرنے والی ہے پہلے ایسا ہوچکا ہے کہ ایک بڑا گنہگار مسلمان اس سورت کا پڑھنے والا مر کر قبر میں رکھا گیا۔ جب عذاب الٰہی اس پر نازل ہوا۔ اس

سورت نے اس گنہگار کو اپنے پروں میں اس طرح چھپا لیا۔ کہ جیسے کوئی جانور اپنے انڈے بچوں کو اپنے پروں میں چھپا لیتا ہے پھر حضور اقدس جناب سلطان السلاطین رب العالمین کی جناب میں عرض کیا کہ اے میرے اللہ اس خطا کار گنہگار کو بخش دے اگرچہ یہ بندہ سراسر تقصیروں میں آلودہ تھا۔ مگر میری تلاوت بہت کرتا تھا پھر کیا آج وہ تلاوت کچھ کام نہ آوے گی نہیں نہیں تو اس کو بخش دے اے اللہ اگر میں تیرا کلام اور تیری کتاب کی سورت ہوں تو میری سفارش اس عاصی پرمعاصی کے حق میں قبول فرما۔ ورنہ مجھے اپنی کتاب میں سے مٹا دے تاکہ آئندہ کوئی دوسرا دھوکہ نہ کھائے پڑھنے والے نے مجھے شفیع سمجھ کر پڑھا۔ مگر یہاں میری شفاعت اس کے کام نہ آئی۔ تو اس سے یہ بہتر ہے کہ دنیا میں قرآن سے میرا نام مٹایا جائے۔ جب یہ سورت جناب باری میں یہ عرض کرے گی تو حق تعالیٰ اس کی سفارش قبول فرمائے گا اور اس میت سے عذاب قبر کو اٹھا لے گا اور زیادہ عنایت فرمائے گا۔ حکم دے گا کہ اس گنہگار کے گناہ شمار کرو۔ ایک ایک گناہ کے بدلے ایک ایک نیکی اسے دے دو۔ اور ایک ایک درجہ اس کا جنت میں عالی اور بلند کرو۔ سبحان اللہ کیا شفاعت کا حق ادا کیا کہہ دو بلند آواز سے ان ہذا القرآن لشفیع لنا عند ربنا فاتوا بشا فع من مثلہ ان کنتم صادقین۔ یہ قرآن پاک ہمارا شفیع ہے اے کافرو تم بھی ایسا ہی تلاش کر لاؤ اگر تم سچے ہو۔ یہاں شہنشاہ افلاک نے اپنے کلام پاک میں اسلام کا صرف پہلا رکن ارشاد فرمایا ہے۔ یعنی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ درحقیقت بہت بڑا رکن اسلام کا جو ہر آن ایک ایک فرد پر انسان کے فرض ہے۔ یہی ایک ہے حج اور زکوٰۃ مالدار لوگوں پر واجب ہے غریبوں اور فقیروں پر نہیں ہے روزہ تندرستوں نوجوانوں پر فرض ہے۔ بوڑھے شیخ فانی یا دائم المرض شخص پر نہیں ہے نماز حیض والی عورت زچہ عورت پر فرض نہیں مشکوٰۃ شریف ظل سبحانی خلیفہ ثانی صاحب فصل الخطاب امیر المومنین عمر بن الخطاب فرماتے ہیں کہ ایک روز عام مجمع تھا اور شاہ مرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سید الاولین و آخرین علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین جلوہ افروز تھے کہ اتنے میں جبرئیل امین سردار الملائک مقربین تشریف لائے آتے ہوئے سب کو نظر آئے اور حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب میں سامنے بیٹھ کر فرمایا کہ یا حضرت مجھے بتا دیجئے کہ اسلام کیا شے ہے جناب نبوت مآب نے فرمایا شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وصوم رمضان

رحج البیت من استطاع الیہ سبیلا ۔ کلمہ طیبہ کا پڑھنا نماز کا ادا کرنا زکوٰۃ دینا رمضان المبارک کے روزے رکھنے اگر طاقت ہو تو حج کرنا۔ حضرت جبرئیل نے یہ کلام سن کر فرمایا صدقت یا حضرت آپ نے درست فرمایا بیشک اسلام کے یہ ہی پانچ رکن ہیں اس کے بعد حضرت جبرئیل نے اور کچھ ایسے ہی سوال و جواب کئے اور پھر تشریف لے گئے آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ یہ شخص جبرئیل تھے جو تمہیں دین اسلام کی تعلیم دینے ایک سائل کی صورت میں آئے تھے اس حدیث میں بھی کلمہ طیبہ کو پہلا رکن قرار دیا ہے اور اسلام کے سارے رکنوں پر اس کو مقدم رکھا ہے کیونکہ اسکی فضیلت بہ نسبت اور ارکان کے بہت زیادہ ہے دار مدار اسلام کا اسی پر ہے حدیثوں میں جو فضیلتیں آئی ہیں وہ سب تو کس طرح اور کہاں بیان ہو سکتی ہیں مگر کچھ تھوڑی سی بطور نمونہ بیان کی جاتی ہیں نسائی و ابن حبان والحاکم والمنذری عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال موسیٰ علیہ السلام یا رب علمنی شیئا اذکرک بہ وادعوک بہ قال قل لا الہ الا اللہ قال یا رب کل عبادک یقول ہذا انما ارید شیئا تخصنی بہ قال یا موسیٰ لو ان السموات السبع فی کفۃ ولا الہ الا اللہ فی کفۃ لمالت بہن لا الہ الا اللہ حضرت ابی سعید خدری نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ فی کل کون و مکان سے یوں ! روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی میں عین مناجات کی حالت میں عرض کیا کہ اے میرے رب مجھے کوئی ایسا کلمہ یا اسم اعظم بتایا جائے کہ مجھے جب حضور کا پکارنا منظور ہے اسی کلمہ سے پکار لیا کروں ارشاد عالی خلاق اللفظ والمعانی یہ ہوا کہ موسیٰ لا الہ الا اللہ کہا کرو۔ اور یہ ہی کہہ کر ہمیں پکار لیا کرو یہ سن کر موسیٰ نے دوبارہ عرض کیا کہ حضور لا الہ الا اللہ یہ تو ایک ایسا عام کلمہ ہے جس کو عام طور سے سب لوگ کہتے ہیں۔ بھلا اس میں میری خصوصیت ہی کیا ہوئی الٰہی میں تو کوئی خاص کلمہ لینا چاہتا ہوں جو میرے سوا کوئی دوسرا شخص نہ جانے جواب ملا کہ موسیٰ تم نے اس کلمہ کو معمولی بات جان کر اس کی قدر دانی نہ کی یہ خالص الخاص کلمہ ہے کہ اگر چودہ طبق ساتوں آسمان ساتوں زمین کسی ترازو کے ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور صرف لا الہ الا اللہ دوسری طرف رکھا جائے تو البتہ ضرور بالضرور یہ کلمہ ! بھاری اور وزنی رہے گا اور ہلکے پڑیں گے چودہ طبق مع اپنی ساری مخلوقات اور کائنات کے اس کلمے کے مقابلہ میں شعر یہ ہفت ارض و سمٰوات اگر ہوں میزان میں ٭ تو بالیقین ہے گراں لا الہ الا اللہ۔ لا الہ الا اللہ کے چودہ طبق پر بھاری ہونے کی وجہ یہ ہے کہ چودہ طبق کا وجود ظل اور سایہ ہے وجود حقیقی ذات الٰہی کا اور سایہ ہمیشہ ہلکا ہوتا ہے۔ اپنے موجود سے اسلئے حدیث شریف

میں آیا ہے افضل الذکر لاالٰہ الا اللہ رواہ النسائی لاالٰہ الا اللہ سے بہتر کوئی ذکر نہیں۔ ابویعلیٰ کی مسند میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا سید معظم نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مامن عبد قال لاالٰہ الا اللہ فی ساعۃ من لیل او نہار الاطمست مافی الصحیفۃ من السیئات حتی تسکن الی مثلہا من الحسنات رواہ المنذری۔ جس گنہگار بندہ نے رات دن میں خواہ کسی وقت لاالٰہ الا اللہ! اپنے منہ سے نکالا سینکڑوں ہزاروں جس قدر بھی اس کے نامۂ اعمال میں گناہ ہوں گے وہ سب مٹ جائیں گے۔ پھر جتنے گناہ مٹائے گئے تھے اسی قدر نیکیاں لکھی جائیں گی اس کی وجہ یہ ہے۔ جس نے لاالٰہ الا اللہ کہا اس نے اللہ کے سوائے سارے جہاں کے باطل معبودوں کو وجود کے درجہ سے گرایا اور فنا کیا اس کے صلہ میں سارے گناہ معاف ہوئے کیونکہ گناہ نفسانی خواہش پرستی کا نتیجہ ہے۔ جب ہر باطل معبود کے ضمن میں نفس کی پرستش کا بھی انکار کیا اور ہر قسم کے معبود کو غارت کیا خدا نے ان باطل معبودوں کے اثر کو خواہ وہ گناہ ہو یا شرک ہو دھو ڈالا اور اس بندہ کو پاک کر دیا۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور موجود ہونے کا اقرار ہوا تو اس کے اثر سے نیکیاں موجود ہو گئیں۔ کیونکہ جہاں عطر و مشک عنبر موجود ہو گا خوشبو خود بخود پیدا ہو گی جہاں سے سڑی ہوئی نجاست کو ہٹایا جائے گا بدبو زائل ہو جائے گی۔ نزہتہ النواظر و تنبیہ فقیہ ابی اللیث بعض صحابہ سے روایت ہے۔ قال لاالٰہ الا اللہ ومدبہا صوتہ للتعظیم کفر اللہ بہا عنہ اربعۃ آلاف ذنب فان لم یکن علیہ اربعۃ آلاف کفر اللہ عن اہلہ وجیرانہ جس نے لاالٰہ الا اللہ کو تعظیم سے پڑھا اور اس کے حرفوں کی کشش کو ذرا کھینچا معاف کرے گا رب العزت اس شخص کے چار ہزار گناہ ہوں گے۔ تو اس کے گھر کے ہمسایہ تک کے گناہ عفو کئے جائیں گے۔ غرض ایک دفعہ کے پڑھنے سے پورے چار ہزار گناہ معاف ہو کر رہیں گے

نکتہ علم حساب کے قاعدوں سے یہ بات ثابت ہے کہ خالی اور لاشئی کے مرتبہ میں صفر یعنی ایک نقطہ ہوتا ہے پس ایک صفر لا کی جگہ رکھا گیا۔ بعد حرف لا کے اللہ ہے جو حرف لا کے تحت میں ہے۔ یہ مقام بھی خالی ہے۔ اس کی جگہ بھی ایک نقطہ ہوا الا حرف ہے اور حرف بے معنی چیز ہے کیونکہ ہست اور نیست میں دائرہ ہے۔ اور نتیجہ ہمیشہ کمتر کے مطابق ہوتا ہے پس الا کی جگہ بھی خالی ہے اور خالی جگہ میں صفر ہوتا ہے۔ چوتھے مرتبہ میں ذات ہے وہ موجود اور محقق ہے۔ اور اس کے چار حرف ہیں چار کا ہندسہ اگر چوتھے مرتبہ میں ہو گا اور اس سے پہلے تین صفر ہوں گے۔ اور پورے چار ہزار ہو جائیں گے۔ اسلئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ

جس نے لا الٰہ الا اللہ ایک دفعہ کہا اس کے چار ہزار گناہ معاف ہو گئے بزار اپنی مسند میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تبارک وتعالیٰ خلق عمودا من نور بین یدی العرش فاذا قال العبد لا الٰہ الا اللہ اھتز ذلک العمود فیقول اللہ تبارک وتعالیٰ اسکن فیقول کیف اسکن ولم تغفر لقائلھا فیقول انی قد غفرت فیسکن عند ذلک رواہ المنذری صادق المصدوق خلاصہ مخلوق نبی عربی ماحی کفر جلی وخفی علیہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ فرماتے ہیں کہ عرش الٰہی! کے سامنے ایک عظیم الشان نور کا ستون ہے۔ جب کوئی دنیا میں لا الٰہ الا اللہ منہ سے نکالتا ہے خود بخود وہ ستون نورانی جنبش میں آتا ہے۔ حق تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ اے ستون ٹھہر حرکت نہ کر ستون عرض کرتا ہے کہ الٰہی جب تک اس کلمہ پڑھنے والے کو حضور نہ بخشیں گے میں تو اس کی سفارش اور شفاعت میں حرکت ہی میں رہوں گا ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا ہم نے تیرے پڑھنے والے کو بخش دیا۔ پھر وہ ستون فوراً ٹھہر جاتا ہے اے انسان غور کر کہاں کلمہ پڑھنے والا اور کہاں وہ ستون یہ وہی مضمون ہے کہ جس کو مولیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء مثال کلمہ طیبہ کی ایسی ہے جیسے کھجور کا مبارک درخت جڑ زمین میں اور شاخیں آسمان کی طرف اسی طرح یہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ دنیا میں ہے اور اس کی شاخ وہ نورانی ستون ساتویں آسمان پر یہاں پڑھو وہاں بخشے جاؤ روح البیان جلد اوّل نور من نور اللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحیہ کلبی کافر کے مسلمان ہو جانے کی بہت تمنا تھی اور اکثر اوقات حضورؐ اس کے لئے اسلام لانے کی دعا بھی کیا کرتے تھے کیونکہ اس ایک شخص کے ساتھ ان کے قرابتدار اور سات سو کافر تھے جن کا اسلام لانا اس کے اسلام پر موقوف تھا۔ آخر شافع محشر کی دعا خالی کب جاتی اور کب تک وحیہ مسلمان نہ ہوتا۔ ایک دن اُنکے دل میں خود بخود اسلام کی محبت اور صداقت وحقانیت آئی اور مسلمان ہونے کے لئے چلے ادھر جبرئیل چلے اور حضرت ختم المرسلین حرز الامیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کو آکر بشارت دی یا محمدؐ ان اللہ یقرئ سلام ویقول ان وحیہ یدخل علیک الآن حق جل جلالہٗ عم نوالہٗ آپ کو سلام ارشاد فرماتا ہے اور بشارت دیتا ہے کہ وحیہ عنقریب آپ کی خدمت میں اسلام لانے کے لئے حاضر ہوتا ہے ذرا سی دیر گذری ہوگی کہ وحیہ کلبی حاضر خدمت فیض درجت ہوئے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کندھے مبارک سے چادر اتار اور وحیہ کے لئے زمین پر بچھایا کیونکہ حضور کی شریعت کا عام یہی حکم ہے۔ اذا جاءکم کریم قوم فاکرمہ

موہ۔ جب کسی قوم کا بڑا تمہارے پاس آئے تم بھی اس کی تواضع تعظیم کیا کرو۔ وحیہ کلبی حضور معظم کا اخلاق مجسم صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ عالی ہمتی اور خوش اخلاقی اور دشمنوں کے ساتھ اس طرح کرم فرمانا دیکھ کر رونے لگے۔ پھر آپ کے چادرے کو زمین سے اٹھا کر بوسہ دیا۔ آنکھوں سے لگا کر سر پر رکھ لیا اور نہایت عاجزی اور انکساری سے عرض کیا کہ یا حضرت مجھے بھی اسلام کے شرائط بتا دیجئے اور کلمہ تعلیم فرمائیے۔ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قل لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ وحیہ پہلے کلمہ طیبہ پڑھو۔ وحیہ نے کلمہ پڑھنا اور زار زار رونا شروع کیا۔ آنحضرت سرور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وحیہ روتے کیوں ہو عرض کیا اے حضور میں نے بڑے گناہ کئے ہیں آپ جناب باری میں عرض کریں الٰہی وحیہ کے گناہوں کا کیا کفارہ ہے۔ اگر آپ مجھے قتل کریں تو بھی بسر و چشم قبول ہے اور اگر میرا سارا گھر بار راہ خدا میں لٹا دیں۔ تو مجھے ہر طرح منظور ہے۔ کسی طرح میرے وہ گناہ معاف ہو جائیں فرمایا کہ وحیہ وہ ایسے کیا گناہ ہیں۔ عرض کیا کہ اے حضرت معصوم صفت میں اپنی قوم کا سردار ہوں میں نے بوجہ عار کے صرف ستر معصوم لڑکیاں اپنے گھر کی زندہ قتل کی ہیں۔ بھلا میرا یہ گناہ کس طرح معاف ہوگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ کلام سن کر حیرت میں رہ گئے۔ اور وحیہ کے ظلم پر تعجب کرنے لگے اور دل میں یہ خیال گذرا کہ دیکھیے یہ گناہ کبیرہ کس طرح معاف ہوتا ہے ادھر وحیہ خاموش کھڑے روتے تھے ادہر سید الشافعین خاموش حیرت سے انگشت بدنداں تھے۔ کہ حضرت جبرئیل امین تشریف لائے اور فرمایا محمد ان اللہ یقرءک السلام وقل لدحیہ انی غفرت لہ بلا الہ الا اللہ محمد رسول کفر ستین سنۃ و سیاست ستین سنۃ وقتل سبعین بنات یا حضرت رب العالمین نے آپکو سلام فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ آپ وحیہ کلبی سے فرما دیویں۔ اے وحیہ حق تبارک و تعالیٰ نے ایک دفعہ لا الٰہ الا اللہ کہنے سے ساٹھ برس کا تیرا کفر اور بت پرستی اور ساٹھ برس کے گناہ سارے اور ستر معصوم بچوں کا ذبح کرنا کل کا کل بخش دیا اور معاف کر دیا ان الاسلام یہدم ما کان قبلہ اسلام لانے سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں یہ حکم سنتے ہی جناب رسول مقبول علیہ السلام رونے لگے اور آپ کے ساتھ سارا مجمع بھی رونے لگا۔ اور وحیہ روتے روتے بے ہوش گئے اسی حالت میں جناب کے منہ سے نکلا الٰہی ایک دفعہ یہ کلمہ ایک کافر نے پڑھا ساری عمر کی بت پرستی اور قتل اور سب گناہ معاف ہوئے بھلا اگر کوئی میری امت کا

منقی مسلمان جو ساری عمر اس کلمہ کو پڑھتے ہی پڑھتے مرجاوے گا وہ کس طرح نہ بخشا جائے گا۔ وہ ضرور بالضرور بخش دیا جائے گا بیہقی سے صاحب مجالس تنبیہ اور زواجر نقل کرتے ہیں ایک کافر بادشاہ بڑا سخت دشمن اسلام تھا اور مسلمانوں کے قتل بہت کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ لشکر اسلام اس کافر کے لشکر پر غالب آیا اس کافر بادشاہ کو زندہ پکڑ لیا تمام مسلمانوں کی اس کافر غارت گر کی نسبت یہ رائے ہوئی کہ اس کو تانبے کی دیگ میں بند کر کے دیگ کا منہ خام کیا جائے اور ایک عرصہ تک اس کے نیچے برابر آگ جلائی جائے تاکہ اس کو بھی اپنے افعال کا مزا آجائے۔ جب یہ رائے قائم ہوئی تب اس کافر بادشاہ کو دیگ میں بند کیا دیگ کا منہ چھال کر نیچے آگ روشن کی گئی۔ جب دیگ گرم ہونے لگی اور اس کافر بادشاہ کو سخت تکلیف پہنچی تو اس نے اپنے سارے جھوٹے معبودوں کو اپنی مدد کے لئے پکارنا شروع کیا۔ وہاں بھلا کون آتا اور مدد کر سکتا تھا وہ بادشاہ اپنے بتوں سے کہتا کہ میں نے تمہارے لئے ہزاروں مسلمانوں کی جانیں ہلاک کیں کیا آج تم مجھے اپنے اور میرے دشمنوں کے نیچے سے نہ چھڑاؤ گے وہاں تو پتھر تھے۔ پتھر کیا کر سکتا ہے جب کوئی بھی پتھر کام نہ آیا اگر کام آیا تو وہی خالق مخلوق رب معبود کام آیا توفیق الٰہی نے اس کا ہاتھ پکڑا دل میں توحید الٰہی پیدا ہوئی۔ زبان سے لا الٰہ الا اللّٰہ جاری ہوا منہ آسمان کی طرف اٹھا کر کلمہ طیبہ پڑھا۔ اب وہاں بھلا کیا دیر تھی امن یجیب المضطر اذا دعاہ یکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ءالٰہ مع اللّٰہ لا الٰہ الا اللّٰہ۔ اللّٰہ کے سوا اور کون ہے۔ جو بیقراری کی آہ وزاری سنے اور ہر بلا سے ہر قسم کی تکلیف سے بچائے بے شک سوائے خدا کے کوئی نہیں۔ یونس نبی نے دریا کی تہ میں مچھلی کے پیٹ میں اسے پکارا وہاں اس فریادرس کو موجود اپنے نزدیک پایا۔ یوسف نے اندھیرے کنوئیں کی تہ میں اسے پکارا وہاں بھی پاس ہی پایا۔ ایوب صابر نے صدہا زخموں کے بعد ایک کوڑے پر اسے مہمان بلایا۔ وہ شہنشاہ وہیں آیا۔ موسیٰ کلیم اللّٰہ نے کوہ طور پر پکارا وہاں پایا سیارۂ افلاک صاحب لولاک نے ساتویں آسمان کے اوپر ندا کی وہاں موجود دیکھا۔ مازاغ البصر وما طغیٰ آپ کی آنکھ نے ہرگز شوخی اور غلطی نہیں کی بلکہ جو کچھ دیکھا۔ وہ حق ہی حق دیکھا۔ ادھر اس کافر نے لا الٰہ الا اللّٰہ منہ سے نکالا تھا کہ پہاڑ کی جانب سے ایک آندھی اور ابر نمودار ہوا پہلے بہت زور سے مینہ برسایا، پھر اس دیگ کو ہوا نے معلق اٹھا لیا اس کلمہ گو کو مع اس کے قید خانہ کے اڑا کر لے چلی اور ایک ایسے کفرستان کے کسی قصبہ میں پہنچایا کہ جہاں کوئی فرد

و بغیر اللہ اللہ کہنا نہ جانتا تھا۔ جب ایک بڑے مجمع کثیر میں آسمان کی جانب سے یہ دیگ نازل ہوئی لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ کیا واقعہ ہے بڑی مشکل سے اس دیگ کو کھولا اندر سے یہ بادشاہ صحیح سلامت باہر نکلا لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے اور تم کون ہو اور کس طرح سے اس دیگ میں قید ہوئے اور یہاں کیونکر آئے اس بادشاہ نے اپنی سرگذشت بیان کی کہ میں پہلے کافر تھا۔ اور اہل اسلام کو قتل کرنا بڑی عبادت جانتا تھا اتفاق سے ایک دفعہ مسلمان لوگ مجھ پر غالب آئے انہوں نے اس عذاب اور تکلیف سے مجھے قتل کرنا چاہا مجھے اس دیگ میں بند کیا پھر اس کے نیچے آگ روشن کر دی۔ جب مجھے گرمی اور تکلیف زیادہ معلوم ہوئی تو میں نے اپنے طرفدار مددگار بتوں کو بلانا پکارنا شروع کیا مگر کوئی بت یا معبود! میرے کام نہ آیا لاچار میں نے مسلمانوں کے خدا کو پکارا اس نے میری دردگی اور ایک ابر اور آندھی بھیج کر میری دیگ کو ٹھنڈا کیا اور مجھے ان کے ہاتھ سے۔ بچا کر یہاں تمہارے ملک میں پہنچایا سب نے اس واقعہ کو بڑے تعجب اور حیرت سے جو سنتا گیا۔ لا الٰہ الا اللہ کہتا اور مسلمان ہوتا گیا۔ تھوڑی دیر میں سارا قصبہ مسلمان ہو گیا۔

نکتہ۔ ایک کافر شخص جس کا دل اور زبان ابھی مسلمان ہوئے تھے۔ اس کو کلمہ طیبہ نے ایک دفعہ پڑھنے کے سبب مرنے سے بچایا۔ پھر اس کے سبب سے اور ہزاروں کو جہنم سے نکال کر جنت کا مالک بنا دیا۔ بھلا اگر کوئی خود مسلمان اور پھر مسلمان کے گھر پیدا ہو برسوں باپ کی پیٹھ پر نمازیں پڑھیں۔ مسجود حقیقی رب معبود کو سجدہ کیا پھر مسلمان عورت کے شکم میں ٹھہرا مسلمان عورت کا خون اس کی غذا بنا نو دس ماہ تک حمل میں ماں کے ساتھ ساتھ عبادت الٰہی کرتا رہا۔ پھر پیدا ہوتے ہی ایک کان میں آذان دوسرے میں تکبیر سنی ذرا ہوشیار ہوئے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا سبق پڑھا پھر اپنی عمر بھر کلمہ طیبہ پڑھتا رہا اسی کلمہ پر خاتمہ ہو گیا یہ بندہ کس طرح نہ بخشا جائے گا اور کس طرح ہزاروں کو اپنے ساتھ جنت میں نہ لے جائے گا نہیں بلکہ ضرور ہی بخشا جائے گا اور اپنے ساتھ ہزاروں کو جنت میں لے جا کر آباد کر دے گا حدیث شریف میں آیا ہے کہ آقائے نامدار سید الابرار نبی مختار علیہ السلام نے فرمایا ان اللہ یغفر من امتی بشفاعۃ رجل اکثر من غنم بنی کلب قیامت کے رب العالمین ایک شخص کے سبب سے ہزاروں کو بخش دے گا شاید اس معنی کی طرف اشارہ ہے تفسیر کبیر للرازی **کتاب الحقائق**

مجالس سنیہ ایک شخص حاجی نے عرفات میں سات کنکریاں اپنے ہاتھ میں لیں ان کنکریوں

سے یہ کہا کہ اے کنکریو میں تمہیں اپنے کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا گواہ بناتا ہوں۔ ایتہا الحصبات اشہدن لی انی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ پھر اس نے انہیں گواہ بنا کر میدان عرفات میں پھینکا رات کو خواب میں یہ دیکھ کہ گویا میدان حشر قائم ہے ہر ایک شخص کے نیک و بد عمل تولے جاتے ہیں جس وقت میرے عمل تولے گئے تو میرے گناہ زیادہ بھاری نکلے میری نیکیوں سے حکم الٰہی ہوا کہ اس کو دوزخ میں لے جاؤ۔ کیونکہ فاما من خفت موازینہ فامہ ہاویہ وما ادرک ماہیہ نار حامیہ جس کے گناہ زیادہ ہوں گے نیکیوں سے وہ جہنم میں جائے گا صاف موجود ہے حکم سنتے ہی ملائک مجھے دوزخ کی طرف لیکر پہنچے مگر میں نے دوزخ کو دیکھا کہ ساتوں دروازوں پر اس کے ایک ایک بڑی بھاری سل اڑی ہوئی ہے۔ جہنم کے زبانیہ فرشتوں نے بہت سا زور لگایا مگر وہ سل جہنم کے دروازہ سے کسی طرح نہ سرکی ناچار ملائک مجھے عرش الٰہی کے نیچے لے گئے وہ کنکریاں میرے ساتھ ساتھ جناب باری میں پہنچی اور میری سفارش کرنی شروع کی برابر سفارش کرتی رہیں! یہاں تک کہ مجھے رب العالمین نے بخشا اور یہ فرمایا کہ اسے جنت میں لے جاؤ یہ حکم سن کر وہ کنکریاں دوڑیں اور مجھ سے پہلے جنت کے دروازوں پر پہنچیں ساتوں دروازوں پر ساتوں کنکریاں اسی طرح کھڑی ہو کر پکارنے لگیں کہ اے شخص تو نے ہمیں اپنے کلمہ کا گواہ بنایا تھا آج تو اس دروازے سے جنت میں آ۔ دوسری کنکری کہتی ہے تو نے مجھے بھی گواہ بنایا تھا۔ تو میرے دروازے سے جنت میں جا ساتوں کنکریاں اس طرح پکارتی ہیں یہ خواب دیکھ کر میری آنکھ کھل گئی اور پھر میری طبیعت بڑی مسرور ہوئی دراصل کلمہ لا الٰہ الا اللہ ایسی ہی شے ہے۔ **نکتہ** جس بندے نے کنکریوں کو اپنے کلمہ کا گواہ بنایا اس کا ایسا اچھا حال ہوا۔ غور کرو جو کوئی بندہ اپنے اللہ کو کلمہ کا گواہ بنائے گا اسکا کیسا عالی شان رتبہ ہو گا۔ **حیواۃ القلوب** ایک دن رؤف و رحیم صفت جناب رسول کریم ختم رسالت و نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ فلاں انصاری جناب کا صحابی نزع کی حالت میں ہے سنتے ہی بیقرار ہو گئے اور فوراً وہاں پہنچے دیکھا کہ درحقیقت حالت نزع کی طاری ہے فرمایا اے خدا کے بندے لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہو کیونکہ من کان آخر کلامہ لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ آخری وقت میں کلمہ پڑھنا جنت میں جانے کی نشانی ہے یہ خطاب اس خلاصہ اصحاب نے سن کر ہر چند چاہا کہ منہ سے اپنے کلمہ طیبہ!

نکالے مگر زبان نے کام نہ دیا ناچار کلمہ کی انگلی آسمان کی جانب اٹھائی اور کچھ اشارہ سے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا۔ اسی وقت حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسّم فرمایا صحابیوں نے عرض کیا کہ ہماری ! جانیں قربان ہو جائیں آپ کے قدموں پر اس وقت حضور والا ہنسے کیوں فرمایا کہ میں نے جب اس بیمار سے کلمہ شہادت کے لئے فرمایا اور یہ اپنی زبان سے کلمہ نہ پڑھ سکا اور اپنے پاس والے لوگوں کو گواہ نہ بنا سکا تب اس نے اشارہ آسمان کی طرف کیا اور آسمان والے کو اپنے کلمہ کو گواہ بنا لیا۔ ادھر اس نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی۔ ادھر ارحم الراحمین۔ رب العالمین کی سرکار سے ملائک کو ندا آئی کہ اے ملائک دیکھو جب میرے بندہ کی زبان بند ہوئی اور وہ اپنی زبان سے اپنے کلمہ کا کسی کو گواہ نہ بنا سکا تب اس نے ہماری طرف رجوع کیا کیونکہ ہم انسان کے سینے کی باتوں سے واقف ہیں اور ہمیں اس نے اپنے کلمہ کا گواہ بنایا اے ملائکہ ہم تمہیں گواہ بناتے ہیں۔ کہ ہم نے اس بندہ کو بخشا وہ ہمارا بندہ اور ہم اس کے خدا اس کے کلمہ کے گواہ ہیں **منتخب النفائس** میں لکھا ہے کہ حضرت موسٰی علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص چار سو اسی برس تک کفر اور بت پرستی کرتا رہا۔ ایک دن توفیق الٰہی نے اس کا ہاتھ پکڑا اور ایمان کی طرف راغب کیا وہ کافر بت پرست حضرت موسٰی علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور لا الہ الا اللہ موسٰی رسول اللہ پڑھا۔ ادھر کلمہ پڑھا ادھر حضرت جبرئیل امین تشریف لائے اور فرمایا کہ موسٰی خدائے تعالٰے نے ایک دفعہ کلمہ پڑھنے کے سبب اس شخص کے چار سو اسی برس کے گناہ بخش دیئے **نکتہ** لا الہ الا اللہ ! موسی رسول اللہ کے چوبیس حرف ہیں اور چار سو اسی برس کے گناہ معاف ہوئے۔ تو ہر ایک حرف کے بدلے میں بیس سال کے گناہ معاف ہوئے پانسو سال پورے ہونے میں بیس سال کی کمی رہی تھی مگر اس کی کمی کو خاتم النبیین سید الاولین والآخرین رحمۃ للعالمین احمد مصطفٰے محمد مجتبٰی صلے اللہ علیہ وسلم نے پورا کر دیا۔ کیونکہ موسٰی کے نام میں چار حرف ہیں ایک حرف کم ہے اور محمد کے نام میں پانچ حرف ہیں لا الہ الا اللہ موسٰی رسول اللہ میں چوبیس حرف اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں پچیس (۲۵) حرف ہیں۔ اور ہر ایک حرف کے بدلے میں بیس بیس برس کے گناہ معاف ہوئے تو ایک حرف کے بیس سال اور زیادہ ہو کر اب پورے پانچ سو سال ہو گئے اسی لئے حضور فرماتے ہیں کہ مثال میری اور مثال سابقین کے انبیاء کی ایسی ہے کہ جیسے کسی بادشاہ نے ایک عظیم الشان محل بنایا وہ محل سب

طرح پورا بن کر تیار ہوا۔ مگر صرف ایک اینٹ کی کمی باقی رہی تھی وہ اینٹ میں نے آکر لگا دی اور قصر عالی شان کی عمارت کو پورا کر دیا مراد اس محل اور قصر سے دین اور شریعت ہے۔ وہ آپ کی ذات سے پوری ہو گئی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا آج پورا کر دیا ہم نے دین تمہارا اور نازل کر دیں تم پر ہر قسم کی نعمتیں دین و دنیا کی اور پسند کر لیا۔ تمہارے لئے دین اسلام کو ہمیشہ کے لئے اب ہرگز کسی شخص سے دوسرا دین سوائے محمدی دین کے قبول نہ فرمایا جائے گا۔ **تاریخ آثار الاول** عن تاریخ نیشاپور حضرت امام علیؓ رضا بن امام موسیٰ کاظم خچر پر سوار تھے۔ اتفاق سے نیشاپور میں پہنچے آپ کے چہرہ مبارک پر نقاب پڑی تھی جس وقت نیشاپور کے بازار میں آپ کی سواری پہنچی تو امام ابو ذرعہ رازی اور محمد بن اسلم طوسی آپ سے آکر ملے ان دونوں محدثوں کے ساتھ! ساتھ کئی ہزار سامعین اور طالبین حدیث کے لگے ہوئے تھے ان حضرات نے جب امام علی بن موسیٰ کاظم کی سواری آگے دیکھی دوڑ کر جناب کی رکابیں پکڑ لیں اور عرض کیا کہ اے سید بن السادات للہ ہمیں اپنا جمال مبارک ایک نظر دکھا دیجئے اور کوئی ایسی حدیث جس کی ساری سند صرف آپ کے خاندان کی ہو ضرور سنا دیجئے۔ یہ کلام سن کر امام علی موسیٰ کاظم نے چہرہ مبارک سے نقاب کو اٹھایا اور زبان الہام ترجمان سے یہ فرمایا۔ حدثنی ابو موسیٰ الکاظم عن ابی جعفر الصادق عن ابی محمد الباقر عن ابیہ علی زین العابدین عن ابیہ الحسین شہید کربلا عن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ قال حدثنی اخی وحبیبی وقرۃ عینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حدثنی جبرئیل علیہ السلام قال سمعت رب العزت تبارک وتعالیٰ یقول لا الٰہ الا اللہ حصنی فمن قالہا دخل حصنی امن من عذابی فرمایا امام علی رضا نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے میرے والد امام موسیٰ کاظم نے انہوں نے روایت کیا۔ اس حدیث کو اپنے والد امام جعفر صادق سے امام جعفر صادق نے روایت کیا اس حدیث کو امام باقر سے امام محمد باقر نے روایت کیا اس حدیث کو اپنے والد امام زین العابدین سے امام زین العابدین نے روایت کیا اس حدیث کو حضرت امام حسینؓ شہید کربلا سے امام حسین نے بیان کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرماتے ہیں حضرت علی کہ حدیث بیان کی مجھ سے میرے بھائی میرے حبیب میرے آنکھوں کی ٹھنڈک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا حضرت جبرئیل نے کہ میں نے سنا حضورؐ

رب العزت حق تبارک و تعالیٰ شانہٗ سے کہ ارشاد فرمایا تھا لاالٰہ الا اللہ قلعہ ہے میرا جس نے لاالٰہ الا اللہ کہہ لیا وہ میرے امن کے قلعہ میں داخل ہوا اور جو شخص میرے قلعہ میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے بچا اور محفوظ ہو گیا۔ یہ حدیث بیان فرما کر جناب امام علی رضا نے نقاب اپنے چہرہ پر ڈال لی۔ جس وقت آپ یہ حدیث بیان کرتے تھے ایک مخلوق الٰہی آپ کی اس حدیث کو لکھتے تھے۔ بعد میں لکھنے والوں کو شمار کیا گیا تو بیس ہزار لکھنے والے تھے۔ جنہوں نے اس حدیث کو اپنے قلم سے لکھا اور سننے والے حاضرین اس جلسہ کے شمار سے باہر تھے۔

امام قشیری لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مع اُستاد کے جب حاکم سامانہ کو جو فارس میں ایک شہر ہے پہنچی۔ اُس نے سونے کے پانی سے لکھوا کر اس حدیث کو بہت تعظیم سے اپنے پاس رکھا۔ مرنے کے بعد اس کو خواب میں کسی نے دیکھ کر پوچھا کہ کہو کیا گذری بیان کیا کہ مجھے میرے رب نے بخش دیا۔ صرف لاالٰہ الا اللہ کی تعظیم کرنے اور ایمان لانے سے۔ سبحان اللہ ایک مسلمان بادشاہ نے اس کلمۂ طیبہ کو سونے کے پانی سے چاندی کے تختے پر لکھا۔ اس کے سبب بخش دیا گیا۔ بھلا جو کوئی خدا کا بندہ اسکو خون سے زمین آسمان کے تختوں پر لکھ جاوے گا۔ وہ بندہ کیسا عالی مرتبہ ہوگا۔ حضرت جنید بغدادی کے ایک خاص مرید چلہ کشی کے زمانہ میں جب کہ لاالٰہ الا اللہ نفی اثبات کی مشق اور لاالہ الا اللہ کا ذکر کرتے تھے کہ یکایک کہیں سے ایک پتھر آپ کے سر میں آلگا۔ جس کے سبب سے آپ کا سر پھوٹ کر خون جاری ہو گیا۔ خون کا قطرہ ان کے سر سے نیچے گرتا ذاکر کے کپڑوں پر یا زمین پر فوراً اس قطرہ سے قدرت الٰہی سے خود بخود لاالٰہ الا اللہ لکھا جاتا تھا۔ سر کے خون کی سیاہی تھی اور مولیٰ کے زمین کی تختی تھی۔ اور لاالہ الا اللہ کی مشق وظیفہ تھا ؎

اللہ اکبر و اشرب فی قلوبہم اللہ ٭ حتی خرج من قطرت و مالہم لاالٰہ الا اللہ

سما گیا ان کے دلوں میں ان کا اللہ یہاں تک کہ پھوٹ نکلا ان کے خون کے قطروں سے لاالہ الا اللہ

غزل

حلاوت دل و جان لاالٰہ الا اللہ ! ٭ جمال و حسن و بیان لاالٰہ الا اللہ !

یہ ہفت ارض و سمٰوات اگر ہوں میزان میں ٭ تو بالیقین ہے گراں لاالہ الا اللہ

جو کفر سارے جہاں کا مقابل آجائے ٭ نہ چھوڑے نام و نشاں لاالہ الا اللہ

ورود جنت فردوس کا مبارک ہو ٭ اگر ہے ورد زبان لاالہ الا اللہ

دم درون و برون میں الٰہی خط فقیر ٭ اخیر تک ہو رواں لاالہ الا اللہ

تفسیر ابن کثیر تذکرہ قرطبی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان العبد اذا کان عند الموت قعد عندہ شیطانان الواحد عن یمینہ علے صفتہ ابیہ یقول لہ یا ابنی انی کنت علیک شفیقا و لک محبا و لکن مت علے دین النصاری و ہو خیر الادیان والذی عن شمالہ علی صفتہ امہ تقول یا بنی کان بطنی لک وعاء و ثدی لک سقاء و فخذی لک وطاء و لکن مت علی دین الیہودیۃ و ہو خیر الادیان فتحریر الرجل فی دینہ فاذا اراد اللہ بہ خیرا تینزل علیہ الرحمۃ ثم ینزل علیہ ملک الموت فیطرد عنہ الشیطانین ویقول بہ انا ملک الموت جئت الاقبض روحک فقل لا الہ الا اللہ حتی اقبض روحک علی الایمان۔ آنحضرت نور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جب کوئی مسلمان مرنے کے قریب ہوتا ہے۔ تو دو شیطان کم بخت اس کے پاس آتے ہیں۔ ایک مرنے والے کے باپ کی صورت پر دوسرا اس کی ماں کی شکل ہیں۔ پہلے باپ اپنی محبت اور شفقت پدری کا اظہار کر کے کہتا ہے کہ اے فرزند میں دین عیسائی پر مرا تھا۔ بظاہر مسلمان تھا مگر درحقیقت میں عیسائی تھا اور مرنے کے بعد میں نے عیسائی دین کو سب سے بہتر دین پایا۔ چونکہ اب تیرا بھی آخری وقت آگیا ہے۔ اس لیے تجھے بھی دین عیسائی کی طرف آنا لازم ہے۔ دوسرا شیطان جو ماں کی صورت میں ہوتا ہے کہتا ہے کہ تمہیں وہ وقت کہاں یاد ہوگا کہ جب میں تمہیں اپنے پیٹ میں اُٹھائے پھرا کرتی تھی اور میری چھاتیاں تمہارے دودھ پینے کے دو چشمہ شیریں تھے۔ اور میری گود تیری سواری اور زانوں تیرے تکیہ گاہ تھے۔ میں دنیا میں بظاہر مسلمان تھی مگر مرتے وقت یہودی ہو کر مری تھی اور مرنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ یہودی دین نہایت بہتر دین ہے۔ اے کاش! آج تو بھی اہل یہود کا دین اختیار کر لے۔ پھر مرنے والا مصنوعی ماں باپ کا کلام سن کر حیران رہ جاتا ہے اور دل میں کہتا ہے کہ الٰہی اب کیا کروں ایک کہتا ہے عیسائی ہو جاؤ۔ یہ بہتر دین ہے۔ دوسری طرف سے اشارہ ہے کہ یہودی بن جاؤ اور ساری عمر مسلمان رہا۔ اب اس آخری وقت میں کیا کروں۔ اس وقت بندہ نہایت حیران ہوتا ہے۔ کہ معاً پروردگار کی طرف سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور ملک الموت تشریف لا کر ان شیاطین کو لات مار کر نکال دیتے ہیں پھر مرنے والے سے فرماتے ہیں کہ یہ تیرے ماں باپ نہیں تھے۔ بلکہ دو شیطان تھے جو تیرا ایمان لینے آئے تھے۔ خدائے پاک نے تجھ پر رحم فرمایا کہ ان کے ہاتھ سے تجھے بچایا۔ اب تو کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہہ لے تاکہ میں تیری جان کلمہ طیبہ پر نکالوں۔ سبحان اللہ! یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا و فی الآخرۃ ثابت رکھتا ہے اللہ ایمان

والوں کو کلمہ طیبہ اور ایمان پر دنیا میں بھی اور آخرت یعنی قبر وغیرہ میں آیت شریف کے یہی معنی ہیں اور یہ بڑی کامل بشارت اہل توحید کے لیے ہے۔ مجالس سنیہ۔ شرح اربعین نوویہ والقرطبی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حضر ملک الموت رجلا فنظر فی کل عضو من اعضائہ فلم یجد فیہ حسنۃ ثم شق عن قلبہ فلم یجد فیہ شیأ ثم فک عن لحیتہ فوجد طرف لسانہ لاصقا بحنکہ یقول لا الٰہ الا اللہ فقال ملک الموت وجبت لک الجنۃ بقول لا الٰہ الا اللہ۔ بہترین اولین و آخرین فخر جملہ انبیاء و مرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین فرماتے ہیں کہ ملک الموت ایک شخص کی جان نکالنے آئے۔ روح قبض کرتے وقت اس مرنے والے کے سارے اعضاء کو بغور دیکھا مگر کوئی نیکی موجود نہ پائی۔ پھر دل چیر کر دیکھا اس میں بھی کچھ نہ پایا پھر منہ کھول کر زبان کو دیکھا تو پایا زبان کو تالو سے ملی ہوئی جو لا الٰہ الا اللہ کہنے کے ساتھ اپنی جگہ سے بلند ہو کر تالو سے چپک کر رہ گئی تھی۔ دیکھتے ہی ملک الموت نے ارشاد فرمایا وجبت لک الجنۃ واجب ہو گئی تیرے لیے جنت تو بخشا گیا۔ نکتہ۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے الیہ یصعد الکلم الطیب۔ کلمہ طیبہ کا عرش تک جانا ضروری ہوا۔ پھر جس منہ جس دل سے یہ کلمہ نکلے گا وہ منہ بھی کلمہ کے ساتھ ساتھ لگا ہوا ضرور عالم بالا تک جائے گا اور جنت میں پہنچے گا یہ مثال ایسی ہو گی کہ جیسے ایک مور یعنی چیونٹی نے بہت دور دراز کے رستے سے بیت الحرام میں پہنچنا چاہا۔ تو خدا نے اُسے یہ ذریعہ عطا کیا کہ اُسے تیز پرواز ساکن حرم کبوتر کے پیر سے لگا دیا۔ جب وہ کبوتر وہاں سے اُڑا اور اپنے گھر میں آیا تو اسی کے ساتھ لگی ہوئی مور ضعیفہ کمزور چیونٹی بھی حرم تک پہنچ گئی۔ جو چاہا مور عاجز نے کہ جاؤں بیت اطہر میں۔ خدا نے اس کو پہنچایا لگا پائے کبوتر میں۔ جیسے کبوتر کا آشیانہ حرم محترم میں تھا اسی طرح کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا آشیانہ عرش الٰہی پر ہے۔ پس جب چاہا انسان عاجز نے جو مور ملخ ٹڈی اور چیونٹیوں سے بھی زیادہ ناتوان ہے۔ کہ میں بھی عرش الٰہی تک پہنچ جاؤں۔ تو جس طرح کبوتر کے پیر سے چیونٹی لگ کر حرم تک پہنچ گئی۔ اسی طرح یہ انسان بھی شہ پرواز عرش آشیاں کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کے قدموں سے چمٹ کر عرش الٰہی تک پہنچ کر جنت کا وارث ہوا۔ تنبیہ الغافلین۔ فقیہ ابی اللیث سمرقندی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان جبرئیل جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما فقال یا محمد ان الرب یقرء ک السلام وہو یقول مالی اراک مغموما حزینا وہو اعلم بہ فقال یا جبرئیل قد طال تفکری فی امر امتی یوم القیامۃ قال یا محمد فی امر اہل الکفر ام فی امر اہل الاسلام قال یا جبرئیل لا بل فی امر اہل الاسلام قال یا جبرئیل لا بل فی امر اہل لا الٰہ الا اللہ قال

اخذ بیدہ حتی اقامہ علی مقبرہ بنی سلمہ فضرب بجناحہ الایمن علی قبر میت فقال قم باذن اللہ فخرج رجل مبیض الوجہ وہو یقول لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ الحمد للہ رب العالمین فقال لہ جبرئیل عد فعاد کما کان ثم ضرب بجناحہ الایسر علی قبر میت فقال قم باذن اللہ فخرج رجل مسود الوجہ ازرق وہو یقول واحسرتا واندامتا وانداماتاہ واسوأتاہ فقال لہ عد فعاد کما کان جبرئیل ہکذا یبعثون یوم القیامۃ علی ماماتوا علیہ ترجمہ انجناب ملائک مآب ـ وہ بنی ہاشمی امی لقب ؛ احمد مرسل شہ عالی نسب شاہِ دین محبوب رب العالمین ؛ فخرِ آدم حامئی دینِ متین ؛ اکثر اُمت کی نجات کے لیے غمگین وحزین رہا کرتے تھے ـ ایک دن جبرئیل امین آئے اور یہ پیغام لائے کہ یا حضرت ربّ العزت شاہنشاہ عالی جاہ رب العالمین نے آپ کو سلام فرمایا ہے ـ اور وہ خوب جانتا ہے مگر پھر یہ پوچھا ہے کہ آپ اس قدر غمگین کیوں رہتے ہیں ـ حضوؐر نے فرمایا کہ جبرئیل یہ سب غم اور حزن اپنی پیاری امت کے لیے ہے ـ کہ دیکھئے قیامت میں ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا ـ حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ آپ کو کافر اُمت کا غم ہے یا مومن مسلمان کلمہ گو اُمت کا قلق ہے ـ فرمایا کہ ہاں مسلمان کلمہ گو اُمت کی جانب سے نہایت غمگین رہتا ہوں ـ یہ سن کر حضرت جبرئیل نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور ایک قبرستان میں لے گئے ـ جہاں کافر اور مسلمان دونوں طرح کے لوگ مدفون تھے پھر ایک مسلمان کی قبر پر حضرت جبرئیل نے اپنا پر مارا اور یہ فرمایا قم باذن اللہ حکم الٰہی سے زندہ ہوجا وہ مُردہ فوراً زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا اس حالت میں کہ اس کا چہرہ روشن تھا اور مُنہ سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ الحمد للہ رب العالمین کہتا تھا ـ آپ نے اسے ملاحظہ کیا کیونکہ یہ سب کچھ آپ کا فیض تھا ـ پھر حضرت جبرئیل نے ایک کافر کی قبر پر اپنا پر مارا اور فرمایا قم باذن اللہ اس قبر میں سے ایک شخص جس کا مُنہ کالا تھا اور مُنہ سے ہائے حسرت ہائے ندامت ہائے خرابی کہتا ہوا قبر سے باہر نکلا حضرت جبرئیل نے اشارہ کیا یہ پھر خاک ہوگیا ـ یہ دونوں واقعے آنحضرت نے ملاحظہ کیے ـ تب حضرت جبرئیل نے فرمایا ـ کہ اے شفیع محشر جو حال مسلمان کا آپ نے یہاں ملاحظہ کیا ہے ـ اسی طرح ہر ایک مسلمان کلمہ گو قیامت میں خوش شاداں اور فرحاں اپنی قبر سے اٹھایا جائے گا ـ اس واقعہ کو دیکھ کر جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ کی تسلّی اور تشفی ہوئی ـ اس کے بعد آپ نے ایک جگہ فرمایا ہے ـ کہ اس وقت گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ میری اُمت کے مسلمان اپنی قبروں سے نہایت خوش خوش اٹھ رہے ہیں اور اپنے بالوں سے قبر کی خاک جھاڑتے اور یہ کہتے جاتے ہیں الحمد للہ الذی

اذہب عنا الحزن۔ اللہ کا شکر ہے۔ کہ آج اُس نے ہمارے دلوں سے سب رنج اور غم دور کر دیئے حالانکہ ابھی ہنگامۂ محشر باقی ہے۔ مگر یہاں ذرہ برابر غم نہیں ہے ۔ واسطے اُمت کے کھینچا درد و رنج ؛ مفت ہم کو جب ملا عقبیٰ کا گنج ؛ روح البیان حضرت عمر النسفیؒ سے جب قبر میں نکیرین نے سوال کیا تو ان کے جواب میں آپ نے یہ فرمایا ۔ ربی اللہ لا الٰہ سواہ ؛ ونبی محمد مصطفےٰ ثم دین الاسلام فعلی ذمیم ؛ اسأل اللہ عفوہ وعطاہ ؛ ترمذی عن عبداللہ عن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتی بالرجل یوم القیامۃ الی المیزان فتخرج لہ تسع وتسعون سجلا کل سجل منہا مدالبصر فیہا خطایاہ وذنوبہ فیوضع فی کفتہ المیزان ثم یخرج قرطاس مثل الملۃ فیہا شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فیوضع فی الکفتہ الاخری فتقول یارب ہذہ البطاقۃ مع ہذہ السجلات ثم یوذن فیرجح ہذہ البطاقۃ علی خطایاہ شاہِ دین محبوب رب العالمین ؛ فخر آدم حامی دین متین ؛ ذات ان کی رحمۃ اللعالمین خلق اُلفت میں سراسر انگبین ۔ صلے اللہ علیہ وآلہ اجمعین فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک شخص کو احکم الحاکمین ارحم الراحمین اپنے قریب بلائے گا اور بڑے بڑے دفتر اس کے گناہوں کے اُسے دکھا کر فرمائے گا کہ بندے دیکھ یہ گناہ تیرے ہیں۔ بندہ عرض کرے گا کہ یارب ہاں یہ گناہ میرے ہیں۔ وہ ننانوے دفتر گناہوں کے ہر ایک دفتر اتنا لمبا ہوگا کہ جہاں تک نگاہ پہنچے وہاں تک اصلی لمبائی ہوگی اور پھر ایسے ایسے دفتر ایک نہ دو۔ ایک کم سو یہ گنہگار اس وقت خیال کرے گا کہ اب میں ضرور بالضرور ہلاک ہؤا اور دوزخ میں ڈالا گیا۔ عین مایوسی کی حالت میں ارشاد ہو گا کہ بندے تیری ایک نیکی ہمارے پاس چھپی ہوئی امانت رکھی ہے وہ بھی لے اور ان دفتروں کو بھی اپنے ساتھ لے جا اور دونوں کو میزان عدالت میں تلوا لے۔ اگر گناہ بھاری ہوئے تو تیرا مقام دوزخ ہے۔ اور اگر نیکیاں بھاری ہوئیں تو پھر تیرا مکان جنت ہے۔ عرض کرے گا۔ کہ الٰہی کہاں یہ دفتر طومار اور کہاں یہ ایک چھوٹا سا پرزہ کاغذ کا۔ ارشاد ہو گا۔ کہ جاؤ آج کوئی بات چھپی نہ رہے گی تو اس پرچہ کی حقیقت سے ناواقف ہے۔ آج تجھے واقف کیا جائے گا۔ وہ بے چارہ پرچہ اور وہ ننانوے دفتر اٹھا کر لائے گا اور میزان حشر میں تولنے کو رکھے گا۔ اور یہ خیال کرے گا کہ بھلا کہاں یہ دفتر کے دفتر اور کہاں یہ پرچہ۔ یہ تول کیسی ہے۔ لیکن جس وقت فرشتہ ترازو اُٹھائے گا تو یہ دفتر نہایت ہلکے اور پرزہ بہت بھاری ہو گا۔ اس وقت بندہ نہایت حیرت میں جائے گا اور اس پرچہ کو تعجب سے دیکھے گا کہ اس میں ایسا کیا لکھا ہے۔

حضور فرماتے ہیں کہ اس میں لکھا ہو گا لا آلہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ملائک پکاریں گے کہ جاؤ تم بخشے گئے۔ تمہاری نجات ہو گئی فاما من ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃ راضیہ یہ تو پہلے قرآن مجید خبر دے چکا تھا سبحان اللہ اے مولا تیرے نام کی عظمت کے سامنے زمین و آسمان کون و مکان لاشے ہے۔ لا آلہ الا اللہ کے آگے سارا جہان کیا شے ہے ؎ یہ ہفت ارض وسمٰوات اگر ہوں میزان میں۔ تو بالیقین ہو گراں لا آلہ الا اللہ۔ نکتہ۔ یہ دفتر گناہوں کے ہلکے کیوں ہوئے۔ اس میں حکمت اور راز کیا ہے۔ اس راز کو حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنی مکتوبات م۳۵ میں بیان کرتے ہیں ؎

تیغ لادر قتل غیر حق براند ٭ در نگر زاں پس کہ بعد لاچہ ماند الا اللہ باقی جملہ رفت ٭ شاد باش اے عشق شرکت سوز رفت ٭ جب لا آلہ الا اللہ کو گناہوں کے مقابل میں لاکر تولا گیا تو تیغ لا نے ماسوائے اللہ کو فنا اور قتل کر دیا۔ جب سوائے اللہ کے کچھ باقی نہ رہا تب وہاں گناہوں کا نام و نشان کس طرح باقی رہتا اس وقت لا موجود الا اللہ کا نقشہ آنکھوں سے نظر آگیا تنبیہ فقیہ ابی اللیث۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ جناب جبرئیل امین ایک دن جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کچھ حال جہنم کا اور اس کے طبقوں کا اور ان طبقوں میں جانے والوں کا بیان فرمایا کہ ساتویں طبقہ میں آپ کی اُمت کے گنہ گار مسلمان عورت مرد جائیں گے۔ جس وقت زبانیہ فرشتے انہیں پکڑ کے جہنم میں ڈالیں گے۔ اس وقت یہ گنہگار لوگ سب کے سب متفق ہو کر لا الہ الا اللہ اپنے منہ سے نکالیں گے۔ جہنم کی آگ کلمہ سن کر ان کے پاس سے دور بھاگ جائے گی مالک کہے گا کہ اے آگ تو انہیں کیوں نہیں جلاتی آگ عذر کرے گی اور یہ کہے گی کہ اے مالک یہ لوگ ایسا کلمہ منہ سے نکالتے ہیں کہ میں ان کو کبھی بھی نہ جلا سکوں گی دوبارہ پھر مالک کہے گا کہ اے آگ پکڑ لے آگ پھر عذر کرے گی کہ بھلا میں انہیں کس طرح جلاؤں یہ تو لا آلہ الا اللہ کہتے ہیں۔ مالک پھر آگ کو حکم دے گا جب آگ ان کے قریب آئے گی تو تقدیر الٰہی سے یہ لوگ کلمہ بھول جائیں گے۔ اب ان کی زبانیں اصلاً کام نہ دینگی۔ جب یہ لوگ کلمہ نہ پڑھ سکیں گے اس وقت جہنم کی آگ ان کو پکڑ کر جلا ڈالے گی مگر دل اور زبان جلنے سے محفوظ رہیں گے کیونکہ دل لا الہ الا اللہ کی جائے سکونت تھا اور زبان جائے روانگی اور سواری تھی اس لیے یہ دونوں اعضا سالم رہیں گے۔ پھر جب تک خدا چاہے گا انہیں عذاب میں رکھے گا۔ اور پھر اپنے فضل سے اپنے نبی کو شفاعت کے لیے بلائے گا اور آپکی شفاعت سے ان گنہگاروں کو جہنم سے

نکال جنت میں آباد کرے گا۔ ابن جریر ابن کثیر درمنثور فقیہ ابی اللیث وغیرہا عن علی وعن انس قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ناسامن اہل لاالٰہ الااللہ یدخلون النار بذنوبہم فیقول لہم اہل اللات والعزی والیہود والنصاری ومن فی النار من اہل الادیان والاوثان مااغنی عنکم قول لاالٰہ الااللہ نحن وانتم الیوم فی النار سوار فیغضب اللہ لہم غضبا مایغضبہ لشئ فیما مضی الحدیث فرماتے ہیں شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین کہ بعض گروہ لاالٰہ الااللہ کہنے والوں کے شامت اعمال سے جہنم میں جائیں گے۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوگا کہ یہودی نصرانی اور بت پرست لوگ ان مسلمان لوگوں کو جہنم میں دیکھ کر کہیں گے۔ اے لوگو تمہارا لاالٰہ الااللہ آج کچھ بھی کام نہ آیا۔ ہم بت پرست اور تم خدا پرست برابر آج آگ میں جل رہے ہیں۔ پس برابر ہوگیا لاالٰہ الااللہ کہنا اور بت پرستی کرنا۔ اور یکساں ہوگئی خدا کی عبادت اور بتوں کی پرستش آنحضرت فرماتے ہیں کہ جب یہ کلام کفار کے منہ سے نکلے گا۔ فوراً دریائے رحمت الٰہی جوش میں آئے گا۔ اور مولا بہت کچھ غضب ناک ہو کر فرمائے گا آج ہمیں برابر کر دیا کفار نے بتوں کے۔ اور یکساں بنا دیا توحید کو شرک کو اے جبرئیل جلد جاؤ دیکھو مسلمان گنہ گاروں کا جہنم میں کیا حال ہوا۔ حضرت جبرئیل عرض کریں گے الٰہی تو خوب جانتا ہے جو کچھ ان کا حال ہوا ہوگا۔ آج یہ کیا باعث ہوا جو ان قیدیوں کی جانب رحمت کی نظر ہوئی۔ ارشاد ہوگا۔ کہ اے جبرئیل آج دریائے رحمت ہمارا جوش میں آیا ہے۔ کیونکہ بت پرستوں کافروں نے ہمارے بندے مسلمانوں لاالٰہ الااللہ کہنے والوں کو توحید کا طعنہ دیا ہے۔ اور یہ کہا کہ تمہارا کلمہ لاالٰہ الا اللہ آج تمہارے کچھ بھی کام نہ آیا۔ اے جبرئیل یہ سن کر ہماری رحمت کا دریا جوش میں آیا اور اب قریب وہ وقت آیا ہے کہ گنہگار مسلمان بخشے جائیں۔ حضرت جبرئیل یہ حکم سن کر دوزخ کی طرف روانہ ہونگے۔ مالک داروغہ دوزخ آپ کو آتا دیکھ کر اپنے آہنی منبر سے اترے گا اور یہ کہے گا کہ اے حضرت آج آپ یہاں کس طرح تشریف لائے۔ حضرت جبرئیل فرمائیں گے کہ اے مالک یہ بتا کہ مسلمان گنہ گاران امت محمد رسول اللہ کا جہنم نے کیا حال کیا۔ مالک عرض کرے گا۔ کہ یا حضرت آپ کیا حال ان کا پوچھتے ہیں۔ ان کی نہایت بری حالت ہے۔ بڑے تنگ مکان میں مقید ہیں۔ آگ نے ان کے جسم جلا ڈالے ہڈیاں سوختہ کر دیں۔ صرف ان کے دل اور زبان سالم ہیں کہ وہ ایمان کی جگہ تھے۔ باقی سب کچھ جل گیا ہے۔ جبرئیل فرمائیں گے۔ جلدی حجاب ہٹا دے دروازہ کھول دے کہ میں بھی اپنے نبی کی امت کو اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔ مجھے رب العزت

نے فرمایا ہے کہ اپنی آنکھوں سے جاکر دیکھ - مالک دروازہ جہنم کا کھول دے گا اور سرپوش ہٹا لے گا۔ حضرت جبرئیل دوزخ میں جاکر دیکھیں گے تو دوزخی لوگ مالک سے پوچھیں گے اے مالک یہ کونسا فرشتہ ہے کہ ہم نے آج تک ایسا خوبصورت فرشتہ نہیں دیکھا۔ کہے گا کہ جبرئیل امین ہیں جو وحی لے جاتے تھے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آنحضرت کا نام سن کر جو جہنمی لوگ غل شور مچائیں گے۔ پھر رو رو کر عرض کریں گے کہ جبرئیل للہ ہمارا اسلام ہمارے نبی شفیع سے عرض کیجئے گا اور یہ بھی کہیے گا۔ ہم نہایت سخت عذاب میں مبتلا ہیں - آپ ہماری شفاعت کیجئے حضرت جبرئیل گنہ گاروں سے وعدہ فرمائیں گے کہ میں ضرور بالضرور تمہاری حالت زار کی خبر تمہارے شفیع کی خدمت میں عرض کروں گا۔ جب وہاں سے حضرت جبرئیل رخصت ہو کر اپنے مقام پر آئیں گے ارشاد رب العباد ہو گا۔ اے جبرئیل اُمت محمدیہ کا کیا حال دیکھا عرض کرینگے الٰہی تو سب کچھ جانتا ہے وہ نہایت تنگ حال اور بڑے عذاب میں پڑے ہیں۔ اس ہم کلامی کی لذت میں حضرت جبرئیل محو ہو کر گنہ گار اُمت کا وعدہ بھول جائیں گے۔ آخر خود ہی عالی جاہ رب العزت ارشاد کریں گے کہ اے جبرئیل تم کوئی وعدہ بھی اُمت محمدیہ کے گنہ گاروں سے کر آئے تھے۔ حضرت جبرئیل عرض کریں گے ہاں یارب میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ میں ان کا سلام ان کے نبی سے عرض کروں گا۔ اور جو عذاب کی تکلیف ان پر گذر رہی ہے۔ وہ بھی آپ کو سناؤں گا۔ ارشاد ہو گا اے جبرئیل جاؤ اور آپ کو اطلاع دو۔ حضرت جبرئیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں گے۔ آپ اس وقت ایک محل میں ہونگے جو سچے سفید موتی کا اتنا بڑا اور فراخ ہو گا کہ چار ہزار اس کے دروازے ہوں گے۔ جس میں طلائی جوڑیاں کواڑوں کی جڑی ہوں گی۔ رو رو کر حضرت جبرئیل عرض کریں گے یا محمد میں آپ کی گنہ گار امت کے پاس سے آیا ہوں جو جہنم کے عذاب میں مبتلا ہے۔ انہوں نے آپ کو بہت رو رو کر سلام عرض کیا ہے اور یہ کہا ہے۔ کہ للہ ہماری خبر لیجئے۔ حضور صلعم یہ سنتے ہی اس خبر کے لبیک اُمتی اے میری اُمت لو حاضر ہے تمہارا نبی تمہاری شفاعت کے لیے یہ کہتے ہوئے عرش الٰہی کے نیچے حاضر ہوں گے۔ اور سجدہ میں گریں گے۔ خدائے برحق کی وہ ثنا اور حمد کریں گے کہ جو سارے جہان میں کسی نے بیان نہ کی ہو گی۔ سات دن کی مدت اور مقدار کے بعد حکم ہو گا کہ اے نبی سر اُٹھاؤ۔ مانگو کیا مانگتے ہو۔ کہو کیا کہتے ہو شفاعت کرو کس کی شفاعت کرتے ہو۔ ہم نے اپنے

شفاعت قبول فرمائی۔ یہ سن کر جناب سجدے سے یارب امتی امتی کہتے ہوئے سر اُٹھائیں گے ارشاد ہوگا کہ جاؤ جس نے ساری عمر میں ایک دفعہ لا الٰہ الا اللہ کہا اور شرک نہیں کیا۔ خواہ وہ کتنا ہی گنہ گار ہو اس کو بھی جہنم سے نکالو۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذن شفاعت حاصل کر کے اہل جنت کو اطلاع دیں گے اے لوگو محمد رسول اللہ نے شفاعت کا دروازہ کھلوایا ہے۔ اے اہل جنت تم میرے ساتھ چلو اور جس کسی کو تم پہچان لو اس کو میرے ساتھ چل کر جہنم سے نکالو۔ یہ منادی سن کر بے تعداد مخلوق جنت کی آپ کے ساتھ ہو جائے گی۔ اور حضور ان کو ساتھ لے کر دوزخ کی طرف شفاعت کے لیے تشریف لے جائیں گے آگے آگے دولہا ہیں جن کا نام محمد رسول اللہ ہیں۔ پیچھے پیچھے چاند سورج کی چمک کے لاکھوں براتی ہیں۔ اب یہ برات جنت سے چلی ہے جہنم کی طرف جاتی ہے۔ تاکہ سارے گنہ گار مسلمانوں کو دوزخ سے نکالے اور جنت میں لاکر بادشاہ بنادے۔ یہ وہ مبارک مجمع ہے کہ آج تک کبھی ابتدائے عالم سے انتہا تک کہیں نہیں ہوا تھا۔ جو آج ہوا ہے۔ جس وقت لاکھوں چاند، سورج، ستارے جہنم کے پاس پہنچیں گے مالک دیکھ کر گھبرائے گا اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے کھڑا ہو جائے گا۔ آنحضرت زار زار رو کر فرمائیں گے اے مالک جلدی بتا کہ میری پیاری اُمت کا کیا حال تو نے کیا۔ انہیں کس کس طرح جلایا اور کیا کیا عذاب کیا۔ مالک عرض کرے گا یاحضرت وہ تو نہایت عذاب اور تکلیف میں پڑے ہوئے ہیں اے مالک جلدی دروازہ جہنم کا کھول دے۔ میں اپنی آنکھوں سے اُن کا حال زرا دیکھ لوں۔ مالک دروازہ کھولے گا۔ اور سرپوش ہٹائے گا جس وقت دوزخی لوگ شفیع المذنبین کے جمال باکمال کے چہرۂ پرنور کو دیکھیں گے چیخیں گے چلائیں گے یا محمد حرقت النار جلودنا و اکبادنا وجوہنا۔ یاحضرت آگ نے ہمارے جسم جلادیئے۔ کلیجے خاک کر دیئے مُنہ سوختہ بنا دیئے۔ اور بڑے بڑے عذاب ہوتے رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملائک کو حکم دیں گے۔ ان کو جہنم سے باہر نکالو۔ یہ سن کر فرشتے لاکھوں کروڑوں ہی بے گنتی مسلمان گنہ گاروں کو جل کر جو کوئلے بن گئے ہوں گے جہنم سے نکال کر باہر ڈالیں گے۔ اب کہاں یہ سوختہ کوئلے کہاں جنت۔ یہ لوگ جنت کے قابل کہاں رہے۔ حضور عرض کریں گے الٰہی یہ لوگ اس قابل نہیں رہے۔ کہ ان کو جنت میں لے جاؤں۔ ارشاد ہوگا کہ ہم نے انہیں دوزخ میں جلا کر کوئلہ بنادیا تھا۔ اور ہم ہی ان کو جنت کے قابل بنائیں گے۔ رضوان جنت کو حکم ہوگا کہ نہر الحیوٰۃ کو اس طرف چھوڑ دے

حکم الٰہی سے رضوان نہرالحیوۃ کو جہنم کے دروازے کے قریب بھیج دے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔ ان جلے ہوئے کوئلوں کو اس نہر میں ڈالو۔ ملائک ان لوگوں کو نہر میں ڈالیں گے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ایک ایک سوختہ اور کوئلہ چودھویں رات کے چاند کی مانند روشن اور نورانی ہو کر نہر سے نکلے گا اور اپنے شفیع اور پیارے نبی کی شفاعت سے دوزخ سے آزاد ہو کر جنت میں ابدالآباد کے لیے آباد ہو جائے گا۔ جب کفار اور مشرک اور سارے بت پرست غیراللہ کو پوجنے والے مسلمان گنہ گاروں کو جنت میں جاتے دیکھیں گے اس وقت تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی لا الٰہ الا اللہ کہہ لیتے تو آج ضرور بخش دیئے جاتے۔ ربما یود الذین کفروا لو کانو مسلمین۔ بہت سے کافر اس وقت تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہو جاتے۔ لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔ جب یہ لوگ جنت میں پہنچ جائیں گے اس وقت ملک الموت کو حکم ہو گا کہ موت کو لاؤ۔ ملک الموت موت کو ایک بھیڑ کی صورت میں لا کر حاضر کریں گے اور تمام اہل جنت اور اہل نار کو پکارا جائے گا۔ اور حکم ہو گا کہ اسے پہچانتے ہو۔ یہ لوگ کہیں گے کہ ہاں یہ موت ہے حکم ہو گا کہ اس کو ذبح کرو۔ ملک الموت حضرت یحییٰ کے ہاتھ سے موت کو ذبح کرائیں گے۔ پھر ایک منادی فرشتہ کھڑا ہو کر پکارے گا۔ اے اہل جنت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمہیں جنت مبارک رہے۔ اب کبھی نہ نکالے جاؤ گے اور نہ تمہیں موت آئے گی اور اے دوزخی لوگو تم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہو۔ اب کبھی نہ نکالے جاؤ گے اور نہ تمہیں موت آئے گی۔ اس خبر کو سن کر اہل جنت کا خوش ہونا لاانتہا اور اہل نار کا رونا اور غم اور حزن کرنا بے انتہا ہو گا۔ اسی کی طرف قرآن شریف میں بھی اشارہ ہے۔ وانذرہم یوم الحسرۃ اذ قضی الامر۔ اے نبی ڈراؤ ان کفار کو حسرت کے وقت سے پہلے جب کہ آخری فیصلہ کیا جائے گا۔ اور وہ فیصلہ یہ ہے کہ موت ذبح کی جائے گی اور کفار ابدالآباد جہنم میں رکھے جائیں گے۔ ثم لا یموت فیہا و لا یحییٰ۔ جہنمی جہنم میں نہ مریگا اور نہ آرام سے زندگی بسر کرے گا۔ رات دن دکھ کی ماریں اور طرح بہ طرح کے عذابوں میں مبتلا رہے گا اعاذنا اللہ من ذلک بوجاہتہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین آمین یارب العالمین مجالس سنیہ۔ جب بندہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے تو ایک فرشتہ اس کلمہ کو لے کر آسمان پر جاتا ہے۔ یہ فرشتہ پہلے آسمان تک پہنچتا ہے کہ دوسرا فرشتہ آسمان سے اُترتا ہوا ملتا ہے یہ پوچھتا ہے کہ کہاں جاتے ہو دنیا سے جانے والا فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں

بندہ کا کلمہ لے کر عرش الٰہی تک جاؤں گا تم دنیا میں کہاں جاتے ہو۔ وہ آسمانوں سے آنے والا فرشتہ کہتا ہے کہ تم جس بندہ کا کلمہ لے کر آسمان پر جارہے ہو میں اس کی مغفرت لے کر عرش الٰہی سے آیا ہوں اور دنیا میں جاتا ہوں مجالس سنیہ شرح اربعین نودیہ ان العبد اذا قال لا الٰہ الا اللہ اعطاہ اللہ من ثواب بعدد کل کافر و کافرۃ۔ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا۔ حق تعالیٰ اس کو ہر کافر مرد ہر کافر عورت کے شمار کے برابر ثواب عطا کرے گا۔ نکتہ۔ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا گویا اس نے روحانی طور سے جہاد کیا ہر کافر مرد ہر کافر عورت کو قتل کیا۔ جیسا کہ مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں فرما چکے ہیں۔ تیغ لا در قتل غیر حق براند درنگر زاں پس کہ بعد لا چہ ماند، ماند الا اللہ باقی جملہ رفت، شاد باش اے عشق شرکت سوز رفت، لا کی تلوار سے کل کافر مرد و کافر عورت بلکہ ماسوائے اللہ سب کو قتل کیا اور قتل مجاہد کا انعام حدیث میں آیا ہے من قتل قتیلا فلہ سلبہ۔ جو کوئی جس کافر کو قتل کرے گا مقتول کے سامان کا قاتل مالک ہو جائیگا یہاں روحانی جہاد ہے۔ روحانی قتل و قتال ہے۔ اس لیے روحانی مقتول کا روحانی سامان ہونا لازم ہے۔ وہ کیا ہے مقتولین کے شمار کی برابر ثواب ملنا۔ پس معلوم ہو گیا کہ جس نے ایک دفعہ لا الٰہ الا اللہ کہا اس نے جہان بھر کے کافروں کو قتل کر کے ان کے برابر ثواب حاصل کر لیا۔ حکمت تفسیر۔ علائی و تفسیر نیشاپوری و نزہتہ المجالس ان ملک الموت مکتوب علی جبہتہ لا الٰہ الا اللہ فاذا راہ المومن تذکرہ الشہادۃ۔ حق تعالیٰ نے ملک الموت کی پیشانی پر کلمہ لا الٰہ الا اللہ لکھ دیا ہے۔ جس وقت ملک الموت مومن کی جان قبض کرنے جاتے ہیں۔ اور مسلمان ملک الموت کی صورت دیکھتا ہے۔ سب سے اول ملک الموت کے ماتھے پر جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ لکھا ہوا ہے۔ اس پر نگاہ پڑتی ہے۔ اور ضروری بات ہے کہ انسان کے سامنے جو شے آتی ہے اُسے دیکھے اور اگر کچھ لکھا ہوا ہوتا ہے تو اُسے پڑھنے لگتا ہے۔ ادھر اس نے کلمہ ملک الموت کی پیشانی کا لکھا ہوا پڑھا ادھر حکم ہوا کہ بندہ ہمارا یہ کلمہ ختم کرنے نہ پائے ہیں کلمہ کی حالت میں الا اللہ پر اس کی جان قبض ہو جائے۔ بموجب حکم الٰہی ملک الموت لفظ الا اللہ پر مومن کی روح قبض کرتے ہیں۔ اور سیدھے روح کو جنت کی طرف لے جاتے ہیں۔ کیونکہ خدا نے اپنے نبی علیہ السلام کی زبانی فیصلہ کر دیا ہے۔ من کان آخر کلامہ لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ جس کا کلام آخری لا الٰہ الا اللہ ہو وہ مسلمان جنت میں گیا۔ یہ خدا کے مخفی الطاف اور حکمتیں ہیں۔ اور دجال کے ماتھے پر اہل ایمان کے بچانے کے لیے ک ف ر کا لفظ لکھ دیا۔ تاکہ ہر ایک

مسلمان اس کے ماتھے کا لکھا پڑھے اور جان لیوے کہ خدا کے نزدیک یہ شخص کافر ہے۔ پس اس کا مطیع بھی کافر ہوگا۔ اور یہ خیال کر کے اس کے مکر سے بچ جائے۔ مگر دجال کو اس کتبہ کا اصلا خبر نہیں ہے۔ اسی طرح ملک الموت کو اپنے ماتھے کے کتبہ کی کچھ خبر نہیں ہے۔ لیکن کلمۃ الحکمۃ ضالۃ الحکیم فحیث وجدہا فہو احق بہا کلمہ حکمت کا رآمد حکیم کے ہوتا ہے۔ جب وہ کلمہ اور جہاں کہیں وہ کلمہ حکمت کا حکیم کی نظر پڑ جائے گا وہ فوراً اس سے نفع حاصل کرے گا۔ یہاں دجال کو خبر نہیں ہے کہ میرے ماتھے پر کیا لکھا ہے۔ لیکن جو حکمت کا کلمہ لکھا تھا۔ مسلمان حکیم اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ اسی طرح ملک الموت کے ماتھے پر جو لکھا ہے۔ ملک الموت کو خبر نہیں کہ کیا لکھا ہوا ہے۔ لیکن مسلمان اس لکھے سے فائدہ اُٹھا کر اپنا گھر جنت میں بنائے گا فللرحمان الطاف خفیہ یہ رحمٰن کی مخفی رحمتیں ہیں۔ بندوں پر اور یہ وہ پیام سلام ہیں کہ باوجود اس کے کہ نامہ بر کی آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ مگر نامہ بر کو خبر نہیں دجال کی معرفت نامہ بھیج کر اپنے دوستوں کو جہنم سے بچا لیا۔ ملک الموت کے ہاتھ پیغام بھیج کر بندے کو جنت میں پہنچایا۔

نہ اسے خبر ہوئی نہ انہیں اطلاع ہوئی سچ ہے ؎ میان طالب و مطلوب رمزیست؛
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست؛ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس علی اہل لا الہ الا اللہ وحشۃ عند الموت ولا فی قبورہم ولا نشرہم وکان انظر الی اہل اللہ لا الہ الا اللہ وہم ینفضون التراب عن رؤسہم ویقولون الحمد للہ الذی اذہب عنا الحزن۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے لوگو لا الہ الا اللہ کے کہنے والوں پر موت کے وقت کچھ گھبراہٹ نہ ہوگی اور نہ اُن کی قبر میں انہیں وحشت نہ حشر کے دن کوئی بیچینی ہوگی۔ مجھے اس وقت گویا یہ بات نظر آرہی ہے کہ لا الہ الا اللہ والے اپنے قبروں سے اُٹھ رہے ہیں۔ اپنے سروں سے قبر کی خاک جھاڑتے اور یہ کہتے جاتے ہیں شکر ہے اُس خدا کا جس نے ساری کلفتیں ہم سے دور کر دیں۔ اور کوئی رنج و غم ہمارے پاس نہ رکھا۔

معالم التنزیل آیت فقولا لہ قولا لینا۔ یحیٰی بن معاذ کے سامنے کسی نے یہ آیت پڑھی کہ اے موسیٰ فرعون سے نہایت نرم بات کہنا۔ یحیٰی یہ بات سن کر رو دئے اور یہ کہا کہ الٰہی ہذا برک بمن یقول انا الٰہ فکیف بمن یقول انا العبد وانت لا الہ الا اللہ اے مہربان خدا حضور کی یہ کچھ مہربانی اس کافر اکفر کے لیے ہے۔ جو خدائی دعویٰ کرتا ہے اور لوگوں سے کہتا ہوا انا الحکم میں تمہارا خدا ہوں بھلا جو شخص اپنے آپ کو حضور کا بندہ کہتا ہو اور جناب کو اپنا خدا مانتا

اور لاالٰہ الا اللہ پڑھتا ہو۔ اس پر کس درجہ کی مہربانی کی جائے گی۔ اس مہربانی کا تو سوائے رب العالمین کے کسی کو علم نہیں ہو سکتا۔ تفسیر کبیر ایک وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب باری میں عرض کیا تھا کہ الٰہی قیامت کے روز میری اُمت کا حساب میرے سپرد کیا جائے۔ ارشاد ہُوا کہ آپ کا مطلب اس غرض سے کیا ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ مولٰے میں اپنی اُمت کی پردہ پوشی چاہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ کسی غیر کے سامنے ان کا پردہ نہ کُھلے۔ ارشاد ہُوا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ میرے سوا کسی کے سامنے ان کا راز فاش نہ ہُوا اے رسول ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے بندوں کا راز آپ کے سامنے بھی نہ کھلے۔ پس ہمیں خبر ہے یا بندوں کو تیسرے کو خبر نہ ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ بندوں کو بخش کر تمہارے سامنے لائیں۔ ان کے گناہوں کے دیکھنے اور سننے کی آپ کو بھی تاب نہ ہو گی۔ رونق المجالس۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسائے میں ایک یہودی رہتا تھا۔ اس یہودی کا بیٹا جوان تھا۔ اور اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ یہودی کا بچہ بیمار ہُوا۔ اور نزع کی حالت ہو گئی۔ آنجناب رسالت مآب کو خبر لگی۔ حضور اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے آپ نے اُس کی آخری حالت دیکھ کر کلمہ شہادت تلقین کرنا چاہا وہ لڑکا اپنے باپ یہودی کی طرف بغرض مشورہ دیکھنے لگا۔ یہودی نے اپنے بیٹے کو کلمہ کی اجازت دی لڑکے نے آپ کے فرمانے سے لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا اور اسی وقت مر گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خاص اُسے غسل دیا۔ اپنے ہاتھوں سے کفن پہنایا اپنے ہاتھ سے دفن کیا۔ جب لوگ جنازہ لے کر چلے اور حضور بھی جنازہ کے ساتھ ہیں۔ تو آپ پنجوں کے بل چلتے ہیں۔ پورا قدم زمین پر نہیں رکھتے۔ صحابیوں نے عرض کیا کہ جناب اس طرح کیوں چلتے ہیں قال نزلت الملائکۃ من السمآء الی الارض فی تشییع جنازۃ ہذا الفتی حتی لا اجد ان اضع قدمی علے الارض لکثرتہم فقیل ولم ذٰلک یا رسول اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ قال فی آخر عمرہ مرۃ واحدۃ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ آسمان سے اس قدر فرشتے آئے۔ کہ میرے پیر رکھنے کے لیے جگہ نہیں عرض کیا کہ یا حضرت یہ کیوں نازل ہوئے۔ فرمایا اس شخص کے جنازہ دفن کرنے کے لیے یا حضرت اس شخص کو یہ فضیلت کہاں سے ملی۔ فرمایا کہ اس نے جب آخری عمر میں کلمہ پڑھا۔ ایک دفعہ کلمہ پڑھنے سے یہ مرتبہ ملا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ جب یہودی بچہ نے اپنی آخری عمر میں کلمہ پڑھ کر یہ رتبہ پایا۔ تو جو کوئی مسلمان ساری عمر اُس کلمہ لاالٰہ الا اللہ

کو پڑھے گا اُسے کیا کچھ مرتبہ ملے گا۔

لطیفہ۔ حیوۃ الحیوان امام جعفر صادق نے حضرت امام اعظم سے سوال کیا تھا کہ بتاؤ وہ کون سا کلمہ ہے جس کا شروع بالکل کفر ہے اور اس کا آخر بالکل ایمان ہے۔ جب اوّل اور آخر دونوں کو ملایا جائے تو توحید الٰہی بھی اور رد شرک بھی ہے۔ حضرت امام اعظم یہ سوال سنکر ادب خاموش رہے اور کوئی جواب امام جعفر صادق کو نہیں دیا۔ تب امام جعفر صادق نے فرمایا کہ کلمہ لاآلہ الااللہ ہے اول اس کا کفر ہے یعنی صرف لاآلہ کفر ہے۔ کہ جب ہر ایک فرد معبود کی نفی کر دی تو اس میں معبود برحق کی بھی نفی ہوگئی اور یہ کفر ہے۔ اور الااللہ جو کلمہ اخیر ہے یہ خاص ایمان ہے۔ یعنے معبود حقیقی رب العالمین کا اقرار ہے اور یہ خاص ایمان ہے۔ پھر جب اوّل کو آخر سے ملاؤ گے وہی کلمہ جو کفر تھا رد کفر اور رد شرک ہوگیا اور توحید کا اثبات بھی ہوگیا۔ حضرت امام اعظم نے سن کر فرمایا کہ حضرت بہت ٹھیک ہے۔

نتیجہ۔ یہ کلمہ جمع ہے کفر اور توحید الٰہی کا۔ گویا مجمع اضداد ہے۔ کفر اور ایمان توحید اور شرک اس میں آس پاس موجود ہیں۔ اس میں اشارہ ہے خواہ کیسا ہی کافر اکفر کیوں نہ ہو۔ جب الااللہ کا سچا اقرار کرے گا بڑے بڑے مسلمانوں کے برابر مرتبہ والا ہو جائے گا۔ مسلمان اور کافر مخلوق الٰہی ہونے میں سب برابر ہیں۔ صرف اقرار وحدانیت و رسالت کا فرق ہے۔ جو کوئی بھی اقرار وحدانیت الٰہی کرے گا۔ وہی جنت کا وارث ہے۔ کسی کا حسب و نسب جنت میں نہ لے جائے گا۔

نکات۔ انسان کے سارے جسم میں گناہ کرنے والے بارہ اعضاء ہیں۔ دو پیر، دو ہاتھ، دو آنکھیں، دو کان، شرم گاہ اور زبان اور دل اور دماغ تمام گناہوں کی جڑ یہ بارہ اعضاء ہیں۔ جن کے سبب انسان رات دن گناہوں کے کالے سمندر میں غرق ہے اور لاالہ الااللہ کے بارہ حرف ہیں جس نے لاالہ الااللہ تہ دل سے کہا وہ پاک ہوا سارے گناہوں سے لاالہٰ الااللہ بہدم ماکان قبلہ لاالہ الااللہ کہنا نابود کر دیتا ہے پچھلے گناہوں کو۔

نکتہ۔ جہنم کے سات دروازے ہیں لہا سبعۃ ابواب اور سات ہی طبقہ ہیں۔ ہر طبقہ میں ہزارہا قسم کے عذاب ہیں۔ اور لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کے سات کلمہ ہیں۔ جس نے سچے دل سے لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کہا وہ ساتوں دروازے ساتوں طبقوں سے جہنم سے محفوظ ہوگیا۔

روایت۔ نادی مناد من تحت العرش ایتہا النار و ما فیہا من العذاب لمن انت فتقول النار لا یدخلنی الا من انکر لا الٰہ الا اللہ و انا محرمۃ علی من قال لا الٰہ الا اللہ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک پکارنے والا عرش کے نیچے سے جہنم کو پکار کر پوچھتا ہے کہ اے جہنم اور جہنم کے عذاب تم کس شخص کے لیے پیدا کیے گئے ہو۔ دوزخ جواب میں کہتی ہے جو لا الٰہ الا اللہ سے انکار کرے اور جو لا الٰہ الا اللہ کہے گا ہم اس پر حرام ہیں۔

نکتہ۔ لا الٰہ الا اللہ کے بارہ حروف ہیں اور سال کے بارہ مہینے۔ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا۔ برس بھر کے اُس کے گناہ معاف ہو گئے۔ عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد قال لا الٰہ الا اللہ فی ساعۃ من لیل او نہار الا طمست ما فی الصحیفۃ من السیأت رواہ منذری۔ جس نے رات دن میں کسی وقت لا الٰہ الا اللہ کہا جس قدر اس کے نامہ اعمال میں گناہ تھے۔ سب معاف ہوئے۔

نکتہ۔ لا الٰہ الا اللہ کے بارہ حرف ہیں چار حرف اسم ذات کے ہیں۔ یعنی اللہ کے جو نہایت عظمت والے ہیں۔ سارا لا الٰہ الا اللہ کے چاروں حرفوں سے بنا ہے۔ اگر اللہ کے چاروں حرف کلمہ کے اندر سے سلب کر لیے جائیں۔ تو کلمہ ندارد ہو جائے گا۔ اگر یہ چاروں حرف پھر کلمہ کو عطا کر دیئے تو پھر سارا کلمہ بن کر تیار ہو جائے گا۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ اصل وجود ذات الٰہی کے لیے ہے اور ماسوا اللہ کے سب لاشے ہے۔ اور سب کا وجود ظل اور پرتو ہے۔ وجود ذات الٰہی کا جب چاہا سایہ ڈال دیا عالم موجود ہو گیا۔ جب اپنا سایہ اُٹھا لیا عالم فنا ہو گیا۔

نکتہ۔ سارا کلمہ اپنے موجود ہونے میں محتاج ہے صرف اللہ کا اور اللہ اسم مبارک کسی کا محتاج نہیں۔ اگر اللہ کے چاروں حرفوں میں سے کوئی سا ایک حرف بھی کم کر لیا جائے تو کلمہ مرکب نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ کا نام اپنے معنے میں ایسا کامل ہے کہ خواہ کسی قدر حرف کم کر لو اسی طرح کامل اپنی ذات پر دلالت کرنے والا باقی رہتا ہے۔ مثلاً اللہ کے چار حرف ہیں۔ الف کم کر لو تو للہ باقی رہے گا وہ بھی پورا اسم الٰہی ہے۔ للہ ما فی السمٰوات والارض۔ قرآن مجید میں موجود ہے ترجمہ:۔ اللہ ہی کے لیے زمین و آسمان کی بادشاہت ہے۔ اور اگر دوسرا حرف لام اور کم کر لیا جائے تو لہ باقی رہے گا وہ بھی پورا نام ہے۔ لہ ما فی السمٰوٰت والارض بھی موجود ہے اور اگر تیسرا حرف لام اور کم کر لیا جائے تو صرف ہ باقی رہے گا۔ وہ ایک حرف بھی کامل نام مبارک ہے۔ کل شئ ھالک الا وجہ لا الٰہ الا ہو ہر شے فانی ہے۔ وہی ذات

باقی ہے۔ پس سارا جہان عرش سے فرش تک اپنے وجود اور ہستی میں خدا کا محتاج ہے۔ واللہ الغنی و انتم الفقراء۔ وہی قائم بالذات ہے۔

نکتہ۔ لا الٰہ الا اللہ کے سارے حرف جوفی یعنی درمیان دہن سے نکلتے ہیں اس میں اشارہ یہ ہے کہ جب تک کلمہ کے معنے درمیان قلب سے نہ ہوں گے۔ کلمہ مقبول نہ ہوگا۔ اس لیے حدیث شریف میں آیا ہے من قال لا الہ الا اللہ صادقا من قلب دخل الجنۃ جو نہ دل سے لا الہ الا اللہ کہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ نکتہ لا الٰہ الا اللہ کے حرف بے نقطہ اور نقطہ حرف کے نیچے ہوتا ہے۔ یا حرف کے اوپر فوقانی یا تحتانی حرف ہوتے ہیں۔ اس میں اشارہ ہے۔ کہ وہ ذات عالی مبرا اور پاک ہے۔ اس بات سے کہ زمین کے اوپر سے زمین کے نیچے تحت الثریٰ تک یا زمین کے اُوپر سے آسمانوں۔ کے اُوپر سے عرش الٰہی تک کوئی اس کا شریک یا ساجھی یا مددگار نہیں وہ اکیلا ہی آسمانوں کا خدا وہ اکیلا ہی زمینوں کا خدا ہے۔ لفظ بلکہ سارا لا الہ الا اللہ کا کوئی حرف نیچے یا اُوپر کے نقطہ سے مدد نہیں لے رہا۔ وہوالذی فی السماء الہ و فی الارض الہ۔ نکتہ۔ پھر خاص اسم ذات لفظ اللہ میں بھی کوئی حرف نقطہ والا نہیں ہے۔ نہ کسی حرف کو نیچے کے نقطہ سے کچھ لگاؤ۔ نہ اوپر کے نقطہ سے کوئی تعلق ہے۔ ایک ایک حرف اسم ذات کا نیچے اوپر تحت و فوق کے لگاؤ سے پاک ہے۔

نزہتہ المجالس۔ قول امام الحرمین اس میں اشارہ ہے کہ وہ ذات جس کے نام مبارک کے یہ حرف ہیں۔ ہر طرح کی جہت تحت و فوق سے مبرا ہے۔ اس کی ذات کے لیے تحت الثریٰ اور عرش کے اُوپر سب یکساں ہیں۔ اس معنی کی طرف سردار انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم اشارہ فرماتے ہیں من قال انا خیر من یونس ابن متی فقد کذب۔ جس نے یہ کہا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بہتر ہیں۔ یونس سے اس نے جھوٹ بولا۔ حالانکہ بالیقین آپ کا مرتبہ حضرت یونس سے بلکہ تمام انبیاء سے افضل ہے۔ پھر جھوٹ کیا ہو۔ اور حدیث شریف کے کیا معنے ہوئے۔ معنی حدیث شریف کے یہ ہیں۔ کہ حضور انور علیہ السلام شب معراج میں عالم بالا کی سیر کرنے تشریف لے گئے تھے۔ پھر عرش الٰہی تک آپ کا گذر ہوا۔ اور حضرت یونس کو حق تعالیٰ نے زمین کے نیچے کی سیر دکھائی۔ پس جو حضوری رب العالمین کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عرش الٰہی کے پاس ساتوں آسمان کے اوپر میسر تھی۔ وہی قرب اور حضوری زمینوں کے نیچے حضرت یونس علیہ السلام کو نصیب تھی۔

پس اس میں اصلاً کچھ فرق نہ تھا۔ جو اس میں فرق اور افضلیت ثابت کرے وہ جھوٹا ہے۔

معالم التنزیل مچھلی حضرت یونسؑ کو سات ہزار برس کے رستہ پر زمین کی تہہ میں لے گئی۔ وہاں پہنچ کر آپ نے تسبیح الٰہی کی آواز سنی عرض کیا کہ مولیٰ یہ کس کی آواز ہے۔ حکم ہوا کہ زمینوں کے نیچے کی کنکریاں ہماری تسبیح کرتی ہیں یہ آواز اُن کی ہے۔ یہ سُن کر آپ نے بھی تسبیح الٰہی شروع کر دی۔ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ادھر یونسؑ نے یہ تسبیح ادا کی ادھر مچھلی کو حکم ملا کہ بہت جلدی یونسؑ کو زمین پر جا کر اُگل دے۔ مچھلی حکم الٰہی سنتے ہی آپ کو زمین پر لائی اور اپنے پیٹ سے نکالا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولولا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون۔ اگر یونس علیہ السلام ہماری تسبیح و تہلیل نہ ادا کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے یہ صرف لا الٰہ الا اللہ کی برکت تھی کہ جو ایسے گہرے قید خانہ سے ایک آن کی آن میں نجات مل گئی۔ نکتہ۔ اللہ کے نام پاک میں تین حرف ملے ہوئے ہیں اور الف وصل کا الگ ہے۔ اسی طرح قلب انسان میں تین حرف ہیں۔ اول کے حرف کے اوپر کے نقطے اخیر کے حرف کے نیچے نقطہ بیچ کا حرف خالی ہے۔ انسان کے قلب کا بیچ خالی ہے کسی شے سے اُسے بھرنا چاہیئے۔ مسند دارمی و ان القلب الذی لیس فیہ من کتاب اللہ شئ خرب کخراب البیت الذی لا ساکن لہ جس دل میں قرآن مجید نہیں ہے وہ ایسا ہے جیسے کہ ویران مکان ہے کوئی اس میں آباد نہیں اور یہ خالی حرف اشارہ کرتا ہے کہ کوئی اس خالی جگہ میں آباد ہو۔ تو مکان ویران آباد ہو جائے۔ اے انسان کوشش کر اور اپنے مولا کو اس مکان متبرک میں آباد کر وہ رب العالمین مہمان بن کر آنے کو تیار ہے پھر جائے سکونت کو دیکھ کر پسند بھی کیا۔ زمین و آسمان سے بہتر اس جگہ کو فرمایا۔ اور اپنے رہنے کے قابل بنایا ہے۔ لا یسعنی ارضی و لا سمائی ولکن یسعنی قلب عبد المومن۔ نہ ہم زمین میں رہ سکتے ہیں اور آسمان میں۔ ہاں مومن بندہ کے دل میں رہ سکتے ہیں۔ پھر الف وصال اپنے نام مبارک کی ترکیب سے جدا اس لیے رکھا کہ جو ہم سے ملنا چاہے۔ فوراً اس سے واسطہ وصال پیدا کریں و من اتانی مشیا آتیہ ہرولۃ جو آہستہ آہستہ ہماری طرف آتا ہے ہم دوڑ کر اس کی طرف آتے ہیں ؎

دل میں ہر ایک کے رسائی ہے اُسے ۔۔۔ سب سے ربط آشنائی ہے اُسے

پس بندہ لقائے مولا کی کوشش کرے۔ اور وہ مولا اپنے فضل سے اس کے قلب کو اپنے جمال سے منور فرمائے گا۔ جب وہ حضور محبوب حقیقی انسان کے قلب میں آباد ہو گیا۔ تو قلب عارف بھی لامکان ہو جائے گا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ؎

اصل ارض اللہ قلب عارف ست لامکان ست ندارد فوق پست،

بہر صورت سعی اور کوشش بندہ کا کام اور مراد کا پورا ہونا اللہ کا کام ہے وہ بتارستہ کہ مقراض لا؛ میرے ہر ایک بند کو جدا کر دے، کھینچ لے جا بحر وحدت تک مجھے۔ دے وہ پہنچا شہر اُلفت تک مجھے

نکتہ۔ اصول کا قاعدہ ہے کہ حقیقت کے موجود ہوتے مجاز معتبر نہیں مانا جاتا۔ حق تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ اذا الشمس کورت، واذا النجوم انکدرت الآیۃ۔ جس وقت سورج بے نور اور ستارے میلے ہو جائیں گے۔ ان کے میلے ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا نور مجازی ہے اور وہ لوگ بڑی غلطی میں پڑے ہیں کہ جو ان کا نور حقیقی نور لاالٰہ الااللہ کا ہے۔ پس جب قیامت کے دن نور اس رب العالمین کا ظاہر ہوگا و اشرقت الارض بنور ربہا روشن ہوگی۔ زمین خدا کے نور سے گم ہو جائے گا۔ نور چاند سورج ستاروں وغیرہ کا سب کا اذا ثبت الحقیقۃ بطل المجاز جب حقیقت موجود ہو جاتی ہے۔ مجاز باطل ہو جاتا ہے۔ آج مسلمانوں کو لاالٰہ الااللہ پر ایمان بالغیب حاصل ہے۔ قیامت کے دن آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ مولےٰ کے سامنے ہر معبود کا نور اور وجود باطل اور غارت ہوا سوائے ذات باری تعالیٰ کے سب فنا ہو گئے۔

فطرت۔ خصایص کبریٰ سیوطی سیرۃ حلبیہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے قالب میں روح داخل ہوئی اور آپ نے زندہ ہو کر آنکھیں کھولیں۔ سب سے اوّل آپ کی آنکھ عرش الٰہی کے پایہ پر پڑی دیکھی کہ ساق عرش پر لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ ہے۔ عرض کیا کہ الٰہی یہ نام کس کا ہے۔ فرمایا انہ ولدک ورسولی۔ تمہارا فرزند اور میرا رسول ہے۔ اس دن سے آدم آنحضرتؐ کے فضائل مقر تھے۔ سیرتِ حلبیہ۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے شہر خراسان کے قریب ایک بچہ دیکھا۔ جس کے داہنی طرف ماتھے پر لاالٰہ الااللہ لکھا تھا اور بائیں جانب پیشانی پر محمد رسول اللہ قدرت کے قلم سے تحریر تھا۔ زرقانی شرح مواہب لدنیہ۔ ابوسعید مقبری فرماتے ہیں کہ میں جزیروں کی سیر کے لیے گیا۔ وہاں میں نے ایک عظیم الشان درخت دیکھا۔ جس کے بہت تیز سبز رنگ کے پتے تھے۔ پتوں کے بیچ میں ہر پتہ پر سفید حرفوں سے لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ لکھا تھا۔ سیرت حلبیہ۔ ایک بزرگ فرماتے۔ کہ ہم ایک دفعہ سمندر میں سوار ہوئے۔ ہمارے غلام نے دریا سے مچھلی پکڑی۔ جب اس مچھلی کو دیکھا تو مچھلی سفید رنگ کی ہے۔ اور سیاہ حرفوں سے اس کے دائیں کان کے پاس لاالٰہ الااللہ لکھا ہوا ہے۔ اور بائیں کان کی جانب محمد رسول اللہ رقم ہے۔ عن ابن عباس قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا بطائر فی فمہ لوزۃ خضراء فالقاہا

فاخذہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجد فیہا دودۃ خضراء مکتوب علیہا بالاصفر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک وقت ہم حاضر تھے آنجناب رسالت مآب کی خدمت میں یکایک ایک جانور نے ایک پھل سبز رنگ کا آپ کے پاس لاکر ڈالا۔ حضور نے اُسے اُٹھالیا۔ اس پھل پر ایک کیڑا بیٹھا تھا۔ جس پر زرد حرفوں سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تھا۔

نظم

تکبیر میں کلمہ میں نمازوں میں اذان میں — ہے نام الٰہی سے ملا نام محمد
ہر قبہ و ہر خیمہ ہر قصر جناں پر — مرقوم تجمل سے ہوا نام محمد
فرماتے ہیں آدم کہ مجھے خلد بریں میں — لکھا ہوا طوبےٰ پہ ملا نام محمد

ان آیات بینات شہد اللہ انہ لا الٰہ الا ہو والملائکۃ اولوا العلم قائماً بالقسط لا الٰہ الا ہو العزیز الحکیم۔ ازل سے سارے جہان کی پیدائش سے پہلے حق تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ نہیں کوئی وجود واجب الوجود مگر ایک اللہ اور نہ ہوگا کوئی لائق عبادت کے مگر ایک اللہ پھر سارے ملائک بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔ اور تمام جہان کے اہل علم بھی اس سچی گواہی پر اول سے لے کر آخر تک قائم ہیں۔ پھر اس کی شہادت کا خلاصہ یہ ہے کہ نہ کوئی موجود ہے اور نہ کوئی لائق عبادت ہے۔ مگر صرف وہی اللہ عزیز اور حکیم یعنی جو بڑی عزت والا اور حکمت والا ہے
معالم التنزیل للبغوی اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ دو عالم لوگ یہود کے ملک شام کے رہنے والے آں سرور کائنات کی زیارت کے لیے مدینہ طیبہ میں آئے۔ جب مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تو آپس میں یہ کہا کہ قسم ہے اللہ کی یہ شہر بالکل اس شہر کے ہم شکل ہے۔ جو نبی آخر الزماں کے رہنے کی جگہ ہوگا۔ جس کا ذکر پہلی کتابوں میں موجود ہے۔ جب یہ لوگ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فوراً آپ کا جمال باکمال دیکھتے ہی پہچان گئے۔ کہ بیشک یہ وہی مبارک رسول ہے جن کا حلیہ توریت میں صاف لکھا ہے۔ عرض کیا کہ آپ کا نام محمد ہے حضور نے فرمایا کہ ہاں میرا نام محمد ہے۔ عرض کیا کہ آپ کو احمد بھی کہتے ہیں۔ فرمایا کہ ہاں مجھے احمد بھی کہتے ہیں۔ عرض کیا کہ یا حضرت ہم آپ سے ایک سوال کرتے ہیں۔ اگر آپ نے جواب دے دیا تو ہم لوگ ایمان لے آئیں گے فرمایا پوچھو کہ کیا سوال ہے۔ عرض کیا یا حضرت وہ فرمان بتادیجئے کہ جو ازل میں رب العزت نے بذات خاص فرمایا اور وہ سب کی شہادتوں سے بڑی شہادت ہے۔ وہ یہودی یہ سوال کر چکے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ شہد اللہ انہ لا الٰہ الا ہو الآیۃ جو

فرمان ازل میں خدا نے فرمایا۔ اور جو سب سے بڑی شہادت ہے وہ یہ ہے کہ نہیں کوئی موجود مگر اللہ اور نہ ہوگا کوئی لائق عبادت کے مگر ایک اللہ۔ یہ جواب سن کر وہ دونوں یہودی مسلمان ہوگئے کیونکہ انہوں نے اس بات کو توریت کے مطابق پایا جو توریت میں پڑھا تھا وہی یہاں آکر سنا۔ درمنثور۔ سعید بن جبیر سے روایت ہے۔ قال کان حول الکعبۃ ستون وثلاث مائۃ صنم لکل قبیلۃ من قبائل العرب صنم او صنمان فانزل اللہ شہد اللہ انہ لا الٰہ الا ہو الایۃ فاصبحت الاصنام کلہا قد خرت سجدا۔ مکہ معظمہ کے گردا گرد تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے ہر ایک گھرانہ کا ایک ایک دو دو بت تھا۔ جس دن یہ آیت نازل ہوئی شہد اللہ انہ لا الٰہ الا ہو۔ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے۔ سارے بت اوندھے ہو کر سجدہ میں گر پڑے۔

درمنثور۔ حضرت حمزہ روایت فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ کوفہ کی ایک ویران جگہ میں رات کو رہا۔ جب بہت سی رات گذر گئی تو دو جن ڈراؤنی صورت خبیث طینت اس کھنڈر میں آئے ایک نے دوسرے جن سے کہا کہ یہ وہی شخص ہے۔ جو کوفہ کے لوگوں کو قرآن پڑھاتا ہے میں اسے آج قتل کر دوں گا۔ دوسرے جن نے کہا کہ کیوں قتل کرتا ہے۔ اس نے کہا واہ میں ضرور ضرور اسے جان سے ماروں گا۔ آخر وہ جن نہ مانا اور میرے قتل پر آمادہ ہو کر میرے پاس آیا اور چاہا کہ مجھے قتل کرے۔ میں نے اس آیت شریفہ شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو والملائکۃ واولوا العلم قائما بالقسط لا الٰہ الا ہو العزیز الحکیم کو پڑھا وہ قاتل جن عاجز اور ذلیل ہو کر چلا گیا اور مجھے قتل نہ کر سکا۔ پھر اس دوسرے جن نے کہا کہ لو اب تمہارے اوپر صبح تک اس کی حفاظت اور چوکیداری فرض ہوگئی۔ جبراً و قہراً اس کی حفاظت کرو۔ اسکا پہرہ دو یہ شخص مولیٰ کی حفظ و امن میں آگیا۔ اور یہ آیت اس نے ایسی پڑھی کہ ہر شے پر اس کی حفاظت لازم ہوگئی۔

درمنثور۔ جو شخص اس آیت کو پڑھے گا۔ قیامت کے دن یہ آیت جنت میں جانے کا عہد خداوندی بن کر آئے گی اور اپنے پڑھنے والے کو بخشوا کر جنت میں لے جائے گی۔ اس آیت کریمہ میں تین اسمار الٰہی ہیں۔ ہر ایک نام معلی کی صفت الگ الگ ہے۔ ہر ایک کی تاثیر جدا جدا ہے۔ سب سے بڑا اسم اعظم اللہ ہے۔ اس کے چار حرف ہیں۔ جو چار سمت عالم کے لیے کافی ہیں۔ اسرار ہر روز کے پانچ ہزار مرتبہ اللہ اللہ باوضو بقبلہ چار زانو بیٹھ کر پڑھنا طالب کو صاحب کشف اور صاحب باطن بناتا ہے۔ اور چند روز کے بعد بے حد محبت خداوندی دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ نماز روزہ میں وہ کیفیت اور سرور قلب پیدا ہوتا ہے کہ جو بیان سے باہر ہے۔ یہ بات کہنے سے

کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ بلکہ خود عمل کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ خداوند کریم ہر ایک مسلمان کو محبت اور اپنا ذکر عطا فرمائے دوسرا نام پاک عزیز ہے۔ اس کی بابت آیا ہے جو کوئی شخص اس اسم کو ہزار ایکسو دفعہ روزانہ صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے مداومت کے ساتھ پڑھے گا۔ ساری مخلوق کی نظروں میں نہایت عزت اور وجاہت والا ہو گا۔ اور کوئی شخص اسکی برابری یا اذیت کا قصد نہ کر سکے گا اور اس نام پاک کا پڑھنے والا کبھی تنگ دست اور محتاج نہ ہو گا۔ اور اگر خشک سالی کے موقع پر اکتالیس آدمی باوضو اس اسم کو رات کے وقت دو ہزار دفعہ سات روز تک پڑھیں خدا چاہے تو ضرور مینہ حسب مراد برسے اور کامیابی حاصل ہو۔ تیسرا اسم آیت میں حکیم ہے اے حکمت والے ہر ایک کام کو درستی کے ساتھ کرنے والے اس کے معنی ہیں اور اگر کسی شخص کو کوئی بڑی مہم درپیش آئے اور کسی طرح وہ حل نہ ہوتی ہو۔ بعد نماز ظہر کے نوے مرتبہ اس اسم کو تلاوت کرے۔ انشاء اللہ مشکل حل ہو۔ تمام خلقت میں عزت زیادہ ہو۔ مگر ہر ایک عمل کے شروع میں گیارہ مرتبہ اور بعد ختم کے گیارہ مرتبہ وہ درود شریف جو پنجگانہ نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ پڑھنا چاہیئے۔ پھر عمل کی تاثیر دیکھئے کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ اس آیت کریمہ میں اہل علم کے کلمہ لاالٰہ الااللہ کا اقرار کرنا پھر اس پر قائم رہنا مذکور ہے۔ اس لیے ہم ایک ایسے اہل بزرگ کا ذکر کرتے ہیں کہ جو ساری عمر کلمہ شہادت پر قائم رہے۔ پھر شہید ہو جانے کے بعد بھی اسی طرح زبان سے کلمہ طیبہ کی پکار پکار کر شہادت کا اقرار کرے۔

تاریخ ابن خلکان حیوۃ الحیوان کبریٰ۔ جب حجاج بن یوسف ہلاکو نے حضرت سعید بن جبیر کے قتل کا ارادہ کیا۔ تب ملتمس نامی شخص کے ساتھ بیس سپاہی گئے اور حضرت سعید کے گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ جب یہ سپاہی آپ کے مکان پر پہنچے تو آپ کو نماز پڑھتے سجدہ میں مناجات کرتے دیکھا۔ حضرت سعید نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ تم کون ہو۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم حجاج کے پیادے ہیں جو آپ کو گرفتار کرنے آئے ہیں۔ یہ سن کر فرمایا الحمدللہ الٰہی تیرا شکر۔ اب اس غلام کو دیدار الٰہی جلد نصیب ہو جائے گا۔ پھر فوراً ہی سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک نصرانی راہب کا عبادت خانہ تھا۔ اکثر مسافر رات کو وہاں ٹھہرا کرتے تھے۔ یہ لوگ بھی رات کو وہیں ٹھہرے۔ جب رات بہت آئی۔ تو وہ عابد عبادت خانہ سے باہر نکلا اور یہ کہا کہ لوگو تم میرے عبادت خانہ کے اندر چلے آؤ۔ یہاں رات کے وقت ایک

جوڑا شیر کا آتا ہے۔ اور ساری رات عبادت خانہ کے آس پاس پھرتا ہے۔ یہ سن کر سارے سپاہی عبادت خانہ کے مکان میں چلے گئے۔ مگر حضرت سعید نے عبادت خانہ میں جانے سے انکار کیا۔ اور یہ فرمایا کہ میں مشرک کے مکان میں پناہ نہ لوں گا۔ میرا اللہ میرے ساتھ ہے۔ وہ ہر وقت میری حفاظت کرتا ہے۔ لوگوں نے کہا آپ کو شیر کھا جائیں گے۔ فرمایا میرا اللہ ان شیروں کو میرا چوکیدار بنادے گا۔ اور ان ہی سے میری حفاظت کا کام لے گا۔ کسی نے کہا کہ شاید آپ نبی ہیں جو آپ کا ایسا دعویٰ ہے۔ فرمایا نبی تو نہیں ہوں۔ مگر سید الانبیاء کا غلام خطا کار گنہ گار ہوں جب آدھی رات ہوئی تو یکایک ایک شیرنی نہایت زبردست خونخوار آئی اور عبادت خانہ کے پاس حضرت سعید کو دیکھ کر حیران کھڑی ہو گئی۔ جب سجدہ میں گئے آپ کے پیروں کے تلوے چاٹنے لگی۔ پھر آپ کے قریب پہرہ دینے لگی۔ تھوڑی دیر میں شیر آیا۔ وہ بھی اسی طرح آپ کے پیر چاٹ کر آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ راہب یہ سب باتیں دیکھ رہا تھا اور نہایت حیران تھا۔ بڑی مشکل سے وہ صبح تک خاموش رہا۔ صبح کو عبادت خانہ سے باہر نکلا۔ اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر آپ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا۔ حجاج کے سپاہی ہر چند حضرت سعید کی بزرگی اور کرامت دیکھ کر حیران تھے اور نہ چاہتے تھے کہ آپ کو قتل کرانے لے جائیں۔ مگر حجاج ظالم کے خوف سے ناچار تھے۔ دوسرے دن حضرت سعید کو حجاج کے پاس لے گئے۔ اور سامنے کھڑا کر دیا۔ آپ کی صورت دیکھ کر ظالم کہتا ہے۔ کہ میں نے سنا ہے کہ تو چالیس سال سے ہنسا نہیں۔ یہ کیوں۔ فرمایا من خوف النار جہنم کے خوف نے مجھے ہنسنے نہیں دیا۔ کہ پھر یہ اور لوگ کیوں ہنستے ہیں فرمایا کہ لم تستوی القلوب۔ سارے دل یکساں نہیں۔ کوئی خوف والا ہے۔ اور کوئی بے خوف۔ کوئی ڈرنے والا، کوئی نڈر۔ یہ سن کر حجاج غصہ ہوا۔ اور آپ کے شہید کرنے کا حکم دیا۔ فوراً قتل کرنے کا دستر خوان بچھایا گیا۔ اور آپ کو پکڑ کر لٹایا۔ فرمایا۔ انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ترجمہ متوجہ کر لیا میں نے اپنے منہ کو زمین و آسمان کے خالق کی طرف اس حال میں کہ میں موحد ہوں مشرک نہیں ہوں۔ حجاج نے حکم دیا۔ کہ اس کا منہ قبلہ سے پھیر دو۔ جب لوگوں نے آپ کا منہ قبلہ کی جانب سے پھیرا۔ اس وقت آپ نے فرمایا۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ تم جس طرف منہ پھیرو گے وہیں اپنے اللہ کو حاضر اور موجود پاؤ گے۔ حجاج نے کہا کہ ان کو جلد ذبح کردو۔ جلاد نے آپ کو ذبح کیا۔ اور سر مبارک تن سے جدا کر دیا۔ ذبح ہونے اور سر تن سے جدا ہونے کے بعد سات دفعہ آپ نے بآواز بلند لا الٰہ الا اللہ پڑھا۔ ہر ایک

شخص نے جو دربار میں موجود تھا۔ خوب سنا۔ سبحان اللہ اسی طرح کلمہ شہادت پر قائم رہنا علمائے دین اور اہل اللہ کا حصہ ہوتا ہے۔ خدائے پاک ہر ایک مسلمان مرد و عورت کو اور سب کے طفیل میں اس عاجز مؤلف کو ایسا ثبات اور قیام قول ثابت اور کلمہ طیبہ پر نصیب کرے۔ آمین آمین۔ ثم آمین۔ اب ہم اپنے وعظ کو ایک نظم کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی فضیلت میں لکھ کر ختم کرتے ہیں۔

نظم

رکھ اپنا ورد تو بس لا الٰہ الا اللہ　　ہے زنگ دل کی جلا لا الٰہ الا اللہ!

کسی نے پوچھا کہ جنت کی بھی ہے کچھ قیمت　　تو مصطفٰے نے کہا لا الٰہ الا اللہ

جو چاہو کھولنا جنت کا در یہ کنجی لو　　پڑھو بصدق و صفا لا الٰہ الا اللہ

کچھ آج کل سے نہیں ہے یہ کلمۂ توحید　　لکھا ازل میں گیا لا الٰہ الا اللہ

حدیث میں ہے جو ارض و سما سے وزن کریں　　رہے گا سب سے بڑا لا الٰہ الا اللہ

ہزار سال کے شرک اور کفر کی ظلمت　　دے اک دم میں مٹا لا الٰہ الا اللہ

ثبوت وحدت حق ہے جو لفظ الا ہے　　تو نفی غیر ہوا لا الٰہ الا اللہ

رموز شرع و طریقت ہیں اس میں سب روشن　　ہے شمع نور ھدیٰ لا الٰہ الا اللہ

بہت سے ذکر ہیں لیکن حدیث میں آیا　　ہے سب میں ذکر بڑا لا الٰہ الا اللہ

بحق احمد مرسل دعا ہے بیدل کی　　کہ خاتمہ ہو میرا لا الٰہ الا اللہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

چوتھا وعظ

نماز کے بیان میں

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ۵

اتل مااوحی الیک من الکتاب واقم الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر ولذکراللہ اکبر۔ واللہ یعلم ماتصنعون ۵ ترجمہ:۔ حق تبارک وتعالیٰ شانہ وعم نوالہ واعظم برہانہ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک۔ سیار الافلاک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد فرماتا ہے کہ اے پیغمبر یہ کتاب جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے۔ اس کی تلاوت کرتے۔ اور نماز پڑھتے رہو۔ بیشک نماز بے جا باتوں اور ناشائستہ حرکتوں سے روکتی ہے۔ اور بجائے خود بڑی اعلیٰ قسم کی عبادت ہے۔ پھر جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید بڑی عظیم الشان مرتبہ کی چیز ہے۔ مسند دارمی عن عبداللہ ابن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال القرآن احب الی اللہ من السموات والارض ومن فیھن حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ قرآن مجید اللہ عزوجل کو ساتوں آسمان ساری زمین اور سارے جہان سے زیادہ پیارا اور زیادہ محبوب ہے۔ جو بندہ اس کی تلاوت کرے گا۔ اور قرآن مجید کو دوست رکھیگا وہ بھی خدا کا محبوب ہوگا۔ جس گھر میں پڑھا جائے وہ گھر مبارک اور متبرک ہے۔

منذری۔ عن ابی ہریرۃ کان یقول ان البیت الذی یقراء فیہ القرآن لمتسع علیٰ اہلہ وتحضرہ الملائکۃ وتہجرہ الشیاطین ویکثر خیرہ ان البیت الذی یقراء فیہ القرآن علیہ خیمۃ من نور یہتدی بہا اہل السماء کما یہتدی بالکواکب فی اللجج البحار وفی الارض القفر ترجمہ۔ جس گھر میں قرآن پڑھا جائے بڑا وسیع برکت والا وہ گھر بن جاتا ہے۔ اس گھر میں رحمت الٰہی کے فرشتے آتے ہیں۔ جن اور شیاطین وہاں سے بھاگتے ہیں اور طرح طرح کی برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ ایک خیمہ نور کا اس مکان کی چھت پر قائم ہوتا ہے۔ اس خیمہ کو دیکھ کر ملائک آسمان سے اتر کر آتے ہیں۔ عن ثابت بن عجلان قال کان یقال ان اللہ یرید العذاب باہل الارض فاذا سمع تعلیم الصبیان القرآن صرف عنہم العذاب ترجمہ۔ حق تعالےٰ ارادہ کرتا ہے ایک شہر کو عذاب میں مبتلا کرنے

کا۔ لیکن جب بچوں کے قرآن پڑھنے کی آواز سنتا ہے۔ عذاب معاف کر دیتا ہے۔ عن خالد بن سعدان قال قاری القرآن والمتعلم تصلی علیہم الملائکۃ حتی یختموا السورۃ فاذا اقراء احدکم السورۃ فلیوخر منہا ایتین حتی یختمہا من اخر الرحاد کی تصلی الملائکۃ علی القاری والمقرمن اول النہار علی آخرہ ترجمہ خالد بن سعدان روایت کرتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کے پڑھنے اور پڑھانے والوں کیلئے ملائک رحمت الٰہی مانگتے اور دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ جب تک وہ سورتیں ختم نہ کی جائیں لوگو مناسب ہے کہ یوں کیا کرو جو کوئی سورت پڑھو ان میں سے دو تین آیتیں باقی چھوڑ دو پھر وہ باقی کی دو آیتیں شام کے وقت پوری کرو۔ تاکہ سارے دن صبح سے شام تک ملائک تمہارے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے اور رحمت الٰہی مانگتے رہیں ؛

مسند دارمی۔ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الرب تبارک وتعالیٰ من شغلہ القرأۃ القرآن عن مسالتی وذکری اعطیہ افضل اعطی السائلین۔

ترجمہ:۔ ابی سعید خدری جناب رسالت مآب سے اور جناب رسالت مآب خاص رب العزت حق تبارک وتعالیٰ شانہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں رب العالمین کہ جس شخص سے قرآن مجید کی تلاوت کے شغل میں اور قسم کی نفلی عبادتیں رہ گئیں۔ یا وہ کسی قسم کی حاجت ہم سے نہ مانگ سکا۔ بلکہ قرآن مجید پڑھتا رہ گیا۔ ہم اپنی رحمت سے قرآن مجید پڑھنے والے کو ہر قسم کی عبادت کرنے والوں کی طرح بہ طرح سے اپنی حاجتیں مانگنے والوں سے دوگنا چوگنا ثواب عطا فرمائیں گے۔ اس آیت میں رب العالمین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرماتا ہے کہ اے نبی قرآن مجید کی تلاوت کر فذکر بالقرآن من یخاف وعید۔ ترجمہ اور خدا کے عذاب اور غصہ سے ڈرنے والوں کو یہ قرآن مجید سناؤ۔ دوسری جگہ حکم ہے فذکر فان الذکر تنفع المومنین۔ ترجمہ:۔ قرآن مجید سنا کر نصیحت کرو۔ کیونکہ قرآن کی نصیحت ضرور مسلمانوں کو نفع دیتی ہے۔ پس اس قسم کی تلاوت ایمان والوں کو بہت نفع پہنچاتی ہے۔ باقی کافر منافق لوگ کھلم کھلا حضور کے پاس نہ آتے بلکہ چھپ چھپ کر قرآن مجید سنا کرتے تھے۔ اس لیے خدا کا حکم ہوا کہ اے نبی نماز پڑھو۔ اور اس نماز میں قرآن مجید کی تلاوت کرو۔ تاکہ غیر قومیں جو مخفی طور سے قرآن سنتے ہیں۔ وہ بھی سن لیں۔ جیساکہ عکاظہ بازار میں جب آپ صبح کی نماز پڑھتے تھے تو جنات نے قرآن سنا۔ اور سنتے ہی مسلمان اہل ایمان اور اہل عرفان بن گئے۔ وہ لوگ کبھی سامنے آکر قرآن نہ سنتے۔ ہاں آپ کو نماز میں مشغول پاکر قرآن

سنا اور راہ راست پر آگئے۔ جس کا ذکر سورت جن میں موجود ہے۔ نماز میں قرآن کی تلاوت ہدایت کا بڑا بھاری طریقہ ہے۔

تاریخ الخمیس۔ جب حضرت ابی بکرہ کو قریش نے مجبور کیا اور نماز سے قرآن سے منع کیا۔ تب حضرت ابوبکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت لے کر حبشہ کی جانب نکل چلے۔ رستہ میں جب برگ الغماد جگہ پر پہنچے تو ربیعہ کافر آپ کو ملا اور عرض کیا کہ اے ابوبکر کہاں جاتے ہو۔ فرمایا کہ مجھے میری قوم نے نکال دیا۔ اب کہیں ایسی جگہ جاؤں گا کہ جہاں بیٹھ کر اللہ کی عبادت کروں ربیعہ کافر نے کہا کہ آپ جیسا مبارک شخص اس قابل نہیں ہے کہ وطن سے نکالا جائے۔ آپ کے اخلاق، صلہ رحمی، بیوہ، یتیم پروری بڑے اعلیٰ درجہ کی ہے۔ آپ میرے ساتھ واپس چلیں اور میرے امان کو قریش بھی تسلیم کریں گے۔ آپ اپنے گھر میں نہایت اطمینان سے اللہ کی عبادت کریں۔ حضرت ابوبکر یہ سن کر اس شخص کے ساتھ واپس مکہ معظمہ تشریف لائے اور اپنے گھر کے اندر نماز پڑھا کرتے۔ ایک دن آپ نے گرمی کے موسم میں اپنے مکان سے باہر تہجد کی نماز کی جگہ بنائی۔ رات کو تہجد کی نماز وہاں پڑھنے لگے۔ جب آپ تہجد کی نماز میں قرأت قرآن مجید کی پڑھتے تو خوف الٰہی سے نماز میں روتے بہت تھے۔ اب صدیق اکبر کی نماز پھر نماز میں قرآن پھر قرآن پڑھتے ہوئے خوف الٰہی سے رونا۔ یہ بہت سی قسم کی بجلیاں جمع ہوگئیں۔ آپ کی آواز سن کر مشرکین کی عورتیں اور بہت سے بچے جمع ہونے لگے۔ اور قرآن مجید ان کے دل میں اثر کرنے لگا۔ کفار قریش گھبرائے۔ اور ربیعہ کے پاس دوڑے آئے۔ کہ ربیعہ واہ واہ یہ کیا بلائے عظیم ہمارے لیے مول لائے ہو۔ وہ ابوبکر رات کو باہر اپنے گھر سے نماز پڑھتے ہیں۔ ہماری عورتیں! اور بچے ان کے پڑھنے پر عاشق ہوئے چلے جاتے ہیں۔ قریب ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے اور غلام سب کے سب یک لخت مسلمان ہو جائیں۔ جلدی ان کا انتظام کرو۔ اور ابوبکر کو منع کرو کہ وہ اپنے گھر سے باہر قرآن مجید نہ پڑھیں۔ ربیعہ کافر ابوبکر کے پاس آیا اور یہ کہا کہ اے ابوبکر یا تو گھر کے اندر نماز اور قرآن پڑھا کرو یا میرا امان اور عہد واپس کردو۔ جناب صدیق اکبر نے یہ سن کر فرمایا اے ربیعہ میں تیرا امان واپس کرتا ہوں اور اپنے عہد و امان پر شاکر اور قائم رہتا ہوں۔ تو اپنا امان لے جا۔ اب میں جانوں اور قریش جانیں۔ چنانچہ آپ بدستور قرآن پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ قریش بے حد تنگ ہوئے

اور زمانہ ہجرت کا بھی قریب آگیا تھا۔ اسی اثناء میں ابوبکر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرائی۔ نماز میں قرآن پڑھنا ہدایت کے لیے نہایت مفید سبب ہے۔ اس لیے حضور نے فرمایا ہے۔ منذری عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من صلے منکم من اللیل فلیجہر بقرأتہ فان الملائکۃ تصلے بصلوٰۃ وسمع لقرائتہ وان مؤمنین الجن الذی یکونون فی الھواء وجیرانیہ فی مسکنہ یصلون بصلوتہ ویستمعون قرارتہ۔
ترجمہ:۔ حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص رات کو نماز پڑھے وہ قرأت پکار کر باواز بلند پڑھے۔ کیونکہ ملائک اس کی قرأت سن کر اس کے ساتھ نماز پڑھنے آتے ہیں۔ اور اسی طرح جنات مسلمان ہو اسے یا اس کے ہمسایہ میں خاص اس کے گھر میں جو رہتے ہیں وہ اس کے ساتھ نماز میں شریک ہوتے ہیں اور نماز میں قرآن مجید کی تلاوت سنتے ہیں۔ الغرض آیت شریف میں جناب سید المرسلین کو تلاوت کلام الٰہی کا حکم ہے۔ نماز سے باہر ہو یا نماز میں۔ فی الحقیقت بڑی پختہ تعلیم ہے قرآن کی قرأت سے۔ جو کچھ بندگان خدا کو دین اسلام سے نفع پہنچتے ہیں۔ وہ ماہران علم وحدیث وسیرت وتاریخ سے مخفی نہیں ہیں۔ سردار انبیاء کو بڑا معجزہ قرآن عطا ہوا ہے۔ اور معجزہ بھی قیامت تک باقی رہنے والا ملا۔ آپ کی زبان مبارک سے اس قرآن مجید کو سن کر سرکش جنات مسلمان ہوئے۔ بڑے بڑے کافر ایمان لائے۔ بے انتہا خوبیاں اور نفعے اس قرآن مجید کے ذریعے سے دنیا میں ظاہر ہوئے۔ اس آیت کریمہ میں خداوند کریم نے اپنے پاک رسول کو دو حکم کیے ہیں۔ ایک قرآن مجید کی تلاوت کرنا جس کا نہایت مختصر ذکر کیا گیا۔ دوسرا حکم نماز قائم کرنا۔ فی الحقیقت نماز اسلام میں سب سے بڑا عمل ہے۔ اس لیے ہم نماز کے لفظ اور معنی اور مقصود اور نماز کی قسموں کا بیان کرتے ہیں:

نماز کے معنی

مجمع البحار نہایہ ابن الاثیر در النثیر خلاصہ نہایہ۔ نماز جس کو زبان عربی میں صلوٰۃ کہتے ہیں۔ اس کے اصلی حرف صلا یعنے ص۔ ل۔ الف ہیں۔ لغت عربی میں صلوۃ کے معنے دعا کرنا تعظیم کرنا۔ آگ جلانا۔ آگ میں جانا۔ آگ سے سینک کر ٹیڑھی لکڑی کو سیدھا کرنا ہماری اسلامی محمدی شریعت میں ایک خاص ترکیب کی عبادت کا نام ہے۔ محاورہ میں عرب کے

یہ ایک لازمی بات ہے کہ معنی لغوی اور معنی شرعی میں ایک مناسبت ہوتی ہے۔ پس یہاں جس قدر صلوٰۃ کے لغوی معنی ہیں۔ وہ معنی صلوٰۃ شرعی میں ہونے لازم ہیں۔ پس جس قدر لغت میں معنی صلوٰۃ کے ہیں وہ صلوٰۃ شرعی یعنی نماز میں موجود ہیں۔ اپنے لیے دعا کرنا۔ خدا کی تعظیم کرنا عشق الٰہی کی آگ بھڑکانا۔ نمازی کے گناہوں کا جلنا یا خود نمازی کا جلنا۔ نمازی آدمی کے ٹیڑھے اور بُرے اخلاق کا درست اور سیدھا ہونا۔ پہلے معنی کے ثابت کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ نماز میں سراسر بندہ اپنی جان کے لیے نہیں بلکہ سارے جہان کے لیے اپنے اللہ سے دعائیں مانگتا ہے۔ اپنے خدا کی تعظیم زبان سے ارکان سے کس طرح ادا کرتا ہے۔ پچھلے معنے کے ثبوت کے لیے ایک دو مثالیں کافی معلوم ہوتی ہیں۔

خلاصہ روض الریاحین محمد بن ابی الفرج جوزی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ایک دفعہ رمضان المبارک میں کھانا پکوانے کے لیے باندی کی ضرورت ہوئی۔ اسی خیال سے بازار میں گئے۔ اتفاق سے ایک لونڈی بہت سستی قیمت کی نہایت کم داموں پر ہاتھ لگ گئی۔ صورت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ کسی کے فراق میں جلی بھنی ہے۔ دن تو یوں گذرا۔ جب رات آئی تو شام ہی سے اللہ کی بندی نے نماز کی نیت باندھ لی۔ پہلی رکعت میں سورۂ آل عمران۔ تیسری میں سورۂ نساء۔ پھر تو ایک رکعت میں ایک ایک صورت کو لگا دیا۔ اسی طرح جب سورۂ ابراہیم تک پہنچی۔ اور یہ آیت زبان سے نکالی۔ یسقی بماء صدید یتجرعہ ولا یکاد یسیغہ و یاتیہ الموت من کل مکان وما ہو بمیت ومن ورائہ عذاب غلیظ۔ ترجمہ دوزخی کو گھونٹ گھونٹ پیلو پلایا جائیگا۔ مگر پی نہ سکے گا۔ پھر ہر طرف سے موت کی گھٹائیں چھائی ہوں گی پر نہ مر چکے گا کہ چھٹی ہو جائے یونہی طرح بہ طرح سے تکلیفوں و عذابوں میں گھرا رہے گا۔ فوراً بے ہوش ہو کر زمین پر پچھاڑ کھا کر گری۔ گھر والے گھبرا کر اُٹھانے کے لیے دوڑے۔ وہاں کیا رکھا تھا۔ گرتے ہی کام تمام ہوا۔ صرف مردہ پڑا تھا۔ دیکھو یہ نمازن بی بی اپنی نماز میں خوف خدا سے کیسی جل گئی۔ فنا ہو گئی

نزہتہ المجالس۔ عن الزینۃ للنیشاپوری کوئی رند مشرب کسی پارسا بی بی کا عاشق ہو کر ان کے پاس سلام اور پیام بھیجنے لگا۔ ایک دن عورت نے اپنے شوہر سے اس کا ذکر کیا۔ کہ فلاں فلاں شخص ایسے ناپاک اور خراب خیال رکھتا ہے۔ اس کا کیا علاج کریں۔ اس عورت کا شوہر بھی بڑا نیک صالح شخص تھا۔ بولا اب کوئی شخص اس کے پاس سے آئے تو اسے کہلا بھیجنا کہ ہمیں تمہاری ہر بات منظور ہے۔ مگر ایک شرط ہے وہ یہ کہ چالیس دن تک بلا ناغہ تم

ہمارے میاں کے پیچھے نماز پڑھ لو۔ پھر جو کچھ تم ہم سے کہو گے۔ وہ ہمیں منظور ہو گا۔ اور جو تم چاہو گے۔ وہی ہو گا۔ عورت نے کسی موقعہ سے یہ پیام اس مرد سے کہلا بھیجا۔ وہ شخص یہ بات سن کر بڑا خوش ہُوا۔ اور یہ کہا کہ بھلا چالیس دن تک نماز پڑھ لینی کون سی بڑی بات ہے۔ نہادھو کر مسجد میں آوارد ہوئے۔ ایک دن نہ دو دن اکٹھے چالیس دن کی جماعت کی نماز پھر وہ بھی عاشق مزاج کی۔ اور پھر نیک مرد باخدا کے پیچھے نور علی نور۔ جب پورے چالیس دن نماز پڑھ چکے۔ تو اب خود عورت نے آزمائش کے لیے پیام ڈالا کہ لیجئے آئیے وہاں تو نماز اپنا کام کر چکی تھی۔ اللہ کے عشق اور محبت کے سوا دوسرے کی محبت کے نام سے شرم آنے لگی۔ مجازی عشق سے کوسوں دور تھے۔ جواب میں کہلا بھیجا۔ کہ جب میں آپکی خدمت کے قابل تھا۔ آپ نے پسند نہ کیا۔ اور اب میں تائب ہو کر اپنے مولا کی خدمت کے قابل بن گیا۔ اب میں آپ کو پسند نہیں کرتا۔ یہ تو ڈھلتی پھرتی چھاں ہے۔ کبھی کے دن بڑے کبھی کی رات پارسا بی بی نے خاوند سے یہ مذکور کیا وہ بیساختہ بولے۔ سچ ہے نماز ایسا ہی اپنا اثر کرتی ہے۔ رندوں کو عاشق مولی بناتی ہے۔ ترمذی شریف میں حدیث ہے۔ عن ابی الیسر قال اتتنی امراۃ تبتاع تمرا فقلت ان فی البیت تمرا اطیب منہ فدخلت معی فاھویت الیھا فقبلتھا فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت ذلک لہ فقال لہ اخلفت غازیا فی سبیل اللہ فی اھلہ بمثل ہذا حتی اتمنی انہ لم یکن اسلم الا تلک الساعۃ حتی ظن انہ من اہل النار و اطرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طویلا حتی اوحی اللہ اقم الصلوۃ طرفی النہار و زلفا من اللیل ان الحسنات یذہبن السیئات۔ فقال اصحابہ یا رسول اللہ لہذا خاصۃ ام للناس عامۃ قال بل للناس عامۃ۔ ترجمہ:۔ ابی الیسر صحابی اپنا کچا چٹھا بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دن میری دکان پر ایک عورت کھجوریں مول خریدنے آئی۔ کچھ جی میں بدی آئی۔ اس بھولی بھالی بی بی سے کہا کہ اندر کے مکان میں تازی کھجوریں ہیں۔ وہاں جا کر دیکھ لو۔ وہ سیدھی مسلمان مکان کے اندر چلی آئی۔ میرے نفس کی شامت میں نے اس کا بوسہ لے لیا۔ یہ فعل کرنے کو تو کر گیا۔ مگر پھر تو مارے ڈر کے جان نکلنے لگی۔ دوڑتا ہُوا طبیب روحانی پیغمبر علیہ السلام کے پاس آیا اور سارا حال جو کہنا تھا۔ کہہ سنایا۔ سن کر فرمایا وہ عورت تو ایک بڑے نیک مجاہد کی تھی تو نے اس کے ساتھ ایسا فعل کیا۔ ہائے افسوس آپ بہت کچھ ناراض اور خفا ہوئے ابو الیسر مجرم کو گمان ہو گیا۔ کہ اب تو مارا گیا۔ جہنم واصل ہُوا۔ حضور مارے رنج کے خاموش

نیچی گردن کیے بیٹھے تھے۔ کہ اچانک آپ پر وحی اترنی شروع ہوئی۔ رات دن کی نمازیں پڑھو۔ نماز کی نیکی ایسی برائیوں کو دھوڈالتی ہے۔ یہ سُن کر اصحابی چاروں طرف سے بولے کہ یا حضرت یہ خاص اسی شخص کے حق میں ہے۔ یا دوسرے لوگ بھی اس میں شامل ہیں۔ فرمایا کہ یہ اور تم اور سب مسلمان لوگ اس میں شامل ہیں۔

معالم التنزیل۔ عن انس قال کان فتی من الانصار یصلی الصلوٰۃ الخمس مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایدع شیئاً من الفواحش الارکبہ فوصف لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حالہ فقال ان الصلوٰۃ تنھاہ یوما فلم یلبث ان تاب وحسن حالہ فقال الم اقل حضرت انس ذکر کرتے ہیں ایک جوان انصاری قوم کا یہ ظلم کرتا تھا کہ نماز تو حضرت کے پیچھے جماعت سے پڑھتا پھر دنیا بھر کے گناہ چھل بٹے۔ ڈاکہ کسی قسم کا گناہ ایک نہ چھوڑتا۔ کسی نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آن کہی۔ فرمایا کچھ ڈر نہیں ہے۔ ایسے مریضوں کے لیے بڑی دعا نماز ہے وہ آپ سے آپ ہی سب کچھ چھوڑ دے گا۔ اتنے ہی میں سن لیا۔ کہ وہ شخص تائب اور بڑا نیک بخت ہوگیا۔ یہ سن کر سید اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہمیں تو پہلے سے اطمینان تھا۔ اس کے آثار پہلے ہی سے بتا رہے تھے کہ وہ شخص ایک دن نماز کے طفیل کچھ ہو کر رہے گا۔ سو ہوگیا۔

نکتہ۔ ایک دل میں دو خیال مخالف نہیں رہ سکتے۔ ماجعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ۔ خدا کا مبارک ارشاد یہ ہے۔ کہ دماغ میں باہم دو مخالف تصور قائم نہیں رہ سکتے۔ ایک غالب دوسرا مغلوب یا ایک موجود دوسرا فنا ضرور ہو کر رہے گا۔ اس انصاری شخص کو نماز سے بھی عشق اور بری باتوں کا بھی شوق تھا۔ اب جدھر توفیق الٰہی کا ضامن آن لگا وہی جانب قائم ہوگئی۔ دوسری ساری باتیں غارت ہوئیں۔

نکتہ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دنیا کی آگ جہنم کی آگ سے محفوظ رہنے کیلئے ہر روز ستر دفعہ جناب باری میں دعا کرتی ہے کہ یارب العالمین جس آگ سے تو نے مجھے نکالا تھا۔ اب دوبارہ اس میں داخل نہ فرمانا۔ دوسری روایت میں ہے کہ جہنم کی آگ عشق مولے کی آگ سے پناہ مانگتی ہے ؎ عشق آتشے است کہ آتش دوزخ غذائے اوست۔

حضرات صوفیہ کا فرمان ہے کہ نفس کی خواہشوں کا مسکن دماغ ہے۔ معرفت الٰہی اور ایمان کا مخزن قلب ہے۔ نماز کا پڑھنا عشق الٰہی کی دلیل اور اس انصاری کا گناہ کرنا نفسانی خواہش

کی دلیل ہے۔ دو قسم کی آگ اس میں موجود تھی ایک حرص و ہوا کی آگ دوسری عشق الٰہی کی آگ۔ پس جو آگ زبردست تھی وہی غالب آئی اور خواہش کی کمزور آگ کو جلا کر فنا کر دیا یا یوں کہیئے کہ قلب جو بادشاہ تھا اس کا چاہا غالب آیا۔ وزیر یعنی دماغ کا چاہا نہ ہوا۔ وہ انصاری نمازی گنہگار نماز کے طفیل سے پاک صاف ہوا۔ ان الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر کے معنی آنکھوں سے نظر آ گئے۔

نماز بجائے خود بڑا برکت والا عمل تھا۔ پھر سید اولین و آخرین صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سونے میں سہاگہ ہو کر بہت ہی جلد سارا میل کچیل دھو گیا۔ نماز کے عمل کو شریعت میں بہ نسبت دوسرے عملوں کے خاص فضیلت یہ ہے کہ اسلام کے سارے فرایض زمین پہ فرض ہوئے۔ نماز معراج شریف کی مبارک رات میں ساتوں آسمان سے بھی اوپر جا کر فرض ہوئی مؤرخوں نے تو یہاں سارا کا سارا لمبا چوڑا قصہ معراج شریف کا نقل کیا۔ مگر ہمیں یہاں صرف اتنا بیان کرنا مقصود ہے کہ نماز عرش الٰہی کے پاس خاص الخاص حضوری میں آمنے سامنے بلا کر فرض کی گئی۔ جس قدر نماز کا اہتمام ہوا دوسری کسی عبادت میں اس کا پاسنگ بھی! نہیں معلوم ہوتا۔

درمنثور۔ للسیوطی جب حضرت اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں مسجد اقصےٰ کے اندر پہنچے۔ وہاں ایک جگہ حوران جنت کو بیٹھے ہوئے دیکھا حوروں نے حضور کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم کون ہو۔ حوران جنت نے عرض کیا نحن خیرات حسان نساء قوم ابرار یا حضرت ہم نیک لوگوں کی بیبیاں حوران جنت ہیں۔ آج آپ کے پیچھے نماز پڑھنے آئی ہیں۔ یہ سن کر آپ وہاں سے آگے چلے۔ مسجد اقصیٰ کے اندر تشریف لے گئے ساری مسجد کو نمازیوں سے بھرا ہوا پایا۔ وہاں ایک بزرگ دیکھے کہ آپ کا قد دراز ہے بڑے خوبصورت شکل۔ نماز میں مشغول ہیں۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل سے پوچھا کہ یہ بزرگ جو کھڑے نماز پڑھتے ہیں۔ کون ہیں۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا کہ یا حضرت یہ آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ پھر دیکھا آپ نے ایک اور بزرگ۔ جن کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہیں۔ نماز میں مشغول ہیں اے جبرائیل یہ کون ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ حضرت یہ جد الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔ پھر دیکھا کہ ایک بزرگ کی سانولی رنگت ہے۔ چہرہ مبارک پر غصہ کے آثار نمایاں ہیں۔ پوچھا

کہ جبرائیل یہ کون ہے کہا کہ خدا کے لاڈلے پیغمبر موسیٰ کلیم اللہ ہیں۔ اسی طرح آپ نے بہت سے نبیوں کو وہاں نماز پڑھتے ملاحظہ کیا۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پہنچتے ہی حضرت جبرائیل نے اذان کہی۔ دروازے آسمان کے کھلے۔ ملائک آسمان سے نماز کے لیے نازل ہوئے۔ ساری مسجد اندر باہر سے بھر گئی۔ پھر معلق ہوا میں ملائک جمع ہوئے۔ زمین سے آسمان تک ایک سلسلہ ہو گیا۔ اتنے میں حضرت جبرائیل نے تکبیر کہی۔ صف بندی ہوئی یہاں سے وہاں تک صفیں درست ہوئیں۔ تکبیر یعنے اقامت ختم ہوئی۔ مگر ابھی تک مصلیٰ امام سے خالی ہے۔ کوئی امام مصلّے پر نہیں۔ اگرچہ آج کی امامت کی ہر ایک نبی کو تمنا ہے مگر ادب کے سبب کوئی آگے نہیں بڑھتا۔ جب حضرت جبرئیل نے مصلیٰ خالی پایا تو اپنی جگہ سے تشریف لائے اور امام الاولین والآخرین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ کہ یا حضرت اے حبیب خدا آپ کو کس کا انتظار ہے آج کی رات کون ایسا ہے جو آپ کو نماز پڑھائے۔ آج کی امامت کا عہدہ صرف آپ کیلئے ہے۔ اے نبی میں نہایت تیز پرواز سے اُڑا۔ اور مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک دوڑا۔ مگر قسم ہے اللہ کی یا حضرت آپ سے افضل اور اعلےٰ کسی کو نہ پایا۔ بسم اللہ تشریف لے چلئے نماز پڑھائیے۔ یہ سُن کر رسالت مآب علیہ افضل الصلوٰۃ مصلّے پر تشریف لے گئے۔ اور دوگانہ ادا کیا۔ جس وقت سلام پھیرا تو حضرت جبرائیل نے فرمایا اے حبیب خدا اشرف انبیاء آپ کو معلوم ہے۔ کہ اس وقت جناب کے پیچھے کس کس بزرگ نے نماز پڑھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خبر نہیں ہے۔ جبرائیل نے کہا کہ اس وقت آپ کے پیچھے اس نماز میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء مرسلین اور ساتوں آسمانوں کے فرشتے موجود ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ کیا اچھے نصیب اس اُمت کے جنہیں امام اولین وآخرین پیغمبر عطا ہوئے۔ اگر ایسے مبارک رسول کی ایک ایک ادا پر لاکھوں جانیں نثار کر دیں۔ تو بھی لائق ہے پھر کجا وہ محروم لوگ جو آپ سے عداوت رکھتے رکھتے مر گئے ؎

عشق نبی میں دے گیے جاں حضرت بلال ؛ ابوجہل جیسے لے گئے کینہ رسول کا

جب حضور بیت المقدس کی نماز سے فارغ ہوئے۔ تو آسمانوں پر تشریف لے گئے ؎

اللہ رے ایسے رُتبہ عالی کو دیکھنا!

جو سات آسمان ہوئے زینہ رسول کا

آسمانی کعبہ جس کا نام بیت المعمور ہے جو ملائک کا قبلہ ہے۔ جب حضور وہاں پہنچے۔ اور وہاں

جا کر نماز پڑھی حضور صلعم ارشاد فرماتے ہیں کہ بیت المعمور کے پاس مجھے دو طرح کے لوگ نظر آئے ایک گورے چٹے سفید رنگ کے ان کے لباس بھی نہایت سفید تھے دوسرے وہ لوگ جن کے منہ چہرے کالے اور کپڑے بھی میلے تھے۔ جب ہم نماز کے لئے بیت المعمور میں جانے لگے تو ملائک نے ان میلے میلے لوگوں کو اندر جانے سے روکا آپ نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں کہا کہ حضرت یہ سب لوگ جناب کی امت میں ہیں۔ یہ اجلے اجلے تو نیک صالحین ہیں۔ اور میلے میلے گنہ گار بدکردار شامت اعمال! میں گرفتار لوگ ہیں یہ سن کر حضور اقدس نے وہیں گنہ گاروں کی شفاعت فرمائی حق تعالےٰ نے آپ کی شفاعت سے ان لوگوں کے گناہ معاف کئے۔ اب تو ان کے کالے کالے منہ بھی آپ کی شفاعت سے نورانی ہو گئے۔ پھر حضور یہاں سے چل کر سدرۃ المنتہیٰ پہ پہنچے حضرت جبرئیل اس مقام پر ٹھہرے اور آنحضرت صلعم کا ساتھ چھوڑنا چاہا آنجناب رسالت مآب نے فرمایا کہ اے جبرئیل مجھے اکیلا چھوڑتے ہو فرمایا کہ یا حضرت اب آگے جانا آپ کو مبارک ہو آج حضور کو وہ مرتبہ ملا ہے کہ نہ مجھے اور نہ کسی پیغمبر کو ملا ہے بمقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی حضرت سعدیؒ نے اس بیان کو یوں لکھا ہے۔ چو در دوستی مخلصم یافتی عنانم ز صحبت چرا تافتی۔ خلاصہ جس کا یہ ہے کہ مجھ سے خالص محبت رکھتے ہو۔ تو اب ساتھ کیوں چھوڑتے ہو۔ حضرت جبرئیل نے عرض کیا۔ اگر یکسر موی برتر پرم ؛ فروغ تجلی بسوزد پرم ؛ یا حضرت اگر بال برابر آپ کے ساتھ اور اوپر چلوں میرے یہ سارے پر تجلی الٰہی سے جل کر راکھ ہو جائیں یہ تو جناب کا حصہ ہے۔ حضرت جبرئیل تو وہیں رہے مگر جناب ملاء اعلیٰ پہ پہنچے۔ یہاں بہ بطریق فلسفہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ بالحاظ مرتبہ حضرت جبرئیل اسفل المرکز تھے اور اور حضور اقدس عالی المرکز تھے جیسے پانی ہوا اور آگ آپس میں نسبت رکھتے ہیں۔ کہ پانی کا مرکز نیچے ہے اس کے اوپر ہوا اور سب سے اعلیٰ مرکز آگ کا ہے اب اگر عالم میں کسی حکمت سے پانی ہوا اور آگ مل کر چلیں گے تو ہر چیز اپنے اپنے مرکز پر رہ جائے گی آگے نہ جا سکے گی سارے انبیاء اور مرسلین اور حضرت جبرئیل اور آنحضرت سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس سے نماز کے بعد باہم مل کر آسمان پر چلے آخر سارے انبیاء چوتھے آسمانوں تک گئے کوئی نہ جا سکا ساتویں آسمان پہ سدرۃ المنتہا کے قریب جبرئیل بھی رہ گئے مگر ہمارے حضرت سب سے اعلیٰ مقام پر پہنچے اس کی وجہ یہی تھی آپ کا مرکز سب سے

اعلیٰ تھا اور وں کا مرکز متوسط تھا ہر چیز اپنے مرکز سے آگے نہیں جا سکتی۔

بخاری شریف قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ثم عرج بی حتی ظہرت لمستوی اسمع فیہ صریر الاقلام ففرض اللہ علی امتی خمسین صلوٰۃ حضور فرماتے ہیں کہ بعد سات آسمان طے کرنے کے میں ایک صاف سیدھے میدان یعنی خطیرۃ المقدس میں پہنچایا گیا۔ وہاں میرے خیال میں ایسی آواز آئی کہ جیسے کوئی کچھ لکھتا ہے۔ پھر اسی طرف ارشاد عالی یہ ہوا کہ مبارک نبی ہم نے تمہاری امت پر روزانہ پچاس وقت کی نمازیں پڑھنی فرض فرمائیں جاؤ تم بھی ان نمازوں کو پڑھو اور اپنی امت کو بھی ہدایت کرو۔ اس وقت حضور معلےٰ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم محو تجلیات الٰہی تھے آپ کو کچھ خبر نہ ہوئی اور اسی طرح پچاس نمازوں کا حکم لے کر چلے آئے مگر چھٹے آسمان پر آتے ہوئے حضرت موسیٰ سے ملاقات ہوئی حضرت موسیٰ نے پوچھا کہ یا حضرت کہیے کیا کیا حکم الٰہی ملے آپ نے فرمایا کہ پچاس وقت کی نمازیں ایک دن رات میں پڑھنے کے لئے ارشاد ہوا۔ عرض کیا کہ یا حضرت جلدی واپس جائیے اور معاف کرائیے۔ بھلا ایک دن میں پچاس نمازیں کس طرح ادا ہوں گی۔ بنی اسرائیل سے دو نمازیں ادا نہیں ہوئیں آپ کی امت سے پچاس نمازیں کس طرح پڑھی جائیں گی۔ یہ سن کر اب تو حضور کو بھی خیال آیا اور خود واپس ہو کر وہیں پہنچے۔ کہ جہاں پہلی نمازیں فرض ہوئی تھیں۔ **نکتہ** کیا موسیٰ ہمارے پیغمبر سے زیادہ سمجھ رکھتے تھے۔ جو آپ کو خیال آیا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلقاً خیال نہ آیا **جواب** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت موسیٰ کی اس وقت ایسی حالت تھی کہ حضور اکرم محو دیدار و تجلی الٰہی تھے۔ جو ہر ایک طرح سے عقل و ہوش کو فنا کر دیتی ہے۔ اور موسیٰ اس وقت اس قرب اور تجلی سے دور اور محجوب تھے اور عالم ہوش میں تھے۔ بھلا دیدار حقیقی کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ فانی عشق فانی وصال فانی محبوب کے دیدار کی طلب میں دیکھا۔ عورت سی نازک چیز دیدار یوسفؑ میں ایسی غافل ہوئیں۔ کہ بجائے ترکاری کے ہاتھ کاٹے اور خبر نہ ہوئی بھلا دیدار کی لذت سے اگر کوئی بڑا مرد سے مرد اپنا ہاتھ کاٹ کر دکھائے۔ فرہاد نے کوہستان کھود مارے شیریں کا دیدار دیکھ کر ادہم فقیر نے شاہ بلخ کی لڑکی کے جمال کو دیکھ کر سمندر خالی کرنے کی کمر باندھ لی الغرض یہ سارے شاق سے شاق محنت کے پہاڑوں کا سر پر اٹھا لینا دیدار محبوب کے وقت آسان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب نبی کریم رؤف الرحیم

صلی اللہ علیہ وسلم دیدار الٰہی کو دیکھ رہے تھے۔ اللہ اکبر اس دیدار کے وقت پچاس تو پچاس اگر پچاس ہزار نمازیں بھی مولا فرض کرتے تو آں نحضرت سب کی سب منظور فرماتے کیا پچاس نمازیں فرہاد کی کوہ کنی سے بھی شاق کام تھا۔ کیا شیریں کا حُسن حُسنِ مولیٰ سے زیادہ بڑھا ہوا تھا کہ فرہاد شیریں کے حسن کو دیکھ کر پہاڑ توڑنے پر تیار ہو جائے اور توڑ ڈالے اور جناب رسولِ اکرم مولیٰ کے دیدار کو دیکھ کر پچاس نمازوں کے پڑھنے سے انکار کر دیتے ہرگز نہیں ہرگز نہیں یہی وجہ تھی کہ حضور پچاس کی پچاس نمازیں قبول اور منظور کر کے چلے آئے۔ جب حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور اثر اس تجلی کا کم ہوا ادھر موسیٰ پر شریعت کا اثر طاری تھا۔ موسیٰ نے آپ پر وہی اثر ڈالا آپ بھی سمجھ گئے کہ میں اس وقت محو تجلی تھا۔ ساری امت تو محو تجلی نہ ہوگی۔ وہ کس طرح یہ مشکل کام کرے گی فوراً واپس گئے ایک سفید نور جو ابر کی صورت میں تھا اس نے آپ کو اپنے اندر لیا تب آپ نے سجدہ کیا اور امت کی آسانی نمازوں کی معافی کیلئے عرض کیا ارشاد ہوا کہ جاؤ پانچ نمازیں معاف کیں۔ حضور وہ پانچ نمازیں معاف کرا کے خوش ہو گئے اور پینتالیس نمازیں منظور کر لیں اور یہ خیال ہوا کہ ایسے محبوب کے لئے پینتالیس نمازیں! پڑھنا کیا حقیقت رکھتا ہے۔ مگر پھر حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ جناب پینتالیس نمازیں بہت ہیں۔ پھر حضوری میں حاضر ہوئے الغرض پانچ دفعہ کی شفاعت سے پینتالیس نمازیں معاف پانچ باقی رہیں اور ساتھ ہی یہ اشارہ ہوا۔ ما یبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید اے نبی کریم نہ ہماری بات بدلی جاتی ہے اور نہ ہم کسی پر ظلم کرنا یا زیادہ مشقت ڈالنا پسند کرتے ہیں تم اور تمہاری امت پانچ نمازیں پڑھیں۔ ہم پانچ کی وہی پچاس لکھتے رہیں گے پڑھنے میں پانچ ثواب میں پچاس پانچ پڑھو پچاس لکھواؤ۔ ایک کے دس پاؤ۔ پھر بھی پڑھنے سے جی چراؤ تو تمہاری کم نصیبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت شاد و خوش ہو کر واپس آئے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کہ یا حضرت کچھ اور کم کراؤ۔ بنی اسرئیل سے دو نمازیں ادا نہیں ہوئیں آپ کی امت سے پانچ کیونکر ادا ہوں گی۔ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ اب تو مجھے حضوری میں جاتے ہوئے نہایت شرم آتی ہے۔ موسیٰ پچاس کی پانچ رہیں۔ اور کہاں تک کم ہوں گی یہ سن کر حضرت موسیٰ بھی خاموش ہو گئے اور حکم الٰہی پانچ نمازوں کا قائم اور محکم ہو

گیا نکتہ۔ پانچ دفعہ کی سفارش سے پانچ نمازیں باقی رہیں۔ پنتالیس معاف ہوئیں ہر دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدار الٰہی سے مولا سے ہم کلام ہونا نصیب ہوتا تھا یہ پانچ دفعہ میں معافی ہوئی اگر اللہ چاہتا تو ایک دفعہ میں معاف کر دیتا پانچ کی خصوصیت کیا تھی۔ اس میں اشارہ ہے کہ پانچ دفعہ کی حضوری جو نمازیں معاف اور کم کرانے کے لئے تھی۔ وہ ایسی چیز تھی کہ پانچوں دفعہ دیدار الٰہی اور ہم کلامی میسر ہوئے تو خیال کرو کہ جو لوگ پانچ دفعہ مسجدوں میں نماز پڑھنے اور ادا کرنے کے لئے حاضر ہوں گے اور دیدار الٰہی اور ہمکلامی کس طرح نہ مرحمت ہو گی اسلئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب بندہ نماز کی نیت باندھتا ہے۔ تو رب العالمین سامنے تشریف لاتے ہیں جب کوئی محروم القسمت نمازی نماز کے اندر اپنی نگاہ دوسری طرف لے جاتا ہے۔ تو وہ مولا فرماتا ہے کہ بندہ ہم تیرے سامنے ہیں تو ہمیں نہیں دیکھتا کیا کوئی شے ہم سے زیادہ! خوبصورت اور اچھی تجھے اور نظر آگئی جو ہمیں چھوڑ کر ادھر چلا۔ ادھر آؤ ہمیں نہ چھوڑ ہمارا چھوڑنے والا فلاح نہیں پاتا۔ نکتہ پینتالیس کیوں معاف ہوئیں پانچ کیوں باقی رہیں چار باقی رہتیں یا چھ باقی رہتیں پانچ کے عدد کی کیا خصوصیت ہے۔

جواب جنت کے دروازہ پر اور نیز کلام مقدس میں یہ قانون لکھا ہوا ہے۔ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا جو شخص ایک نیکی کر کے لائے گا وہ ایک کی دس پائے گا۔ وہاں ازل میں نمازیں پچاس تھیں اور بات ازل کی بدلی نہیں جاتی رحمت کے تقاضے آپ کی شفاعت سے محنت میں تخفیف ہوئی ظاہر داری پڑھنے میں پانچ مگر لکھنے میں وہی پچاس حکم میں پانچ ثواب میں پچاس تو گویا پچاس کی پچاس قائم رہیں دوسری وجہ پانچ اور پچاس حکم میں علم حساب میں صرف ایک صفر یعنی نقطہ کا فرق ہے اور دہلی کے محاورے میں نقطہ کو نکتہ! بھی کہتے ہیں پھر مولیٰ کی نکتہ نوازی کی صفت بھی مشہور تھی وہ صفت یہاں ظاہر ہوئی! اور ایک نقطہ اٹھا لیا ہزاروں نمازی ہو کر جنتی ہو گئے۔ اگر یہ نقطہ نہ اٹھایا جاتا۔ تو ہزاروں میں ایک یا دو نمازی ہوتے پھر جو حکم کی تکمیل نہ کرتا وہی دوزخی ہوتا مولیٰ کی نکتہ نوازی کی صفت نے ظہور کیا۔ ایک نقطہ اٹھا لیا اور ہزاروں کو بخش دیا۔ بڑا بھاری بوجھ لوگوں کی گردنوں سے اٹھ گیا۔ جب یہ دونوں نمازوں کا عمل ارحم الراحمین کی حضوری میں پہنچا پھر وہی رحمت کا نقطہ ملائکہ پانچ کو پچاس بنا دیا۔ وہی نقطہ وبال جان تھا!

وہی نقطہ راحت جان ہوگیا۔ **نکتہ** انسان کے ظاہر کے حواس پانچ ہیں آنکھ۔ ناک۔ کان زبان گرمی وسردی کی پہچان ان پانچوں حواس کے شکریہ میں یہ نمازیں فرض ہوئیں۔ ہر ایک حواس کے مقابلہ میں ایک نماز پانچ حواس ہیں اس لئے پانچ نمازیں مقرر ہوئیں **نکتہ** حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جناب باری میں نماز معاف کرانے پانچ مرتبہ تشریف لیگئے تھے۔ اسی طرح پانچ دفعہ آپ کی امت پر اپنے اور اپنے متعلقین کے گناہوں کی معافی کے لئے ہر روز پانچ دفعہ حاضر ہونا فرض ہوا۔ حضور نے امت کے لئے معافی مانگی۔ نمازی اپنے لئے معافی مانگتا ہے۔ پھر جسے خدا نصیب کرے۔ وہ نمازی نماز کے سبب روحانی طور سے اسی جگہ پہنچ جاتا ہے کہ جہاں سردار عالم پہنچے تھے فرق یہ ہے کہ آپ مع جسم تشریف لے گئے تھے۔ اہل ایمان کی روح جاتی ہے۔ جو پانچ مرتبہ حضوری آپ کو ملی تھی۔ اس کی یادگار پانچ مرتبہ نمازمیں حاضری آپ کی امت کو ملی ہے۔ **نکتہ** بعد زندگی اور حیات کے پانچ نعمتیں یہ بہا نہایت بڑی بندے کو خدا کی طرف سے عطا ہوئی ہے۔ کھانا۔ پینا۔ گرم۔ سرد لباس سکونت کے لئے مکان۔ خدمت کے لئے بیوی لونڈی غلام سیر وسفر کے لئے سواری جان کا شکریہ ایمان اور لا الہ الا اللہ کا اقرار ہے اور زندگی کے بعد ان پانچ نعمتوں کا بدلہ اور شکریہ یہ پانچوں نمازیں ہیں ہر نعمت کے مقابلہ میں ایک شکریہ واجب ہوا تھا۔ وہ بفضلہ تعالیٰ ان نمازوں کے سبب سے ادا ہوگیا۔ **نکتہ** انسان کی حیات میں پانچ حالتیں ہیں۔ لیٹنا۔ بیٹھنا سونا جاگنا کھڑا ہونا۔ ان پانچوں حالتوں میں رحمت الٰہی کا اور نعمت مولیٰ کا بندوں پر مینہ برستا ہے۔ ہر ایک حالت میں بیشمار نعمتیں ہیں ایک ایک حالت انسان کی مجموعہ ہے خدا کی نعمتوں کا جن کی تفصیل بڑی مشکل ہے۔ پھر ہر ایک نعمت کا الگ الگ شکر کرنا اور بھی زیادہ مشکل کام ہے۔ اس لئے خدا نے پانچوں حالتوں کی ساری نعمتوں کا شکریہ ان پانچوں نمازوں میں رکھا اور یہ پانچ نمازیں فرض کردیں جب مسلمان نے یہ نمازیں پڑھ لیں۔ اس نے اپنی ہر ایک حالت کا اور خدا کی ہر ایک نعمت کا شکریہ ادا کردیا۔

نکتہ۔ شریعت میں پاک کرنے والے پانچ غسل تھے۔ جنابت کا غسل حیض کا غسل۔ نفاس کا غسل۔ اسلام لانے کا غسل بشرطیکہ حالت جنابت میں مسلمان ہوا ہو۔ پانچویں میت کا غسل۔ ظاہر کی ناپاکیوں سے موت زندگی میں یہ پانچ غسل پاک کرنے والے

مقرر ہوئے۔ مگر سب سے بڑی ناپاکی گناہوں کی ہوتی ہے۔ اور جو گناہ ظاہر ہیں ہوتا ہے۔ وہ بالضرور ظاہر کے ان پانچ حواسوں کی مدد سے ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ پانچ نمازیں جو درحقیقت پانچ غسل ہیں۔ مقرر کئے گئے تاکہ نماز پڑھنے والے سب طرح کے گناہوں سے پاک ہو جائیں۔ **بخاری شریف**۔ جناب سید المرسلین نے ارشاد فرمایا۔ مثال نماز کی مثال نہر کی ہے۔ جو ہر ایک مسلمان کے گھر کے آگے جاری ہے پھر جو شخص یہ پانچ نمازیں پڑھے گویا اس نے پانچ دفعہ نہر میں غسل کیا جس طرح روز پانچ دفعہ نہانے والے کے بدن پر میل باقی نہ رہے گا اسی طرح نماز پڑھنے والے کے گناہ باقی نہ رہیں گے۔ **نکتہ** دنیا میں پانچ طرح کے قبلے پھر پانچ ہی ان کی طرف عبادت کرنے والے تھے بیت المقدس یہود و نصاریٰ کا قبلہ۔ مکہ معظمہ قریش کا قبلہ۔ بیت المعمور ملائک کا قبلہ۔ عرش الٰہی کروبیان کا قبلہ۔ ذات الٰہی بھولے ہوئے نمازیوں کا قبلہ۔ یعنی جو نمازی قبلہ کی جہت بھول جائے۔ وہ جدھر چاہے نماز پڑھ لے فاینما تولوا فثم وجه الله۔

ترجمہ۔ قبلہ بھول جانے کے بعد جس طرح منہ کر کے نماز پڑھو گے وہیں قبلہ حقیقی موجود پاؤ گے۔ متحیر کا ہر طرف قبلہ ہے بس ہر ایک قبلہ کی طرف عبادت کرنے نماز پڑھنے والے کا ثواب اس امت کو عطا فرمانے کیلئے یہ پانچ نمازیں فرض ہوئیں ایک نماز قبلہ کے ثواب حاصل ہونے کے لئے مقرر ہوئی پانچ قبلہ تھے۔ پانچ نمازیں مقرر ہوئیں۔ جس نے یہ نمازیں پڑھیں اس کے لئے نامۂ اعمال میں پانچوں قبلہ کے عابدوں کا ثواب لکھا جائے گا۔

نکتہ دنیا کی زندگی ختم ہونے کے بعد مسلمان پر پانچ مصیبتیں آتی ہیں اول موت۔ دوسری قبر۔ تیسری حشر کا میدان، چوتھی پل صراط، پانچویں جنت کا دروازہ بند ہونا۔ خداوند کریم نے ان مصیبتوں کو رفع کرنے کے لئے یہ پانچ نمازیں فرض فرمائیں حدیث شریف میں صاف منقول ہے۔ زواجر ابن حجر مکی من حافظ علی الصلوٰۃ اکرمه الله بخمس خصال یرفع عنه ضیق الموت وعذاب القبر ویعطیه الله بیمینه ویمر علی الصراط کالبرق ویدخل الجنة بغیر حساب **ترجمہ** جس نے پنجگانہ نماز کی محافظت کی عطا کرے گا اسے رب العالمین پانچ باتیں اوّل موت کی سختی سے بچائے گا دوسرے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ تیسرے حشر کے دن نہایت امن سے رہے گا اور نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں ملے گا چوتھے پلصراط پر بجلی کی طرح گذر جائے گا۔ پانچویں جنت میں بلاحساب داخل ہوگا۔

ان پانچ نمازوں کے لئے یہ پانچ وقت خاص کیوں مقرر ہوئے **ظہر نزہتہ المجالس** ہر روز دوپہر کے وقت دوزخ کی آگ بھڑکائی جاتی ہے۔ اس جوش وخروش میں جہنم سے آواز نکلتی ہے۔ قد افلح المومنین الذین ہم فی صلوٰتہم خاشعون۔ **ترجمہ** مسلمان نمازی لوگوں نے نجات پائی خدا کے حکم سے دوزخ خود اپنے منہ سے اقرار کرتی ہے کہ نمازی میرے اندر نہ آئے گا وہ بالکل مجھ سے دور رہے گا۔ اب ضرور ہوا کہ اس وقت میں خداوند کریم اپنے حبیب کی امت کو نماز کا حکم فرمائے اور نماز پڑھوا کر دوزخ سے بچائے اسلئے ظہر کے وقت نماز فرض ہوئی حدیث شریف میں آیا فمن صلّٰہا حرم اللہ جسدہ علی النار **ترجمہ** جو شخص ظہر کی نماز پڑھے گا۔ حق تعالیٰ اس کے جسم کو آگ پر حرام کرے گا اور وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ **نکتہ** دنیا میں سورج بہت روشن کرہ ہے غیر پرست لوگ اسے پوجتے ہیں۔ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اس کی پوجا شروع ہو جاتی ہے اور سورج بھی دوپہر تک روشن ہوتا چڑھتا چلا آتا ہے مگر دوپہر کے بعد ڈھلنے لگتا ہے اور وہ عزہ باطل ہو جاتا ہے اس کا ڈھلنا اس کے باطل ہونے کی نشانی ہے۔ جب سورج ڈھل گیا تو خدائے برحق نے حکم دیا کہ لوگو صبح سے دوپہر تک باطل خدا یعنی سورج کو غیر پرستوں نے پوجا اے ہمارے پوجنے والو تم کہاں سوتے ہو ہمیشہ سے ہمیشہ تک ایک ہی حال پر قائم دائم رہنے والے خدا کی عبادت کرو۔ ظہر کی نماز پڑھو۔ کفار پر سورج پرستی سے غضب نازل ہوا تم پر نماز کی وجہ سے رحمت نازل ہوگی۔

نکتہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب غار سے باہر نکلے تو چھوٹی سی عمر میں معبود کی تلاش تھی رات کے وقت تارے ملاحظہ کئے تو کہا کہ یہ میرے معبود ہیں مگر جب وہ چھپنے لگے تو فرمایا کہ یہ سارے خدا نہیں ہو سکتے اتنے میں چاند نکلا آپ نے چاند کو بھی دیکھ کر فرمایا کہ شاید میرا خدا یہ ہے۔ صبح کے قریب چاند بھی غروب ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ بھلا چھپنے والا کب خدا ہو سکتا ہے جب دن نکلا تو آج پہلا ہی دن ہے جو آپ نے سورج کو مشرق سے نکلتے دیکھا۔ نہایت خوش ہو کر فرمایا لو اب خدا مل گیا۔ یہ سورج ضرور خدا ہے۔ اور بڑا خدا ہے۔ مگر جب وہ ڈھلنے لگا اور زرد ہونے لگا تو فوراً آپ نے اس سے بھی احتراز کیا اور فرمایا لئن لم یہدنی ربی لاکونن من القوم الضالمین ۰ **ترجمہ** اگر مجھے میرا مولا ہدایت نہ کرے گا تو میں بالضرور غیر پرست بن جاؤں گا۔ پھر فوراً ہی خدا کے حقیقی معبود برحق کی طرف

توجہ فرمائی۔ رب العزت کو یہ بات حضرت ابراہیم کی بہت پسند آئی۔ پھر پسندیدہ بات چاہتی مخلوق کو عنایت فرمائی یعنی سورج کے ڈھلنے کے وقت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظہر کی نماز جو موحدانہ عبادت تھی فرض کر دی تاکہ ظہر کی نماز پڑھنے والوں کا حشر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ ہو۔ ان اولی الناس بابراہیم الذی اتبعوہ ترجمہ ابراہیم کے ساتھ قیامت میں وہی لوگ ہوں گے جو ان کی پیروی کریں گے نکتہ حضرت ابراہیم حکم الٰہی سے حضرت اسمٰعیل کو ذبح کرنے کے لئے مکہ معظمہ سے منیٰ تک لے گئے قریب دوپہر کے آپ نے اسمٰعیل کو باندھ کر ذبح کرنے کے لئے لٹایا۔ اس وقت جناب خلیل کو چار فکر تھے ایک بڑا فکر حکم الٰہی کا پورے طور سے ادا کرنا کہ بڑا مشکل کام تھا جو محض اسی کے فضل سے ادا ہوا دوسرا فکر حضرت اسمٰعیل کا کہ تھوڑی عمر میں ذبح ہونا منظور کر لیا دن کے فرشتے عصر کے وقت جاتے اور رات وقت آتے ہیں۔ سو تجمع الملائکۃ الیل وملائکۃ النہار فی الصلوٰۃ عصر۔ ترجمہ رات کے سارے فرشتے عصر کی نماز میں جمع ہو جاتے ہیں پھر جب دن کے فرشتے حضور رب العزت میں عصر کے بعد حاضر ہوتے ہیں تب رب العزت ان سے سوال کرتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ الٰہی عصر کی نماز پڑھتے تھے۔ ارشاد فرماتا ہے کہ تم انہیں خون ریز اور مفسد کہتے تھے۔ پھر اب تم ہی کہتے ہو کہ وہ نماز پڑھتے تھے فرشتوں نے انسان کو مفسد اور خون ریز کہا تھا۔ حق تعالیٰ نے فرشتوں کے قائل معقول کرنے کے لئے یہ عصر کی نماز مقرر فرمائی۔ پھر اسی وقت پر ان کا تبادلہ آنا جانا مقرر کیا ملائک نے دو کلموں سے آدم کو جہاں بھر کے گناہوں کا الزام لگایا تھا مفسد اور خون ریز یہ دونوں کلمے سارے جہان کے الزام قائم کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے عصر کی نماز عطا فرما کر سارے جہان کے گناہوں سے پاک بندوں کو پاک صاف کر دیا اور جس طرح ملائک نے آسمان پر آدم کو مفسد خون ریز کہا تھا عصر کی نماز پڑھوا کر سارے آسمان کے ملائک سے

تنبیہ: عصر کی نماز پڑھنے والوں کو عابد نمازی کہلوایا ان ہی معترض فرشتوں سے بنی آدم کیلئے مغفرت کی دعا کر دی حفبہ ابی اللیث من کعب الاحبار یا موسیٰ اربع رکعات یصلیہا احمد وامتہ وہی صلوٰۃ العصر فلا یبقی ملک فی السمٰوات والارض الا استغفر لہم ومن استغفر لہم الملائکۃ لم اعذبہ ترجمہ کعب الاحبار روایت کرتے ہیں کہ ایک وقت خدا تعالیٰ نے موسیٰ سے فرمایا کہ اے موسیٰ جب چار رکعتیں عصر کے وقت نبی آخر الزمان اور آپ کی امت ادا کرے گی

چودہ طبق کے ملائک ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں گے کوئی ایک فرشتہ بھی دعا کرنے سے باقی نہ رہے گا اور جس کے لئے ملائک دعا کریں گے ہم اسے عذاب نہ کریں گے۔ کیا شان رحمان ہے جس گروہ نے بنی آدم کو گنہگار کہا۔ ان پر طعن کیا تھا گنہگاروں کے لئے اسی قوم سے دُعائے مغفرت کرائی پھر ان گنہگاروں کو اپنے فضل سے فرشتوں کی دعا کا بہانہ رکھ کر بخش دیا۔ **تیسرا نکتہ** حق تعالیٰ نے قبر کا سوال ہر ایک منافق کافر کے لئے مقرر کیا ہے۔ اور وہ بڑا سخت وقت ہے۔ اور بڑی مشکل اور نہایت عاجزی اور بے کسی کا موقع ہے۔ جب خداوند کریم کو یہ مشکل اپنے بندوں پر آسان فرمانی منظور ہوئی تو یہ عصر کی نماز ان پر فرض فرمائی اور قبر میں خواہ رات ہو یا دن صبح ہو یا شام جب مُردہ سوال جواب کے لئے زندہ کیا جاتا ہے تو اسے بھی نظر آتا ہے کہ گویا عصر کا وقت ہے اور سورج چھپ چلا اور افسوس یہ کہ میں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی اب نکیرین نہایت غصہ ہو کر پوچھتے ہیں کہ بتاؤ تمہارا رب کون ہے۔ یہاں بندہ نماز کا عاشق نماز کے غم میں ایسا مشغول ہے۔ کہ نکیرین کی اصلاً پرواہ نہیں کرتا۔ نماز کے ترک ہونے سے خدا کے غصہ سے ڈر رہا ہے پھر جو خدا سے ڈرا غیر سے کیا ڈر رہا۔ پس خدا نے عصر کی نماز اس حکمت کے لئے فرض کی ہے کہ بندہ مومن اس وقت نماز کا عادی رہے اور قبر کے سوال کے وقت نماز کو یاد کرے اور اس کا دل ادھر متوجہ ہو جائے۔ پھر اور اس شغل کے سبب منکر نکیر کی آواز نغمہ سے بھی زیادہ نرم معلوم ہوئے۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ بہت دفعہ دنیا میں بھی ایسا ہو چکا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی نہایت مرغوب شے کے شغل میں مشغول ہوتا ہے اسے توپ کے چلنے کی بھی خبر نہیں ہوتی اسی طرح قبر میں ہو تو کیا تعجب ہے۔ چونکہ یہاں قبر میں زندہ ہونے کا ذکر آگیا ہے لہذا اس زندگی کی مثال بطریق فلسفہ بیان کی جائے تو نہایت بہتر ہو۔ خدائے برحق نے ہر ایک شے میں حیات کا مادہ رکھا ہے۔ لیکن اس حیات ظاہر ہونے کے لئے ہوا یا پانی یا حرارت وغیرہ کو سبب خاص بنایا ہے جب وہ سبب ظاہر اس اصلی قدرتی مادہ حیات کے ساتھ ملے گا۔ تو وہ فوراً زندہ ہو جائے گا پس انڈے میں حیات کا مادہ موجود ہے۔ ذرا سی خاص حرارت کی ضرورت ہوتی ہے جس وقت جانوروں کے پروں کے ذریعہ سے یا کسی مشین کے ذریعہ سے وہ خاص حرارت پہنچائی گئی تو فوراً انڈا زندہ ہو گا۔ حالانکہ اس وقت سے پہلے کبھی اس انڈے میں حیات نہ تھی مگر مردہ انسان

تو ایک عرصہ دراز تک زندہ رہا ہے۔ اس میں ہر ایک قسم کی مناسبت حیات موجود ہے جب قبر میں دفن ہوا خدا نے اپنی قدرت کی مشین سے یا زمین سے ایک خاص حرارت! ایسی عطا کی جس کے سبب مردہ زندہ ہوا اور اتنی دیر تک زندہ رہا کہ نکیرین کے سوال کا جواب دیا مگر پھر ہوا کے نہ موجود ہونے سے پھر دوبارہ مر گیا۔ یہ کوئی خلاف عقل نہیں ہے اس کا انکار فطرت اور قدرت کا انکار ہے۔ **چوتھا نکتہ** حضرت یونس علیہ السلام کو خدا نے چار اندھیروں میں قید کیا۔ اوّل دریا کا اندھیرا۔ پھر مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا اس مچھلی کو ایک مچھلی نے نگل لیا تھا اس کے پیٹ کا اندھیرا جو تھا رات کا اندھیرا جب حضرت یونس نے ان اندھیروں سے گھبرا کر مچھلی کے پیٹ میں حق تعالیٰ کی جناب میں سجدہ کیا۔ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ہ سجدہ میں پڑھا۔ معاً ہی مچھلی کو حکم ہوا کہ بہت جلد یونس کو زمین پر نکال حکم الٰہی سنتے ہی مچھلی نے آپ کو دریا کے کنارے نکالا۔ تو یہ عصر کا وقت تھا۔ حضرت یونس نے ان چار اندھیروں سے نجات پانے کے شکریہ میں چار رکعتیں پڑھیں خدا کو یہ نماز پسند آئی وہ چار رکعتیں اسی وقت میں اپنے حبیب جناب محمد رسول اللہ کی امت پر فرض کر دیں یونس نے ان چاروں اندھیروں سے نجات پائی عصر کے نماز پڑھنے والے بری موت۔ برے خاتمہ۔ قبر کے اندھیرے سے۔ پلصراط کے اندھیرے سے۔ قیامت کے اندھیرے سے نجات پائیں گے۔ **پانچواں نکتہ** عصر کا وقت اہل دنیا کی بے حد مشغولیت کا ہے۔ ہر ایک شخص دنیا کے کاروبار۔ دوکان۔ بازار سیر وغیرہ کاموں میں مشغول و مصروف ہوتا ہے کافروں کے ساتھ ساتھ مسلمان بھی خدا سے غافل ہو کر دنیا کے کاروبار میں مشغول ہوتے تھے مسلمان اور کافر غفلت کے لحاظ سے ایک ہی حالت میں ہو گئے تھے۔ مگر توفیق الٰہی نے ان کا ہاتھ پکڑا اور کفار سے مسلمانوں کو الگ کرنے کی غرض سے عصر کی نماز کا حکم دیا اور پھر اس نماز کی حفاظت کا نہایت تاکیدی حکم فرمایا۔ حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطیٰ **ترجمہ** لوگ سب نمازوں کی حفاظت کرو۔ مگر عصر کی نماز کیلئے خاص اہتمام کیا کرو کیونکہ جس طرح تم دنیا میں عصر کی نماز کے لئے کافروں سے الگ ہو کر مسجدوں میں آگئے اسی طرح جب کافر اور مسلمان حشر میں ایک جگہ جمع ہوں گے یکایک حکم ہوگا۔ وامتازوا الیوم ایہا المجرمون ہ **ترجمہ** اے کافرو۔ گنہ گارو۔ مسلمانوں سے الگ ہو جاؤ۔ جس طرح لوگ دنیا میں تم سے الگ ہوئے عصر کی نماز کے لئے اسی طرح آج یہ تم سے الگ ہوں گے۔ جنت

میں جانے کے لئے مسلمان دنیا میں دنیا کو چھوڑ کر مسجدوں میں گئے کفار بدستور دنیا میں مشغول ہنستے بولتے خوش رہے آج مسلمان کفار کو روتا چھوڑ کر جنت میں جائیں گے پس عصر کی نماز میں یہ حکمت اور راز مخفی ہے لوگو اس کی بڑی حفاظت کرو **مغرب۔ نکتہ** مغرب کے وقت حضرت آدمؑ کا سجدہ اور آپ کی دعا قبول ہوئی۔ حضرت آدمؑ نے اس وقت شکریہ کی نماز پڑھی۔ حق تعالیٰ نے بھی یہ وقت امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نماز کا وقت مقرر فرمایا جو شخص مغرب کی نماز پڑھے گا سارے دن کے گناہوں سے پاک ہو جائیگا جو دعا کرے گا وہ قبول ہوگا۔ **دوسرا نکتہ۔** بعض جاہلوں نے حضرت عیسٰیؑ کے معجزات دیکھ کر آپ کو خدا اور خدا کا بیٹا کہا اور آپ کی والدہ کو خدا کی بی بی بنایا جب یہ قول حضرت عیسٰی نے سنا تو جناب باری میں عذر کے طور پر عرض کیا کہ الٰہی تو جانتا ہے کہ میں نے اپنی قوم سے یہ کہا ہے کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اور یہ مجھے خدا اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں میرا اس میں کیا قصور ہے۔ میں سخت بیزار ہوں حکم ہوا کہ اے عیسٰی تم اس جرم سے بالکل بری اور پاک ہو۔ تمہارے ذمہ کچھ وبال نہیں یہ حکم سن کر حضرت عیسٰی نے مغرب کے وقت دو رکعتیں شکریہ میں پڑھیں۔ کیونکہ خدا نے آپ کو دونوں الزاموں سے بری کیا تھا۔ خدا اور خدا کا بیٹا دو الزام تھے۔ جب یہ دونوں الزاموں سے آپ کی بیزاری منظور ہوئی۔ تو آپ نے دو رکعتیں اس کے شکریہ میں پڑھیں۔ ایک رکعت حضرت مریمؑ نے پڑھی۔ کیونکہ بی بی مریم پر خدا کی بیوی ہونے کا الزام تھا۔ جب خدا نے مریم کی بریت منظور کر لی تو آپ نے ایک رکعت پڑھی خدا نے یہ تینوں رکعتیں جو در اصل بریت نامہ تھا۔ اپنی پیاری مخلوق جناب رسول اللہ کی امت کو عنایت کیں اس کے پڑھنے والوں کی ہر ایک گناہ سے توبہ اور معذرت قبول ہوگی **تیسرا نکتہ**۔ کیسا بڑا روشن دن ختم ہوا۔ سورج غروب ہوا کالی رات آئی جو مخزن ہے ہزاروں موذیات اور بلاؤں کا ایک اندھیرا ہزاروں آفتیں ادھر رات ہوئی ادھر دونوں آنکھیں بیکار ہوئیں۔ حفاظت کے سارے ذریعے گم ہوئے مردہ بدست زندہ صرف اس حافظ حقیقی پر بھروسہ رہ گیا۔ تفسیر کبیر خدا نے حضرت موسٰی علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ موسٰی ساری دنیا زہر ہلاہل اور سم قاتل ہے ایک لفظ ہمارے نام میں شفا ہے۔ اسلئے لازم ہوا کہ شام ہوتے ہی نماز پڑھی جائے کہ اس کے نام کی برکت سے ساری رات موذیات سے محفوظ ہو جائیں کیونکہ نماز میں سجدہ ہے سجدہ میں بندہ اپنے اللہ سے نہایت قریب ہوتا ہے دوست کا قرب حاصل کر

کے دشمن کے خوف سے مامون ہو گئے۔ دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست۔ مغرب کی نماز پڑھ کر دوست کو اپنا کر لیا۔ پھر دشمن کی ہر ایک طرح کی اذیت سے ایمن ہوا۔

چوتھا نکتہ دن بھر کی ساری نعمتیں شام کو ختم ہوئیں لازم تو یہ تھا کہ دن بھر کی ساری ہی نعمتوں کا الگ الگ شکریہ ادا کیا جاتا اور ہر نعمت کے ساتھ ساتھ شکریہ بھی ادا ہوتا رہتا لیکن یہ کام نہایت مشکل تھا۔ جب سارا دن نعمتوں کا مینہ برسا کر رخصت ہوا اور لحاظ ہر ایک شے کا خاتمہ پر ہوتا ہے اگر دن کے خاتمہ پر نماز پڑھ لی جائے۔ تو بھی دن بھر کی ساری نعمتوں کا شکریہ ادا ہو جائے گا۔ اس لیے اس وقت نماز فرض ہوئی۔

پانچواں نکتہ حضرت یعقوب علیہ السلام چالیس سال یا اسّی سال تک حضرت یوسفؑ کے فراق میں غمگین رہے جب فضل فرمایا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ قاصد لایا آپ کے چہرہ پر ڈالا۔ خدا نے اس کی برکت سے یعقوب علیہ السلام کی بینائی روشن کی اور آپ کا سارا غم غلط ہوا اور کل رنج راحت سے بدل گیا۔ حضرت یعقوب نے اس کے شکریہ میں تین رکعتیں پڑھیں ایک بصارت کے واپس آنے کا شکریہ دوسری رکعت حضرت یوسفؑ کے زندہ ہونے کا شکریہ۔ تیسری رکعت حضرت یوسف کے دین اسلام پر قائم رہنے کا شکریہ وہ نماز حق تعالیٰ نے حضرت یعقوب پر فرض فرمائی اور امت مرحومہ پر بھی فرض کی

کعب احبار سے روایت ہے کہ جب کوئی مسلمان مغرب کی نماز پڑھتا ہے دروازے آسمان کے کھل جاتے ہیں اور جو دعا کرتا ہے۔ وہ قبول ہوتی ہے جو حاجت طلب کرتا ہے وہ ملتی ہے پس جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کی مراد مغرب کے وقت پوری ہوئی اسی طرح جو مغرب کی نماز پڑھے گا اس کی مرادیں اللہ پوری کرے گا

عشاء پہلا نکتہ عشاء کے وقت کا اندھیرا قبر اور قیامت کے اندھیرے کی صورت ہے۔ والصلوٰۃ نور ترجمہ اور نماز نور ہے۔ والعلاج بالضد ترجمہ علاج اور دفعیہ مرض کا ضد اور مخالف کے ساتھ ہوتا ہے اس لئے ایسے اندھیرے کے وقت میں عشاء کی نماز فرض ہوئی تاکہ اس عبادت اور نماز کا نور دفع کر دے قبر کے اندھیرے کو پس جو شخص عشاء کی نماز پڑھے گا رزقہ اللہ نورانی قبرہ ترجمہ حق تعالیٰ اسے قبر میں نور کامل عطا کرے گا۔ حدیث شریف میں آیا ہے بشر المشائین فی الظلمات الی المساجد بالنور التام یوم القیامۃ

ترجمہ خدا کا ارشاد ہے اے مبارک نبی اپنی امت کو خوشخبری سنا دو کہ جو بندہ اندھیرے میں

نماز کے لئے مسجد میں جائے گا۔ اسے قیامت کے دن پورا نور عطا ہوگا۔ عن ابی الدرداءؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من مشی فی الظلمۃ الی الیل الی المساجد لقی اللہ عزوجل بالنور التام یوم القیامہ

ترجمہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص رات کے اندھیروں میں مسجد کی طرف نماز کے لئے جائے گا قیامت کے دن حق تعالیٰ اسے پورا نور عنایت فرما کر سامنے بلائے گا۔ دوسرا نکتہ حضرت موسیٰ سارے دن چار غموں میں مبتلا رہے اپنی جان کا سمندر سے سالم پار اتر جانا پھر سارے لشکر کا بنی اسرائیل کے پار ہونا۔ پھر فرعون کے ہاتھ سے نجات پانا اور فرعون اور لشکر فرعون کا غارت ہونا۔ عشاء کے وقت حق تعالیٰ نے ان چاروں غموں سے موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی۔ موسیٰ بھی پار اتر گئے۔ بنی اسرائیل بھی پار اترے فرعون کے ہاتھ سے نجات پائی آئندہ کے لئے فرعون اور اس کا لشکر سامنے غارت کیا۔ گیا واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون۔ ترجمہ سب کے سامنے فرعون کو معہ لشکر کے غرق کر دیا۔ عشاء کے وقت حضرت موسیٰ نے چاروں غموں کے رفع ہونے کے شکریہ میں چار رکعتیں پڑھیں حق تعالیٰ نے وہی چار رکعتیں حضور کی امت کے لئے فرض کر دیں۔ ان سے بھی چار رکعتیں پڑھوا کر چار غموں سے نجات بخشی۔ برے خاتمہ کے غم سے قبر کے عذاب کے غم سے قیامت کے غم سے دوزخ کے غم سے سب سے نجات دی۔

تیسرا نکتہ قرآن مجید کا ارشاد ہے اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری اللہ مرنے والوں کی روحیں قبض فرماتا ہے جس کی موت نہیں وہ سوتے وقت مرنے کی صورت ہوتا ہے۔ پھر جس کی اجل آئی وہ سوتے سوتے مر گیا جس کی زندگی تھی وہ اٹھ بیٹھا۔ معلوم ہوا سوتے بھی موت آتی ہے حدیث کا یہ حکم ہے کہ جو جس عمل میں جس خیال میں مرے گا۔ قیامت میں وہی عمل کرتا ہوا اٹھے گا۔ ایک شخص احرام کی حالت میں اونٹ سے گر کر مرا آپ نے ارشاد فرمایا۔ فانہ یبعث یوم القیامۃ ملبیاً یہ بندہ قیامت کے دن اسی طرح لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔ اس حکمت کے لئے خداوند کریم نے اپنے حبیب کی امت کو عشاء کی نماز کا حکم فرمایا اپنے رسول سے بھی یہ ہدایت کرائی لاسمر بعد العشاء ترجمہ عشاء کی نماز کے بعد نہ باتیں کرو۔ سو جاؤ شاید اگر کسی کی آج موت مقدر میں ہو۔ تو اس کا آخری عمل نماز ہو۔ نماز پڑھ کر مرے قیامت کے دن نماز پڑھتے اٹھے گا

چوتھا نکتہ چاروں نمازوں کے وقت ایسے ہیں کہ ان میں غیر مذہب والے غیر

اللہ کی پوجا کرنے میں مسلمانوں کے شریک ہیں لیکن عشاء کی نماز کا وقت مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے۔ اس وقت ہر ایک شخص خواہ کسی مذہب اور ملت کا ہو۔ سوائے کھانے پینے سونے غفلت کے کاموں کے کچھ نہیں کرتا۔ اہل اسلام اس خاص وقت میں اپنے اصلی کام کو جس کے لئے وہ پیدا ہوا کرنے اور عبادت الٰہی بجالاتے ہیں

بخاری شریف۔ ایک رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں دیر لگائی لوگ سونے لگے تھوڑی دیر میں آپ تشریف لائے نماز پڑھ کر فرمایا البشروا ان من نعمۃ اللہ علیکم انہ لیس احد من الناس یصلی ہذہ الساعۃ غیرکم

ترجمہ لوگو خوش ہو جاؤ اس وقت سوائے تمہارے کوئی عبادت نہیں کرتا یہ وقت عبادت کے لئے خاص تم ہی کو عطا ہوا ہے۔ پس عشاء کی نماز پڑھنے والے ذاکر اللہ فی الغافلین کا مرتبہ لے کر سب سے اول جنت میں جائیں گے۔

پانچواں نکتہ اصلی معراج شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے مگر اس معراج کی یادگار نقلی معراج یعنی نماز سب مسلمانوں کا حصہ ہے۔ حضور کو معراج عشاء کے وقت ہوئی اس لئے مناسب ہوا کہ وہی وقت نقلی معراج کے لئے مقرر کیا جائے کیونکہ مبارک عملوں کے وقت بالخصوص برکت ہوتی ہے۔ اور وقت کی مطابقت سے پوری یادگار قائم رہتی ہے۔ حضور انور عشاء کے وقت آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ وہاں اللہ سے ملاقات فرمائی آپ کی امت بجائے آسمانوں کے مسجدوں میں حاضر ہو کر اپنے رب کی زیارت سے مشرف ہوئی الصلوٰۃ معراج المومنین۔ ترجمہ نماز مومن کے لئے معراج پورا صادق آگیا۔

صبح۔ پہلا نکتہ رات بھر انسان کے پاس دو فرشتے رہتے ہیں جو کہ عین عصر کی نماز میں آئے تھے۔ اب رات رہ کر صبح کی نماز کے وقت جاتے ہیں۔ آسمان پر پہنچنے کے بعد رب العزت ان سے سوال کرتا ہے کہ بتاؤ تم جب گئے تھے بندے کیا کرتے تھے۔ اور جب تم آئے ہو تو بندے کیا کرتے تھے ملائک عرض کرتے ہیں کہ جب ہم گئے تو انہیں نماز پڑھتے دیکھا اور جب آئے تب نماز میں مشغول چھوڑا ارشاد کرتا ہے کہ ان ہی نمازیوں کو تم نے مفسد اور خون ریز کہا تھا۔ اے ملائک میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے انہیں بخشا پس ملائک کے قول اتجعل فیہا من یفسد فیہا کی تردید کے لئے صبح کے وقت نماز مقرر ہوئی۔

دوسرا نکتہ پہلے امتیوں کی عمر زیادہ۔ عبادتیں بہت زیادہ اس امت کی عمر کم عبادت

تھوڑی پھر ثواب میں اس امت کو اور امتوں پر شرف اس لئے خداوند کریم نے بطفیل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کی غفلت اور خواب کو بھی عبادت میں شامل کرنے کیلئے یوں ارشاد فرمایا حجۃ اللہ البالغہ۔ من صلی العشاء فی الجماعۃ کان کقیام نصف لیلۃ و من صلی الفجر الجماعۃ کان کقیام لیلۃ جس نے عشاء کی پڑھ کر آدھی رات کا ثواب حاصل کیا تھا۔ اگر وہ صبح کی نماز جماعت سے پڑھے گا۔ ساری رات کی عبادت کا عابد ہوگا۔ آدھی رات کی عبادت تو عشاء کی نماز میں پوری ہوئی تھی۔ آدھی رات باقی تھی۔ وہ صبح کی نماز پڑھوا کر پوری کر دی اب نمازی مفت میں قائم الیل ساری رات کا عابد ہو گیا۔

تیسرا نکتہ۔ بخاری شریف انکم سترون ربکم عیانا فان استطعتم ان لا تغلبوا علی الصلوٰۃ قبل طلوع الشمس فافعلوا۔ لوگو قیامت میں تم اپنے رب کی زیارت سے مشرف کئے جاؤ گے لیکن دیدار الٰہی کے حاصل کرنے کا مجرب عمل اگر تم سے ہو سکے تو صبح کی نماز ہے اسے کبھی نہ چھوڑنا اس کی وجہ یہ ہے کہ جنت میں رات ہوگی نہ دن لایرون فیہا شمسا ولا زمہریرا ترجمہ نہ سورج نظر آئے گا نہ سردی ہوگی ایسا نورانی وقت ہوگا۔ جیسے دنیا میں صبح کا وقت پس صبح کے وقت کو دیدار الٰہی کے وقت سے بہت مشابہت ہے اس لئے اس وقت کی نماز بالخاصیت دیدار الٰہی کی دوا ہے۔ کیونکہ جب دیدار کا مشابہ وقت ہمیں دیدار اور حاضری کے لئے ملا۔ تو ضرور ہے کہ اس کے صلے میں دیدار اور اصلی حاضری بھی ملے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان ترجمہ نیکی کا بدلہ نیک حاضری کا بدلہ حضوری صبح کی نماز کا بدلہ دیدار مقرر ہوا۔ چوتھا نکتہ صبح کے وقت کفار اہل دنیا کے بڑے آرام کا ہے رات کو آدھی رات تک جاگتے۔ مگر صبح کے وقت سوتے ہوں گے۔ اس لئے صبح کی نماز فرض کی تاکہ بے نمازی بے نمازوں گنہ گاروں۔ کافروں کو اس وقت سوتا چھوڑ کر نماز پڑھ کر ذاکر اللہ فی الغافلین کا مرتبہ حاصل کریں۔ پھر آج جس وقت نمازی ان لوگوں کو سوتا چھوڑ کر مسجد میں گئے عبادت الٰہی بجالائے قیامت کے دن ان لوگوں کو روتا چھوڑ کر جنت میں جائیں گے اور دیدار الٰہی سے مشرف ہوں گے۔

پانچواں نکتہ جب حضرت آدم جنت سے دنیا میں آئے۔ تو رات کی کالی صورت دیکھ کر ڈرے ساری رات خوف سے روتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو آپ کی وحشت رفع ہوئی آپ نے اس کے شکریہ میں دو رکعتیں پڑھیں حق تعالیٰ نے اس امت پر وہی نماز

فرض کردی تاکہ یہ امت پہلی گھاٹی قبر کے اندھیرے کا پہلے سے فدیہ دیتی ہے شکریہ بعد میں ہوتا ہے۔ فدیہ پہلے آدم ذات کی تکلیف اٹھا چکے تھے۔ یہ امت قبر کے اندھیرے کی بالکل تکلیف نہ اٹھائے گی پنجگانہ نماز کی رکعتیں دو دو تین تین چار چار کیوں ہیں

مجالس سنیہ۔ حق تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے پیدا کیا۔ پھر انہیں اڑنے کے لئے پر عنایت فرمائے کسی کو دو پر دیئے کسی کو تین کسی کو چار پھر ان سے رسالت اور پیغمبری کا کام کیا۔ جو کچھ خدا نے حکم فرمایا۔ ملائک فوراً اڑے زمین سے آسمان تک آن کی آن میں پہنچ کر احکام خداوندی کو پورا کیا اور پھر حضوری میں حاضر ہو گئے۔ جعل الملائکۃ رسلاً اولی اجنحۃ مثنی وثلث وربع ترجمہ خداوند کریم نے ملائکہ سے رسالت کا کام لیا۔ انہیں دو دو تین تین چار چار پر اڑنے کے لئے عنایت فرمائے آدم کو مٹی سے پیدا کیا۔ مٹی میں پرواز کرنے کا مادہ نہ تھا۔ پھر ظاہر کے پر آدم کو دینے یہ بھی مصلحت عام کے خلاف تھا مگر پہنچانا منظور تھا۔ جنت الفردوس میں اس لئے روحانی پرواز کے لئے نماز کے روحانی پر عطا فرمائے اور جتنے پر ملائک کے تھے سب آدمی کو دیئے کسی گروہ ملائک کے دو پر تھے۔ امت محمدیہ کو دو پر صبح کی نماز کے عنایت فرمائے پھر ایسے پر عنایت ہوئے کہ جب انسان ان دو پروں سے صبح کی نماز میں روحانی پرواز کرتا ہے۔ تو ملائک اپنا اڑنا بھول جاتے ہیں اور انسان کی پرواز کو دیکھتے اور حیرت کرتے ہیں۔ وقرآن الفجر کان مشہودا

ترجمہ صبح کی نماز میں قرآن پڑھو کہ اس وقت ملائک حاضر ہو کر سنتے ہیں۔ کسی گروہ ملائک کو تین پر عنایت کئے ہیں دو پروں سے اڑتے ہیں تیسرا پر منہ پر ڈھانکتے ہیں کیونکہ مولیٰ سے نہایت شرماتے ہیں حق تعالیٰ نے اسی طرح کے تین پر مغرب کی تین رکعتیں عنایت فرمائیں کسی گروہ ملائک کے چار چار پر عنایت کئے اس طرح کے بہت سے گروہ کو ملے ہیں اس کے بدل میں چار چار رکعتیں چار پر ان نمازیوں کو عنایت فرمائے۔ جس طرح ملائک ان پروں سے اڑ کر زمین سے آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ مسلمان نماز کے پروں سے عالم بالا تک پہنچتے ہیں۔ **حکایت** حضرت بایزید بسطامی ایک رات نماز پڑھتے پڑھتے آسمانوں پر پہنچے۔ ملائک آپ کی زیارت کے لئے آئے اور فرشتوں نے باہم مل کر اللہ کی تسبیح ادا کی اس تسبیح کی آواز سے شعلے نور کے نکلتے تھے۔ ملائک کے جواب میں حضرت بایزید نے اللہ کی تسبیح پڑھی آپ کی تسبیح کا نور۔ ملائک کی تسبیح کے نور پر غالب تھا اور سارا آسمان روشن ہوا

اس وقت ملائکہ نے بشر کے کمالات کا اقرار کیا اس حکیم مطلق نے نماز کے وہ پر انسان کو عنایت کئے ہیں کہ ان پروں سے جہاں تک بہ پہنچتا ہے ملائک وہاں تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے۔

دوسرا اسباب رکعتوں کی خاص تعداد کا یہ ہے کہ انسان میں ظاہر کئے پانچ حواس ہیں اور جن پر اس کی زندگانی کا لطف اور ذائقہ موقوف ہے اگر یہ حواس نہ ہوتے تو آدمی بالکل گوشت کا لوتھڑا تھا ہرگز کسی کام کا نہ تھا۔ آنکھ۔ ناک۔ کان۔ زبان جس سے گرم سرد کی پہچان دنیا کی ساری نعمتوں کا دارومدار ان پر تھا۔ اور سینکڑوں نعمتیں انسان ان کے ذریعہ سے برتتا ہے پس ان نعمتوں کے شکریہ میں حواس کی تعداد کے موافق خدا نے پانچ نمازیں فرض کر دیں ہر ایک حواس کے مقابلہ میں ایک نماز پھر جس حد تک پانچوں حواس کام کر سکتے تھے۔ اس کی شمار پر ہر نماز کی رکعتیں مقرر فرمائیں مثلاً

قوت حاسہ یعنی چھونے سے گرم سرد کا معلوم کرنا۔ یہ ایک نعمت تھی کہ صرف دو باتیں معلوم کر سکتے تھے۔ گرم یا سرد بتا سکتے تھے۔ اور سارے جسم میں قریب قریب موجود تھی۔ اس کا شکریہ صبح کی نماز جو تقریباً ساری رات کے بعد پڑھی جاتی دو رکعت والی نماز مقرر ہوئی۔ تاکہ اس نعمت کا جس کے دو اثر ہیں یعنی گرم سرد کا معلوم کرنا اور وہ سارے بدن میں موجود ہے۔ فجر کی دو رکعتوں کے پڑھنے سے شکریہ ادا ہو جائے۔ اور ساری رات کے گناہ معاف ہو جائیں۔

قوت شامہ یعنی ناک یہ حواس چاروں طرف سے کام دیتا ہے۔ چاروں طرف کی خوشبو وغیرہ کو بتاتا ہے۔ اس لئے اس کے شکریہ میں ظہر کی چار رکعتیں مقرر ہوئیں۔ یا یوں سمجھو کہ ناک چار کام کرتی ہے خوشبو بدبو کا معلوم کرنا۔ دو طرح سانس لینا ایک اندر کا ایک باہر کا یہ سب نعمتیں مل کر چار ہوئیں۔ اس کے مقابلہ میں چار رکعتیں مقرر ہوئیں

قوت ذائقہ یعنی زبان کھٹا، میٹھا، نمکین یا تلخ اشیاء کا ذائقہ معلوم کرتی ہے اس لئے عصر کی نماز چار رکعت والی فرض ہوئی یا یوں کہیے کہ زبان چار قسم کا کلام کرتی ہے تعریف یا مذمت کار آمد کلام یا بے کار کلام۔ یہ چار طرح کا کلام ہوا جو بجائے خود بڑی نعمت ہے اس کے شکریہ میں چار رکعتیں عصر کی فرض ہوئی

قوت باصرہ یعنی آنکھیں تین طرف سے دیکھ سکتی ہیں۔ سامنے سے داہنی جانب بائیں جانب مگر پیچھے سے کچھ نہیں دیکھ سکتیں۔ لہٰذا اس کے مقابلے میں تین رکعت والی نماز فرض ہوئی۔

قوت سامعہ یعنی کان چاروں طرف سے کام دیتے ہیں ہر ایک کی بات سنتے ہیں۔ رات کے اندھیرے میں آنکھیں بے کار ہو جاتی ہیں۔ مگر کان برابر کام دیئے جاتے ہیں اس کے

مقابلہ میں چار رکعتیں عشاء کی مقرر ہوئیں۔ تاکہ انسان ان سب نعمتوں کے شکریہ سے بری ہو جائے اگر یہ نمازیں فرض نہ ہوتیں تو کبھی انسان خدا کی نعمتوں کے شکریہ سے عہدہ برا نہیں ہو سکتا تھا۔

از دست وزبان کہ برآید کز عہدہ شکرش بدر آید کس ہاتھ اور زبان سے شکر الٰہی ہو سکتا تھا

؎ خالق نے کیا بنائی ہے نور نظر نماز ؛ اندھیر تھا جہان میں نہ ہوتی اگر نماز ؛

نکتہ پہلا نماز کے اندر سات فرض کیوں ہیں انسان کا جسم سات چیزوں سے بنا ہے۔ مغز یعنی بھیجا۔ رگیں ؏۔ گوشت ؏۔ پٹھے ؏۔ ہڈیاں ؏۔ خون ؏ جلد ؏۔ یعنی کھال یہ سب سات ہوئے۔ ان ساتوں اجزاء کے شکریہ میں نماز میں سات فرض رکھے گئے۔ ہر ایک جز کے شکریہ میں ایک فرض

نکتہ دوسرا نمازی نماز پڑھ کر ان ساتوں فرض کو ادا کر کے اپنے آپ کو جہنم سے سالم بچا لیتا ہے اور قرآن مجید اس کی گواہی دیتا ہے۔ ویتجنبها الاشقی الذی یصلی النار الکبریٰ ثم لا یموت فیہا ولا یحییٰ قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلیٰ۔ قرآن مجید کے سننے سے وہ بدبخت بھاگے گا جس کے نصیب میں جہنم لکھا ہوا ہو گا۔ وہاں جاکر نہ مرے گا۔ نہ راحت پائے گا۔ مردوں سے بدتر ہو کر پڑا رہے گا ہاں وہ مسلمان جو ایمان لائے اور اللہ اکبر کہہ کر نماز پڑھے۔ وہ ضرور دوزخ سے بچ کر جنت میں جائے گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی مسلمان بردا کسی لونڈی یا غلام کو آزاد کرے حق تعالیٰ اس کے بدلے میں آزاد کرنے والے کو دوزخ سے آزاد کرے گا۔ اس طرح کہ غلام کے سر کے بدلے میں آقا کا سر پیٹ کے بدلے میں آقا کا پیٹ ہاتھ پیروں کے بدلے میں آقا کے ہاتھ پیر غلام کے ایک ایک اعضاء کے بدلے آقا کا ایک ایک جوڑ جہنم سے آزاد ہو گا۔ جس نے غلام کو آزاد کیا خدا نے اسے دوزخ سے آزاد کیا۔ جوڑے کے بدلے جوڑا اسی طرح نماز کے اندر سات فرض ہیں تکبیر تحریمہ۔ قیام۔ قرأت قرآن مجید۔ رکوع۔ سجدہ۔ اخیر کا قعدہ۔ سلام۔

نمازی انسان کے جسم کے سات اجزاء ہیں۔ ہر فرض کے بدلے ایک عضو آزاد ہو گیا جس نے ساتوں فرض ادا کر لئے۔ اس کی ساتوں چیزیں گوشت۔ پوست۔ ہڈیاں۔ خون۔ بھیجا۔ رگیں کھال سب آزاد ہو گئیں۔ نماز پڑھنا گویا بردہ آزاد کرنا ہے۔ نماز پڑھو جہنم سے آزاد ہو جاؤ

نکتہ تیسرا اعضائے انسانی میں بہ اتصال اور اتحاد ہے کہ اگر کوئی سا ایک عضو بیمار ہو جائے تو سارا جسم بے چین اور بیقرار ہو جائے گا۔ ؎ چو عضوے بدرد آورد روزگار دگر عضوہا را نماند قرار۔ صحت ندارد ہو جائے گی۔ اسی طرح نماز کے ساتوں فرض ندارد ہوں گے۔ اور نماز کی صحت جاتی رہے گی۔

نکتہ چوتھا نماز کے اندر سات فرض کیوں ہیں نماز مجموعہ ہے چودہ طبق کے ملائک کی عبادت کا ایک گروہ رات دن صبح شام تکبیر تہلیل کرنے میں مشغول ہے دوسرا گروہ فرشتوں کا تلاوت قرآن میں مشغول ہے۔ تیسرا گروہ ساری عمر سے ہاتھ باندھے ہوئے اللہ کے سامنے کھڑا ہے وہ ہمیشہ اسی طرح کھڑا رہے گا چوتھا گروہ رکوع میں جھکا کھڑا ہے۔ پانچواں گروہ سجدہ میں پڑا ہے چھٹا گروہ گھٹنوں کے بل التحیات کی صورت میں بیٹھا ہے۔ ان میں سے جس کسی کو کہیں جانے کا حکم ہوا فوراً وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور حکم الٰہی بجالا کر فوراً واپس آیا۔ سات طریقے ملائک کے عبادت کے ہیں حق تعالیٰ نے وہ سارے طریقے ملائک کی عبادت کے بندوں کے لئے نماز میں جمع کر دیئے تاکہ ہر حضور اکرم کی امت کا نمازی عورت، مرد، لونڈی، غلام پنجگانہ نماز پڑھ کر سارے جہان کے ملائک کی عبادت کا ثواب حاصل کر لیں۔ سبحان اللہ آل سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت یہ تھی۔ کہ سارے انبیاء کے کمالات آپ کے اندر آگئے ؎ حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری ؞ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری ؞ امت نے آپ کی یہ صفت پائی کہ سارے ملائک کی عبادت اور اس کا ثواب ان کے حصہ میں آیا۔

نکتہ پنجگانہ نماز میں سترہ رکعتیں کیوں ہیں۔ نماز شب معراج میں فرض ہوئی۔ نماز کا معراج المومنین لقب ہے۔ شب معراج میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات آسمانوں کی سیر فرمائی آٹھوں جنتوں کو دیکھا۔ عرش و کرسی کی سیر کی یہ سب مل کر سترہ ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی معراج ہو کر سترہ مقامات کی سیر نصیب ہوئی۔ نمازی نماز میں یہ سترہ رکعتیں پڑھ کر انہی سترہ مقامات کی سیر کرتا ہے اور اسی جگہ پہنچ جاتا ہے۔

حکایت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک شب نماز پڑھتے تھے آپ کی نماز کی جگہ ایسا تازہ خون پڑا ہوا تھا۔ کہ جیسے گائے ذبح ہو جاتی ہے۔ صبح کو مریدوں نے عرض کیا کہ جناب رات کی کیفیت کچھ ہمیں بھی سنا دیجئے شاید ہمیں بھی کچھ نفع پہنچ جائے فرمایا کہ رات کو نیت باندھی تھی عرش الٰہی کے سامنے پہنچا دیکھا کہ عرش الٰہی ہانپتا ہے جیسے کوئی جانور ہانپتا ہے۔ فرمایا کہ اے عرش محبوب میرے کا نشان بتا کہ ہمیں تیرے پاس پتا دیا گیا ہے۔ الرحمٰن علی العرش استویٰ ترجمہ رحمان کا نشان عرش کے پاس ہے۔ اب تو ہمیں ہمارے محبوب کا نشان بتا عرش نے عرض کیا کہ اے بایزید تمہیں یہ نشان بتایا ہے کہ رب العالمین عرش کے قریب ہے۔ اور عرش سے یہ کہا گیا ہے کہ رب العالمین محبوب حقیقی مومنین عارفین کے دل میں رہتا ہے۔

وہاں ملے گا۔ سبحان اللہ ؎

ہے جن کے ساتھ ساتھ یہاں دل نمازیں ‏ ‏ طے کر گئے وہ عشق کی منزل نمازیں

ظاہر ہیں دست بستہ ہیں قیدِ قیام میں! ‏ ‏ پر قطع کرتے ہیں وہ مراحل نمازیں

کچھ بھی نہ رہے دل میں پھر اللہ کے سوا ‏ ‏ جو دل رہے نماز کے قابل نمازیں!

سچی نمازیں وہی باندھے ہوئے ہیں ہاتھ ‏ ‏ دنیا میں باندھتے ہیں جو محمل نمازیں

نکتہ نمازوں میں سات فرض سترہ رکعتیں کیوں ہیں رات دن کے چوبیس گھنٹے ہیں جس میں انسان طرح طرح کے گناہ کرتا ہے اور سات فرض سترہ رکعتوں میں مل کر ۲۴ ہوئے جو کوئی مسلمان نماز پڑھے گا اس کے رات دن کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

بخاری شریف مسلم۔ ترمذی۔ ابن ماجہ عن ابی ہریرہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ارئیتم لوان نہرا بباب احدکم یغتسل فیہ کل یوم خمس مرات ہل یبقی من درنہ شئ قالوا لایبقی من درنہ شئ قال کذالک الصلوٰۃ الخمس یمحو اللہ بہن الخطایا۔

ترجمہ ایک دن جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ نے ارشاد فرمایا کہ لوگو بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر کسی کے گھر کے آگے نہر جاری اور پھر وہ گھر والا دن رات میں پانچ دفعہ نہا لیا کرے اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ جناب بھلا اس کے بدن پر میل کہاں رہے گا فرمایا کہ بس اسی طرح جو مسلمان پنجگانہ نمازیں پڑھے گا۔ اس پر کوئی گناہ نہ رہے گا نکتہ پانچ نمازیں اس کے اندر سات فرض یہ سب مل کر پورے بارہ ہوئے سال بھر کے بارہ مہینے ساری عمر کا نمازی بارہ مہینوں کے گناہوں سے پاک رہتا ہے الصلوٰۃ الخمس کفارۃ لما بینہن۔ ترجمہ پانچوں نمازیں کفارہ ہیں اپنے سارے درمیانی وقت کی جو ساری عمر ہوئی ترغیب منذری عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحترقون تحترقون فاذا صلیتم الصبح غسلتہ تاثم تحترقون تحترقون فاذا صلیتم الظہر غسلتہا ثم تحترقون فاذا صلیتم المغرب غسلتہا ثم تحترقون تحترقون فاذا صلیتم العشاء غسلتہا ثم تنامون فلا یکتب علیکم حتی یستیقظ ترجمہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگو تم اپنے گناہوں کی آگ میں جلتے ہو۔ مگر جب تم نے صبح کی نماز پڑھ لی تو وہ آگ بجھ گئی۔ پھر صبح سے ظہر تک تم اپنے گناہوں کی آگ جلاتے اور اس میں خود جلتے رہتے ہو مگر ظہر کی نماز سے وہ آگ گناہوں کی بجھ جاتی ہے۔ پھر ظہر سے عصر تک تمہارے گناہوں کی آگ تیز ہوتی اور تمہیں جلاتی ہے جب تم عصر کی نماز پڑھتے ہو۔ وہ آگ بجھ جاتی ہے۔ پھر ظہر سے عصر مغرب تک تمہارے گناہوں

کی آگ نہایت تیزی سے تمہیں جلانے لگتی ہے۔ مگر جب تم مغرب کی نماز پڑھتے ہو تو وہ آگ نماز کے سبب سے گل ہو جاتی ہے پھر مغرب سے لے کر عشاء تک خوب گناہوں کی آگ بھڑکائی جاتی ہے۔ جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے ہو۔ وہ آگ بجھ جاتی ہے اور تم پاک صاف ہو کر سوتے ہو پھر سونے کی حالت میں تم پر کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا یہاں تک کہ تم جاگ اٹھو۔

کنزل العمال۔ عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبعث اللہ منادٍ عند کل صلوٰۃ فیقول یا ابن آدم قوموا الٰی نارکم فاطفوا عنکم ما اوقدتم علی انفسکم فیقومون فتطہرون ویصلون یغفر لہم ما بینہما ترجمہ حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو رب العزت ایک فرشتہ سے ندا کرتا ہے۔ اے لوگو! اٹھو جو آگ تم نے گناہوں کی جلائی ہے اس پہ پانی ڈالو اور ٹھنڈا کرو نمازی لوگ اٹھتے ہیں وضو کرتے نماز پڑھتے ہیں اس نماز کے سبب ان کے گناہ بخشے جاتے اور مرحوم اور مغفور ہو جاتے ہیں۔ نکتہ ابتدائے اسلام میں بیت المقدس محمدی لوگوں کے لئے قبلہ بنا تھا تاکہ پہلی آسمانی کتابوں کی پیشین گوئی اور نبی آخر الزمان کی علامت پوری ہو جائے۔ اور اہل کتاب کی تالیف قلب ہو اس کے بعد پھر اصلی کعبہ کی طرف متوجہ کیا گیا۔ کیونکہ یہ کعبہ بیت المقدس سے افضل ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ کعبہ ایک پیغمبر کا بنایا ہوا ہے یعنی حضرت سلیمانؑ کا اور یہ کعبہ پانچ پیغمبروں کا بنایا ہوا ہے اول اس کی بنیاد حضرت آدم نے ڈالی جب طوفان میں خراب ہوا تھا تو حضرت نوح نے مرمت کی اس کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ نے از سر نو تعمیر فرمایا۔ واذ یرفع ابراہیم القواعد من البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

ترجمہ جب ابراہیم اور اسمٰعیل کعبہ کی دیواریں بناتے اور یہ کہتے تھے کہ اے رب ہماری محنت قبول فرما لے تو سننے والا جاننے والا ہے۔ اس کے بعد جناب سید المرسلین نے قریش کے ساتھ مل کر کعبہ کی طرف توجہ کر کے نماز پڑھنے میں مطلب یہ ہے کہ ہر ایک نمازی پانچ پیغمبروں کا وسیلہ جناب باری میں پیش کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ الٰہی میں خود اس قابل نہیں ہوں جو میری عبادت قبول ہو۔ لیکن بطفیل ان پیارے پیغمبروں کے جنہوں نے یہ کعبہ بنایا ہے۔ میری عبادت قبول فرما لے۔

نکتہ نماز میں کعبہ کی توجہ کیوں ضروری ہے خداوند کریم کو صرف اپنے حکم کی اطاعت منظور ہے اور حکم کی مخالفت سے سخت نفرت فرما کر اس کی بڑی لعنت کرتا ہے جس طرح بظاہر

آدم پر ملائک کو شرف تھا۔ اسی طرح انسان کو کعبہ کی زمین یا دیواروں پر شرف ہے جس طرح وہاں اصلی مطیع کو نقلی اور مصنوعی مطیع سے جدا اور الگ کرنے کے لئے ایک کم درجہ کے قالب کو سجدہ کرنے کا حکم دیا اسی وقت اصلی تابعدار ملائک اور نقلی تابعدار شیطان الگ الگ سب کو ظاہر ہوئے اسی طرح توجہ الی الکعبہ سے اصلی حکم الٰہی کے مطیع اور اپنی عقل لڑا کر خدا کی اطاعت کرنے والے الگ تھلگ سب کو معلوم ہو جائیں گے۔ چنانچہ قبلہ بدلنے سے ہزاروں اہل کتاب اور جاہل عرب معترض ہوئے۔ پھر جاہل عقل کے دشمن اسلام پر کعبہ کی طرف نماز پڑھنے سے بت پرستی کا اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ مسلمان بالاتفاق کعبہ پرست کو کافر کہتے ہیں۔

در مختار میں لکھا ہے کہ جو شخص نماز میں یہ نیت کرے کہ میں کعبہ کو سجدہ کرتا ہوں وہ کافر ہو جاتا ہے۔ یہاں تو صرف حکم کی اطاعت منظور ہے۔ جیسے ملائک سے قالب خاکی کو سجدہ کرایا اسی طرح اہل اسلام کی طرف سجدہ کرا کے اپنے حکم کی اطاعت کا اندازہ کیا۔ اور ملائک نورانی قوم اور انسان اشرف المخلوقات سے خودی کے گمان کو توڑ کر اپنی قدرت کا معائنہ کرایا کہ ہم وہ قدرت والے ہیں کہ اعلیٰ کو ادنیٰ کی طرف اشرف کو ارذل کی طرف! جھکاتے اور سجدہ کراتے ہیں وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شئ قدیر تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے تیرے ہاتھ اختیار ہے تو ہر ایک بھلائی کا مالک و مختار ہے۔

دوسری وجہ جسمانی عبادت کی خوبصورتی اتفاق اور اتحاد کی صورت میں ہوتی ہے۔ اور اتفاق کی صورت بغیر ایک طرف کے متوجہ ہونے کے نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا عبادت کو! اتفاق اور یگانگت کی صورت میں لانے کے لئے جہت کعبہ کو لازم کیا گیا ہے۔

نکتہ نماز کی ابتداء بلند آواز اللہ اکبر کہنے کے ساتھ کیوں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ سب بڑوں سے بڑا ہے۔ نماز بندہ کے لئے مولیٰ کی حضوری ہے۔

ترغیب۔ میں بزار سے روایت ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا قام الصلوۃ فانما ہو بین یدی الرحمٰن فاذا التفت یقول اللہ عزوجل الی من تلتفت الی خیر منی اقبل یا ابن آدم الی فانا خیر من یلتفت الیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ تو وہ فوراً رب العزت کی حضوری میں پہنچتا ہے پھر اگر وہ نمازی

نماز میں کہیں اور خیال لے جاتا ہے تو مولیٰ فرماتا ہے اے ناسمجھ میں تیرے سامنے تھا۔ مجھے چھوڑ کر کہاں گیا۔ مجھ سے بھی اچھا اور کوئی نظر آیا سب کو چھوڑ کر میری طرف آ۔ مجھ سے بہتر کوئی نہیں ہے پس نماز میں حضور معلی کی آمد آمد ہے یہ سینکڑوں آدمی صفیں باندھے حضور کے استقبال کیلئے کھڑے ہیں آگے ایک درباری وکیل جس کو امام کہتے ہیں کھڑا ہے۔ یکایک حضور کی تشریف آوری ہوئی امام وکیل نے چوبدار کے طور پر القاب شہنشاہی سے پکارا اللہ اکبر لو مبارک ہو وہ شہنشاہ عالی جاہ تشریف لائے یہ سنتے ہی حضور کا القاب سب کے منہ سے نکلا اور ہاتھ باندھ کر نہایت ادب سے کھڑے ہوئے آنکھیں ہیبت سے نیچی کہیں چہرہ پر جلال اور خوف کے آثار نمایاں ہیں۔ نکتہ اللہ اکبر کے ساتھ ہاتھ کیوں اٹھائے جاتے ہیں۔ تاکہ قول اور فعل دونوں مطابق ہو جائیں زبان سے اللہ اکبر کہہ کر خدا کی بلندی شان بیان کی پھر دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھا کر اس کے عالی مکان کو اشارہ سے بتایا یعنی وہ مولیٰ بڑی عالی شان عالی مکان ہے نکتہ انسان اپنے بے خبر ہونے کو کانوں پر ہاتھ رکھ کر بیان کرتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب بی بی عائشہ صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو منافقین نے تہمت لگائی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کو تحقیق کرنا چاہا تو بی بی زینب سے سوال کیا کہ تم عائشہ کے اس معاملہ میں کیا کہتی ہو تب بی بی زینب نے کانوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ احمی سمعی وبصری ان قول مالیس لی بہ علم یا حضرت میں اپنے کانوں کو بچاتی ہوں۔ ایسی بات کے کہنے سے جس کا مجھے کچھ علم نہ ہو۔ پس اسی طرح بندہ زبان سے اللہ کو بہت بڑا بیان کرتا ہے۔ اور ہاتھوں سے اس مولیٰ کی مانند یا برابر شریک سہیم ہونے کے لاعلمی بیان کر کے کانوں پر ہاتھ رکھتا ہے اور زبان حال سے یہ کہتا ہے کہ میں نے کہیں اس سے بڑا کوئی سنا بھی نہیں موجود ہونا تو کیا یا یوں کہو کہ اب تو اس بڑے کا سامنا ہے۔ اس کے ہونے ہو لے سب فنا ہو جاتے ہیں لہٰذا اب سوائے اس کے مجھے کسی کی خبر یا کسی کا ہوش نہیں سہ اے خبیر ایسا خبردار بنا دے مجھ کو۔ بے خبر سب سے رہوں تجھ سے خبردار رہوں۔ تیسرا نکتہ نماز کے شروع میں ہاتھ اٹھانے کا یہ ہے کہ نماز حضور معلی کی تشریف آوری کا وقت ہے اور جناب معلی نماز کے سامنے تشریف لاتے اور جلوہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ نمازی حضور کو دیکھتے ہی تعجب سے حیران ہو کر اللہ اکبر کہہ اٹھتا ہے اور بے خودی کے عالم میں محو تجلی ہو کر اس کے ہاتھوں میں حرکت پیدا ہوتی ہے اکثر دیوانہ یا مجذوب یا جس پر کیفیت طاری ہوتی ہے اپنے ہاتھ زیادہ اٹھاتا ہے۔ وہی کیفیت

نماز پر طاری ہوئی جو بے اختیار ہو کر ہاتھ اٹھ گئے۔ نکتہ جس طرح کوئی شخص دریا میں غرق ہونے کے وقت اپنے ہاتھ پانی کی سطح پر مارتا ہے کہ شاید میرا مولیٰ میرا ہاتھ پکڑ لے اور دریائے عصیان کے غرق ہونے سے بچالئے۔ نکتہ نماز میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے میں کیا اشارہ ہے انسان بوجہ گناہوں کے ایک مجرم خونی کے مانند ہے اور نماز بمنزلہ عرضی کے جو ملزم نے عدالت عالیہ حضور رب العالمین میں پیش کی ہے کہ اگر نماز جماعت کے ساتھ ہے۔ تو بذریعہ وکیل یعنی امام کے اور اگر نہیں تو بذات خاص پھر اجلاس عالیہ قائم ہے خاص اشخاص شہنشاہ عدالت میں جلوہ افروز ہیں۔ اس ملزم کا مقدمہ پیش ہے پس ایسی حالت میں مجرم اور ملزم کے لئے فرض ہے کہ وہ ہاتھ باندھے نیچے نگاہ کئے کھڑا رہے شاید اس کی عاجزی کی صورت پر رحم ہو کر جان بخشی کی جاوے۔ نکتہ نماز میں الحمد شریف پڑھنے کا کیا مطلب ہے۔ الحمد شریف ایک عرضی ہے جو نمازی حضور میں پیش کرتا ہے۔ جیسے عرضی کے شروع میں بادشاہ کے القاب اور آداب بادشاہ کی تعریفیں بیان کی جاتی ہیں اسی طرح الحمد شریف میں مضمون ہے۔ پہلے دو جملہ الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم۔ سب خوبیاں تیری ذات کے لئے ہیں۔ کیونکہ پالنے والا ہے۔ سب کا نہایت رحم والا ہے مہربانی کرنے والا۔ اللہ کی تعریف دوسرے جملہ میں مالک یوم الدین عدالت عالیہ کا با اختیار ہونا بیان ہوا۔ پھر تیسری مرتبہ ایاک نعبد و ایاک نستعین دونوں حلقوں میں اپنا غلام ہونا ہمیشہ سے سرکار عالیہ سے ہر قسم کی مدد ملنا اپنا قدیمی نمک خوار ہونا بیان ان سب مرتبوں کے بعد اصلی مضمون عرضی کا پیش ہوا۔ اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم و لا الضالین الٰہی ہمیں ہدایت کر اور اپنی مرضی کا راستہ چلا۔ انبیاء و مرسلین اور اولیاء کاملین کا طریقہ ہمیں نصیب کیجئے۔ یہ گناہ کی خصلت بری عادتیں چھڑا دیئے۔ یہود و نصاریٰ کی سی سرکشی گنہ گاری سے بچایئے۔ پھر انبیاء المرسلین کے ساتھ جنت میں بھیجئے۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ جہنم میں جانے سے محفوظ رکھئے۔ پس الحمد شریف کی ایک عرضی خونی کی طرف سے نجات اور جان بخشنے کے لئے پیش ہوئی۔ عرضی کا پیش ہونا تھا کہ فوراً منظور ہوئی اور جس کی طرف منظوری کی خبر مخبر صادقؐ نے سنادی۔

معالم التنزیل عن ابی ہریرہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قال اللہ عزوجل قسمت الصلوٰۃ بینی وبین عبدی ولعبدی ماسأل یقول العبد الحمد للہ رب العالمین قال اللہ تعالیٰ حمدنی عبدی

یقول الرحمن الرحیم یقول اثنیٰ علی عبدی یقول العبد مالک یوم الدین یقول اللہ مجدنی عبدی یقول العبد ایاک نعبد و ایاک نستعین یقول اللہ ہذا بینی وبین عبدی فلعبدی ماسائل یقول العبد اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین یقول اللہ ہا فہولاء لعبدی و لعبدی ماسأل ترجمہ ارشاد عالی ہے کہ جب بندہ الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے۔ مولیٰ فرماتا ہے کہ بندے نے میری تعریف کی جب الرحمن الرحیم کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ بندے نے میری ثنا کی۔ جب بندہ مالک یوم الدین کہتا ہے۔ مولیٰ فرماتا ہے کہ بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ جب ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے۔ تو مولیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ جو کچھ مانگے میں وہی دوں گا۔ اسی طرح جب بندہ اہدنا الصراط المستقیم آخر تک کہتا ہے حکم ہوتا ہے کہ بندے کی دعا قبول ہوئی اور جو کچھ مانگتا ہے وہ دیا جائے گا نکتہ الحمد شریف کے بعد جو آیتیں یا کوئی اور سورت پڑھی جاتی ہے اس میں کیا اشارہ ہے قرآن مجید سارے کا سارا بندوں کے لئے ہدایت نامہ ہے سارے قرآن مجید میں یا تو ایمان لانے نیک عمل کرنے بری باتوں سے بچنے کے احکام ہیں۔ یا اگلے انبیاء ان کی قوموں کا ذکر ہے جو کوئی ان میں سے ایمان لایا اسے نجات ملی جس نے کفر کیا وہ عذاب الٰہی میں مبتلا ہوا یا معاملات کی ہدایت ہے پس کوئی عرضی پیش کرنے والا الحمد شریف کے بعد وہ آیتیں پڑھتا ہے جن میں ایمان لانے نیک اعمال کرنے برے عملوں سے بچنے کی ہدایت ہے۔ تو یوں سمجھو کہ اس ملزم کی عرضی پر خدا کی عدالت سے یہ حکم ہوا۔ کہ جاؤ ہم نے تمہارا قصور معاف کیا جان بخشی کی مگر آئندہ کے لئے تم اگر دستور العمل شاہی پر کاربند ہو گئے تو عدالت عالیہ ہمیشہ کے لئے جنت کی جاگیر عطا فرمائے گی اور اگر بعد الحمد شریف کے وہ آیتیں پڑھیں کہ جس میں اگلی امتوں کے عذاب کا ذکر ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور سے حکم ہوا کہ جاؤ اس وقت تمہارا قصور معاف کیا۔ لیکن یاد رکھو کہ اگر تم نے ایسے عمل کئے اور آیندہ کے لئے باز نہ آئے تو جو ان کافروں کا انجام ہوا وہی تمہارا انجام ہوگا وما ہی من الظالمین ببعید اب بھی وہ عذاب ظالموں سے دور نہیں ہے اگر رحمت الٰہی کا ذکر ہے تو اس میں یہ اشارہ ہے کہ جاؤ ہم نے بخش دیا اور ہمیشہ اسی طرح ہم سے معافی مانگتے رہو۔ الغرض جس قسم کی آیتیں بعد الحمد شریف کے پڑھیں گئیں وہی حکم نمازی کی عرضی پر ہوتا۔ پس اس کو لازم ہے کہ اس کے حکم کا ہمیشہ پابند رہے اور اس کے حکم کے مطابق عمل کرے۔ نکتہ رکوع کے جھکنے میں کیا حکمت ہے۔ جب نمازی کی

غرض یہ قسم قسم کی ہدایتیں لکھی گئیں۔ وہی ہدایتیں سن کر نمازی نے فوراً سر تسلیم خم کیا اور سر جھکا لیا کمر سامنے کر دی۔ کہ اے شہنشاہ یہ مجھ بندے گنہگار کی پیٹھ حاضر ہے جس قدر چاہے اس پر عملوں کا بوجھ رکھ دیجئے۔ آپ کو اختیار ہے خواہ اس کمر کو توڑ دے یا چھوڑ دے۔ تیری ذات پاک بڑی سرکار ہے میں تیرا پالا ہوا خانہ وار غلام ہوں۔ ارشاد ہوا کہ جاؤ ہم نے تمہاری کمر کا بوجھ گناہوں کی گٹھڑی کو دور کیا۔

کنز العمال عن سلیمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَن العبد اذا قام الی الصلوۃ وضعت ذنوبہ علی راسہ فلما رکع تساقطت عنہ فیفرغ حین یفرغ من صلوۃ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جس وقت بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اس کے سارے گناہ باندھ کر اس کے سر پر رکھے جاتے ہیں۔ جب انسان رکوع میں جاتا ہے وہ سارے گناہ گر جاتے ہیں نمازی جب نماز سے فارغ ہوا تو گناہوں سے پاک صاف ہوتا ہے بندہ گنہگار خوش ہوتا کھڑا ہوتا ہے زبان سے کہتا ہے سمع اللہ لمن حمدہ سن لیا مولی نے جو کچھ اس کی جناب میں عرض کیا گیا نکتہ۔ سجدہ کرنے میں کیا حکمت ہے نمازی کو جو کچھ عرصہ حضوری میں کھڑے کھڑے ایک خاص حالت طاری ہوئی تھی قرب الٰہی کے انوار کا اثر نور اور سرور پیدا ہوتا چلا تھا کیونکہ اگر وہ سرکار مظہر جلال ہے تو مظہر جمال بے زوال بھی ہے یہ اس پیشی کے وقت میں گناہوں کی معافی کے لئے رکوع میں جھکا تھا۔ تو کسی قدر جمال اور جلال کے دروازے پر پہنچا تھا اور سرور اور نور بھی زیادہ ہوا تھا۔ اس لئے خیال کیا کہ جب دور دور کی حضوری میں یہ اثر ہے تو بالکل در دولت پر حاضر ہو کر خدا جانے کیا حاصل ہو گا۔ سجدہ میں گر گیا۔

جامع صغیر سیوطی۔ ان الساجد یسجد فی قدمی الرحمان سجدہ کرنے والا مولی کے قدموں میں سجدہ کرتا ہے۔ اور نہایت اپنے مولی سے قریب ہو جاتا ہے بندہ نے سجدہ کیا۔ سبحان ربی الاعلی مجھ ناچیز ذلیل کا رب نہایت اعلی ہے میں کس طرح اس کی شان عالی کا اظہار کر سکتا ہوں اس نے مجھے خاک سے پیدا کیا ارشاد ہوا کہ اے بندے اٹھ اور سب کو دکھا کہ ہم نے اس خاک سے کس طرح پیدا کیا یہ سن کر بندہ فوراً اللہ اکبر کہتا ہوا خاک سے اٹھا اور خدا کی قدرت کو عیاں کر دکھایا۔ وہاں سے ارشاد ہوا کہ اس زندگی پر مغرور نہ ہونا پھر تمہیں اس خاک میں ملنا ہو گا۔ جاؤ دوسرا سجدہ کرو پھر خاک میں مل کر دکھاؤ کہ بندہ مر کر کس طرح خاک میں ملے گا۔ یہ سنتے ہی فوراً اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں گیا۔ اور وہی پہلی تسبیح ادا کی ارشاد ہوا ہم دوبارہ مارنے کے بعد دوبارہ پھر زندہ۔

کریں گے۔ اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو گیا کہ دیکھو اس خاک سے زندہ ہو کر قیامت میں کھڑے ہو جائیں گے۔ لیکن جو کچھ نمازی کی آنکھوں نے دیکھا اور دل میں شوق پیدا ہوا اس نے لاچار کیا کہ اب دوبارہ حضور میں حاضر ہونے کی پھر عرضی دی جائے چنانچہ عرضی پیش ہوئی اور بلایا گیا اور وہی پہلی دفعہ کی طرح سے پیشی ادا کرتا رہا۔

مسئلہ سجدہ میں جانے کے وقت پہلے گھٹنے زمین پر ٹیکیں پھر ہاتھ پھر منہ اس کے خلاف کرنا بلاعذر سخت مکروہ اور سجدہ کے اٹھنے کے وقت بالعکس اٹھنا چاہیئے پہلے سر اٹھے، پھر ہاتھ، پھر گھٹنے اس میں کیا حکمت ہے۔ **نکتہ** سجدہ میں جانا ظاہر باطن میں موت اور فنا کی صورت ہے۔ قیام اور کھڑے ہونے کی نسبت سجدہ بالکل پستی اور فنا ہے۔ پھر گنہگار کا سجدہ کرنا گناہوں کی معافی کے لئے باطنی طور پر فنا ہے۔ جب سجدہ میں جانا موت اور فنا کی ہم شکل ہے تو انسان کی موت کی صورت یہ ہے۔ کہ پہلے گھٹنوں کی جان نکلتی ہے۔ پھر ہاتھوں کی پھر سینہ کی پھر سر اور منہ کی لہذا سجدہ میں جانا موت کی ہم شکل ہونا مناسب ہوا اور سجدہ سے اٹھنا ظاہری طور پر بقا ہے۔ باطنی طور پر گناہ معاف کرا کر اٹھا وہ بھی ایک طرح کی باطنی بقا ہے تو سجدہ سے اٹھنا زندگانی کی صورت ہے پس مناسب ہوا کہ جس طرح سب سے اول آدم ابوالبشر کو حیات اور زندگانی ملی تھی۔ اسی طرح سجدہ سے اٹھنے والا بھی اٹھے پہلے حضرت آدمؑ کے سر مبارک میں جان داخل ہوئی تھی پھر ہاتھوں میں پھر گھٹنوں میں پس سجدہ سے سر اٹھانے والا بھی جو موت کے بعد زندہ ہوتا ہے۔ وہ بھی پہلے سر اٹھائے پھر ہاتھ پھر گھٹنے پس سجدہ میں جانا موت کی صورت تھی پس سجدہ کا موت اور جان کندنی کی طرح ادا کرنا مناسب ہوا۔ سجدہ سے اٹھنا حیات اور زندگانی کی طرح اٹھنا مناسب اور لائق ہوا۔

نکتہ قیام کے بعد نماز میں رکوع اس کے بعد سجدہ کیوں ہے اور سجدہ کے بعد پھر قیام ہے اس کا کیا سبب ہے۔ قیام ایک سر بلندی اور رفعت ہے اور سجدہ پستی ہے اور صحیح حدیث میں یوں آیا ہے۔ حق علی اللہ ان لا یرفع شیئ الا وضعہ ومن تواضع اللہ الا رفعہ جو کوئی ارتفاع اور بلندی اختیار کرے گا یا سر اٹھائے گا واجب ہے۔ اللہ پر کہ وہ اسے پست اور سرنگون کرے چنانچہ قیام سر بلندی تھی۔ اس لئے سرنگون کیا گیا رکوع میں سجدہ میں ڈالا گیا اور جو کوئی پستی اختیار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ضرور اس کو سر بلند کرے گا پس جب نمازی نے پستی اختیار کی رکوع میں گیا۔ فوراً سر بلندی سے سر اٹھانے کا حکم ہوا۔ اب اس کو

جب یہ راز معلوم ہوا تو اس نے زیادہ پستی سے سجدہ اختیار کیا پھر تو اس کا زیادہ اعزاز کیا گیا کہ حضوری اور دربار میں بیٹھنے کی اجازت حاصل ہوئی جس کا نام جلسہ ہے۔ پھر اگر دوسرا سجدہ کیا۔ تو زیادہ دیر تک دربار عالی شان میں آرام سے بیٹھنا ملا یا پھر وہی رفعت اور بلندی یعنی قیام عطا ہو گیا۔

نکتہ پہلے قیام پھر رکوع پھر قومہ پھر سجدہ پھر جلسہ پھر قیام یا التحیات میں بیٹھنا کیوں ہے بات یہ ہے کہ مغرور متکبر اس سرکار سے ہمیشہ کے لئے مردود نکالا گیا باقی جو بندہ اپنے اللہ کے لئے جس قدر اپنے آپ کو بگاڑے گا اسی قدر رب العالمین اسے بنائے گا اول ملزم دست بستہ عدالت میں حاضر ہوتا ہے اس لئے نمازی بھی اسی طرح دست بستہ کھڑا ہوتا ہے۔ پھر گنہ گار گناہوں کے معاف کرانے کے لئے مولی کے سامنے رکوع میں جھک کر اپنی خلقی وضع اور ہیئت کے خلاف ایک ذلیل ہیئت اختیار کرتا ہے بندے نے آپ کو بگاڑا خدا نے اور زیادہ اسے بنایا۔ سجدہ سے اٹھا کر بٹھا دیا اس نے پھر اپنے آپ کو اللہ کے لئے بگاڑا خدا نے اس کو پھر بنایا تو سیدھا قدو قامت مناسب ہیئت انسانی عطا کر دی یا بہت دیر تک دربار کی حاضری مناسب صورت سے یعنی قعود کا حکم دے دیا۔ کبھی ایک دفعہ کبھی دو دفعہ حضوری میں بیٹھ جانے کی اجازت ہوئی سب سے اخیر بالکل رخصت کیا گیا وہاں سے رخصت ہو کر نمازی لوگوں سے سلام علیک کرتا آیا یہ سلام بنائے دیتا ہے کہ نمازی کہیں دور سفر میں گیا ہوا تھا اب باہر سے آیا اس لئے سلام کرتا ہوا آیا ہے۔ نمازی پر یہ مصرعہ صادق ہے ۔ ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل ؎ سبحان اللہ معراج المومنین نماز ہے۔

نکتہ رکوع ایک اور سجدے دو ہر رکعت میں کیوں ہیں قیاس چاہتا تھا کہ جب سارے رکن ایک ایک ہیں تو سجدہ بھی ایک ہی ہوتا۔ جب ملائک کو حکم ہوا کہ حضرت آدم کو سجدہ کرو سب ملائک سجدہ میں گئے۔ مگر ابلیس نے سجدہ سے انکار کیا خدا نے فوراً اسے ہیچ کر دیا اور طوق لعنت اس کے گلے میں ڈالا۔ جب ملائک نے سجدہ سے سر اٹھایا اور شیطان کی یہ حالت دیکھی تو فوراً دوبارہ سجدے میں گرے اور عرض کیا کہ اے خدا تو نے ہمیں اس لعنت سے بچایا تیرا شکر ہے خداوند کریم نے وہی دونوں سجدے ہر رکعت میں مقرر کر دیئے تا کہ آدم ملائک کی عبادت کا ثواب حاصل کرے اور ساری عبادت کے ارکان میں ملائک کے برابر ہو جائے

نماز کا پہلا سجدہ خدا کی اطاعت کا ہے دوسرا سجدہ لعنت سے بچنے کا قلعہ اور رحمت الٰہی کا گنبد ہے نماز کے اجزا کی فضیلت التکبیر۔

کنز العمال التکبیرۃ الاولیٰ خیر من الدنیا وما فیہا. سب سے اول کی تکبیر نماز کی یعنی اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ لینا سارے جہان کی بادشاہت اور سلطنت سے بہتر ہے لکل شئ صفوۃ و صفوۃ الایمان الصلوٰۃ وصفوۃ الصلوٰۃ التکبیرۃ الاولیٰ ہر چیز کا خلاصہ ہوتا ہے ایمان کا خلاصہ نماز ہے اور نماز کا خلاصہ تکبیر اولیٰ ہے۔ اذا کبر العبد سرت تکبیرۃ ما بین السماء والارض جب بندہ اللہ اکبر کہتا ہے تو یہ تکبیر خوش کر دیتی ہے زمین سے آسمان تک ہر چیز کو کیونکہ ہر ایک شے ذکر اللہ کی طالب ہے جب بندے کی تکبیر کی آواز سنتی ہے تو ہر شے اپنے محبوب کے ذکر کو سن کر نہال ہو جاتی ہے۔ التکبیرۃ لاولیٰ یدرکہا الرجل مع الامام خیر لہ من الف بدنۃ یھدیھا ترجمہ تکبیر اولیٰ امام کے ساتھ پالینا بہتر ہے۔ ایک ہزار اونٹ کی راہ خدا میں خیرات کرنے سے قرآت کنز العمال عن ابی عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ وسلم من سمع حرفا من کتاب اللہ خارج الصلوٰۃ کتبت لہ عشر حسنات ومحیت عنہ عشر سیات ورفعت لہ عشر درجات من قرأ حرفا من کتاب اللہ فی صلوٰۃ قاعدا کتبت لہ خمسون حسنۃ ومحیت عنہ خمسون سیئۃ ورفعت خمسون درجۃ ومن قرا حرفا الخ جس نے ایک حرف قرآن الٰہی کا نماز کے باہر سنا اسے دس نیکیاں ملیں دس گناہ معاف ہوئے۔ دس درجہ جنت میں ملے اور جس نے ایک حرف قرآن کا نماز میں بیٹھ کر پڑھا ہر ایک کے بدلے میں پچاس نیکیاں ملیں گی پچاس گناہ معاف ہوں گے پچاس درجے جنت بلند ہوں گے۔ جس نے کھڑے ہو کر نماز میں قرآن پڑھا۔ ایک ایک حرف کے بدلے سو سو نیکیاں ملیں گی۔ سو سو گناہ معاف ہوں گے سو سو درجے جنت میں بلند ہوں گے۔ عن ابن عباس من شہد فاتحۃ الکتاب حین یستفتح کان کمن شہد فتحاً فی سبیل اللہ ومن شہد خاتمۃ حین تختم کان کمن شہد الغنائم حین تقسیم۔

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال اس شخص کی جو امام کے ساتھ شروع الحمد پڑھتے ہیں آکر نماز میں شامل ہو جائے۔ ایسے جیسے کوئی شخص دار الکفر فتح کرنے میں شروع سے شامل رہا۔ اور مثال اس شخص کی جو الحمد شریف کے اخیر میں امام کے ساتھ آکر نماز میں ملا ایسے ہے جیسے کوئی شخص بعد فتح کرنے کے غنیمت تقسیم ہونے میں شامل ہو کر مال غنیمت سے حصہ لے لیا۔ یعنی نماز کے شروع میں آکر شامل ہونا جہاد اکبر اور اجر عظیم ہے اور اخیر میں آکر ملنا مفت کا ثواب ہے۔

قیام۔ جامع صغیر سیوطی اذا قام العبد فی صلوۃ ذر البر علی راسہ حتی یرکع
ترجمہ بندہ جس وقت نماز میں کھڑا رہتا ہے نیکیاں اس کے سر پر برسائی جاتی ہیں یہاں تک کہ وہ رکوع میں جاوے۔

کنز العمال۔ عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا قام الی الصلوۃ فتحت لہ ابواب السماء وکشفت لہ الحجب بینہ وبین ربہ۔
ترجمہ ابی امامہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے کھولے جاتے ہیں اس کے لئے دروازے آسمان کے اور اٹھ جاتے ہیں وہ پردے کہ بندہ اور خدا کے درمیان حائل ہوتے ہیں یعنی حضوری میں حاضر ہو جاتا ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طول القنوت فی الصلوۃ تخفف سکرات الموت۔ ترجمہ لمبا قیام کرنا نماز میں موت کی سختی کو دور کرتا ہے۔ جان با سانی نکلتی ہے طول القیام امان علی صراط۔ ترجمہ نماز میں قیام طول کرنا باعث ہوتا ہے۔ پلصراط پر باسانی گذر جانیکا

رکوع۔ مجالس سنیہ عن عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان العبد اذا رکع فکانما تصدق بوزنہ ذہبا واذا قال سبحان ربی العظیم فکانما قراء کل کتاب نزول من السماء عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتے ہوئے جب بندہ نماز میں رکوع میں جاتا ہے تو اپنے وزن کے برابر سونا خیرات کرنے کا ثواب پاتا ہے اور جب رکوع میں سبحان ربی العظیم کہتا ہے تو ساری آسمانی کتابوں کے پڑھنے کا ثواب ملتا ہے وجہ یہ ہے کہ جب انسان نے اپنے خدا کے سامنے اس کی تعظیم ادا کرنے کے لئے انسان کی ہیئت چھوڑ کر چوپائے کی صورت بنائی رب العزت نے اسے قبول فرمایا اور عزت بخشی اس کے وزن کے برابر سونا نچھاور کیا پھر اس کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا اور ایک سبحان ربی العظیم کی تسبیح کو جہاں بھر کی آسمانی کتابوں کی تلاوت کے برابر ثواب میں کر دیا۔ من تواضع للہ رفعہ اللہ ترجمہ جو اللہ کے لئے جھکے گا خدا اس کا مرتبہ بلند کرے گا۔

سجدہ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اقرب مایکون العبد من ربہ وہو ساجد رواہ مسلم فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بندہ سجدہ کی حالت میں اپنے اللہ بہت ہی نزدیک ہوتا ہے۔

ترغیب منذری۔ عن ابی فاطمہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اردت ان

تلقانی یا ابا فاطمہ فاکثر السجود. ترجمہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابی ابو فاطمہ اگر تم مجھ سے اچھی طرح قیامت میں ملنا چاہو تو نماز میں سجدے دراز کرنا۔ عن حذیفہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن حالتہ یکون العبد علیہا احب الی اللہ من ان یراہ ساجداً ویغر وجہہ فی التراب. ترجمہ حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ پیاری حالت بندہ کی اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ بندہ سجدہ میں پڑا ہو اور اس کا منہ خدا کے سامنے دھرا ہو۔

کنز العمال اذا سجد ابن آدمؑ اعتزل الشیطان وہو یبکی یقول امر ابن آدمؑ بالسجود فسجد فلہ الجنۃ وامرت بالسجود فعصیت فلی النار۔ ترجمہ جب آدمی سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا بھاگتا ہے اور کہتا ہے کہ افسوس انسان کو سجدہ کا حکم ہوا۔ اس نے سجدہ کر لیا اور جنت خرید لی مجھے سجدہ کا حکم ہوا۔ میں نے انکار کر دیا جہنم مول لے لیا۔ آدم کی پیدائش کے بعد سجدہ کی ابتدا ملائک سے ہوئی کہ ملائک نے آدم کو سجدہ حکم الٰہی سے کیا اور رحمت الٰہی کے مستحق ہوئے اور انتہا سجدہ کی انسان پر ہوگی یوم یکشف عن ساق ویدعون الی السجود کی تفسیر میں لکھا ہے جب ہر ایک قوم بت پرست، غیر پرست، آتش پرست، ستارہ پرست، عیسیٰ پرست، عزیر پرست وغیرہ وغیرہ اپنے معبودوں کے ساتھ جہنم میں پہنچ چکے گی مگر خدا پرست لوگ حشر کے میدان میں کھڑے رہ جائیں گے ارشاد عالی ہوگا ذہب کل امۃ بما یعبدہا ترجمہ ہر ایک قوم اپنے خدا کے ساتھ گئی تم یہاں کس کے انتظار میں کھڑے ہو یہ لوگ عرض کریں گے کہ حضور ہم اپنے خدا اور اپنے معبود برحق کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ ہذا مکاننا حتی نریٰ ربنا ترجمہ ہم ساری عمر اسی جگہ کھڑے رہیں گے جب تک اپنے مولیٰ کا دیدار نہ دیکھ لیں گے ارشاد ہوگا کہ تم اپنے رب کی کچھ شناخت اور پہچان رکھتے ہو عرض کریں گے کہ ضرور ہم اپنے رب کو جانتے اور خوب پہچانتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوگا ان کے سامنے آؤ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوگا ان کے سامنے آؤ حضرت جبرئیل علیہ السلام نہایت روشن چہرہ بن کر لوگوں کے سامنے آئیں گے سب کے سب الٹے قدموں ہٹیں گے۔ اور نعوذ باللہ منہ سے نکالیں گے اس کے بعد پھر خاص تجلی الٰہی نظر آئے گی سب کے سب سجدہ میں گریں گے اور جو کچھ حالت اور کیفیت ہوگی وہ اللہ خوب جانتا ہے۔ ساری عمر غائبانہ سجدے کئے تھے آج حضوری کا سجدہ نصیب ہوا۔ اللہم ارزقنی سجدۃ الشہود۔

ترجمہ الٰہی مجھے بھی سجدہ حضوری کا نصیب ہو جائے تیرے کرم اور فضل سے پس سجدہ وہ عبادت ہے جس کی ابتدا ملائک سے تھی اور خاتمہ انسان کرے گا۔ جب خاص الخاص اپنے اللہ کو سجدہ کر کے ہمیشہ کے لئے سجدہ معاف کرائے گا۔

بالاجمال نماز کے ارکان کی فضیلت۔ مجالس سنیہ، شرح اربعین نوویہ عن عبداللہ ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول العبد اذا قام الی الصلوۃ وقال اللہ اکبر خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ واذا قال اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کتب اللہ لہ بکل شعرۃ علی بدنہ حسنۃ واذا قراء الفاتحۃ فکانما حج او اعتمر واذا رکع فکانما تصدق بوزنہ ذہبا واذ قال سبحان ربی العظیم فکانما قراء کل کتاب نزل من السماء واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ نظر اللہ الیہ بالرحمۃ واذا سجد اعطاہ اللہ بعدد الانس والجن حسنات واذ قال سبحان ربی الاعلیٰ فکانما اعتق رقبۃ واذا تشہد اعطاہ اللہ ثواب الصابرین واذا سلم فتحت لہ ابواب الجنۃ الثمانیہ یدخل من ایہا شاء۔

ترجمہ حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ فرماتے تھے۔ کہ جب بندہ نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھتا ہے ادھر کلمہ تکبیر منہ سے نکلا ادھر نمازی سارے گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے کہ گویا وہ آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اور جب نمازی اعوذ پڑھتا ہے تو نمازی کے بال بال کے بدلے ہر ایک بال کے شمار کے موافق نیکیاں ملتی ہیں جب الحمد پڑھتا ہے تو گھر بیٹھے حج اور عمرہ ادا کرتا ہے جب رکوع کرتا ہے اور سبحان ربی العظیم کہتا ہے تو جس قدر آسمان سے کتابیں نازل ہو چکی ہیں سب پڑھ لینے کے برابر ثواب ملتا ہے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو نظر رحمت سے دیکھتا ہے۔ جب نمازی سجدہ کرتا ہے تو سارے جنات اور انسان کے شمار کے برابر ثواب حاصل کرتا ہے۔ جب سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کہتا ہے تو غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ جب التحیات پڑھنے بیٹھ جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے صابرین کا ثواب عنایت فرماتا ہے۔ پھر جب سلام پھیرتا ہے تو آٹھوں دروازے جنت کے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں۔ چاہے جس دروازہ سے جنت میں چلا جائے سبحان اللہ مفتاح الجنۃ الصلوۃ جنت کی کنجی نماز ہی ہے۔

نماز کے کئی مرتبہ ہیں ایک نماز عوام الناس کی۔ دوسری خالص لوگوں کی۔ تیسری نماز اعلیٰ مرتبہ کی ہے۔ جس کو محویت واستغراق کہنا چاہیئے۔ عوام الناس کی نماز وہ ہے جو جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زمیندار کو تعلیم فرمائی تھی۔ ابوداؤد ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجمع صحابہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک زمیندار گنوار آیا پہلے اس نے نماز پڑھی مگر بہت جلدی اور خراب پڑھی حضور صلعم نے فرمایا اے شخص تو پھر نماز پڑھ تیری نماز نہیں ہوئی۔ غرض تین دفعہ اس نے نماز کو دھرایا۔ مگر جب پڑھی ناچار حضور سے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ اچھی نہیں پڑھ سکتا۔ آپ یا حضرت مجھے تعلیم فرمائیں یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے وضو کرو پھر رو بقبلہ کھڑے ہو جاؤ۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ لو۔ اس کے بعد جہاں سے تم کو قرآن مجید یاد ہو پڑھو۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جاؤ۔ سبحان ربی العظیم کہتے رہو۔ رکوع میں اتنی دیر ٹھہرو کہ کمر کی سب ہڈیاں جوڑ جوڑ سیدھا ہو جائے۔ پھر رکوع سے اس طرح سیدھے کھڑے ہو جاؤ کہ کمر کے سارے جوڑ قائم ہو جائیں۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں جاؤ۔ اچھی طرح اطمینان سے سجدہ کرو۔ پھر سجدے سے اٹھ کر سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ اور باقی ماندہ رکعتیں بھی اسی طرح پڑھ کر دو زانوں بیٹھ کر التحیات پڑھو۔ پھر سلام پھیرو جب تم اس طرح اپنی نماز پڑھو گے۔ اس وقت ادا ہو گی اور اگر اس طرح میں سے کچھ کم کرو گے۔ تمہاری نماز ناقص رہے گی۔ کامل نہ ہو گی یہ نماز عوام الناس کی ہے + حدیث شریف میں اس کے فضائل بہت کچھ آئے ہیں۔

کنز العمال قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من بقعۃ یذکر اللہ فیہا بصلوٰۃ الا فخرت علی ما حولہا من البقاع واستبشرت لذکر اللہ صلی اللہ منتہاہا الی سبعین ارضین۔

ترجمہ، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس زمین پر نماز پڑھی جاتی ہے۔ وہ ٹکڑا زمین کا اپنے چاروں طرف والی زمین کے سامنے فخر کرتا ہے اور نہایت خوش ہو ہو کر اس نعمت کا اظہار کرتا ہے۔ پھر اسی طرح زمین کا یہ ٹکڑا جہاں پڑھی گئی ہے یہاں سے لے کر ساتویں زمین تک اپنے پاس والی زمین پر فخر کرتا جاتا ہے۔ اس زمین سے لے کر ساتویں تحت الثریٰ تک یہ ٹکڑا مغرور اور مکرم ہو جاتا ہے زمین تو سب برابر ہے۔ نماز کی جگہ میں یہ بات پیدا ہو گئی ہے

جمال ہم نشین در من اثر کرد ۔۔۔ وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

لوگو غور کرو کہ جس زمین کے ٹکڑے پر نماز پڑھی گئی وہ ایسا برکت والا ہو گیا تو

اصل نمازی آدمی جس کے سبب زمین متبرک ہوئی وہ کس قدر مبارک اور بزرگ ہو جاوے گا۔

تنبیہ، ابو اللیث عن الحسن البصری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال للمصلی ثلاث کرامات تینثر البار من عنان السماء الی مفرق راسہ وملائکۃ محفوفۃ من قرینۃ الی السماء وملک ینادی لو یعلم العبد من تیناجی ما انفتل من صلوۃ ترجمہ آں سرور عالم نے فرمایا نمازی کیلئے تین کرامتیں ہیں جب یہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے سر سے لے کر آسمان تک رحمت الٰہی کی گھٹا چھا جاتی ہے۔ نیکیاں مینہ کی طرح برسائی جاتی ہیں۔ دوسری بات ملائک نمازی کے پیروں سے لے کر آسمان تک اس کے چاروں طرف جمع ہوتے ہیں اس کی زیارت کرنے ہیں تیسری بات ایک فرشتہ پکارتا ہے اے بندے نمازی اگر تو دیکھ لے تیرے سامنے کون ہے اور کس سے باتیں کر رہا ہے۔ تو قیامت تک نماز کا سلام نہ پھیرے نماز ہی میں مشغول رہتے رہتے مر جائے اور کبھی بس نہ کرے۔

روح البیان روی سعید عن قتادہ ان دانیال علیہ السلام نعت امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقال یصلون صلوۃ لو صلاہا قوم نوح ما اغرقوا ولو صلاہا قوم عاد ما ارسلت علیہم الریح العقیم ولو صلاہا قوم ثمود ما اخذتہم الصیحۃ ترجمہ حضرت دانیال پیغمبر اپنے زمانہ میں امت محمدیہ کی نماز کی تعریف کرتے اور یہ فرماتے تھے کہ وہ امت ایسی نماز پڑھیگی کہ اگر نوح علیہ السلام کی قوم ایسی نماز پڑھ لیتی تو ہرگز طوفان میں غرق نہ ہوتی اگر ہود علیہ السلام کی امت ایسی نمازیں پڑھتی تو کبھی ہوا کے عذاب میں مبتلا ہو کر غارت نہ ہوتی اور جو قوم ثمود حضرت صالح علیہ السلام کی امت اسطرح نماز پڑھ لیتی تو کبھی بھی زلزلے اور چیخ کے صدمے سے ہلاک نہ ہوتی۔

غور زمانہ حضرت دانیال کا بہت پیچھے تھا ان تمام امتوں سے اب ان کی نسبت یہ افسوس کرنا کچھ مفید نہیں ہو سکتا۔ لیکن در اصل یہ ایک بشارت ہے امت مرحومہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کہ اے لوگو تم ان نمازوں کو ظاہرداری کے طور سے بھی پڑھو گے تو بھی ان تمام عذابوں سے محفوظ رہو گے۔ ماکان اللہ لیعذبہم وہم یستغفرون۔

ترجمہ اللہ کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کرتا جب تک وہ استغفار کرتے ہیں

فکر اس روایت کے معنی کیا ہیں۔ کہ قوم نوح ۱۲ اگر یہ نمازیں پڑھتی تو کبھی طوفان میں غرق نہ ہوتی اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ قومیں باشرائط نماز پڑھتیں تو پہلے ایمان لائیں پھر غسل وغیرہ وضو کر کے پنجگانہ نماز ادا کرتیں تو ظاہر یہ ہے کہ پھر وہ لوگ غارت کیوں ہوتے وہ

صرف اپنے کفر کے سبب غارت ہوئے ہیں مما خطیئتہم اغرقوا فادخلوا نارا اپنی خطاؤں کے سبب غارت ہوئی اگر ایمان لاتی تو کیوں ایسا ہوتا۔ ہاں معنی اگر یہ ہیں کہ اندر خانہ کافر رہتے اور ظاہر داری یہ نمازیں پڑھتے تو بھی غارت نہ ہوتے ان نمازوں میں بالخصوصیت یہ تاثیر رکھی ہے کہ جو شخص ان نمازوں کا پابند ہوگا۔ اگرچہ وہ کافر کیوں نہ ہو۔ مگر طوفانی عذاب سے قطعاً محفوظ رہے گا۔ جیسے عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھ بہت سے منافق تھے جو اندر خانہ کافر بت پرست تھے۔ مگر ظاہر داری میں نماز کے پابند تھے۔ وہ لوگ دنیا میں ہر ایک طرح کے عذابوں سے جو اگلے کافروں پر آئے محفوظ رہے ہاں آخرت میں ایسی نفاق کی نمازیں تل برابر کام نہ آئیں گی پس حضرت دانیال کے فرمان کا مطلب کھل گیا۔ اگر فلاں فلاں قومیں ظاہر داری میں بھی نماز ادا کرتیں خواہ ایمان نہ لاتیں تو بھی اتنا فائدہ ہوتا کہ جن عذابوں سے وہ مبتلا ہو کر ہلاک ہوئیں کبھی ہلاک نہ ہوتیں پھر اے امت محمدیہ جب تم نماز کو یقین اور ایمان کے ساتھ ادا کرو گے تو تم بالضرور دنیا کے ہر طرح کے عذاب سے اور آخرت کی ہر ایک طرح کی تکلیف سے محفوظ رہو گے ظاہر داری کی نماز صرف دنیا میں عذاب سے بچاتی ہے اور ظاہر و باطن کی نماز دونوں جہان کے عذاب سے بچاتی ہے زواجر ملی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی العبد الصلوٰۃ فی اول الوقت صعدت الی السماء ولہا نور حتی ینتہی الی العرش فتستغفر لصاحبہا الی یوم القیامۃ وتقول لہ حفظک اللہ کما حفظتنی ترجمہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی شخص نے اول وقت نماز پڑھی فوراً یہ نماز نور بن کر آسمان پر پہنچ کر عرش الٰہی کے قریب جاتی ہے پھر اس دن سے قیامت تک برابر نمازی کے لئے دعائے خیر کرتی ہے اور کہتی ہے اللہ تیری حفاظت کرے۔ جس طرح تو نے میری حفاظت کی تیری حالت کو سنوارے جس طرح تو نے مجھے سنوار کر پڑھا۔ طالف المنن المشعرا فی اذا صلی المومن وتقبلہا اللہ منہ خلق من صلوتہ صورۃ الملکوت ترکع وتسجد الی یوم القیامۃ ویکون ثواب ذلک لمن یصلی ترجمہ جب کوئی بندہ نماز پڑھتا ہے بشرطیکہ وہ نماز قبول ہو جائے اس نماز کے نور سے ایک فرشتہ پیدا کیا جائیگا وہ قیامت تک نماز ہی پڑھے گا۔ اور وہ اس کی نماز کا ثواب اس نمازی کو ملتا رہے گا۔

نکتہ انسان میں خدا تعالیٰ نے پیدائش کے کئی قسم کے مادے رکھے ہیں غذا سے خون پیدا ہوا خون ہی سے جسمانی قوتیں کبھی خون سے نطفہ بنا نطفہ سے بچہ پیدا ہوا۔ کبھی خون سے

دماغ۔ دماغ سے نماز کا خیال پیدا ہوا۔ پھر ایک حدیث میں آیا ہے کہ انسان کی اولاد اس کی بہتر کمائی ہے۔ دوسری حدیث میں یوں آیا ہے مسلمان کے لئے صدقہ جاریہ جو مرنے کے بعد بھی جاری رہے نیک فرزند ہے جو ہر وقت اپنے ماں باپ کے لئے دعائے خیر کرتا ہے۔ پس جس طرح جسمانی ناپاک نطفہ سے پیدا ہوئی اولاد کی عبادت کا ثواب ماں باپ کو ملتا ہے۔ اسی طرح جو فرشتہ انسان کے روحانی نطفہ یعنی نماز کے نور سے پیدا ہوا ہے اس کی عبادت کا ثواب بالاولی اس نمازی کو ملے گا۔ نکتہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں تشریف لائے ایک عورت نے اپنا بچہ نہایت چھوٹا سا گود میں لیا اور حضور کو دکھا کر عرض کیا الٰہذا حجۃ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس بچہ کا حج بھی ہو جائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ ہاں اس کا حج بھی ہو جائے گا۔

ولک اجر ہا مگر اس کا ثواب ماں کو ملے گا چونکہ بچہ معصوم تھا ثواب کی ضرورت نہ رکھتا تھا۔ اس لئے ضرورتمند یعنی ماں کو پالنے کے صلے میں بچے کی عبادت کا ثواب عطا کیا گیا۔ اسی طرح جو فرشتہ نمازی کے روحانی نطفہ سے پیدا ہوا ہے۔ بالکل معصوم ہے ثواب کا محتاج نہیں پس اس کی عبادت اس کے ماں باپ یعنی نمازیوں کو مل جائے گی۔

مجالس سینہ مر عیسیٰ علیہ السلام علی شاطی النہر مر مای مبرا من نور الخمس فی الطین ثم خرج فاغتسل فعاد الی حسنہ ثم النمس فی الطین ثم خرج فاغتسل فعاد الی حسنہ ہکذا الی خمس مرات متعجب من ذلک فقال جبرئیل یا عیسیٰ ان الطیر جعلہ اللہ مثلا من یصلی صلوٰۃ الخمس من امتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فالطین کالذنوب والاغتسال فی النہر کفعل الصلوٰۃ۔ ترجمہ ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دریا کے کنارے کنارے جارہے تھے آپ نے ایک سفید رنگ کا جانور دیکھا کہ دریا کے میلے کیچڑ میں لوٹا خوب نہایا وہ اجلا جانور خوب میلا ہو گیا۔ پھر وہ جانور دریا سے نکل کر دریا میں نہایا۔ پھر اجلا ہوا۔ تھوڑی دیر میں اس نے پانچ دفعہ ایسا کیا حضرت عیسیٰ کو جانور کے اس فعل سے تعجب ہوا۔ آپ کو متعجب دیکھ کر حضرت جبرئیل نے فرمایا۔ یا حضرت یہ جانور جو آپ کو دکھایا گیا ہے یہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمازی کی مثال ہے یہ کیچڑ ان کے گناہوں کی مثال یہ دریا ان کے نمازوں کی مثال یہ کیچڑ میں لوٹنا ان کے گناہ کرنے کی مثال ہے ادھر گناہ کیا ادھر نماز پڑھی۔ پس جس طرح یہ جانور کیچڑ میں لوٹا اور نہا کر اجلا ہو گیا۔ اسی طرح امت محمدیہ کے گنہ گار ان نمازوں کے سبب اپنے گناہوں سے پاک صاف ہوں گے۔

نزہتہ المجالس۔ وغیرہ اذا کان یوم القیامتہ امر بطبقات المصلین الی الجنۃ فتاتی اول

زمرۃ کالشمس فتقول الملائکۃ من انتم قالوا نحن المحافظون علی الصلوٰۃ قالو کیف کان محافظتکم علی الصلوٰۃ قالو کنا نسمع الاذان ونحن فی المسجد ثم تاتی زمرہ کالقمر لیلۃ البدر فتقول الملائکۃ من انتم قالوا نحن المحافظون علی الصلواۃ قالوا کیف کانت محافظتکم علی الصلواۃ قالوا کنا نتوضاء قبل الوقت ثم نحضر مع سماع الاذان ثم تاتی زمرۃ اخری کالکواکب فتقول الملائکۃ من انتم قالوا نحن المحافظون علی الصلوٰۃ قال کیف کان محافظتکم علی الصلوٰۃ قالوا کنا نتوضاء بعد الاذان ۔ ترجمہ قیامت میں جب نمازی لوگوں کو جنت میں جانیکا حکم ملیگا تو سب سے اول ایک گروہ سورج کی سی چمک کے چہرے چمکدار لئے ہوئے جنت میں جاتے ہونگے ۔ ان سے ملائک پوچھینگے کہ تم کون لوگ ہو ۔ اور کیا عمل کرتے تھے جو یہ مرتبہ تمہیں ملا ۔ جواب میں کہیں گے کہ ہم مسلمان نماز کی محافظت کرنیوالے ہیں لوگو تم نماز کیا حفاظت کرتے تھے ۔ کہیں گے ہم ہمیشہ پانچوں وقت اذان سے پہلے مسجد میں آتے تھے انکے بعد ایک دوسری جماعت پل صراط سے چلنیگی لوگو تم نماز کی حفاظت کرتے تھے ۔ جو تمہارے چہرے چاند کیصورت چمکتے ہیں کہیں گے کہ ہم نماز کی حفاظت کرنیوالے مسلمان ہیں کیا حفاظت کرتے تھے کہیں گے ہم اذان سنتے ہی وضو کر کے مسجد میں پہنچتے تھے ۔ اسکے بعد تیسری جماعت جنکے منہ تاروں کی طرح چمکتے اور روشن ہوں گے ان سے ملائک کہیں گے کہ تم کیا عمل کرتے تھے یہ کہیں گے کہ ہم اذان کے بعد وضو کرتے اور پھر فوراً مسجد میں پہنچ جاتے تھے اور ہمیشہ تکبیر اولیٰ میں ضرور شامل ہوتے تھے ابی اللیث سمرقندی عن کعب الاحبار قال قرأت فی بعض ما انزل اللہ علیٰ موسیٰ علیہ السلام یا موسیٰ رکعتان یصلیہا احمد وامتہ وہی صلوٰۃ الغداۃ من یصلیہا غفرت لہ ما اصاب من الذنوب من لیلۃ ویومہ ذلک ویکون فی ذمتی یا موسیٰ اربع رکعات یصلیہا احمد وامتہ وہی صلوٰۃ الظہر اعطیہم باول رکعۃ منہا المغفرت وبالثانیہ اثقل میزانہم وبالثالثۃ اوکل علیہم الملائکۃ یسبحون ویستغفرون لہم وبالرابعۃ افتح لہم ابواب السماء ویشرفن علیہم الحور العین یا موسیٰ اربع رکعات یصلیہا احمد وامتہ وہی صلوٰۃ العصر فلا یبقی ملک فی السمٰوٰت والارض الا یستغفر لہم الملائکۃ ومن استغفر لہ الملائکۃ لم اعذبہ یا موسیٰ ثلاث رکعات یصلیہا احمد وامتہ حین تغرب الشمس افتح لہم ابواب السماء لا یسئلون من حاجۃ الا قضیتہا لہم یا موسیٰ اربع رکعات حین یغلب الشفق ہی خیر لہم من الدنیا وما فیہا ویخرجون من ذنوبہم کیوم ولدتہم امہم ۔

ترجمہ ۔ حضرت کعب الاحبار جو یہود کے عالموں میں ایک ہی شخص تھے مشرف باسلام ہونے کے بعد بیان کرتے تھے ۔ کہ خدا نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا ۔ اے موسیٰ دو رکعتیں ہیں جنہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت صبح کے وقت ادا کریگی بخشے جائیں گے ۔ ان کے سارے گناہ رات کے سارے دن کے اور وہ ہمارے امن کے

قلعہ میں داخل ہوں گے۔ اے موسیٰ چار رکعتیں ہیں ظہر کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت انہیں پڑھیگی ہر رکعت کا ثواب الگ الگ ہے پہلی رکعت کا بدلہ گنا ہوں کی مغفرت اور رحمت الٰہی کا طلب رہنا چوتھی رکعت کا عوض آسمان کے دروازے اس کے لئے کھل جانا حوران جنت کا ان کی طرف دیکھنا اے موسیٰ اور چار رکعتیں ہیں عصر کی آپؐ اور آپ کی امت جب انہیں پڑھیں گے زمین آسمان میں کوئی فرشتہ باقی نہ رہے گا۔ جو ان کے لئے دعائے مغفرت نہ مانگے۔ پھر جس کے لئے ملائک مغفرت مانگیں گے۔ ہم اسے عذاب نہ کریں گے موسیٰ تین رکعتیں ہیں۔ مغرب کی آنحضرتؐ اور آپ کی امت مل کر پڑھیں گے اس نماز کے وقت دروازے آسمان کے کھولے جائیں گے۔ پھر جو حاجت وہ پیش کریں گے وہ ہم پوری کریں گے۔ اے موسیٰ اور چار رکعتیں ہیں عشاء کے وقت جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت ادا کرے گی یہ نماز ان کے لئے جہان بھر کی دولت وسلطنت سے بہتر ہے اس نماز کے پڑھنے سے وہ ایسے پاک ہوں گے جیسے آج کل کا پیدا ہوا بچہ معصوم بے گناہ پاک ہوتا ہے حدیث مسلسل بسلسلۃ الذہب یعنی محض اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے منقول ہے عن جعفر صادق عن ابی محمد الباقر عن ابیہ زین العابدین عن الحسین شہید کربلا علی ابن طالب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الصلوٰۃ مرضاۃ للرب تبارک وتعالیٰ وحب الملائکۃ وسنۃ الانبیاء ونور المعرفۃ واصل الایمان واجابۃ الدعاء وقبول الاعمال وبرکۃ فی الرزق وسلاح الاعداء وکراھۃ للشیاطین وشفیع بین صاحبہا وبین ملک الموت ونور فی قلبہ وفراش تحت جنبہ وجواب منکر نکیر ومونس فی قبرہ الی یوم القیامۃ فاذا کانت الصلوٰۃ ظلا فوقہ وتاجا علی راسہ ولباسا علی بدنہ ونورا یسعی بین یدیہ وستر ابینہ وبین النار وحجۃ للمومنین بین یدی رب العالمین وثقلا فی المیزان وجوزا علی الصراط ومنہاجا للجنۃ لان الصلوٰۃ تحمید وتسبیح وتقدیس وتعظیم وقراءۃ دعاء وتمجید، ترجمہ یہ حدیث سوائے خاندان نبوت کے دوسری جگہ نہیں ہے۔ روایت کیا امام جعفر صادق نے امام باقر سے انہوں نے زین العابدین سے انہوں نے امام حسینؓ سے امام حسینؓ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگو نماز حق تعالیٰ کی رضامندی کا بڑا ذریعہ ہے۔ ملائک کی محبت کا وسیلہ ہے نماز طریقہ ہے انبیاء سابقین کا نماز نور ہے معرفت الٰہی کا نماز جڑ ہے۔ اسلام کی نماز سبب ہے دعا قبول ہونے کا

سارے عمل نماز کے سبب مقبول ہو جاتے ہیں روزی کی برکت نماز میں ہے نفس اور شیطان سے لڑنے کے لئے بڑا ہتھیار نماز ہے نماز موت کے وقت ملک الموت سے نمازی کی سفارش کرے گی اور ملک الموت کو باسانی جان نکالنے کی ہدایت کرے گی نماز مومن کے دل کا نور ہے نماز قبر کا بچھونا ہے نماز جواب دے گی منکر نکیر کو قبر میں مردے کی طرف سے نماز قبر میں قیامت تک مردے کی مونس بنے گی جب قیامت ہو گی تو نمازی کے سر پر نماز کا سایہ ہوگا۔ نماز سر کا تاج بدن کا لباس ہو گی قیامت کے اندھیرے میں مشعل بن کر آگے آگے چلے گی نمازی کے لئے آڑ ہو گی جہنم سے بروقت حساب کتاب کے نماز اللہ کے سامنے بخشوانے کے لئے حجت کرے گی میزان عدالت میں نماز کا وزن پہاڑوں سے بھی زیادہ بھاری ہوگا نماز پلصراط کی راہ داری کا پروانہ ہے نماز جنت کی کنجی ہے جو جنت کے بند دروازے کو کھول کر نمازی داخل کرے گی ایک نماز ہزار باتیں نفع کی اس میں پیدا ہوتی ہیں کیونکہ نماز بہت سی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ۔ نماز مجموعہ مرکب ہے اس میں بہت سے اجزاء شامل ہیں پس ہر ایک جز الگ الگ اپنا اثر دکھائے گا۔ اس حکیم مطلق نے انسان کی سارے باطنی مرضوں کے لئے ایک ہی مرکب نسخہ تجویز فرمایا جس کے سبب دونوں جہان کے بیڑے پار ہوئے۔ اے طبیب جملہ علتہائے ما۔ تفسیر علائی قال اللہ تعالیٰ یا عبدی لک بکل رکعۃ قصر فی الجنۃ وبکل سجدۃ نظر الی وجہی۔ ترجمہ اے بندے ہر ایک رکوع کے بدلے ایک محل جنت میں اور ہر ایک سجدے کے بدلے ایک جھلک مولیٰ کے دیدار کی نصیب ہو گی۔ فاکثر السجود اس لئے نماز زیادہ پڑھا کرو۔ جب ہر نماز ہر ایک عمل سے افضل ہے تو ضروری بات ہے کہ اسکا ترک کرنا بھی بہت زیادہ خراب اور بدتر عمل ہوگا۔ حدیث میں آیا ہے کہ نماز کا چھوڑنا کفر ہے نماز کے چھوڑنے والے کو عالم برزخ میں جناب رسالت مآب نے بڑا عذاب ہوتے دیکھا ہے۔

بخاری شریف عن سمرۃ ابن جندب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی اللیلۃ آتیان ثم قال لی انطلق فانطلقنا حتی اتینا علی رجل مضطجع واذا آخر قائم علیہ بصخرۃ واذا ہو یہوی بالصخر لراسہ فثلغ راسہ فیدہدہ الحجر فیاخذ فلا یرجع لیصح راسہ کما کان ثم یعود فیفعل مثل ما فعل مرۃ اولی قلت لہما من ہذا قالوا انہ رجل ینام عن الصلوۃ المکتوبہ۔ ترجمہ ایک دن صبح

کی نماز کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگ رات کو میرے پاس دو فرشتے آئے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے رستہ میں میں نے دیکھا کہ ایک شخص زمین پر لیٹا ہوا ہے اور ایک دوسرا شخص ہاتھ میں پتھر لئے کھڑا ہے پھر زور سے اس پتھر کو اس لیٹنے والے کے سر پر مارتا ہے پتھر دور نکل جاتا ہے سر چورا چورا ہوتا ہے یہ شخص اپنے پتھر کو لینے گیا ہے کہ اس شخص کا سر پھر ثابت ہوا آتے ہی پھر دوبارہ پتھر مارتا ہے کہ پھر سر چورا چورا ہو گیا۔ اس طرح کئے جاتا ہے میں نے ان فرشتوں سے پوچھا کہ یہ کون ایسا گنہ گار ہے۔ جس کا سر کچلا جاتا ہے۔ فرشتوں نے جواب دیا کہ یہ وہ شخص ہے جو کہ فرض نمازیں چھوڑ کر سو جاتا تا نماز نہیں پڑھتا تھا۔

نکتہ نماز چھوڑ کر سونے والے کو عذاب اس لئے کیا گیا کہ نیند کے سبب سے نماز رہ گئی تھی اور نیند دماغ کا فعل تھا اس لئے جو اصل مرتکب گناہ کا تھا۔ خاص اسی کو عذاب کیا گیا اور وہی کچلا گیا اور سونے والا اکثر نرم تکیہ پر لیٹ کر سوتا ہے اس لئے اسی کی سزا میں سخت پتھر سے توڑا گیا۔ نعوذ باللہ من ذلک دنیا میں آرام سے سوتے تھے یہاں بالعوض اس کے اس مصیبت کی مار سے روئیں گے۔ جزاء سیئۃ مثلہا۔ جیسا گناہ تھا ویسا ہی اس کا بدلہ تجویز ہوا۔

مسند امام احمد حنبل رح قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من لم یحاف علی الصلوۃ لم یکن لہ یوم القیامۃ نورٌ ولا برہان ولا نجاۃ وکان یوم القیامۃ مع قارون اور فرعون اور ہامان اوابی بن خلف ترجمہ ارشاد فرمایا جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نمازوں کی حفاظت نہ کرے گا قیامت کے دن نہ اس کی نجات ہوگی نہ اس کے پاس نجات کی کوئی سند ہوگی اور بڑے سخت اندھیرے میں پڑا ہوگا۔ پھر قارون یا فرعون یا ہامان یا ابی بن خلف منافق کے ساتھ واصل جہنم ہوگا۔ نکتہ دنیا میں مال حاصل کرنے کے جائز طریقے ہیں بادشاہت ریاست نوکری یا عہدہ وزارت وغیرہ یا پیشہ زراعت صنعت دستکاری اور تجارت پس جو شخص ریاست کے سبب نماز سے غافل رہا اس کا حشر فرعون کے ساتھ ہوگا۔ جو شخص نوکری عہدہ ملازمت کے سبب نماز چھوڑ بیٹھا وہ ہامان وزیر کے ساتھ ہوگا۔ جو شخص دستکاری پیشہ کے سبب سے نماز سے غافل رہا۔ وہ قارون کے ساتھ ہوگا کیونکہ قارون دستکار تھا۔ جو شخص تجارت زراعت کے سبب

نماز چھوڑے گا۔ وہ ابی بن خلف سوداگر کے ساتھ دوزخ میں جائے گا ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز　　کبوتر با کبوتر باز با باز

نمازی انبیاء اور مرسلین کے ساتھ ہوں گے۔ بے نمازی ان کافروں کے ساتھ ہوں گے۔
روح البیان۔ جو شخص دنیا میں ریاست سلطنت میں مشغول رہ کر نماز سے غافل رہا ہوگا۔ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے نماز میں چھوڑنے کا عذر کرے گا۔ کہ الٰہی تو نے مجھے سلطنت دے دی تھی۔ اس کے سبب میں نماز سے غافل رہا۔ حکم ہوگا کہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کو حاضر کرو۔ جب یہ دونوں حاضر ہوں گے فرمائے گا کہ دیکھ یہ بھی دونوں بادشاہ تھے ان کی بادشاہت نے انہیں نماز سے کیوں نہ روکا۔ نہیں کسی کی بادشاہت نماز سے نہیں روکتی۔ بلکہ تو خود غافل تھا۔ ملائک لے جاؤ جہنم میں ڈالو۔ اگر کوئی بیماری کا عذر کرے گا کہ الٰہی مجھے بیماری نے فرصت نہ دی۔ نماز کی طاقت نہ تھی۔ اس لیے مجھ سے نماز رہ گئی۔ ارشاد ہوگا کہ حضرت ایوب صابر کو بلاؤ۔ حضرت ایوبؑ پیغمبر حاضر ہوں گے۔ ارشاد ہوگا کہ اے بیمار تو زیادہ بیمار تھا یا یہ ہمارا بندہ ایوبؑ دیکھ۔ برسوں تک اس کے بدن میں کیڑے پڑے۔ مگر ایک سانس بھی یاد الٰہی سے غافل نہ ہوا۔ اگر در اصل بیماری یاد الٰہی سے روکتی تو حضرت ایوب کو بھی روک دیتی۔ نہیں بلکہ تو نے خود اپنی غفلت سے نماز چھوڑی لے جاؤ جہنم پہنچا دو۔ یہ بے نماز بھی دوزخ میں پہنچے۔ اگر کوئی اولاد کا عذر کرے گا کہ الٰہی کثرت اولاد نے ان کی پرورش کی مصیبتوں سے ان کی محبت کے سبب نماز سے غافل ہو گیا۔ ارشاد ہوگا۔ کہ یعقوب کو لاؤ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ ارشاد ہوگا۔ کہ تیری اولاد زیادہ تھی۔ یا حضرت یعقوبؑ کی۔ تو زیادہ اولاد کے غم میں مبتلا رہا ہے یا حضرت یعقوبؑ فراق یوسف میں بیسیوں برس تک روئے۔ آنکھیں جاتی رہیں۔ کمر جھک گئی۔ بوڑھے ہو گئے۔ مگر نماز سے اک دم غافل نہ ہوئے۔ اے ملائک لے جاؤ اسے دوزخ میں ڈالو۔ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے ظلم یا مرد یا اپنے آقا کے ظلم وستم کا عذر کرے گا کہ الٰہی مجھے فلاں بادشاہ یا حاکم یا خاوند کے خوف سے نماز کی فرصت نہ ہوئی تو حکم ہوگا کہ بی بی آسیہ فرعون کی بی بی کو بلاؤ۔ جب وہ حاضر ہوں گی تو ارشاد ہوگا کہ تیرا خاوند یا بادشاہ زیادہ ظالم نماز سے روکنے والا تھا۔ یا اس بی بی کا خاوند فرعون زیادہ ظالم تھا۔ عرض کرے گی یا اللہ فرعون زیادہ ظالم تھا۔ فرمائے گا۔ دیکھو ایسے ظالم جابر کی عورت تھی اور کیسی عبادت

گزارتھی۔ اگرکسی خاوند کا ظلم کسی کو نماز سے روکتا تو آسیہ کو ضرور روکتا۔ اے بے نماز یہ خاوند یا حاکم کا عذر غلط ہے۔ تو خود اپنے اللہ کی عبادت سے غافل تھا۔ اس لیے تو نے نماز نہ پڑھی۔ ملائک لے جاؤ دوزخ میں ڈالو۔ جب بے نمازی لوگ دوزخ میں پہنچیں گے۔ مالک ان سے کہے گا ماسلککم فی سقر۔ لوگو تم دوزخ میں کس جرم میں آئے۔ قالو لم نک من المصلین۔ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔ ترہیب منذری عن البزار عن عباس قال لماذہب بصری قیل نداد یک وندع الصلوٰۃ ایاماً قال لالان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من ترک الصلوٰۃ لقی اللہ وہو علیہ غضبان

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس کی جب آنکھیں جاتی رہیں۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ ہم تمہاری آنکھیں بنوائے دیتے ہیں۔ لیکن آپ کو تھوڑے دن نماز چھوڑنی پڑے گی۔ کیونکہ ان ایام میں حرکت سخت مضر پڑے گی۔ آپ نے سن کر فرمایا کہ یہ مجھ سے نہ ہوگا۔ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے جان کر نماز چھوڑی قیامت کے دن اُسے حق تعالےٰ نہایت غیظ غضب اور سخت غصہ کے ساتھ ملاقات فرمائے گا۔ لوگو مجھے اندھا رہنا منظور ہے۔ مگر خدا کے غضب کی برداشت نہیں۔ آپ نے آنکھیں نہ بنوائیں نابینا رہے۔ لیکن جو شخص خدا کی راہ میں محنتیں اٹھاتا ہے۔ خدا اس پر رحم کر دیتا ہے۔

شواہد النبوت آپ بحالت نابینا ہونے کے ایک لڑکا اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے۔ جو نماز کے وقت آپ کی لکڑی پکڑ کر مسجد تک لاتا اور آپ کو رُو بہ قبلہ سیدھا کھڑا کر دیتا تھا۔ ایک دن وہ بچہ نہ آیا............................... آپ نے نماز کے وقت اُسے پکارا۔ وہ حاضر نہ تھا آپ نے نماز کے شوق میں بے چین ہو کر جناب الٰہی میں دعا کی۔ نابینا ہونا مجھے قیامت میں رُسوا نہ کرے۔ مجھے قیامت کی رسوائی سے بچالے فوراً آپ کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ آپ ہی آپ مسجد میں چلے گئے۔ پھر ایسا ہوتا کہ جب نماز کا وقت آتا۔ آپ کی آنکھیں روشن ہو جاتیں۔ جب نماز سے فارغ ہو کر اپنے گھر میں جاتے۔ پھر نابینا ہو جاتے۔ ہر روز یہ ہی حال ہوتا تھا۔ سچ ہے ؎

خالق نے کیا بنائی ہے نور نظر نماز ٭ اندھیر تھا جہاں میں نہ ہوتی اگر نماز

نماز کا چھوڑنا سب سے برا فعل ہے ٭

زواجر مکی۔ ان امرأۃ من بنی اسرائیل جائت الی موسیٰ فقالت یا نبی اللہ اذ بنت ذنباً عظیما وقد تبت الی اللہ فادع اللہ ان یغفرلی ذنبی ویتوب علی فقال لہا موسیٰ وما ذنبک قالت یا نبی اللہ!

زنیت وولدت ولدا ثم قتلتہ فقال لہا موسیٰ اخرجی یا فاجرۃ لاتنزل نار من السماء فتحرقنا بشومک فخرجت من عندہ منکسرۃ القلب فنزل جبرائیل علیہ السلام وقال یا موسیٰ یقول اللہ تبارک تعالیٰ لک بم رددت التائبۃ اما وجدت شر منہا قال یا موسیٰ یا جبرائیل ومن شر منہا قال من ترک الصلوۃ عامداً متعمداً فہو من ذلک:

ترجمہ۔ ایک عورت بنی اسرائیل کی حضرت موسیٰ کے پاس آئی اور عرض کرنے لگی کہ موسیٰ مجھ سے ایک بڑا گناہ ہو گیا ہے۔ گو میں نے اس گناہ سے توبہ بھی کر لی ہے۔ مگر آپ بھی میرے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں تو بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ وہ کون سا گناہ تجھ سے ہوا ہے۔ عورت نے عرض کی کہ اول حرام ہوا۔ پھر اس حرام سے جو بچہ پیدا ہوا اُسے قتل کیا۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ غصہ میں سرخ ہوئے اور فرمایا کہ جلدی یہاں سے نکل۔ تیرے سبب سے ہم غارت نہ ہو جائیں۔ عورت آپ کی یہ حالت دیکھ کر چلی گئی۔ اس کا جانا تھا کہ حضرت جبرائیل تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ موسیٰ رب العالمین آپ سے سوال کرتا ہے کہ تمہارے نزدیک اس عورت سے زیادہ برا دوسرا فعل کیا ہوگا۔ ارشاد ہوا کہ موسیٰ جو شخص جان کر عمداً نماز چھوڑے وہ اس بدکار اور قاتلانہ عورت سے زیادہ خراب اور برا ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ موسیٰ کے زمانہ میں صرف دو نمازیں فرض تھیں۔ جب ان نمازوں کا تارک زانی قاتل عورت سے زیادہ برا ہوا۔ تو اس اُمت پر پانچ نمازیں فرض ہیں۔ یہ تو اور بھی زیادہ بدتر ہوں گے۔ افسوس اگر کسی کی بی بی بدفعلی کرے۔ تو غیرت دار خاوند کس درجہ ناراض اور خفا ہوتا ہے۔ انجام یہ کہ ایسی عورت کو چھوڑ بیٹھتا ہے۔ لیکن اکثر شریف خاندان میں عورتیں مطلق نماز نہیں پڑھتیں۔ مگر ان کے خاوند اور اولیا کو ذرا پروا نہیں لیکن اتنا یاد رکھو کہ بے نماز عورتیں بدکار عورتوں سے اللہ کے نزدیک زیادہ بری ہوتی ہیں۔ چاہو انہیں رکھو چاہو چھوڑ دو۔

زواجر ملی۔ ایک بزرگ شخص کی حقیقی بہن کو قبر میں اُتارنے گئے۔ قبر میں میت کو رکھنے کے وقت ان کے پاس کا کچھ مال قبر میں گر گیا۔ اور بھولے سے وہ وہیں رہا۔ بہت دیر کے بعد یاد آیا تو لاچار وہ مال نکالنے کی غرض سے بہن کی قبر کو کھولا۔ دیکھا کہ قبر کے اندر آگ بھڑک رہی ہے۔ اور میت اس آگ میں جلتی ہے۔ دیکھتے ہی ان کے ہوش و حواس جاتے رہے روتے ہوئے اپنی والدہ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور یہ پوچھا کہ آپ کی صاحبزادی کیا گناہ کیا کرتی تھی۔ میں نے

قبر کھولی تو دیکھا کہ قبر میں آگ روشن ہے۔ ماں نے رو کر کہا کہ اور تو کچھ نہیں۔ صرف نماز وں کو ٹال کر وقت سے بے وقت پڑھتی تھی۔ ضرور وہ اسی قصور کے سبب آگ میں جلتی ہے اس عذاب سے بچنے کے لیے خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ حافظوا علی الصلوٰۃ
ترجمہ۔ نماز کی بہت حفاظت کرو تاکہ ہر ایک قسم کے عذاب سے نجات پاؤ۔ فقیہ ابے اللیث سمرقندی ان ابلیس لعنہ اللہ راہ شخص فقال لہ کیف اصنع حتی اکون مثلک قال ویحک لم یطلب منی احد مثل ہذا فکیف تطلب انت قال الرجل انی احب ذلک فقال ابلیس اما ان کنت اردت ان تکون مثلی فتہاون بالصلوٰۃ ولا تبال من الحلف صادقاً او کاذباً فقال الرجل عاہدت اللہ ان لا اداع الصلوٰۃ ولا احلف یمینا ابدا فقال لہ ابلیس ما تعلم منی احد بالاحتیال غیرک وانا اعہدت ان لا انصح آدمیا قط۔
ترجمہ۔ کہیں کسی بزرگ کے ہاتھ شیطان لعین آگئے۔ پوچھا کہ حضرت کوئی بات ایسی بتائیے کہ میں آپ کی طرح شیطان لعین بن جاؤں۔ شیطان نے حیرت سے پوچھا کہ میاں یہ نیا سوال کیسا آج تک کسی نے ایسا سوال نہیں کیا۔ تم پوچھ کر کیا کرو گے۔ کہا دل چاہتا ہے۔ طالب صادق سمجھ کر شیطان نے کہا کہ اچھا۔ اگر آپ کا دل یونہی چاہتا ہے۔ تو دو کام کیا کیجئے۔ ایک تو نماز پڑھنی چھوڑ دیجئے۔ دوسرے جھوٹی سچی قسمیں کھائیے۔ پھر میں اور آپ دونوں برابر ہو جائیں گے وہ بزرگ یہ کلام سن کر بولے قسم ہے خدا کی یہ دونوں کام میں ساری عمر کبھی نہ کروں گا۔ یہ سن کر شیطان بہت گھبرایا اور یہ کہا کہ میاں تم نے مجھے بڑا دھوکا دیا۔ مجھے فریب دغا دے کر میرے دل کی بات پوچھ لی۔ پھر ان باتوں سے بچنے کی قسم کھالی۔ اچھا جو کچھ ہوا میں اب قسم کھاتا ہوں۔ کہ آیندہ کبھی کسی کو اپنے دل کی بات نہ بتاؤں گا۔ اور نہ کسی کے دھوکے میں آؤں گا۔
نتیجہ۔ ستر ہزار سال کا عابد شخص حکم الٰہی کے خلاف آدم کو سجدہ نہ کرنے سے راندہ درگاہ الٰہی ہوا۔ شیطان رجیم بنا۔ آدم تو قابل سجدہ نہ تھے۔ صرف خدا کا ایک حکم تھا۔ اس ایک حکم کا مخالف ایسے درجہ کو پہنچا۔ نمازی کو تو خاص رب العزت کے لیے سجدہ کا حکم دیا گیا۔ پھر ایک دفعہ نہیں سو دفعہ ارشاد فرمایا۔ ان متواتر حکموں کو نہ ماننے والا شخص کیسا۔ کچھ ملعون اور مردود بنایا جائے کا خوف کی جگہ ہے۔ میرے خیال میں تو جو فرق آدم اور خالق آدم میں ہے۔ اگر ایسا ہی فرق شیطان اور بے نمازی میں ہو۔ یعنی بے نماز شیطان سے بھی لاکھوں بلکہ بے تعداد درجے زیادہ ملعون بنایا جاوے۔ اور ابلیس سے زیادہ سخت عذاب میں مبتلا رکھا جاوے۔ تو مین ثواب اور نہایت بجاہے

مگر شاید کلمۂ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے طفیل کچھ سہولت اور نجات مل جائے اور ہزار ہا سال جہنم میں سزا بھگت کر شاید نکل جائے۔ درحقیقت گناہ تو ایسا ہی کیا تھا۔ کہ کبھی رہائی نہ ہوتی۔

مجالس الابرار۔ روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من ترک الصلوٰۃ متعمداً حتی مضی وقتہا عذب فی النار حقباً والحقب ثمانون سنۃ والسنۃ ثلاثۃ وستون یوماً کل یوم مقدارہ الف سنۃ۔

ترجمہ:۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے نماز کو ٹال کر وقت نماز کا گذار دیا عذاب کیا جائے گا۔ چند عقبہ ایک عقبے اسی سال کا ہر سال بارہ مہینوں کا ہر ایک مہینہ تیس تیس دن کا۔ مگر ایک ایک دن ایک ہزار برس کا۔ اس حساب سے ایک مہینہ تیس ہزار برس کا ہوا۔ اور ہر ایک سال تین لاکھ ساٹھ ہزار سال کا ہوا۔ پھر ایسے ایسے اسی سال ہیں۔ اور اسی برس کے دو کروڑ اٹھاسی لاکھ برس ہوئے۔ ایک وقت کی نماز ٹالنے والا دو کروڑ اٹھاسی لاکھ برس تک جہنم میں جلایا جائے گا۔ ان جہنم کانت مرصاداً للطاغین مآباً لابثین فیہا احقاباً۔

ترجمہ۔ انتظار میں سرکش لوگوں کی ہے۔ وہاں چند حقبے رہنا پڑے گا۔ چونکہ اس آیت میں تعداد ہے۔ اور کافرین مشرکین کے لیے عذاب کی کوئی تعداد نہیں ہے۔ اس لیے ہم اس آیت کو موافق حدیث مجالس الابرار کے بے نمازوں کے لیتے ہیں۔ اگر یہ تاویل درست ہے۔ تو نماز کے ترک سے زیادہ کوئی عمل اندیشہ ناک مسلمانوں کے لیے نہیں ہے۔

زواجر عن اقتراف الکبائر۔ جس نے نمازوں میں سستی کی طرح بطرح سے اُسے عذاب ہوگا۔ کچھ دنیا میں کچھ آخرت میں کچھ قیامت میں دنیا میں عمر کوتاہ ہوگی۔ عمر میں برکت نہ ہوگی۔ کوئی دعا بے نماز کی قبول نہ ہوگی۔ کسی نیک دل صالح شخص کی دعا اس کے حق میں کچھ اثر نہ کرے گی۔ موت کے وقت سخت ذلیل ہو کر مرے گا۔ بے نہایت پیاسا العطش العطش ہائے پیاس ہائے پیاس کہتا ہوا مرے گا۔ اس وقت اگر کوئی دریا پلادے گا تو بھی غضب الٰہی کی پیاس ہرگز نہ بجھے گی۔ قبر نہایت تنگ ہوگی۔ ادہر کی پسلیاں ادہر نکل جائیں گی۔ قبر میں آگ روشن کی جائے گی۔ رات دن انگاروں پر لوٹے گا۔ قبر میں ستر سانپ کاٹنے کے لیے موجود ہوں گے۔ ان کے ناخن لوہے کے ان کی آواز بجلی کی سی کڑک کی سی ہوگی۔ بے نمازی کے جب وہ سانپ پنجہ مارے گا ستر ہاتھ زمین کے نیچے دھنس جائے گا۔ اس طرح قیامت تک عذاب الٰہی میں مبتلا رہے گا۔ جب قبر سے اُٹھے گا تو ماتھے پر لکھا ہوا ہوگا۔ اے نماز برباد کرنے والے اللہ کے غصہ میں جانے والے اے اللہ کی رحمت سے محروم رہنے والے

حساب کی سختی ایسی ہوگی کہ معاذ اللہ پھر جہنم میں گھر ہوگا۔ ایک دن نہ دو دن کروڑوں برس اللہ کی پناہ نماز چھوڑنا کیا سخت عذاب ہے۔

نکتہ - چونکہ نماز میں ہر قسم کی عبادت تھی۔ نماز عبادتوں کا مجموعہ تھا۔ گو ظاہر میں بے نماز نے ایک نماز چھوڑی۔ مگر حقیقت میں بہت سی قسم کی عبادتوں کا خون کیا۔ اس لیے بہت قسم کے عذابوں میں مبتلا کیا گیا۔ یہ ذکر عوام الناس کی نماز کا تھا۔ جس کا پڑھنا ایسا ثواب اور چھوڑنا ایسا بڑا عذاب ہے۔ رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ و من ذریتی ربنا و تقبل دعاء۔ میرے رب مجھے نمازی بنادے اور میری اولاد کو بھی اور ہماری یہ دعا قبول کرلے۔ دوسری قسم کی نماز خاص لوگوں کی نماز ہے۔ **روح البیان** حاتم اصم نے عاصم بن یوسف سے پوچھا کہ آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں۔ فرمایا کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو بڑی احتیاط سے وضو کرتا ہوں۔ نماز کے لیے جائے نماز پر کھڑا ہوتا ہوں۔ کعبہ کو اپنے منہ کے سامنے رب العالمین کو اپنے سر پر حاضر ناظر جانتا ہوں۔ جنت کو داہنی طرف اور دوزخ کو اپنے بائیں طرف ملک کو اپنے پیچھے خیال کرتا ہوں۔ پھر اس نماز کو اپنی اخیری نماز تصور کرتا ہوں۔ بڑی تعظیم سے اللہ اکبر کہتا ادب سے قرأت پڑھتا ہوں۔ بڑی غور و تامل سے قرآن مجید کو سنتا سمجھتا نہایت تواضع سے رکوع کرتا ہوں۔ بے نہایت ذلت اور عاجزی سے سجدہ کرتا نہایت انکساری سے گردن جھکا کر التحیات پڑھتا پھر پوری امید کے ساتھ سلام پھیرتا خوف الٰہی کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہوں۔ نماز کے قبول ہو جانے کی امید نہ قبول ہونے کا ڈر دل میں رکھ کر کھڑا ہو جاتا اور آئندہ ساری عمر ایسی نماز پڑھنے کا عہد اپنے دل میں کرتا ہوں اور پورے تیس سال سے اسی طرح کی نماز پڑھتا ہوں۔ حاتم عاصم یہ باتیں سن کر بہت روئے اور کہا کہ میاں ہم سے تو ایک نماز بھی اس طرح کی ادا نہیں ہوئی۔ **روض الریاحین**۔ حضرت امام زین العابدین جب نماز کے لیے وضو کرتے تو آپ کا چہرہ مارے ڈر کے زرد ہو جاتا۔ جب نماز کی نیت باندھتے۔ تو دہشت سے جاڑا چڑھ جاتا۔ کسی نے عرض کیا کہ یہ آپ کی حالت نماز میں کیا ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ میں کس شہنشاہ عالی جاہ کے سامنے حاضر ہوتا ہوں۔ جس کے غضب کی بھی کچھ پناہ نہیں ہے۔ اس لیے خوف سے میری یہ حالت ہوتی ہے۔ یہ درجہ نماز کا متوسط درجہ ہے۔ جب کوئی بندہ اس درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔ تو پھر اس سے نماز نہیں چھوٹ سکتی۔ پس ایسے لوگوں کا ترک یہ ہے کہ کسی وقت ان کا خیال غیر طرف چلا گیا۔ اور اسی وقت

انہیں اس کی سزا مل گئی۔
نزہتہ المجالس۔ رابعہ عدویہ نے آٹا گوندھا۔ پھر نماز کی نیت باندھ کر کھڑی ہو گئیں۔ بیچ نماز میں آپ کو آٹے کا خیال آیا کہ اسے ڈھانک کر نہیں رکھا۔ رات کو خواب میں اپنا محل جنت میں دیکھا کہ ساری عمارت بہت اچھی ہے مگر کنگرے محل کے سارے گر گئے۔ عرض کیا الٰہی انہیں کیا ہوا۔ حکم ہوا کہ جس وقت تو نے نماز میں آٹے کا خیال کیا تھا اور ہمیں چھوڑا تھا اسی وقت سے یہ گر گئے ہیں۔ اب جس آٹے کے خیال میں تو نے نماز پڑھی وہ آٹا ہی اس محل کے کنگرے بنائے گا۔ تیسری قسم کی نماز اعلیٰ درجہ کی نماز ہے جو سراسر محویت اور استغراق ہے۔ جس کو خدا نصیب کرے وہ اسی کا حصّہ ہے۔ شعر

ما مقیمان کوئے دلداریم | رخ بدنیا و دیں نے آریم

ہم تو محبوب حقیقی کی محبت کے کوچے میں جا پڑے ہیں۔ اب ہمیں دنیا کی سلطنت یا جنت کی پروا نہیں ہے۔
روض الریاحین امام زین العابدینؓ ایک مسجد میں نماز پڑھتے تھے۔ یکایک ایک مسجد کے چھپر میں آگ لگ گئی اور بھڑک اٹھی اور آپ مسجد کے اندر نماز میں مشغول رہے۔ یہ واقعہ دیکھ کر مخلوق جمع ہوئی۔ بہت سا غل مچایا مگر آپ کو اصلاً خبر نہ ہوئی۔ جب خود نماز سے فارغ ہوئے تو باہر تشریف لائے۔ تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے ہماری آواز نہیں سُنی۔ فرمایا کہ کیوں تم کیا کہتے تھے۔ عرض کیا کہ مسجد میں آگ لگ گئی تھی۔ ہر چند ہم نے کوشش کی مگر آپ نے کچھ نہ سنا فرمایا کہ تم مجھے دنیا کی آگ سے بچانے کی کوشش کر رہے تھے۔ مگر میں اس وقت حضوری میں کھڑا حضور کے قہر کی آگ سے بچنے کی کوشش کرتا تھا اس لیے مجھے دنیا کی آگ سے بچنے کی پروا نہ ہوئی۔
تہذیب الکمال فی اسماء الرجال حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک دن کعبہ کے پاس نماز میں مشغول تھے۔ جب آپ سجدہ میں گئے کسی دشمن نے ایک پیر کی دو انگلیاں دوسرے پیر کی پانچ انگلیاں کاٹ ڈالیں۔ مگر اللہ اکبر آپ کو اصلاً خبر نہیں ہوئی۔ اسی طرح محو رہے ایک عورت صالح نے گھر کا تندور روشن کیا اور پھر نماز کی نیت باندھی۔ خیال تھا کہ نماز پڑھ کر روٹی پکا لوں گی۔ اس عورت کا دو ڈھائی برس کا بچہ گھر میں کھیلتا پھرتا تھا شیطان لعین آیا اور بچہ کو تنور کے قریب پہنچا کر ماں کے پاس آیا اور کہا کہ دیکھ تیرا بچہ

تندور کے پاس چلا گیا ہے۔ نماز توڑ دے اور بچہ کو سنبھال لے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ گر کر جل جائے۔ عورت نے اصلا خیال نہ کیا۔ بدستور اسی طرح نماز میں مشغول رہی۔ شیطان بہت غصہ ہوا۔ اور بہت جلد بچہ کو اُٹھا کر بھڑکتے تندور میں پھینک دیا۔ اب عورت سے کہا تو نماز پڑھے جاؤ۔ وہ آپ کا بچہ تندور میں گر گیا۔ جلدی دوڑو۔ شاید ابھی نیم جان سسکتا ہوا مل جائے اے عورت تو نماز پھر بھی پڑھ سکتی ہے۔ مگر بچہ مر گیا۔ تو پھر نصیب نہ ہوگا۔ اتنا کچھ شیطان نے کہا مگر اس عورت کو ذرہ برابر نماز میں کوئی بات لغزش کی پیدا نہ ہوئی۔ اسی طرح محو ہو کر نماز بدستور پڑھتی رہی۔ شیطان عورت کی ثابت قدمی دیکھ کر جل بھن کر چلا گیا۔ جب وہ عورت نماز سے فارغ ہوئی۔ نہایت اطمینان کے ساتھ تندور کے پاس آئی۔ دیکھا کہ بچہ تندور میں بیٹھا ہے۔ آگ بھڑک رہی ہے۔ بچہ انگاروں سے کھیل رہا ہے۔ ایک انگارہ بچہ نے اُٹھا کر منہ میں رکھ لیا ہے۔ وہ انگارہ ٹھنڈا یاقوت بن گیا۔ من کان للہ کان اللہ لہ۔ ترجمہ:۔ جو اللہ کا ہو گیا اللہ اس کا ہو گیا ؎

ولو کان النساء کما ذکرنا　　لفضلت النساء علی الرجال

فلا التانیث لاسم الشمس عیب　　ولا التذکیر فخر للھلال

اگر سب عورتیں ایسی عالی ہمت ہو جائیں تو ضرور مردوں سے فوقیت لے جائیں گے نام کا عورت ہونا کیا عیب ہے۔ نام کا مرد ہونا کیا کمال ہے۔ سورج عربی زبان کے محاورے میں مؤنث ہے۔ چاند محاورے میں مذکر ہے۔ پھر چاند سورج کا فرق سب پر روشن ہے۔ مرد وہی ہیں جو خدا کی مرضی کے اعلٰے درجہ کے کام کریں۔ ورنہ عورت ان سے ہزار درجہ بہتر ہو گی۔ اسعاد الرفیق ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ میرا دل میری چچازاد بہن پر مائل ہو گیا۔ خدا نے ایسا فضل کیا کہ لڑکی کے والدین کے دل میں یہ بات آئی۔ کہ اس لڑکی کا عقد میرے ساتھ کر دیا۔ جب پہلی رات آئی تو ہم نے آپس میں کہا کہ آؤ دو دو رکعتیں اس وصال کی نعمت کے شکریہ میں پڑھیں۔ یہ کہہ کر نماز شروع کی۔ پہلے سجدہ میں وہ کیفیت طاری ہوئی۔ کہ برابر اسی سال تک زوجین اسی شب زفاف کے مکان میں نماز پڑھتے رہے۔ اور کسی طرح دل نماز سے سیر نہ ہوا۔ اللہ یجتبی الیہ من یشاء ترجمہ۔ اللہ تعالٰے جس کو چاہے اپنی طرف بلائے اور اپنی جانب کھینچ لے۔ اللہ اکبر جب غائبانہ سجدے میں یہ لذت ہے تو جب بالکل سامنے سجدہ ہو گا اس وقت کیا کیفیت ہو گی۔ دنیا میں اگر کسی

کو کوئی جھلک جمال کی دکھادی۔ ساری عمر کے لیے دیوانہ شیفتہ پروانہ بے حس وحرکت بنادیا۔
روض الریاحین شیخ صفی الدین فرماتے ہیں۔ کہ مصر کی جانب ایک عورت کو دیکھا کہ پورے تیس سال سے ایک جگہ ایک حالت میں آنکھیں پھاڑے ششدر رکھڑی تھی۔ رات دن میں کبھی نہ بیٹھتی تھی۔ گرمی سردی، مینہ دھوپ اس پر پڑتے مگر اسے خبر تک نہ ہوتی۔ سینکڑوں سانپ اژدہے درندے اس کے چاروں طرف کھڑے اس کی زیارت کرتے۔ لیکن وہ بے خود تھی۔ فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ صعقا۔ ترجمہ جب خدا نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو پہاڑ پھٹ پڑا۔ ریزہ ریزہ ہوا۔ موسیٰؑ بے خود ہوگئے۔ یہ دیوانی موسیٰ وار پورے تیس سال سے بے خود تھی۔ یہ اعلیٰ درجہ کی نماز فنا اور بقا کا مرتبہ ہے۔ زبان وقلم میں اس کے بیان کی طاقت نہیں ہے۔ اس مرتبہ میں ترک صلوٰۃ محال ہے۔ بغفلت ایک دم غیر ممکن ہے۔ ایک آن کے لیے غیر کا تصور کفر ہے۔ ہر ایک مسلمان دعا کرے کہ الٰہی مجھے بھی مقام حضوری نصیب کرے۔ آمین ثم آمین۔ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر۔ ترجمہ نماز روکتی ہے نامناسب باتوں سے عوام الناس کو کھانے پینے، بولنے بات کرنے، ہنسنے، نماز کے خلاف حس وحرکت کرنے سے خاص لوگوں کو روکتی ہے۔ سوائے اللہ کے دوسرے کی طرف آنکھ اُٹھانے سے، خیال دوسری طرف لے جانے سے اولیاء اللہ اور مقرب لوگوں کو روکتی ہے۔ ان کے جسم اور جان کے باہمی تعلق اور اتحاد سے یعنی مقربین کو نماز میں مشاہدہ دیدار الٰہی میسر ہو جاتا ہے۔ روح کو جسم سے زیادہ پیاری شے نظر آجاتی ہے۔ اسلیے وہ جسم کے علاقہ سے بے تعلق ہو جاتی ہے نکتہ اس بے خبری کا سبب یہ ہوتا ہے کہ یہ کچھ سبب حُبِّ وطن کا ہے۔ روح کا وطن ملاء اعلیٰ اور عرش معلیٰ کے اُوپر ہے۔ اگرچہ روح دنیا میں جسم پر بادشاہت کرتی ہے۔ لیکن تاہم فراق وطن میں نہایت بے چین رہتی ہے۔ مولانا روم اس معنی کو بیان کرتے ہیں ؎

بشنو از نے چوں حکایت میکند	وز جدائی ہا شکایت مے کند
نے سے سن لیجئے حکایت ہجر کی	کر رہی ہے یوں شکایت ہجر کی
کز نیستان تا مرا ببریدہ اند	از نفیرم مرد وزن نالیدہ اند
میں نیستاں سے ہوئی ہوں بیوطن	ہیں میرے شیون سے نالاں مرد وزن

٭ دنیا میں روح کی مثال ایسی ہے جیسے حضرت یوسفؑ مصر میں تھے۔ آپ شہر مصر میں بادشاہت کرتے۔ لیکن صاحب کنعان کے فراق میں نیم جان رہا کرتے تھے۔ ہر وقت آپ شکار کے نام سے

جنگل نکل جاتے اور صاحب کنعان کی خبر لگاتے۔ ایک دن ایک اعرابی کنعانی آپ کو ملا۔ آپ نے اُس سے صاحب کنعان کا حال پوچھا۔ اُس نے کچھ ذکر حضرت یعقوبؑ کا کیا۔ سنتے ہی فوراً بے ہوش ہو کر گھوڑے سے گرے آپ کو اپنی جان اور جسم کا کچھ بھی خیال اور خبر نہ رہی اور جب تک صاحب کنعان سے یوسفؑ کی ملاقات نہ ہوئی اسی طرح وطن کے فراق میں عمر گذری۔ پس روح انسان کامل کے جسم کی مصر پر حکومت کرتی۔ لیکن صاحب کنعان یعنی رب العزت کے فراق میں ہر وقت نیم جان رہتی ہے۔ البتہ نماز کی حالت میں اس روح کو کچھ خبر اس جان جہان صاحب کنعان کو مل جاتی ہے۔ پس خبر سنتے ہی غشی ہی غشی طاری ہو کر نیم بسمل سے زیادہ تڑپنے لگتی ہے۔ جب تک روح کو اپنے حقیقی یعقوب سے وصال نہ ہوگا۔ اسی طرح جب نماز میں یا کسی وقت میں اس محبوب کا پتہ ملیگا یا خبر لگے گی۔ فوراً بے ہوش ہو جائے گا

نکتہ۔ جناب سید المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت سخت تکلیفیں اُٹھا کر کفار قریش کے لیے بددعا نہیں فرمائی۔ مگر صرف ایک دفعہ کہ جب آں سرور عالم خانہ کعبہ کے سامنے نماز پڑھتے تھے۔ اور کفار قریش آپ کی نماز میں حارج ہوئے۔ اونٹ کی اوجھری ناپاک آپکے اوپر لاکر رکھی اور آپ کی نماز خراب کر دی۔ اس وقت آپنے ان لوگوں کے لیے جو مرتکب اس فعل کے تھے۔ ضرور بددعا فرمائی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ نماز آپکی روحانی غذا تھی فرماتے ہیں۔ وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔
ترجمہ۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔ آپ کی طبیعت اور جبلت کا تقاضا نماز پڑھنا تھا۔ کیونکہ آپ کا مرکز اصلی جناب رب العزت ہے اور نماز آپ کے لیے رجوع الی المرکز تھی۔ پس جب کسی شے کو اس کے مرکز کی طرف جانے اور سیر کرنے سے منع کیا جاتا ہے۔ تو بالضرور وہ منع کرنے والا خطرہ میں پڑتا ہے۔ اور اکثر ہلاک بھی ہو جاتا ہے۔ دیکھو پانی ہوا آگ اپنے مرکز کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اگر کوئی ان کو روکتا ہے تو نہایت زور اور سختی ان کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً بجلی کی کڑک کی وجہ یہ ہی ہے کہ جس وقت لطیف بخارات زمین کے آسمان کی طرف جانا چاہتے ہیں تو زمین کے کثیف اجزاء جو درمیان زمین آسمان کے جمع ہیں وہ ان بخارات لطیفہ سریع السیر کو روکتے اور منع کرتے ہیں۔ یہ بخارات منع کرنے سے نہایت سخت ہو جاتے ہیں اور نہایت زور کے ساتھ اپنے مرکز کی طرف جاتے ہیں۔ اس شدت کی وجہ سے یہ کڑک اور ہولناک آواز ہوتی ہے اور بسا اوقات بجلی زمین پر گر جاتی ہے۔ اسی طرح جب کفار نے حضورؐ کو نماز سے روکا اور آپ اس وقت اپنے مرکز اصلی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ فوراً آپکے اندر غیظ و غضب پیدا ہوا اور بددعا کی۔ بجلی آپکے مُنہ سے پیدا ہو کر باہر نکلی اللہم علیک بعتبہ و ربیعہ وابی جہل الخ اور فوراً

مانعین پر جا گری۔ اس کا ثمرہ یہ ہوا کہ تھوڑے عرصہ کے بعد وہ کافر بدر ہی میں مارے گئے۔ پس ان لوگوں کے لیے بددعا کرنا آں جناب کے کمالات کا باعث تھا۔ جس کو ہر ایک نقطہ سنج خوب سمجھتا ہے۔ ورنہ کفار قریش نے آپ کو قتل کرنا چاہا۔ وطن سے جلاوطن کیا۔ صدہا طرح کی تکلیفیں دیں۔ ان سب کا بدلہ یہ تھا کہ جس دن آپ مکہ معظمہ فتح کرنے آئے ہیں اور آپکے اہل وطن کفار مکہ نے جو قاتل دشمن آپ کے تھے آپسے پوچھا کہ آج اے محمدؐ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کرو گے۔ آپنے فرمایا۔ میں تمہارے ساتھ وہ معاملہ کرونگا جو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا۔ لاتثریب علیکم الیوم۔ تمہارے سب قصور معاف اور کوئی تکلیف تم کو نہ دی جائے گی۔ حالانکہ اس وقت آپ کا جاہ و جلال بے حد تھا۔ چاہتے تو ایک ایک قریشی کافر کو قتل کر دیتے۔ مگر انہیں معاف فرمادیا اور سب کو چھوڑ دیا۔ کعبہ کے پاس یا غزوہ احزاب یا اور بھی جہاں کہیں حضور نے کفار قریش پر غصہ فرمایا صرف نماز سے روکنے پر فرمایا۔ سچ ہے نماز ایسی بڑی چیز ہے۔

اشعار

جلوہ ہے خاص رحمتِ حق کا نماز میں
انوار قدس کا ہے نظارہ نماز میں

مولیٰ سے اپنے ملتا ہے بندہ نماز میں
اُٹھ جاتا ہے جدائی کا پردہ نماز میں

آپہنچا خاص اپنے شہنشاہ کے حضور
جب بندہ ہاتھ باندھ کے آیا نماز میں

مولیٰ میں اور بندہ میں رہتا نہیں حجاب
بے پردہ ہے تجلی مولےٰ نماز میں

جب ہاتھ اُٹھائے باندھ کے نیت تو یوں سمجھ
دونوں جہاں سے ہاتھ اُٹھایا نماز میں

کیا جانئے تو رکوع و سجود و قعود کو
ہے کن حقیقتوں کا اشارہ نماز میں

الحمد کی شروع تو ہر کلمہ کا جواب
معبود ذوالجلال سے پایا نماز میں

حمد و ثنا درود و قرأت دعا سلام
ہے جمع ہر طرح کا وظیفہ نماز میں

مدہوش مست و خواب سحر میں ہے بے نماز
اور اٹھ کے آیا عاشق مولا نماز میں

نرمی سے کرتا ہے ملک الموت قبض جان
تلخی موت کا ہے مداوا نماز میں

یہ قبر میں انیس یہ محشر میں ہو شفیع
عقبیٰ کی راحتیں ہیں سراپا نماز میں

گر قبر کے اندھیرے سے ڈرتا ہے پڑھ نماز
ہے ظلمت لحد کا اُجالا نماز میں

رکھے گا سر بلند انہیں پاک بے نیاز
جن کا سرِ نیاز ہے جھکتا نماز میں

اے دل نماز کیوں نہ ہو معراج مومنین
پاتا عروج و قرب ہے بندہ نماز میں

ابیات

خالق نے کیا بنائی ہے نور نظر نماز
اندھیر تھا جہاں میں نہ ہوتی اگر نماز

پڑھتے ہیں خوف حق سے جو با چشم تر نماز
ان کے لیے بجھائے گی نار سقر نماز

سوئیں گے قبر میں وہی بے خوف جو یہاں
پڑھتے ہیں نیند چھوڑ کر وقت سحر نماز

رہتا ہے جن کو فکر نمازوں کا رات دن
گویا وہ پڑھتے رہتے ہیں آٹھوں پہر نماز

تکبیر اور آذان تو کانوں میں ہو چکی
باقی رہی فقط تیری اے بے خبر نماز

مرتا ہے بے نماز تو اے تم نمازیو
پڑھتے ہو کیوں جنازۂ ناپاک پہ نماز

ان کے لیے بنائیں گے یہ گھر بہشت میں
دنیا میں جن کے دل میں بناتی ہے گھر نماز

حاضر تو ہر نماز میں رکھ دل کو اے فقیر
کچھ تو سمجھ کہ تو ہے کہاں اور کدھر نماز

سوال۔ کیا سبب ہے جو قرآن مجید و فرقان حمید میں نماز کا ذکر بہت سی جگہ آیا ہے۔ کہیں نماز کے پڑھنے کا صریح حکم ہے کہیں مسلمان نمازیوں کی تعریف، کہیں نمازیوں کے ثواب کا ذکر۔ کہیں نماز کے ترک پر وعید۔ کہیں بے نمازوں کے عذاب کا ذکر فرمایا ہے۔ حج، زکوٰۃ، روزہ کی اس طرح تاکید اور قسم قسم سے ان کا ذکر نہیں آیا ہے۔ حالانکہ جیسی نماز اسلام میں فرض ہے۔ ویسے ہی روزہ حج، زکوٰۃ بھی فرض ہے۔ پھر نماز کی تخصیص کا کیا سبب ہے۔

جواب۔ اس تخصیص کے چند سبب ہیں۔ اوّل یہ کہ سوائے نماز کے حج میں زکوٰۃ میں، روزہ میں مسلمان کافر شریک ہیں۔ قریش کافر حج کرتے تھے۔ محرّم وغیرہ کا روزہ جاہلیت کے زمانہ سے مکہ کے کافر رکھتے چلے آتے تھے۔ کافر خیرات بھی جو ہم شکل زکوٰۃ کے ہے برابر کرتے تھے۔ اسلام کے بعد مسلمان بھی تھوڑی سی اصلاح کے بعد انہیں افعال میں شریک ہو گئے۔ البتہ نماز کفار قریش میں نہ تھی یہ ایک نیا طریقہ عبادت کا تھا جسے کافر نہ جانتے تھے اور انکی طبیعتیں خوگر نہ تھیں۔ اور حقیقت میں نماز نہایت عظیم الشان عمل تھا۔ پس کفار کی طبیعت کے خلاف ہونے کے سبب اور نماز کے بجائے خود عظیم الشان ہونے کی وجہ سے ہر ایک طریق سے ذکر قرآن مجید میں کیا گیا۔ تاکہ ہر کافر نو مسلم اس کو نہایت ہی ضروری جان کر بجالائے۔ معمولی عبادت نہ جانے **دوسری** وجہ نماز میں بندے کا پورے طور سے بندہ ہونا۔ اور مولیٰ کا مولیٰ ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ زبان سے کلمات سے ہاتھوں سے، پیروں سے، رکوع سے، سجدے سے، عاجزی وانکساری، خضوع وخشوع سے اس لیے مولیٰ نے اس عبادت کو بے نہایت پسند کیا اور دوست رکھا ومن احب شیئاً اکثر ذکرہ۔

ترجمہ جو کسی کو دوست رکھے گا اس کا ذکر زیادہ کرے گا۔ اس لیے خداوند کریم نے قرآن مجید میں نماز کا زیادہ ذکر فرمایا ہے۔ اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔ ترجمہ۔ لوگو میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔ محبوب کی پسندیدہ چیز کو عاشق اپنی آنکھوں کی تپلی بناتے ہیں۔ اسی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دم واپسیں میں یہ ہی وصیت تھی۔ ایھا الناس الصلوٰۃ۔ الصلوٰۃ۔ ترجمہ۔ لوگو خبردار نماز کی بڑی حفاظت کرنا۔ ساری عمر بذات مقدس خود بھی اعلیٰ درجہ کی نماز کی حفاظت کی۔ اور پھر آخری حیات کے حصے میں اُمت کو اس کی حفاظت کی تاکید فرمائی۔ کیونکہ جو پھول کسی کے محبوب کو مرغوب ہوتا ہے۔ عاشق ہمیشہ اسی درخت کے پھول کے درخت کی ساری عمر باغبانی کرتا ہے۔ اپنی عُمر کے سارے چمن میں وہی پھول لگاتا ہے۔ شاید کبھی محبوب کا اس پھول کے لیے میرے اس چمن میں گذر ہو جائے ؎ ہمائے اوج سعادت بدام ما اُفتد ؛ اگر ترا گذرے برمقام ما اُفتد ؛ پھر ایسا ہوتا ہے جسکی بشارت مخبر صادق سید المرسلین رحمۃ للعالمین علیہ السلام دیتے ہیں۔ لوگو جب بندہ نماز کی نیت باندھتا ہے۔ تب حضور رب العزت نمازی بندے کے سامنے تشریف لاتے ہیں۔ اور جب نمازی اپنی نگاہ دوسری طرف لے جاتا ہے تو فرماتے ہیں کہ اے بندے ہم تیرے سامنے ہیں۔ تو کہاں چلا گیا۔ کیا ہم سے بھی اچھا تجھے کوئی اور نظر آیا جو ہمیں چھوڑ کر ادھر گیا۔ ادھر آؤ۔ سبحان اللہ۔ نماز بھی کیا قرب الٰہی کا وقت ہے کہ عابد اور معبود کا سامنا ہوتا ہے۔ کیا خوش نصیب مسلمان نمازیوں کی یہ ہی وجہ تھی۔ آقائے نامدار سید ابرار نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم دم واپسیں تک نماز کی حفاظت کی وصیت فرماتے رہے۔ مجالس سینہ قال بکر بن عبداللہ من مثلک یا ابن آدم اذا شئت ان تدخل علی مولاک بغیر اذن دخلت قیل لہ کیف ذلک قال تسبغ وضوک وتدخل محرابک خلاصہ بکر بن عبداللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے انسان تیرے برابر کون ہو سکتا ہے جب تو چاہے اپنے مولیٰ اپنے آقا کی حضوری میں چلا جائے تجھے کوئی ضرورت اذن لینے کی نہیں ہے۔ عرض کیا گیا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے فرمایا کہ بندہ وضو کرے اور محراب عبادت میں جاکر نماز سے نیت باندھ لے۔ ادھر نیت باندھی ادھر مولیٰ کی جناب میں پہنچا۔ ویح اہل زماننا بینما الادمی منھم فی الصلوٰۃ یذکر اللہ والدار الآخرۃ واذا اکلہ برغوث او قلمۃ نسے اللہ تعالیٰ والدار الآخرۃ واقبل ویحک ما اصابہ من جدہ فقد روئے عن مسلم بن یسار یوما فی الصلوٰۃ فوقعت ناحیۃ من المسجد ففزع اہل المسجد منھا فما شعر ولا التفت خلاصہ افسوس ہے کہ بعض شخص نماز میں قیامت کے غم میں علیو یاد الٰہی میں مشغول ہوتے ہی یک بیک کوئی پسو مچھر کھٹمل وغیرہ انہیں کاٹتا ہے۔ اس ذلیل جانور کے کاٹنے سے وہ نمازی خدا کو بھول جاتا ہے آخرت کا خیال چھوڑ ان سب کو چھوڑ کر اپنے جسم کو کھجلانے میں مشغول ہوتا ہے۔ ہائے افسوس مسلمان ہو کر یاد الٰہی میں محو ہو کر پھر ایک مچھر اس کو ادھر سے غافل کر دے۔ دیکھو مسلم بن یسار نماز پڑھتے تھے اور مسجد ایک طرف کو گرنے اور ڈہنے لگی مگر آپ کو اصلاً خبر نہ ہوئی۔ کسی طرح نماز میں فرق نہ آیا۔ سبحان اللہ مردان خدا ایسے ہوتے ہیں الٰہ العالمین ہمیں بھی آپکی اتباع نصیب کر۔ آمین۔

پانچواں وعظ

دُعا قبول ہونے کے بیان میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؀

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی والیؤمنوا بی لعلھم یرشدون

اے مبارک نبی جب ہمارے بندے تم سے ہمارے ذات عالی کی نسبت پوچھیں تو ہم ان سے قریب ہیں دعا کرنے والوں کی دعا قبول کرتے ہیں۔ تم بھی ہمارے حکموں کی اطاعت کرو ہم پر ایمان لاؤ تاکہ سیدھی راہ پر قائم رہو۔ یہ کلام حضرت ملک العلام ذوالجلال والاکرام کا وہ عالیشان کلام ہے۔ جس کی شان میں خود اخلاق دو جہان ارشاد فرماتے ہیں لو انزلنا ہذا القرآن علی جبل لرأیتہ خاشعاً متصدعا من خشیۃ اللہ۔ تفسیر فتح البیان اے مبارک نبی جو قرآن ہم نے تمہارے اوپر نازل کیا ہے اگر یہ کلام کسی بڑے پہاڑ پر نازل کرتے تو وہ اس کلام کی ہیبت اور جلال سے پھٹ جاتا۔ مرحبا اس مبارک اور عالیشان سینہ کو جو ان تکلیفوں کو برداشت فرماتا۔ یہ بے حد محنتیں اور جاں گداز مشقتیں صرف رب العزت کی محبت اور اُمت کے عشق میں جھیلتا تھا۔ پھر اتنی تکلیفوں پر آپ ایسے اس کلام پاک کے نازل ہونے کے شیدائی بنے رہتے کہ ہمیشہ حضرت جبرائیل سے درخواست کرتے تھے۔ اے جبرئیل تم بہت زیادہ میرے پاس تشریف لایا کرو حضرت جبرئیل نے فرمایا وما نتنزل الا بامر ربک۔ یا حضرت ہم بلا حکم رب العزت کے نازل نہیں ہو سکتے وہ جب چاہتا ہے ہمیں نازل فرماتا ہے امام جلال الدین تفسیر اتقان میں فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل کا نزول آدمؑ پر دس دفعہ ہوا حضرت موسیٰؑ پر دو سو دفعہ حضرت عیسیٰؑ پر تیرہ دفعہ۔ مگر جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر پورے چوبیس ہزار دفعہ حضرت جبرئیل کا نزول ہوا۔ اس پر بھی یہ فرمائش تھی کہ جبرئیل اور زیادہ تشریف لایا کرو قرآن مجید کے نزول کے وقت ایسی سخت تکلیف آپ کو ہوتی کہ بالکل بے ہوش ہو جاتے سر سے پیر تک جاڑے کی سخت سردی کے موقعہ پر جسم اطہر سے پسینہ سچے موتیوں کی طرح ٹپکتا ہے۔ ایسی محنت کے بعد آپکو یہ عشق اس کلام کے نازل ہونے کا تھا۔ بخاری خمیس۔ جب ابتدائی نبوت میں چند روز کے لیے وحی بند ہوئی تو جناب دیوانوں کی طرح عشق الٰہی میں پھرنے لگے۔ اسی جوش عشق میں چند مرتبہ آپ پہاڑ پر گرنے کے لیے چڑھے کیونکہ تاب مفارقت گوارہ نہ تھی۔ حضرت جبرئیل آپ کو پہاڑ پر نظر آئے اور عنقریب نزول قرآن وصال الٰہی کا وعدہ دے کر آپ کو پہاڑ سے نیچے اُتارا۔ پھر چند روز کے بعد متواتر پے در پے وحی نازل ہونے لگی۔ قرآن مجید کے ایسے عاشق اور

ماہر بنی علیہ السلام یہ فرماتے ہیں مسند دارمی آیۃ واحدۃ خیر عند اللہ من السموٰت والارض وما فیہن ۔
ترجمہ۔ ایک آیت۔ اس قرآن مجید کی ساتوں آسمان، ساتوں زمین میں چودہ طبق کی مخلوق سے اللہ کے
نزدیک بہتر ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جنکے پاس ایسا قرآن مجید ہو۔ کہ جس کی ایک ایک آیت چودہ طبق
سے سارے جہان سے زمین آسمان سے بہتر اور افضل ہو۔ پھر ایسی ایک نہ دو بلکہ ہزاروں موجود ہوں اور
یہ لوگ دنیا میں انتہا درجہ کے ذلیل ہوں آخرت میں دوزخ میں جائیں وما ظلمونا ولکن کانوا انفسہم یظلمون
خدائے پاک کا کیا نقصان کیا اپنے آپ کو برباد کر لیا یہ وہ کلام ہے جسکی نسبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کا یہ ارشاد ہے ترمذی وغیرہ عن ابن مسعود قال من قرأ حرفا من کتاب اللہ فلہ عشر حسنات لا اقول الم حرف
بل الف حرف لام حرف میم حرف ترجمہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ جس نے ایک حرف قرآن مجید کا پڑھا
اسکے لیے دس نیکیاں ہیں پھر الم کہیگا اس کو تیس نیکیاں عنایت ہونگی ایک ایک نیکی کا وزن کئی کئی ہزار احد
پہاڑ کی برابر ہوگا روح البیان وغیرہ ابی عبداللہ محمد بن شجاع ثلجی سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ میری
عادت الحمد شریف پڑھنے میں مالک یوم الدین والی قرأت پڑھنے کی تھی ایک دن میں نے بڑے
عربی دان ادیب فاضل سے سنا کہ وہ ملک یوم الدین بے الف قرأت پڑھتے تھے اور یہ فرماتے تھے
کہ بے الف والی قرأت نہایت فصیح بلیغ قرأت ہے۔ اس دن سے میں بھی ملک یوم الدین پڑھنے لگا۔ وہ قرأت
جس میں ایک الف زیادہ تھا موقوف کردی ایک رات خواب میں دیکھا کہ ہاتف غیبی مجھے پکارتا اور یہ کہتا ہے
کہ اے بندے تونے ایک حرف قرآن مجید کا کیوں چھوڑا۔ دس نیکیاں کم ہوگئیں۔ کیا تونے فرمان عالیشان واجب
الاذعان جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں سنا کہ قرآن مجید کے پڑھنے والے کو ایک ایک حرف
کے بدلے میں دس نیکیاں ملتی ہیں اور دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور دس درجہ جنت میں بلند ہوتے ہیں
ابی عبداللہ ثلجی یہ خواب دیکھ کر ہوشیار ہوئے اور پھر بدستور مالک یوم الدین والی قرأت جس میں ایک حرف
زیادہ تھا پڑھنے لگے۔ یہ ہی ایک وہ کلام ہے جس میں دو جہان کی دولت رکھی ہے۔ باوجود اسکے کہ یہ نثر
ہے نظم نہیں ہے۔ وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ ترجمہ نہ ہم نے اپنے نبی کو شعر گوئی کی تعلیم فرمائی اور نہ یہ شعر گوئی
کی صفت نبی کی شان کے لائق ہے۔ پھر بھی اس کا پڑھنا جہان بھر کی موسیقی اور نظم اور شعر وغیرہ سے نہایت
زیادہ دلکش ہے کوئی راگ کسی وقت کا کوئی راگنی صبح شام کی اس کلام پاک کی لذت کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔
وہ روحانی لذت اس میں رکھی ہے رلانا آنکھوں سے آنسوؤں کی ندیاں جاری کردینی ایک اس کی ادنے
صفت ہے واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینہم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق ترجمہ جب سنتے ہیں
لوگ وہ کلام جو رسول پر نازل کیا گیا بہنے لگتے ہیں آنسو ان لوگوں کے جو کچھ حق کی پہچان رکھتے ہیں۔ کلیجہ

پھٹنا۔ جان بحق تسلیم ہونا۔ اس کلام کو سُن کر یہ اس کا ادنیٰ اثر ہے۔ دین تو اس میں اعلیٰ درجہ کا ہے۔ دنیا کی دولت بھی اس کلام میں بے انتہا موجود ہے جو لوگ اسکے حرفوں کو اعلیٰ درجہ کی خوشخطی پہنچاتے ہیں۔ انتہا درجہ کی عزت انہیں نصیب ہوتی ہے۔ ہندوستان میں ایک یاقوت رقم تھے ان کے ہاتھ کا کلام مجید لکھا ہوا اسی ہزار نوے ہزار روپیہ کو ہدیہ ہوتا تھا۔ اس قرآن کے سامنے کسی لعل و جواہر کی وہ قدر ومنزلت نہ ہوتی تھی ہندو ریاستیں اپنے توشہ خانہ کے لیے ہزار ہا روپیہ پیشگی بھیجتے اور نہایت عزت کے ساتھ وہ قرآن مجید منگاتے مسلمانو غور کرو جس کلام کے حرفوں کو خوبصورت کرنے سے یہ عزت اور مرتبہ حاصل ہوا۔ جو بندہ اس کے خوبصورت معنی کو اپنے دل کے صفحوں میں لکھے گا وہ دین و دنیا میں کیسی عزت پائے گا حکایت امام شافعی کے زمانہ میں ایک شخص کے اولاد نہ ہوتی تھی۔ بڑی عمر میں جاکر لڑکی پیدا ہوئی۔ فرط سرور میں یہ قسم کھا بیٹھا کہ میں اس کے جہیز میں دونوں جہان کی دولت دونگا کہنے کو کہہ دیا۔ مگر جب وقت قریب آیا تو نہایت فکر پیدا ہوا۔ کہ میں کیا اور میری ہستی کیا۔ دونوں جہان کی دولت میں کس طرح اپنی لڑکی کو دے سکتا ہے۔ ایسی پریشانی میں ہر ایک عالم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہ میں کیا کروں اور کس طرح اپنی قسم بری کر سکتا ہوں۔ لیکن کہیں سے جواب نہ ملا۔ جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے سن کر فرمایا کہ تیری قسم کا نہایت سہل علاج ہے اے شخص اپنی دختر کو قرآن مجید کی تعلیم دے۔ پھر رخصت کے وقت قرآن مجید اس کی بغل میں وداع کردے۔ قسم ہے اللہ کی تو نے دونوں جہان کی دولت اپنی بیٹی کو جہیز میں دی اور تو قسم سے بری ہوا یہ وہ کلام ہے جس کی برکت اور عظمت اور رحمت اور رافت سے خشک پتھروں سے آب شیریں جاری ہوجاتا ہے۔ کتاب النصائح میں ابن ظفر بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ شہر اندلس میں گئے۔ وہاں ہم سے ایک معتبر شخص نے بیان کیا۔ میاں ہمارے اس شہر میں دو نصرانی راہب آئے۔ اور مسلمان ہوئے۔ ہم نے اُن سے سوال کیا کہ تم اپنے مذہب میں بڑے مضبوط تھے۔ کیا وجہ ہوئی جو تم مسلمان ہوئے۔ ایک نے ان میں سے جواب دیا کہ ہم بڑے کنیسہ یعنی گرجا کے رہنےوالے راہب پادری ہیں۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا۔ کہ ہمارے پاس حاکم شہر نے ایک غلام کنیسہ کی خدمت کے لیے بھیجا وہ غلام مذہب کا مسلمان تھا۔ اُسے جگہ جگہ سے قرآن مجید کی سورتیں یاد تھیں اور آیتیں یاد تھیں وہ اکثر ہمارے سامنے کلام اقدس کی کچھ آیتیں پڑھا کرتا تھا۔ ہمیں بھی سن سن کر بہت سی آیتیں یاد ہوگئیں۔ ایک دن اس غلام نے یہ آیت پڑھی واسئلوا اللہ من فضلہ۔ ترجمہ۔ لوگو اللہ سے اس کا فضل و کرم مانگتے رہو۔ دوسرے دن اس غلام نے یہ آیت پڑھی۔ وقال ربکم ادعونی استجب لکم

ترجمہ :- اے بندوں مولی کا یہ ارشاد ہے کہ تم مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا۔ مانگنا تمہارا کام ہے دینا میرا کام۔ ہم نے یہ دونوں آیتیں سن کر یاد کر لیں اور آپس میں یہ کہا کہ دیکھو اس کلام کی کیا اچھی تعلیم ہے ضرور یہ وہی کلام ہے جسکی بشارت حضرت مسیح علیہ السلام دے گئے ہیں۔ دل میں خیال آیا کہ کسی دن اس کلام کا امتحان کرنا چاہیئے کہ اس کلام کا دعوی سچا ہے یا نہیں۔ اتفاق سے ایک دن ہم اپنے عبادت خانہ میں کھانا کھاتے اور وہ قیدی مسلمان غلام ہمارے پاس کھڑا ہوا۔ ہمیں شراب پلاتا تھا کہ یکایک ہمارے حلق میں نوالہ اٹکا ہم نے فوراً اس قیدی کو اشارہ کیا۔ اس نے ایک ایک جام شراب سے بھر کر حوالہ کیا۔ ہم نے سارا سارا پیالہ پی لیا۔ مگر نوالہ حلق سے نہ اُترا۔ پانی کی سخت ضرورت ہوئی۔ مگر وہاں کہیں قریب پانی موجود نہ تھا۔ ہم نے دل میں کہا کہ یا اللہ تیرے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری جانب سے ہمیں یہ سنایا ہے ادعونی استجب لکم ترجمہ مجھے پکارو میں سنوں گا مجھ سے مانگو میں دونگا واسئلو اللہ من فضلہ۔ اللہ کا فضل طلب کرو۔ وہ تم پر فضل نازل کرے گا۔ اگر یہ تیرا ہی کلام ہے۔ تو اس وقت ہمیں کہیں سے پانی مرحمت وعنایت فرمائیے۔ یہ دعا کرتے ہی فی الفور مکان کا ایک ستون جو سنگ خارا کا تھا اور سینکڑوں برس سے خشک کھڑا تھا۔ پھٹ گیا اور فوراً اس میں سے ایک چشمہ شیریں پانی کا جاری ہوا۔ اس وقت ہم دوڑے اور ہاتھوں سے پانی کے چلو بھر بھر کر پینے شروع کیے۔ ایک ہی چلّو میں نوالہ حلق سے اترا اور جان میں جان آئی۔ جب ہم پانی پی چکے وہ چشمہ پانی کا بند ہو گیا۔ ہم اسی وقت مسلمان ہوئے اور قرآن مجید اور فرقان حمید کی صداقت اور اسلام کی سچائی پر پورا یقین اور ایمان حاصل ہوا

حکمت۔ مکان کے ستون سے پانی کا چشمہ جاری نہیں ہوتا۔ خدائے برحق نے اپنے سچے کلام معجز نظام کی برکت اور قوت سے ظاہر اور باطن میں رحمت اور مغفرت کے چشمے جاری کیے ۔ ظاہر میں خشک پتھر کے ستون سے پانی جاری فرمایا اس کے سبب اپنے بندوں کو دنیاوی موت اور حلق کے پھندے سے بچایا اور باطن میں ایمان اور یقین کا چشمہ جاری کیا جس کے سبب سے آخرت کی دائمی موت اور جہنم کے نوالہ بننے سے محفوظ کر لیا۔ ایسے معجزات اور روشن آیات اور واقعات کی طرف قرآن میں اشارہ بھی فرمایا گیا۔ ولوان قرآنا سیرت بہ الجبال او قطعت بہ الارض او کلم بہ الموتی بل للہ الامر جمیعا ترجمہ اگر اس قرآن کی برکت سے پہاڑوں کو انکی جگہ سے سرکا دیا جائے یا زمین کی مسافت بعیدہ جلد طے کر لی جائے یا مردوں کو زندہ کیا جائے اور پھر ان سے باتیں بھی ہوئیں تو یہ سارے کام قرآن کی برکت سے ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ سب کچھ قدرت الٰہی میں ہے یہ نسخہ شافی کلام کافی کلام با نظام ہے۔ جو ہر شاہ اور محتاج کے لاعلاج مرضوں کو ایک آن میں رفع دفع کر گئے

تندرست اور صحیح المزاج کر دیتا ہے حیوۃ الحیوان الکبریٰ ابی مسلمۃ بن عبد الملک جو بنی امیہ کی قوم میں خلیفہ وقت گذرا ہے۔ جب شہر عمودیہ میں کسی جنگ کے موقع پر گیا۔ عین معرکہ جنگ میں گھوڑے سے نیچے گرا۔ کیونکہ اس کو مرض صرع یعنی مرگی کا عارضہ لاحق تھا۔ وہاں میدان جنگ کے قریب ایک پرانا قدیمی عبادت خانہ تھا۔ جس میں ایک عابد راہب عیسائی مذہب کا رہا کرتا تھا۔ اس نے سردار لشکر سے پوچھا کہ تمہارے امیر کو کیا ہوا۔ جو وہ اس طرح گر گیا اور پھر وہ میدان میں حاضر نہ ہوا۔ لشکر والے لوگوں نے کہا کہ ہمارے امیر کو ایک عرصہ سے مرگی کا مرض ہے۔ اور جس کا دورہ وقتاً فوقتاً اٹھتا رہتا ہے۔ عابد یہ کلام سن کر اپنے عبادت خانہ سے ایک پیرہن نکال کر لایا۔ اور کہا کہ یہ اپنے امیر کو ذرا پہناؤ۔ لوگ اسے لے گئے اور بے ہوش پڑے امیر کو وہ پیرہن پہنایا فوراً مرض زائل ہو کر ہوش آیا ہر شخص کو اس کرامت پر تعجب ہوا۔ ہر طرف سے اس کرتے کو دیکھا کہیں بھی کچھ نہ ملا۔ صرف گریبان کے اندر یہ لکھا ہوا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ذلک تخفیف من ربکم و رحمۃ الان خفف اللہ عنکم و علم ان فیکم ضعفا یرید اللہ ان یخفف عنکم و خلق الانسان ضعیفا و اذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بہت رحمت والا ہے۔ یہ خدا کی طرف سے رحمت اور آسانی ہے الخ سب کو تعجب ہوا کہ یہ قرآن مجید کی آیتیں اس راہب کے پاس کہاں سے آئیں پوچھا کہ تجھے یہ آیتیں کہاں سے ملیں یہ تو نبی آخر الزمان پر نازل ہوئیں تھیں۔ راہب نے کہا کہ یہ آیتیں ہمارے عبادت خانہ میں ایک پرانے پتھر پر کندہ ہے اور یہ پتھر تمہارے نبی علیہ السلام کے مبعوث ہونے سے سات سو برس پہلے اس عبادت خانہ میں لگا ہوا ہے اور صدہا برس سے اسی طرح اس کی برکات جاری ہیں اور ہزاروں مخلوق اس کے فیض سے فائدہ حاصل کرتی ہے۔

ان راہبوں کے پاس چند آیتیں تھیں ان کا یہ حال ہے۔ خوش نصیب اس اُمت کے لوگ جن کے پاس یہ سارا قرآن مجید موجود ہے۔ بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالایات والذکر الحکیم۔ خداوند کریم ہمیں اور تمہیں قرآن عظیم کی برکتیں عطا فرمائے اور اس میں جو دارین کے نفع ہیں۔ وہ بھی ہمیں نصیب کرے۔ ان آیات سراپا رشد و ہدایت و فلاح و نجات کے شان نزول میں علماء مفسرین اہل تحقیق و یقین و ہادیان دین متین جزاہم اللہ عنا وعن جمیع المسلمین خیراً الی یوم الدین اپنی تقریر دلپذیر کو دائرہ تحریر میں یوں لاتے ہیں کہ ایک دن خلاصہ مخلوقات سید الموجودات اشرف البریات نور من نور اللہ حضرت محمد رسول اللہ علیہ افضل الصلوٰۃ واذکی تحیات اپنی مسجد اظہر و انور میں تشریف رکھتے تھے۔ ع۔ نظر گاہ دو عالم ہے۔ رسول اللہ کی مسجد یکایک ایک گروہ اہل عشق و محبت باوقار و عظمت مولیٰ کے طالب سر جھکے

ہوئے بحر تفکر میں ڈوبے ہوئے اپنے مطلوب حقیقی کی تلاش میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور فیض درجت سراسر سرور بہجت میں آنکلے گو ادب سوال کرنے سے مانع تھا۔ مگر عشق اور مشک چھپانے سے چھپتا ہے کب۔ نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال۔ بیتابانہ مانند ماہی بے آب اور بے قرارانہ اپنے محبوب اور پیارے خدا کا پتہ اور نشان پوچھ بیٹھے اے رہنمائی سالکان اے ہادی گمراہان اے شاہ زمان فرمادیجئے زبان محبت ترجمان سے جلدی کردیجئے بیان کہ ہمارا مطلوب ہمارا محبوب دلوں کا قرار ہمارا خدائے ستار وغفار کہاں اور کتنی دور ہے۔ فی الفور یہ نامۂ محبت اور رحمت شمار نازل ہوا۔ اور جب پوچھیں تم سے ہم کو بندے ہمارے تو سن رکھو کہ ہم سے بہت ہی قریب ہیں نکتہ یہاں سے سائلین صادقین عاشقین کے حقیقی عشق کے جذبے اور سچی کشش کی کیفیت ولطافت نظر آگئی۔ محبت صادقہ نے وہ اثر دکھایا۔ کہ حضور معلی رب العالمین کی سرکار سے جواب ملا اور بلا وساطت خطاب ہوا درمیان سے واسطہ ہٹایا نہیں بلکہ بذات خاص جواب باصواب فرمایا کہ ہم تم سے نہایت ہی قریب اور بہت ہی پاس ہیں۔ ہر آواز کو سائل کی اور ہر فریاد کو پکارنے والے کی سنتے اور قبول کرتے ہیں بخاری ومسلم میں یہ حدیث ہے۔ کہ ایک دفعہ لشکر غالباً صحابہ کرام غازیان مدینہ فخر الاحترام کسی لڑائی سے چلے آتے تھے کسی بلند جگہ پہ چڑھے وقت ذاکرین طائعین نے باآواز بلند اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا شروع کیا۔ نبی رحمت صاحب شفاعت منبع ہدایت مخزن کرامت خاتم الرسل ہادی سبل محمود واحمد ومحمد علیہ السلام والاکرام نے سنا دریائے شفقت ورافت نے مخزن سکینہ میں جوش مارا۔ خیال فرمایا کہ یہ تھکے ہوئے غازی ایسے زور سے ذکر کرتے ہیں اور تھک جائیں گے فرمایا لوگو یہ غل کیسا یہ بلند آوازیں کیسی۔ تم کسی بہرے یا دور افتادہ خدا کو پکارتے ہو۔ جو چنگھاڑتے ہو۔ جس کا تم نام لے کر پکارتے ہو۔ وہ نہایت سننے والا اور بہت دیکھنے والا ہے۔ اور قسم اس کی جو میری جان کا بھی مالک ہے وہ تمہاری سواریوں کی گردنوں سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے۔ یہ ابتدائی مقام ہے اور نہ مقام انتہائی قرآن مجید کی سورۃ قاف میں صاف مذکور ہے ونحن اقرب الیہ من حبل الورید ہم بندے کی رگ جان سے یعنے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اور یہ وہ راز ہے کہ عقل انسان اس کے فہم سے باز رہے۔ آیت مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دعا داعی کی وہ خالق مور وماہی ضرور قبول فرماتا ہے۔ لیکن مشاہدہ اس کے خلاف ہے۔ کوئی دعا مقبول اور کوئی بیکار اور فضول۔ کوئی دعا کرتے والا خندیدہ کوئی رنجیدہ کوئی دعا کرنے سے شاد آباد کوئی دعا کرتے غارت وبرباد البتہ یہ سوال قابل جواب ہے تفسیر درمنثور۔ معدیکرب تابعی ایک دن حضرت عائشہ بنت الصدیق العتیق کے پاس حاضر ہوئے

اثنائے کلام میں بی بی نے فرمایا۔ کہ ہم نے ایک دن سید الابرار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت شریف اذا سالک عبادی عنی الآیۃ کے متعلق پوچھا کہ کس بندے کی التجا دعا بن التجا سے تجاوز کرکے درا جابت تک پہنچتی ہے۔ معاً ہی آپ نے جناب باری میں عرض کیا یارب مسالہ عائشہ اے میرے خدا عائشہ کے سوال کا دافع اختلال جواب عین الصواب کیا ہے۔ حضور سراسر نور کا عرض کرنا تھا کہ جبرئیل امین تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ اے سردار مرسلین اے ہادی دین متین ان اللہ یقرء ک السلام شہنشاہ عالیجاہ نے آپ کو سلام اور یہ کلام فرمایا ہے کہ جو بندہ صالح پرہیزگار صاحب تقویٰ اپنی دلی توجہ سے ہماری جناب میں التجا کرکے کہے گا۔ یارب یا اللہ میری فلاں مراد پوری کردے ہم کہیں گے لبیک عبدی اے بندے ہم تیرے پاس موجود ہیں تو جو مانگے گا ہم اپنے فضل سے دیں گے ہمیں تیری خاطر منظور ہے۔ خدا سے ڈرنے والے کی دعا مقبول نڈر کی نامقبول عاصم ابی الجود صاحب الجود جو قرأ سبعہ میں سے ایک قاری ہیں فرماتے ہیں کہ ایک دن فاقہ کے مارے میری جان نکلنے لگی۔ چار ناچار ایک بڑے معتمد لائق اعتبار دوست سے میں نے اپنی حالت بیان کی وہ سنتے ہی گونگے بن گئے۔ چہرہ پہ آثار ملال کے نمایاں ہوئے۔ شاید اپنے خیال پُر اختلال میں یہ سمجھے کہ عاصم اس پیرایہ میں کچھ مانگتا ہے۔ میں ان کے تیور سمجھ گیا۔ اور چپکا وہاں سے نکل کر جنگل میں پہنچا پہلے تو کچھ نماز باصد عجز و نیاز ادا کی۔ پھر سجدہ میں گر کے یہ صدا کی یا مسبب الاسباب، یا مفتح الابواب یا سامع الاصوات یا مجیب الدعوات، یا قاضی الحاجات اکفنی بحلالک عن حرامک واغنی بفضلک عمن سواک، اے بے سامان لوگوں کے سامان کرنے والے اے روزی کا دروازہ کھولنے والے۔ اے بیکسوں کی فریاد سننے والے۔ اے حاجت مندوں کی دعا قبول کرنے والے اے بندوں کی حاجتیں بر لانے والے مجھے حلال طیب روزی دے۔ حرام و ناپاک روزی سے بچالے اپنے فضل و کرم سے ایسا غنی کر کہ غیر کی پرواہ نہ رہے۔ عاصم ابھی سجدے میں تھے کہ ایک آواز کسی چیز کے گرنے کی ہوئی۔ سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک تھیلی سُرخ چمڑے کی پڑی ہے۔ اُسے کھولا۔ اسّی اشرفیاں اور ایک یاقوت سرخ برآمد ہوا۔ اشرفیاں فی الحال کام میں لائے۔ یاقوت کو فروخت کیا اور ایک زمین زرعی خریدلی۔ جو پشت در پشت کے لیے کافی ہوئی۔ سچ تو وہ ہے جو مانگنے سے نہال نہال ہوتا ہے۔ الدعا ہو العبادۃ بڑی عبادت خدا سے مانگنا ہے۔ نہ مانگنے سے سخت ناراض ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین جو غرور تکبر کی راہ سے اپنے رب سے مانگنا چھوڑیگا۔ پامال ہوگا۔ تو بڑی ذلت وحسرت وملال اُٹھا کر جہنم میں ڈالا جائے گا۔ حدیث قدسی میں آیا ہے عبادی کلکم ضال الامن ہدیتہ فاستہدونی اہدکم عبادی کلکم جائع الامن اطعمتہ فاستطعمونی اطعمکم عبادی کلکم عار الامن کسوتہ فاستکسونی فی

اکسکم عبادی کلکم علیل الامن شیفتہ فاشفونی شفکم عبادی کام فقراء الامن اعینتہ فاستغنونی اغنکم۔ بندو تم سب گمراہ ہو۔ مگر جسے میں راہ راست دکھادوں مجھ سے ہدایت طلب کرو۔ میں تمہیں ہدایت دونگا تم سب کے سب بھوکے ہو۔ مگر میں جسے کھلادوں مجھ سے روزی طلب کرو۔ میں تمہیں روزی! دونگا اور تم سب کے سب ننگے برہنہ ہو مگر میں جسے کپڑا پہنادوں مجھ سے کپڑا مانگو میں تمہیں دونگا۔ تم سب کے سب بیمار ہو۔ مگر میں جسے تندرست رکھوں مجھ سے شفا مانگو میں شفا دونگا۔ تم سب کے سب محتاج اور فقیر ہو۔ مگر میں جسے غنی کردوں۔ مجھ سے غنا طلب کرو میں تمہیں غنی کردوں گا۔ مجھے پکارو۔ مجھ سے دعا کرو۔ میں سنوں گا۔ میں دونگا۔ اور قرآن مجید اس سارے مضمون کو اس آیت میں بیان کرتا ہے۔ واللہ الغنی وانتم فقراء اللہ ہی غنی ہے۔ تم سب فقیر محتاج ہو۔ فقیر حقیر کا کام مانگنا رب غنی کا کام دینا ہے۔ قل کل یعمل علی شاکلتہ۔ کہہ دو ہر شخص اپنی لیاقت کے قابل کام کرتا ہے۔ بندے کی لیاقت مانگنا۔ مولی کی لیاقت عنایت مرحمت فرمانا اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کتاب ازالۃ الخفاعن خلافۃ الخلفاء میں نقل کرتے ہیں۔ حضرت امیر المؤمنین امام المسلمین مزین المنبر والمحراب جناب عمر بن خطاب جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء یوم الحساب وفصل الخطاب کے بزمانہ خلافت پر لطافت میں ایک وقت خشک سالی پریشان حالی بارش کی کشیدگی ہوئی۔ اتفاق سے اس سال ذی اختلال پر ملال میں ظل رحمانی خلیفہ ثانی ایک جہاد کے لیے لشکر اسلام کے آراستہ و پیراستہ کرنے اور فوج ظفر موج کی روانگی میں بیحد مصروف و مشغول تھے۔ نماز استسقاء کے ادا کرنے کا اس صاحب زہد و اتقا کو مطلق خیال نہ رہا کہیں اس وقت کوئی صحابی مزار پر انوار آقائے نامدار سید ابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم القرار کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ اتفاقاً صلوٰۃ وسلام عرض کرتے کرتے وہیں سو گئے۔ خواب دافع اضطرا میں دیکھا کہ مولی النعم ذوالجود والکرم صلی اللہ علیہ وسلم مزار سے باہر تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ جاؤ عمر سے کہو۔ الکیس الکیس بہت ہوشیار نہایت خبردار ہو اور صلوٰۃ استسقاء ادا کرو۔ کیونکہ بندگان خدا کی حالت تنگ ہوگئی ہے۔ مارے خوشی کے آنکھ کھل گئی۔ بہت جلد فاروق اعظم خلیفہ معظم کی جناب فیض انتساب میں حاضر ہوئے۔ خواب رحمت مآب میں جو دیکھا تھا۔ من وعن عرض کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ پیغام سردار پیغمبران کا سن کر زار زار روئے۔ دوسرے دن امتثال امر بے مثال بجا لائے۔ جس وقت آپ نے اپنے ہاتھ نہایت عجز و نیاز کے ساتھ حضور رب العزت کی جناب حیات مآب مینہ مانگنے کے لیے پھیلائے۔ فوراً ابر رحمت نمودار ہوا اور بہت زور شور سے مینہ برسنے لگا۔ نمازی لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ بہت کافی وافی بارش ہونے کے بعد جب مینہ برسنا موقوف

ہُوا۔ تو ہر ایک جانب سے لوگ مدینہ طیبہ میں آئے۔ ان میں سے ایک شخص نے یہ بیان کیا کہ فلاں دن فلاں وقت فلاں ساعت میں اپنے کھیت میں کھڑا تھا کہ یک بیک ابر کا چھوٹا سا ٹکڑا آسمان پر پیدا ہوا اور بہت جلد جلد بڑھنے لگا۔ میں اس وقت آثار رحمت الٰہی نعمت نامتناہی مشاہدہ کرتا تھا۔ کہ یکایک اس ابر میں سے یہ آواز آئی اے ابر چل اور مینہ برسا۔ کیونکہ فریاد عمر کی آسمان پر پہنچ گئی۔ اس بیان کو مطابق کیا گیا۔ تو یہ خاص وقت وہی تھا کہ جب امیر المؤمنین ظل سبحانی فیض یزدانی عمر فاروق خلیفہ ثانی منبر پر کھڑے ہوئے مینہ کے لیے دعا کرتے تھے۔ سبحان اللہ ع۔ اجابت از در حق بہر استقبال مے آید۔ وہ فرماتا ہے اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ بندہ مومن جب دعا کریگا۔ فوراً مولٰے قبول فرمائیگا۔ پھر اب اس عین مقصود رب معبود سے زیادہ کون سچا ہوگا۔ ومن اصدق من اللہ قیلا خود ہی ارشاد رب العباد کا ہے۔ نزہتہ المجالس میں لکھا ہے۔ خلیفہ ہارون رشید کے عہد حکومت میں کچھ قزاق فساق لوگ رہزنی اور بدامنی پھیلانے لگے۔ جب خلیفہ وقت کو خبر ہوئی فوراً ان کی گرفتاری کے لیے حکم صادر کیا۔ اور کچھ سپاہ ان روسیاہ لوگوں کے لیے مقرر کی تھوڑے عرصہ میں وہ قزاق پکڑے گئے۔ اتفاق سے ایک چور ان میں سے نکل بھاگا۔ سپاہیوں نے ہر چند تلاش کیا۔ مگر ہاتھ نہ آیا۔ گنتی پوری کرنے کے لیے ایک رہزن کی جگہ کسی بے گناہ مسافر کو پکڑا اور شامل مسل کر دیا۔ جب یہ خطا کار بدکار خلیفہ کی روبکاری میں پیش ہوئے۔ سب کو قید کرنے کا حکم دے کر جیل بھیج دیا گیا۔ یہ لوگ خاص بغداد کے آوارہ گرد لوگوں میں تھے اس لیے ساتھ ہی یہ بھی فرمان ذی شان جاری فرمایا کہ جس ملزم کی کوئی نیک چلنی کی ضمانت دے گا اور اس کے افعال کی کفالت کرے گا ہم اسے چھوڑ دیں گے اس حکم کے صادر ہوتے ہی ہر ایک ملزم کا رشتہ طرف دار آیا اور ضمانت نامہ ساتھ لایا اپنے اپنے متعلق کو چھڑا کر لے گیا۔ سب چھوٹ گئے مگر وہی بے کس بے بس مسافر غریب الوطن مبتلائے رنج و محن قید خانہ میں پڑا رہ گیا۔ انجان کو سوائے خدا کے کون جان سکتا ہے۔ غریب الوطن کو کون پہچان سکتا ہے۔ اس کی امانت صداقت پر کس کو بھروسہ تھا۔ جو کوئی ضمانت دیتا اور بار کفالت کو بلا وجہ سر پر رکھتا۔ جب وہ مسافر بہت تنگ آیا۔ خدا نے اس کو رہائی کا یہ حیلہ سوجھایا۔ ایک دن بہت فریاد و زاری اور بے قراری کے بعد ایک کاغذ پر یہ تحریر کیا۔ من عبد الذلیل الی الرب جلیل قد شفع کل واحد فی صاحبہ ولیس لی صاحب سواک فانی استشفع بک یا مولانا۔ عرضی بندہ ذلیل کی رب جلیل کی جناب میں ہر ایک قیدی کی اس کے دوست نے سفارش کی اور اسے قید سے چھڑا لیا۔ اس غریب الوطن کا یہاں کون ہے۔ سوائے حضور کی ذات کے میں حضور سے سفارش کراتا ہوں۔ مجھے بھی چھڑا دیجئے۔

یہ مضمون فریاد مشحون ایک کاغذ پر لکھا اور قید خانہ کی چھت سے ہوا میں اڑا دیا۔ اُسی رات کو خلیفہ ہارون نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں دربار عالی جاہ شہنشاہ رب العالمین میں حاضر ہوں ارشاد ہوا۔ کہ رشید ہر شخص نے اپنے قرابت والے کی ضمانت دی اور قید سے چھڑا لیا۔ اس غریب مسافر کی ضمانت کسی نے نہ دی اے رشید اس کی ضمانت ہم دیتے ہیں تو اسے چھوڑ دے۔ ہارون رشید خواب اسرار مآب سے بیدار ہوا۔ تن پر لرزہ طاری دل میں خوف اضطراب　　رات ہی اس قیدی کے چھوڑنے کا حکم دیا۔ پھر علی الصباح اپنے دربار باوقار میں بلایا۔ شاہی خلعت عنایت کیا۔ دس ہزار درہم کفارے میں نذر گزران کر اپنی خاص سواری کے گھوڑے پر سوار کیا اور شاہی چوبدار ساتھ دیا۔ اور یہ منادی کرائی۔ لوگو دیکھو یہ وہ مبارک شخص ہے۔ کہ جب اس کی کسی مخلوق نے ضمانت نہ دی اس کی خاص خالق نے ضمانت دی۔ اور قید سے چھڑا لیا۔ سبحان اللہ حقیقت میں توجہ الی اللہ اور التجا من اللہ ایسے رتبہ کی چیز ہے۔ کسی عرب کا شعر ہے لذ بالا لہ ولا تلذ بسواہ ؛ من لاذ باللہ الجلیل کفاہ پڑا رہ اللہ کی جناب میں کسی اور در پر نہ پڑ جو پڑ رہا اللہ کی سرکار میں اللہ اسے کافی ہو گیا۔ در حقیقت خلاصہ شریعت و طریقت یہ ہی ایک ہی بات ہے کہ جو اللہ کا ہو گیا اور اس کے سوا کسی کو اپنا نہ سمجھا اور وہ اس دریائے ناپید کنار سے سلامت پار ہوا۔ اور جو دوہرا ؤ میں پڑا اس واحد الصمد کے ساتھ کسی دوسرے کو بھی مشکل کشا عہدہ برا سمجھا یا کسی غیر پر بھروسہ کیا وہ دونوں جہان میں ذلیل و خوار ہوا۔ امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء االہ مع اللہ۔ کون ہے سوائے اللہ کے جو قبول کرے فریاد بیقرار کی اور دفع کرے اسکی مصیبت کو روض الریاحین ایک بزرگ ڈول رسی لے کر پانی بھرنے کنوئیں پر گئے رسی ٹوٹ کر ڈول کنوئیں میں گرا ہر چند کوشش کی مگر کسی طرح ڈول نہ نکلا۔ ناچار کنوئیں سے پیاسے چلے رستہ میں ایک قطار ہرنوں کی آتے دیکھی جو سیدھی کنوئیں پر آئی آتے ہی پہلے آسمان کی طرف منہ اُٹھایا۔ پھر کنوئیں میں جھانکا۔ فوراً کنوئیں کا پانی اُبلا اور باہر بہنے لگا۔ جب ہرن خوب سیراب ہو کر باہر چلے گئے پانی بدستور کنوئیں میں اُتر گیا اس پیاسے بزرگ نے جناب باری میں عرض کیا۔ الٰہی کیا میرا رتبہ تیری سرکار میں ان ہرنوں سے بھی گیا گذرا ہے۔ میں پانی کے لیے آیا تو رسی ٹوٹ گئی ڈول کنوئیں میں گرا۔ جب ہرن آئے تو پانی کنوئیں کا ان کے لیے باہر نکل آیا۔ ہاتف غیبی نے آواز دی اے بندے تو اپنے ڈول کے بھروسہ پر پانی لینے آیا تھا اور ہرن ہماری ذات پر امید رکھ کر آئے تھے اس لیے وہ بامراد گئے تو نامراد رہا و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ اور اللہ پر بھروسہ کرنے والے ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں آیۃ متلوہ مقروہ بالا میں بندوں کی دعا اور التجا مقبول اور حصول مامول کی تشریح یوں آئی ہے۔ اجیب دعوۃ الداع

اذا دعان فلیستجیبولی میں قبول فرماتا ہوں دعا کرنے والے کی التجا بشرطیکہ وہ بھی ہماری اطاعت کرے ہمارے احکام نہایت رغبت سے بجالائے میں جو کہوں وہ تم کرو۔ تم جو کہوگے وہ میں کروں گا۔ اس مختصر کلام معجز نظام نے ایک ہی لفظ میں ساری شریعت طریقت کا احاطہ کرلیا اور دعا کے قبول ہونے کا ضابطہ بیان فرمادیا۔ اس گرہ کے کھولنے کی ہر شخص کو ضرورت رہتی ہے۔ اسلیے ہم قبولیت دعا کے اسباب معہ اسکی ادب و آداب کی نہایت مختصر طور پر بیان کرتے ہیں مسلمانو تمہاری دعا قبول ہونے کیلئے چند سبب ہیں۔ پہلا سبب اعمال صالح بجالانا یہ اجابت دعا کیلئے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا وسیلہ ہے حضرت ابراہیم ابن ادہم شاہ بلخ نے اس کو نہایت واضح طریق سے بتایا نہیں بلکہ کرکے دکھایا نزہۃ النواظر حذیفہ مرعشی فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ابراہیم ادہم کے ساتھ تھا اور کئی روز سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ فاقہ کی تکلیف سے چہرہ زرد ہاتھ پیر سرد ہوگئے تھے جب کوفہ کے ایک ویران مکان میں پہنچے۔ تو آپنے فرمایا کہ حذیفہ تمہارے چہرے پر بھوک کا اثر معلوم ہوتا ہے۔ عرض کیا ہاں یا حضرت، فرمایا کہ دوات قلم اور کاغذ مجھے لادو۔ بموجب ارشاد واجب الانقیاد، اس عاجز نے دوات قلم حاضر کیا۔ آپنے اس پر یہ تحریر فرمایا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ انت المقصود بکل حال ؛ والمشار الیہ بکل معنی، انا حامد انا شاکر، انا ذاکر انا جائع انا عاری وہی ستۃ وانا الضمین بنصفہا، فکن الضمین لنصفہا، یا باری ہر حال میں ہر شے کا تو ہی مقصود بالذات ہے۔ ہر قسم کے معنی کا تیری طرف اشارہ ہے یعنی ظاہر باطن میں ہر شے کا مطلوب اور مقصود تو ہی تو ہے۔ میں تیری حمد کرتا ہوں۔ شکر کرتا ہوں۔ تیرا ذکر کرتا ہوں۔ میں بھوکا بھی ہوں اور ننگا بھی اور بے آرام بھی۔ یہ چھ باتیں ہیں۔ ان میں تین پہلی باتوں کا یعنی حمد اور شکر اور ذکر الٰہی بجالانا میرا ذمہ ہے۔ اور پچھلی تین باتیں یعنی بھوک پیاس، بے چینی اور لباس کا نہ ہونا ان تکلیفوں کا دفع کرنا اے خدا تو اپنے ذمہ لے اور یہ کہا کہ جاؤ سوائے اللہ کے کسی غیر کا خیال دل میں نہ لانا اور جو شخص سب سے اول تمہیں ملے اُسے یہ رقعہ دینا حذیفہ کہتے ہیں کہ میں جب اس پرچہ کو لے کر چلا تو سب سے پہلے مجھے ایک خچر سوار شخص ملا۔ میں نے اسکو وہ پرچہ دیا اُس نے وہ پرچہ پڑھا پھر زار زار رویا۔ اور پوچھا۔ اس کا لکھنے والا کہاں ہے میں نے کہا کہ فلاں ویرانہ مکان میں ہے۔ اُسی وقت چھ سو اشرفیوں کی تھیلی نکال کر مجھے دی اور یہ کہا کہ یہ انہیں دے دینا۔ میں یہ تھیلی لیکر ابراہیم ادہم کی خدمت میں پہنچا۔ اور سارا قصہ بیان فرمایا کہ وہ نصرانی تھا۔ اور وہ ابھی حاضر ہوتا ہے۔ تھوڑی دیر میں وہی شخص آیا اور جناب کے قدموں پر گر کر مشرف باسلام ہوا۔ سبحان اللہ خاصان خدا کی دعائیں قبول ہوتی ہے۔ دوسرا سبب دعا کی قبولیت کا توبہ استغفار ہے۔ قرآن مجید مبشر سعید و منذر عنید میں بہت سی جگہ اس کا اظہار ہے۔ استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا و یمددکم باموال و بنین و یجعل لکم جنات و یجعل لکم انہارا مالکم لا ترجون للہ وقارا وقد خلقکم اطوارا۔ لوگو توبہ استغفار کرو اللہ سے وہ بخشنے والا تمہارے لیے مینہ برسائے گا اولاد اور مال سے تمہاری

عدد کرے گا۔ نہریں اور باغ تمہیں عطا کرے گا۔ پھر تمہیں کیا ہوا جو اپنے اللہ کی تعظیم نہیں کرتے جس نے تمہیں رنگ برنگ سے پیدا کیا تو بہ استغفار کے اندر سب ہی مرادوں کے حاصل ہونے کا وعدہ فرمایا گیا ہے عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لزم الاستغفار جعل اللہ له من کل ضیق مخرجا ومن کل ہم فرجا ورزقه من حیث لا یحتسب رواہ ابوداؤد وابن ماجه واحمد جس بندہ نے ہمیشہ کے لئے توبہ استغفار کرنا لازم کر لینا خدا تعالیٰ اسے ہر طرح کی مصیبت اور قلت اور تنگیٔ معاش سے بچائے گا اور بروز قیامت اپنے دامن رحمت و مغفرت میں چھپائے گا۔ نزہتہ النواظر فی احوال الاکابر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں قحط سالی ہوئی بنی اسرائیل نے عرض کیا کہ یا کلیم اللہ آپ مینہ کے لئے دعا کریں اور نزول رحمت کے لئے جناب باری میں التجا کریں فرمایا کہ کل سارے بنی اسرئیل دعا کے لئے جنگل میں چلیں دوسرے دن ستر ہزار بنی اسرئیل حضرت موسیٰ کے ساتھ میدان میں گئے موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگنی شروع کی۔ اللھم اسقنا غیثک وانشر علینا رحمتک وارحمنا بالاطفال الرضع والبھائم الرتع والشیوخ الرکع۔ اے اللہ اپنی رحمت سے مینہ برسا اپنی رحمت کی ہوائیں چلا الٰہی ہم پر رحم کر ہمارے شیر خوار بچوں کے سبب بے زبان جانوروں کے سبب بوڑھے عابدوں کے سبب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر چند دعائیں مانگیں۔ مگر کچھ اثر قبولیت کا ثمر پیدا نہ ہوا۔ ناچار بیقرار ہو کر عرض کیا الٰہی آج موسیٰ کی دعا کیوں قبول نہ ہوئی۔ پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا تھا ولم یکن بدعاءک رب شقیا ارشاد ہوا کہ موسیٰ آج تمہارے ساتھ میں ایک سیہ کار چالیس سال کا گنہ گار چلا آیا ہے آپ اپنے پاس سے اس کو نکال دیجئے اور پکار دیجئے اے چالیس سال کے عاصی پر معاصی تو یہاں سے نکل جا۔ تیرے عاصی نفس کی نحوست سے ہماری دعا قبول نہیں ہوئی جگہ جگہ موقع بموقع منادی کی لوگ کھڑے ہو گئے اور سارے مجمع میں ندا کر دی گئی۔ جب اس گنہ گار خطا کار کے کان تک یہ آواز پہنچی۔ فوراً کھڑا ہوا دائیں بائیں یمین و یسار چپ و راست دیکھنے لگا۔ لیکن کہیں جانے کا راستہ نہ دیکھا نہایت حیران و پریشان نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن اگر جاتا ہے تو عیب کھلتا ہے اگر ٹھہرتا ہے تو غیب سے پھٹکار پڑتی ہے چاروں طرف کہیں جانے کا حکم نہیں ناچار اوپر کی جانب منہ کیا اور عرض کیا الٰہی وسیدی عصیتک اربعین سنة فامھلتنی وقد اتیتک طائعا فاقبلنی واقلنی اے میرے معبود اے میرے مقصود میں چالیس سال تک گناہ کرتا رہا آج توبہ کرتا ہوں تو میرے گناہ مجھے واپس کر دیجئے ؎ بر در آمد بندہ بگریختہ ٭ آبروئے خود ز عصیاں ریختہ۔ بندہ گنہ گار بحال زار یہ عرض کر رہا تھا ابھی تک اپنے کلام اور توبہ کا پیام پورا عرض نہ کر چکا تھا کہ یکایک آسمان پر ابر غلیظ پیدا ہوا فوراً ہی توبہ کا اثر ہویدا ہوا اور بہت زور و شور سے مینہ برسنے لگا۔ حضرت موسیٰ سجدہ میں گرے اور جناب باری میں عرض کیا کہ الٰہی جناب کا یہ حکم تھا کہ اس گنہ گار کو نکال دے۔ تب مینہ برسے گا یہاں

سے تو ایک بھی متنفس نہیں گیا۔ پھر مینہ کس سبب سے برسا ارشاد ہوا کہ موسیٰ جس شخص کے سبب سے مینہ نہ برسا تھا۔ اب اسی کے سبب سے برسا۔ کیونکہ وہ بندہ اب تائب ہو گیا موسیٰ نے عرض کیا کہ مجھے بھی اس کی زیارت نصیب ہو جائے جس کی توبہ کی برکت سے باران رحمت نازل ہوا فرمایا یا موسیٰ جب وہ بندہ گنہگار تھا۔ اس وقت ہم نے اس کا پردہ فاش نہ کیا تھا جبکہ وہ تائب ہوا۔ اب ہم کس طرح پردہ فاش کریں گے۔ موسیٰ ہم اپنے بندوں کو خود منع کریں کہ چغلخوری نہ کرو اور خود چغلخوری کریں ایسا ہرگز نہ ہوگا ھذا بینی وبین عبدی۔ یہ ہمارے بندہ کا اور ہمارا معاملہ ہے تمہیں کیا دخل ہے تمہارا مطلب بر آیا جاؤ ہم نے اپنے فضل سے مینہ برسایا۔ التائب من الذنب کمن لاذنب لہ ہے تائب بالکل بیگناہ کی مانند ہے **قبولیت دعا کا تیسرا سبب** کسی نبی مرسل یا ولی کامل کا ذریعہ جناب الٰہی میں پیش کر کے دعا کرنا نسائی ترمذی بیہقی، عثمان بن حنیف کہتے ہیں کہ ایک نابینا شخص صاحب البراق علیہ الصلوٰۃ اہل الرزق والعتاق کے حضور میں آیا اور عرض کیا کہ حضرت آپ میرے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ میری آنکھیں روشن کر دے آنجناب رسالت مآب نے فرمایا کہ اچھا جاؤ وضو کرو۔ اور دو رکعتیں بعد صلوٰۃ حاجت کے پڑھو جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو یہ دعا کرو اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربک ان یکشف عن بصری فدعا فابصر اے اللہ سوال کرتا اور متوجہ ہوتا ہوں تیری جناب میں بوسیلہ تیرے نبی کے جن کا نام نامی اسم گرامی محمدؐ اور لقب نبی الرحمت ہے۔ اے محمدؐ میں توجہ کرتا ہوں بذریعہ آپکی جناب رب الارباب کی طرف اور سوال کرتے ہیں کہ الٰہی میری آنکھیں روشن کر دے ادھر دعا کی ادھر اس اندھے کی آنکھیں روشن ہو گئیں سچ ہے گر ہو تو ایسا ہو۔ کیا اچھا علامہ بوصیری نے قصیدہ ہمزیہ میں فرمایا ہے کیف ترقی رقیک الانبیاء ٭ یا سماء ما طاولتہا سماء اے پیارے رسول بھلا آپ کے مرتبہ کی برابر کب کوئی پیغمبر پہنچ سکتا ہے۔ دیگر انبیاء کا مرتبہ ایسا ہے جیسے نیچے کے چھ آسمان آپ کا مرتبہ ایسا ہے۔ جیسے اوپر کا ساتواں آسمان۔ پھر کس طرح نیچے کے آسمان اوپر کے آسمان تک جا سکیں اور کس طرح کوئی پیغمبر آپ کے رتبہ کو پہنچ سکتا ہے۔ بخاری شریف میں عمر بن الخطاب سے منقول ہے کان اذا قحطوا استسقیٰ بالعباس بن عبد المطلب فقال اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا فتسقینا انا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا قال فیسقون جب قحط سالی ہوتی حضرت عمر رضی اللہ عنہ جناب باری میں عرض کرتے الٰہی پہلے تو ہم تیرے رسول مقبول اپنے نبی کے وسیلہ سے مینہ مانگتے اور حضور برساتے تھے۔ اور اب ہم اپنے نبی کے بوڑھے چچا کے ذریعہ سے مینہ مانگتے ہیں حضرت عمر کا یہ قول سن کر حضرت عباس فرماتے الٰہی تیرے نبی کی امت نے مجھے وسیلہ بنایا ہے میرے بڑھاپے کی لاج رکھ لے معاً باران رحمت الٰہی فیضان ہونا شروع ہوا اور مینہ برسنے لگا

شنیدم کہ در روز امید و بیم ؛ بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم۔ سنا گیا ہے کہ قیامت کے دن نیک لوگوں کی شفاعت سے گنہگار مسلمان بخشے جائیں گے۔ قبولیت کا چوتھا سبب اسم اعظم کا معلوم کرنا اور دعا کے وقت اسم اعظم پڑھنا اور دعا کرنا بالضرور قبولیت کا وسیلہ ہے۔ علماء محدثین اور مفسرین اسم اعظم و نام معظم کی تحقیق و تدقیق میں بے حد کوشش کے بعد چند روائتیں نقل فرمائی ہیں تفسیر کبیر میں حضرت ابن عباس سے منقول ہے اعظم اسماء اللہ الحی القیوم ہے اسم اعظم اللہ الحی القیوم امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے موقع پر سخت بے چینی اور بے قراری کی حالت میں جب حضور عین النور و السرور سید الموجود والمقدور سجدے میں دعا کرتے تھے تب اسے یا حی یا قیوم اسم اعظم کو زبان وحی بیان سے تلاوت فرماتے تھے (ابوداؤد اور نسائی ترغیب ترہیب) انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک دن وہ عالی جناب ملائک مآب زید بن ثابت زرقی کے پاس تشریف لے گئے زید زرقی اس وقت نماز پڑھنے میں مشغول تھے نماز کے بعد زید نے اتفاق سے ان مبارک کلمات سے دعا مانگی اللھم انی اسئلک بان لک الحمد لا الہ الا انت یا منان یا بدیع السموات والارض یا ذوالجلال والاکرام یا حی یا قیوم۔ اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تیری جناب سے بیشک تو تعریف کے قابل ہے تو ہی عبادت کے لائق ہے اے احسان کرنے والے بے نمونہ زمین آسمان بنانے والے عظمت اور بزرگی والے ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والے آپ نے یہ دعا سن کر فرمایا زید تم نے آج اسم اعظم پڑھ کر دعا مانگی یہ اسم ایسا ہے کہ جب تم اسے پڑھ کر دعا کرو گے ضرور تمہاری دعا قبول ہوگی اور جو کچھ مانگو گے وہ ملے گا (ترمذی) اسماء بنت یزید کہتی ہیں کہ جناب شفاعت مآب نے فرمایا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے پہلی آیت والھکم الہ واحد لا الہ الا ہو الرحمان الرحیم دوسری آیت اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم تمہارا سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے وہ بخشنے والا شفقت کرنے والا ہے (ترمذی ترہیب) ایک بزرگ نے جناب باری میں عرض کیا تھا کہ الٰہی مجھے وہ اسم اعظم جس کی برکت سے دعا قبول ہو جائے ضرور بتا دیجئے رات کو خواب میں دیکھا کہ آسمان کے ستاروں میں یہ لکھا ہوا ہے یا بدیع السموات والارض یا ذوالجلال والاکرام خدا کی جناب سے اس بزرگ کو اسم اعظم یہ بتایا گیا (ابن ماجہ) بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے خلاصہ نبوت و رسالت کو یہ دعا کرتے سنا اللھم انی اسئلک باسمک الطاہر الطیب المبارک الاحب الیک الذی اذا دعیت بہ اجبت واذا سئلت بہ اعطیت واذا استرحمت بہ رحمت واذا استفرجت بہ فرجت۔ اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے تیرے اسی مبارک اور پاک نام کی برکت سے کہ جب کوئی اس نام سے دعا کرے قبول ہووے پھر یہ فرمایا کہ اے عائشہ ہمیں وہ اسم بتا دیا جس کے سبب دعا ضرور قبول ہو جاتی ہے عرض کیا کہ یا حضرت مجھے یہ دعا پڑھا کر دیں۔ فرمایا کہ یہ اسم اعظم عورتوں کے

لائق نہیں ہے یعنی بے عقل ہوتی ہیں اسم اعظم کا ادب نہ کر سکیں گی (ابن حبان والحاکم) حضرت بریدہ اسلمی کہتے ہیں کہ سید الابرار نبی المختار صاحب الاسرار علیہ صلوۃ الاخیار نے ایک شخص کو دعا کرتے سنا اللھم انی اسئلک انی اشہد انک انت اللہ لا الہ الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا احد اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے اور عرض کرتا ہوں کہ سوائے تیرے کوئی معبود نہیں تو اکیلا بے نیاز ہے، نہ تو نے کسی کو جنا نہ کسی نے تجھ کو جنا، نہ تیری کوئی برابری کا ہے۔ فرمایا کہ میاں تم نے اسم اعظم کے ذریعہ سے دعا مانگی یہ وہ اسم ہے کہ جب دعا کرو گے قبول ہو گی جو مانگو گے ملیگا (حیوۃ الحیوان وکتاب الدعا) علامہ ابی بکر بن الولید خلیفہ منصور کی خدمت میں حاضر ہوئے خلیفہ کو نہایت غم و فکر اہم میں مبتلا پایا آپ کی صورت دیکھ کر خلیفہ نے کہا کہ آپ کے پاس کوئی ایسی دعا ہے جو میرے غم کو رفع کرے فرمایا کہ میں آپ کو ایسی دعا تلقین کرتا ہوں جو کاشف المشکلات دافع البلیات ہے شہر بصرہ میں کسی شخص کے کان میں مچھر گھس کر دماغ تک پہنچا مریض بے چارہ نہایت مضمحل ہوا۔ رات دن مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپنے لگا۔ اتفاق سے افضل زمن حضرت خواجہ حسن بصری ؒ کے ایک شاگرد رشید اسے دیکھنے تشریف لائے مریض کی حالت پر ملالت شدید دیکھ کر فرمایا کہ تم وہ دعا کیوں نہیں پڑھتے جو حضرمی صحابی نے ایک سخت مصیبت و حیرانی کے وقت میں پڑھی تھی عرض کیا کہ حضرت للہ جلد فرمایئے وہ کیا دعا ہے فرمایا کہ جب سید الرفیق والعتیق حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے علاء حضرمی ؓ کو بحرین کی طرف جہاد کے لئے بھیجا اتفاق سے آپ کا لشکر ظفر پیکر رستہ بھول کر کسی ریگستان میں جا نکلا۔ جب دھوپ کے وقت جنگل کا ریت نہایت گرم ہوا۔ ادھر لشکر میں پانی ختم ہوا۔ پیاس کی شدت سے لوگ نیم جان ہوئے۔ حضرت علاء حضرمی سواری سے اترے دوگانہ نفل پڑھا۔ پھر جناب باری میں عرض کیا یا حلیم یا علیم یا علی یا عظیم اسقنا۔ آپ کی دعا اور التجا کے ساتھ ہی ایک ابر کا ٹکڑا ہاتھوں کی سیدھ میں پیدا ہوا۔ ایک آن کی آن میں سارے لشکر پر پھیلا اور خوب زور وشور سے مینہ برسایا جب لشکر والے پانی پی کر فارغ ہوئے ابر غائب ہوا دوسرے دن ایک دریائے ذخار بیما کنار رستہ میں حائل ہوا۔ وہاں پل ہے نہ کشتی الہی کیا کریں کس طرح پار اتریں بدستور حضرت علاء نے نماز پڑھی ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور عرض کیا یا حلیم یا علیم یا علی یا عظیم اجزنا الہی دریا سے پار اتار معاً چار ہزار فوج معہ سامان اونٹ، گھوڑے، گدھے ایک لحظہ میں دریا سے پار ہوئے کسی آدمی کا پیر گھوڑے کا سم تر نہ ہوا۔ اے اللہ کے بندہ تو بھی اس دعا کو پڑھ۔ مریض نے ایک ہی دفعہ اس دعا کو پڑھا تھا کہ مچھر اسکے دماغ سے نکلتا اور جاتا ہوا سب کو نظر آیا۔ اور بیمار اسی وقت تندرست ہوا اے امیر المومنین آپ بھی اس دعا کو پڑھیں خلیفہ منصور نے وضو کیا اور نماز کے بعد یہ دعا پڑھی یا حلیم یا علیم یا علی یا عظیم اکشف عنا الھم

تھوڑی دیر میں ہنستا ہوا اٹھا اور کہا کہ الحمد للہ میرا سارا غم خدا نے غلط کر دیا۔ اسی غم کے سبب خلیفہ منصور نے کھانا بھی نہ کھایا تھا اسی وقت کھانا طلب فرمایا اور مصاحبین کے ساتھ بیٹھ کر کھایا (ترغیب ترہیب ابوداؤد) سعد بن ابی وقاص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت یونس ؑ کی دعا جو آپ نے مچھلی کے پیٹ میں کی تھی۔ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ قبولیت دعا کے لئے اکسیر عظیم دافع رنج و غم ہے۔ خود قرآن مجید میں ارشاد ہے و ذالنون اذ ذہب مغاضبا! فظن ان لن نقدر علیہ فنادی فی الظلمات ان لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین فاستجبنا لہ نجیناہ من الغم کذلک ننجی المومنین جب پڑھا یونس نے اندھیروں میں لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین نجات دی ہم نے اسے غم سے اور اسی طرح تمام مسلمانوں کو نجات دیں گے جو ترکیب عمل آیت کریمہ کی بزرگوں کے سینہ بسینہ پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ آیت کریمہ کا ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ ایک جلسہ میں ختم ہو وے سات یا گیارہ یا اکتیس آدمی پڑھیں اول ہر شخص غسل کرے پھر صلوٰۃ توبہ ادا کرے ہر روز کلام و سلام ابتدائے غسل سے آیت کریمہ کے ختم تک موقوف رکھے جہاں تک ممکن ہو رو بقبلہ بیٹھ کر پڑھیں اگر درمیان میں کسی شخص کو پیشاب یا پائخانہ کی ضرورت ہو تو نہایت خاموش ہو کر اٹھ جائے اور خاموشی کی حالت میں فارغ ہو کر پھر وضو کر کے ختم میں شامل ہو جائے اگر ختم پڑھنے والے بعد غسل کے احرام کر لیں تو بہت بہتر ہے تین روز تک برابر ختم پڑھا جائے انشاء اللہ العزیز مراد بہت جلد حاصل ہو گی۔ دوسری ترکیب آسان یہ ہے کہ مصیبت زدہ بیچارہ سات روزے رکھے لقمہ حلال پر روزہ کھولے عشاء کی نماز کے بعد نہایت اندھیرے مکان میں احرام باندھ کر بیٹھے ایک پیالہ پانی پاس رکھے اول اکیس مرتبہ اللھم صلی علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و بارک وسلم پڑھے پھر لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین نہایت آہستہ تسبیح پر پڑھے جب تسبیح پوری ہو جاوے تو تین دفعہ یہ کہے اللھم صل وسلم علی ذی النون پھر دائیاں ہاتھ اس پانی میں ڈالے۔ جو پیالہ میں پاس رکھا ہوا ہے پھر وہ گیلا اور تر ہاتھ آنکھیں بند کر کے اپنے منہ پر پھیرے اور یہ پڑھے ونجیناہ من الغم وکذالک ننجی المومنین تین دفعہ اسی طرح عمل کرے اب دوسری تسبیح شروع کرے اسی طرح سات تسبیح پڑھے مگر ہر ایک تسبیح کے ختم پر وہی عمل کرے جو پہلی تسبیح کے بعد کیا تھا۔ پھر بعد ختم اکیس مرتبہ وہی درود پڑھے جو اول میں پڑھا تھا متواتر سات دن تک برابر یہی کرتا رہے انشاء اللہ بہت جلد مراد پوری ہو گی تیسری ترکیب نزہتہ المجالس ابوعبداللہ مغربی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور جناب سے عرض کیا کہ میری ایک حاجت ہے میں کیا پڑھوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو رکعتیں پڑھ ان چاروں

سجدوں میں چالیس چالیس دفعہ لاالہ الاانت سبحانک انی کنت من الظالمین پڑھ انشاء اللہ ضرور مراد بر آویگی عاجز کہتا ہے کہ تین روز تک متواتر ایسا کرے انشاء اللہ ضرور کامیاب ہوگا **پانچواں سبب** دعا کے قبول ہونے کا۔ متبرک مکان میں دعا کرنا مثلاً خانہ کعبہ میں دعا کرنا میدان عرفات کوہ صفا مروہ یا مزدلفہ یا بیت المقدس یا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جاکر دعا مانگنا ضرور دعا کی قبولیت کا سبب ہوتا ہے کسی نیک عمل کرتے وقت دعا مانگنا۔ پنجگانہ نماز کے بعد یا روزہ افطار کرنے کے وقت یا حج کے ادا کرنے کے وقت یا تلاوت قرآن مجید کے بعد زکوٰۃ دینے خیرات کرنے کے بعد حدیث پڑھانے کے وقت دعا کرنا بالضرور دعا کو قبولیت کے دروازہ تک پہنچتا ہے اس کے متعلق صدہا حدیثیں صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ مگر طوالت کے اندیشہ سے ہم انہیں یہاں نقل کرنے سے مجبور ہیں دعا کرنے کا ضابطہ نسائی ابن حزیمہ ابن حبان حضرت فضالہ بن عبیدہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف رکھتے تھے ایک نمازی مسجد میں آیا نماز پڑھنے کے بعد دعا مانگی اللھم اغفرلی وارحمنی اے اللہ مجھے بخش دے۔ مجھ پر رحم کر یہ سن کر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نمازی تو نے بیقاعدہ دعا مانگی۔ دیکھ دعا کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ پہلے حق تعالیٰ کی حمد و ثنا بجالا۔ پھر اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ والسلام بھیج۔ پھر جو دل میں آئے۔ وہ دعا مانگ یہ جو قاعدہ خود جناب سید المرسلین نے تعلیم فرمائی ہے مسلمانوں اس کا لحاظ رکھنا فرض ہے ورنہ محروم رہ جاؤ گے شاید کوئی بھی دعا قبول نہ ہوگی ان مبارک آیتوں میں رب العزت بندوں کی دعا قبول فرمانے کا وعدہ فرماتے ہیں طہارت القلوب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان ضرور سنوں گا فریاد مانگنے والے کی ان دعانی لضر کشفت وان دعانی لحاجۃ قضیت وان دعانی المرض شفیت وان دعانی لرزق اطعمت وارویت وان دعانی لدین اوفیت وان دعانی لعیب اصلحت وان دعانی لھم کفیت وان دعانی لذنب غفرت وصفحت وان دعانی لتوبۃ تقبلت وان دعانی نقص کملت وان اطاعونی احسنت الیھم وان عفوا فی سترت علیھم وان ادبروا عنی نادیتھم وان اقبلوا فی فادیتھم وان سالوا اعطیتھم۔ کوئی پکارے گا ہمیں کسی تکلیف سے کھولدیں گے ہم وہ تکلیف اگر پکارے گا وہ ہمیں کسی حاجت کے لئے پوری کریں گے اس کی حاجت۔ اگر پکارے کوئی بیمار شفا دیں گے اسے ہم اگر پکارے گا ہمیں بھوکا یا پیاسا پیٹ بھر کر کھلائیں گے اسے اگر پکارے گا کوئی قرضدار ادا کریں گے قرض اس کا۔ اگر پکارے گا کوئی عیب دار تو نکال دیں گے اس کا وہ عیب اور درست کر دیں گے اس کو اگر پکارے گا کوئی غمگین رفع کر دیں گے اس کا غم اگر پکاریگا کوئی گنہگار بخشدیں گے اس کے گناہ اور معاف کریں گے اس کی خطائیں اگر پکارے گا کوئی توبہ کرنے کے لئے قبول کریں گے اس کی توبہ۔ اگر پکارے گا کوئی نقصان اٹھانے والا۔ پورا کریں گے اس کا نقصان اگر

لوگ اطاعت کریں گے ہماری احسان کریں گے ہم اور اگر نافرمانی کریں گے تو پردہ پوشی کرینگے ہم اگر ہماری طرف سے منہ موڑ کر بھاگیں گے تو بلائیں گے ہم اور جب وہ آئیں گے تو اپنی رحمت کے قریب جگہ دیں گے پھر جو کچھ مانگیں گے وہ ہم انہیں عطا فرمائیں گے۔

یامن یری مافی الضمیر ویسمع انت المعد لکل مایتوقع — یاخدا سنتا ہے دل کی بات تو تو دعا دیتا ہے ہاتھوں ہاتھ تو

یامن یرجی فی الشدائد کلہا یامن الیہ المشتکی والتفرع — سختیوں میں تجھ سے ہے نجات درد دکھ سنتا ہے سب دن رات تو

یامن خزائن رزقہ فی قول کن امنن فان الخیر عندک اجمع — تیرے کن میں گنج روزی ہیں نہاں ہم پہ احسان کر جلیل الذات تو

مالی سوائی قرعی لبابک حیلۃ فلئن رددت فای باب اقرع — کھٹکھٹاتا ہوں تری چوکھٹ کو میں کیا ٹھکانہ گر نہ دے میہات تو

مالی سوی فقری الیک وسیلہ فالافتقار الیک فقری ادفع — غیر محتاجی نہیں کچھ میرے پاس ہیں فقیر اور قاضی الحاجات تو

ذنوبی ان فکرت فیہا کثیرۃ ورحمۃ ربی من ذنوبی اوسع — گر کثیر المعصیت انسان ہوں میں ہے مگر رحمان مخلوقات تو

ثم الصلوٰۃ علی النبی وآلہ خیر الانام ومن بہ یتشفع — بھیج پیغمبر اور ان کی آل پہ کل مسلمانوں کے تسلیمات تو

مسلمانو جسطرح دعا کی قبولیت کے سبب ہیں جن کے سبب دعا جلد قبول ہوتی ہے اسی طرح ایسے اسباب بھی ہیں جو دعا کے نہ قبول ہونے کے باعث ہیں وہ اسباب انسان کی دعا کو آسمان تک جانے سے روکتے ہیں منجملہ ان کے ایک سبب حرام کا لقمہ کا ہے یہ زہر ہلاہل ہے جو کسی وقت دعا یا عبادت کو قبول نہیں ہونے دیتا طہارت القلوب سید عبدالعزیز دہلوی۔ قال وہب بن منبہ بلغنی ان موسیٰ علیہ السلام مر رجل قائم یدعو ویتضرع طویلا وہو ینظر الیہ قال موسیٰ یارب اما تستجیب بعبدک فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ یا موسیٰ لوانہ بکی حتی اتلف نفسہ ورفع یدہ حتی تبلغ عنان السماء ما استجیب لہ فقال یارب لم ذلک قال لان فی بطنہ الحرام وعلی جسدہ الحرام وفی بیتہ الحرام حضرت وہب ابن منبہ روایت کہتے ہیں کہ جناب موسیٰ علیہ السلام ایک جگہ سے گزرے دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہوا دعا مانگتا ہے اور نہایت آہ وزاری انکساری عاجزی کرتا ہے مگر کسی طرح اس کی دعا قبول نہیں ہوتی حضرت موسیٰ کو ترس آیا آپ نے جناب باری عرض کیا یا الٰہی تو اس کی دعا کیوں قبول نہیں فرماتا ارشاد ہوا موسیٰ اگر روتے روتے مرجائے گا اور ہاتھ اپنے آسمان تک بلند کردے گا۔ تو بھی اس کی دعا قبول نہ ہوگی عرض کیا یا اللہ کیا قصور ہے ارشاد باری ہوا کہ حرام کا نوالہ اس کے پیٹ میں ہے حرام کا لباس اس کے بدن پر ہے حرام اس کے گھر میں موجود ہے پس جب تک یہ بندہ ان محرمات چیزوں سے پرہیز نہ کرے گا کبھی اسکی دعا قبول نہ ہوگی۔ ترہیب المنذری والطبرانی فی اوسط عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ اذا خرج الحاج بالنفقۃ الخبیثۃ وضع رجلا فی الغرز فنادی لبیک ناداہ مناد من السماء لا لبیک ولا سعدیک زادک حرام ونفقتک حرام وحجک مازور وغیر مبرور۔ فرماتے ہیں جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جب حاجی ناجائز مال لے کر حج کو

چلتا ہے۔ اور لبیک پکارتا ہے تو ندا آسمان سے آتی ہے کہ تیری لبیک مقبول نہیں ہے نہ تجھے کچھ اجر ملیگا کیونکہ سفرخرچ تیرا حرام ہے۔ تیرا حج تو عبادت میں داخل نہیں ہے بلکہ گناہ میں شامل ہے دوسرا سبب دعا کے مقبول نہ ہونے کا دل کی غفلت ہے غافل دل سے دعا کرنا محض بیکار اور رائیگاں ہے کنز ہنتہ المجالس رای موسیٰ رجلا یدعو ویبکی ویتضرع فقال یا رب لو کانت حاجتہ بیدی لقضیتہا فاوحی اللہ یا موسیٰ انا ارحم بہ منک ولکنہ یدعونی وقلبہ عند غنمہ وانا استجیب لمن یدعونی وقلبہ عند غیری حضرت موسیٰ نے ایک شخص کو بہت روتے دعا کرتے دیکھا۔ توجناب باری میں عرض کیا الٰہی اس کی حاجت میرے قبضہ میں ہوتی تو میں اس کے رونے مانگنے پر ترس کھا کر اس کی حاجت پوری کرتا ارشاد ہوا کہ موسیٰ ہم تم سے زیادہ رحمت والے ہیں لیکن تمہیں خبر نہیں ہے کہ یہ شخص دعا کے ہاتھ ہمارے سامنے پھیلائے ہوئے مانگ رہا ہے مگر اس کا دل ہماری جانب سے غائب ہے بکریوں کے ریوڑ میں پڑا ہوا ہے اور ہم ایسے شخص کی دعا جو ہم سے کرے اور دل غیر کے پاس رکھے ہرگز قبول نہیں فرماتے جب یہ اپنا دل حاضر کرکے دعا کرے گا اسی وقت ہم اس کی دعا قبول کریں گے ایک نبی اسرائیل بینہ کی دعا کرنے لگے مگر غافل دل سے دعا مانگی بینہ برسا کھیت اور باغ ہرے ہوئے جب غلہ برآمد کرنے کا وقت آیا تو سوائے بھس کے کچھ بھی نہ تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا کہ الٰہی یہ کیا ہوا فرمایا کہ نبی اسرائیل سے کہہ دو کہ جیسی تمہاری دعا تھی ویسی اس کی قبولیت ہوئی۔ جسطرح دعا زبانی تھی دل سے نہ تھی اسیطرح اس کا اثر ظاہر میں ہوا باطن میں نہ ہوا۔ باطن دعا بھی خالی تھا۔ باطن کھیتیوں کا بھی خالی رہا۔ ہمیشہ تہہ دل سے دعا کرو ظاہر باطن سے جناب الٰہی کی طرف متوجہ ہو کر مانگو پھر دیکھو کسطرح دعا قبول ہوتی ہے تیسرا سبب مانع دعا کے قبول ہونے سے ناجائز اور شرعی حرام کام طلب کرنا طہارت القلوب وغیرہ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان لا یزال یستجاب للعبد مالم یدع باثم او قطیعتہ رحم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہمیشہ بندہ کی دعا قبول ہو جاتی ہے مگر جب بندہ حرام چیز طلب کرلیتا ہے یا قطع رحمی کی دعا مانگتا ہے اس وقت اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ جیسے اکثر لوگ حرام عورت یا حرام کا مال خدا سے طلب کرتے ہیں یا وہ حرام پیشہ کرتے ہیں پھر اپنے پیشہ ناجائز کی ترقی کی خدا سے دعا مانگتے ہیں ایسے لوگوں کی دعا مقبول نہیں ہوتی اور اگر ہوتی ہے تو ایسی جیسے کفار کی دعا قبول ہوتی ہے یا فرعون کی دعا قبول ہوئی۔ یا یزید کی دعا حضرت حسین رضؓ کے شہید کرنے کی قبول ہوئی۔ من کان یرید حرث الدنیا نؤتہ منہا وما لہ فی الآخرۃ من خلاق فرماتا ہے کہ جو شخص ہم سے دنیا کے پھل پھول دنیا کی حاجتیں طلب کرتا ہے اور آخرت کا کچھ خیال نہیں کرتا ہم اسے دنیا دیتے ہیں۔ لیکن آخرت میں اس کا کوئی حصہ باقی نہیں رہتا اور ایسا شخص بڑا بدنصیب ہے چوتھا سبب جب دعا کے قبول نہ ہونے میں حکمت الٰہی سے دیر ہووے تو تھک کر دعا چھوڑ دینا۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال تستجاب للعبد مالم

یستعجل قیل یارسول اللہ مالا ستعجال قال یقول قد دعوت وقد دعوت فلم ار یستجاب فیستحسر عند ذلک ویدع الدعا۔ حضرت ابی ہریرہ فرماتے ہیں۔ کہ ارشاد فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ کی دعا قبول ہوتی ہے۔ مگر جب تک جلدی نہ کرے عرض کیا کہ یا حضرت جلدی کرنے کے کیا معنی فرمایا جب بہت سی دفعہ دعا کر چکے اور اثر قبولیت کا نہ دیکھے تو یہ کہے کہ خدایا میری دعا قبول نہیں فرماتا پھر میں کیوں دعا مانگوں یہ خیال کر کے دعا کرنی چھوڑ دیتا ہے پس ایسے شخص کی کبھی دعا قبول نہیں ہوتی۔ یہاں اتنا سمجھنا ضرور ہے کہ اگر تو مسلمان ہے اور قرآن مجید پر تیرا ایمان ہے۔ تو یہ جان لے کہ خدا کی ذات عالی نہایت بے پرواہ ہے اس نے شیطان لعین کی دعا قبول فرمائی۔ جب شیطان حضرت آدم کے سجدہ کرنے سے راندہ درگاہ ہوا اور اسے آسمان سے نکل جانے کا حکم ہوا۔ اور اس نے دعا کی مجھے قیامت تک کی عمر عطا کر دے قال رب انظرنی الی یوم یبعثون قال انک من المنظرین اے اللہ مجھے قیامت تک مہلت دے ارشاد ہوا کہ اے شیطان تجھے قیامت تک کی مہلت دی اے انسان تو مسلمان ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے تیری دعا کس طرح قبول نہ فرمائے گا تو شیطان سے بھی برا ہے معاذ اللہ فرعون کی دعا قبول ہوئی ابتدائے زمانہ میں جب فرعون تخت نشین ہوا تو ملک مصر میں قحط سالی ہوئی مینہ نہیں برسا مصر کے لوگ فرعون کے پاس آئے کہ فرعون کھیت خشک ہونے جانور پیاسے مرنے لگے دریائے نیل خشک ہو گیا۔ تو کیسا خدا ہے کہ مینہ نہیں برسا فرعون نے کہا کہ اچھا کل ہم مینہ برسائیں گے دوسرے دن تاج سر پر رکھا خلعت شاہانہ پہن کر گھوڑے پر سوار ہو کر ایک پہاڑ کے غار میں گیا وہاں پہنچ کر سر سے تاج پھینکا۔ سر میں خاک ڈال کر عرض کیا کہ اے خدا میں جانتا ہوں کہ مالک ملک کا تو ہی ہے۔ میں ایک نالائق بندہ ہوں۔ مگر میں نے دنیا خرید لی ہے اور آخرت بیچ ڈالی ہے تو میری دنیا میں کمی کر اسی وقت ابر آیا اور فرعون کے ساتھ ساتھ مینہ برساتا ہوا چلنے لگا اہل مصر نے یہ معاملہ دیکھ کر فرعون کو سجدہ کیا۔ اس کی خدائی کا پورا اعتقاد ہوا معاذ اللہ نعمت کون دے سجدہ لوگ کسے کریں کیا غفلت ہے مسلمان تو گیا فرعون سے بھی زیادہ برا اور بدتر ہے۔ فرعون اور شیطان خدا سے ناامید نہ ہوئے اپنی اپنی حاجتیں مانگیں اور انہیں خدا نے دیں تجھے کیوں نہ دے گا اتنا سمجھ لے کہ دنیا میں حاجت مل جانا بڑے خطرے کی چیز ہے اس کے ملنے نہ ملنے کی حکمت کو وہی خوب جانتا ہے ہمیں اس کی کچھ خبر نہیں ہے بندہ مسلمان دعا کرتا ہے لیکن اس کی دعا فوراً قبول ہو کر اپنا اثر دکھلائے۔ تو شاید ہزار آدمیوں میں ایک آدمی ٹھیک رہے ورنہ اکثر گمراہ ہو جائیں مسلمان کی دعا فوراً قبول ہو جاتی ہے لیکن اس کا اثر حکمت الٰہی کے مطابق ظاہر ہوتا ہے کسی کے لئے دنیا میں کسی کے لئے قبر میں کسی کے لئے قیامت میں ظاہر ہوگا۔ **طہارت القلوب** عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن مسلم یدعو

بدعوۃ لیس فیہا اثم ولا قطیعۃ رحم الا اعطاہ احدی ثلاث اما ان یدخرلہ فی الآخرۃ واما ان یکف منہ من السوء مثلہا و اما ان یعجل لہ دعوۃ فی الدنیا حضرت ابی سعید سے روایت ہے۔ کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی بندہ مسلمان دعا کرتا ہے۔ بشرطیکہ کسی گناہ ناجائز بات کی دعا نہ کی ہو کسی اپنے بیگانہ مسلمان کی مضرت کی دعا نہ کی ہو وہ دعا مسلمان کی ضرور قبول ہوتی ہے لیکن اثر اسکا یا تو یہاں کے یہاں بجنسہ دنیا میں ظاہر ہو جاتا ہے یا دعا کا اثر دوسری صورت میں نظر آتا ہے کہ کوئی آسمانی دنیاوی بلا اور مصیبت اس بندے پر نازل ہونے والی تھی وہ اس کی اس دعا سے دفع ہوئی اسے اس کی خبر نہ ہوئی یا اس کی دعا کا اثر قیامت میں ظاہر ہوگا جو نہایت ضرورت کا وقت ہے اور وہاں ہر مسلمان یہ تمنا کرے گا کہ کیا اچھا ہوتا۔ کہ میری ایک دعا دنیا میں قبول نہ ہوئی ساری دعائیں آج قبول ہوتیں صحیح حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن رب العالمین اپنے بندوں کو سامنے بلا کر فرمائیگا کہ اے بندو دنیا میں ہم نے تمہیں حکم دیا کہ تم دعا کرو ہم قبول کریں گے۔ عرض کریں گے ہاں اے رب ارشاد ہوگا کہ تم نے جو دعائیں مانگیں وہ ہم نے سب وہ قبول فرمائیں اے بندو دیکھو تمہاری فلاں دن فلاں وقت کی دعا کا اثر دنیا میں ظاہر کر دیا تھا عرض کریں گے۔ ہاں بے شک یا اللہ۔ ارشاد ہوگا کہ تمہاری فلاں فلاں دعا فلاں وقت ہم نے قبول فرمائی مگر اس کا اثر ہم نے بدل دیا۔ اس دعا کے بدلے تم پر جو فلاں مصیبت آنے والی تھی ہم نے تمہاری دعا کے سبب وہ مصیبت رفع کر دی اور تمہیں اس صدمہ سے بچا لیا عرض کریں گے ہاں بے شک یا رب ایسا ہی ہوا تھا پھر ارشاد ہوگا اے بندو تم نے فلاں دن فلاں وقت فلاں دعائیں مانگیں تھیں مگر ہم نے اس کا کوئی نتیجہ دنیا میں ظاہر نہیں کیا بلکہ آج کے دن کے لئے رکھ چھوڑا تھا۔ لو تھامو یہ تمہاری امانت موجود ہے پھر جو کچھ ان کے سامنے ان کی دعاؤں کے ثمر آئیں گے تو سب کے سب یہ تمنا کریں گے الٰہی کاش ہماری کسی دعا کا اثر دنیا میں ظاہر نہ ہوتا ساری کی ساری دعائیں آج کے دن کے لئے جمع رہتیں تو کیسا اچھا ہوتا مسلمانوں ہم اس کی ایک مثال بیان کرتے ہیں بندہ مسلمان بمنزلہ صغیر نابالغ بچے کے ہے اور رب العالمین بمنزلہ ولی اقرب کے ہے مسلمانوں کی دعاؤں کا اثر بمنزلہ ایک عظیم الشان ریاست اور سلطنت اور دولت کے ہے دنیا میں اگر کسی نابالغ صغیر سن بچہ کے حصہ میں ایک بڑی ریاست آگئی تو اس بچے کے اولیاء وہ ریاست دولت نا سمجھ بچہ کے حوالے کر دیں گے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ اگر بچہ روئے گا تو نہایت قلیل روپیہ دو روپیہ کی مقدار اسے دیں گے باقی اس کے حصہ کی ساری دولت ایک وقت تک محفوظ رکھیں گے جب وہ بچہ اس ریاست دولت کے سنبھالنے کا اہل ہوگا تب اسے وہ دولت ملے گی اسی طرح مسلمانوں کی دعاؤں کا اثر ایک وقت کے بعد عین ضرورت اور قابلیت کے وقت رب العالمین عطا فرمائے گا۔ پس

رئیس بچہ کا رونا وقت سے پہلے دولت ریاست کا مانگنا مضر ہوگا مفید نہ ہوگا اسی طرح انسان کا ساری دعائیں دنیا میں مانگنا مضر ہوگا۔ پھر بچہ کے رونے اور مانگنے سے ولی عاقل ہرگز ریاست بچہ کے حوالہ نہ کرے گا۔ تو رب العالمین عالم الغیب کس طرح ساری دعائیں بندہ کی دنیا میں دے گا عسیٰ ان تحبوا شیئا وہو شر لکم واللہ یعلم وانتم لاتعلمون۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ تم کسی شئے کو پسند کرتے اور اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہو مگر وہ شئے تمہارے حق میں سخت مضر ہوتی ہے جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں ہوتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کو اس بات کی خبر ہے پس وہ جانے وہ اللہ اپنے علم اور مصلحت کے مطابق کام کرتا ہے تم بے خبر بے علموں کی خواہش کے مطابق نہیں کرتا پانچویں وجہ دعا کے قبول نہ ہونے کی یہ ہے کہ انسان اپنے اللہ سے پورے وثوق اور بھروسے کے ساتھ دعا نہ کرے بلکہ اپنی تدبیروں کوششوں معاونیں مخلوق پر خیال اور نظر رکھے اللہ کے سوا دوسری چیزوں کو اپنی حاجت روائی میں موثر جانے ایسی دودلی کی حالت میں کبھی دعا قبول نہیں ہوتی جب دعا کرو ایک دل ہو کر یکسو ہو کر قبولیت کا پورا یقین دل میں لاکر ہر شے سے ہر ایک شخص سے ناامید ہو کر اے انسان یہ کوئی بڑے کمال کی بات نہیں۔ شیرخوار بچہ سوائے اپنی ماں کے روئے زمین کے بادشاہوں امیروں فقیروں سب سے بے پرواہ ہے سوائے اپنی ماں کے کسی سے اسے کچھ امید نہیں ہوتی۔ اگر کسی وقت ماں بچہ کو پیٹے ظلم وستم کرے مگر اللہ رے بچہ کی امید وہ کسی طرح اپنی ماں سے بددل اور مایوس نہیں ہوتا مثل مشہور ہے مال مارے بچہ ماں ہی ماں پکارے۔ پھر اس نادان بچہ کی امید پوری اور سچی ہوتی ہے کہ تھوڑی دیر میں مہربان ہو کر سب تلافی کرتی ہے۔ اے انسان تو ساٹھ برس کا مسلمان ہو کر ایک شیرخوار بچہ کی مانند اپنے اللہ سے امید قائم نہیں کر سکتا ذراسی مصیبتوں کے وقت اسے بھول جاتا ہے۔ ادھر ادھر حکیم طبیب ڈاکٹر وغیرہ کی طرف متوجہ ہو کر اپنے اللہ کو چھوڑ دیتا ہے ایسی مصیبت کے وقت میں کوئی دعا یا وظیفہ بھی پڑھتا ہے تو برائے نام صرف زبان سے نہ دل سے۔ یاد رکھو ایسی دعا کبھی قبول نہیں ہوتی مسلمانوں جو دعا کرو نہ دل سے کرو خداوند کریم دل کی چھپی ہوئی باتوں سے واقف ہے۔ قبولیت کے تمام شرائط خیال میں رکھو احکام الٰہی کو بجالاؤ پھر جو مانگو گے وہی ملے گا من اصدق من اللہ قیلا خدا وعدہ کا سچا ہے ان اللہ لایخلف المیعاد خدا کا کوئی وعدہ خلاف نہیں ہو سکتا اور خلاف کس طرح ہو رحمت کے خزانے لبریز بھرے ہیں دریائے رحمت میں جوش دروازہ قبولیت کا کھلا ہوا ارات دن مانگنے والوں کی تلاش ہر محتاج کو اپنے پاس بلانا فقیر کو بادشاہ بنانا خدا کا شیوہ ہے فقیروں کی التجا بادشاہوں سے پہلے سننا۔ غریبوں کو امیروں سے پہلے بخشنا حضور کا منشا ہے۔ جناب کا بندہ اگر کسی غیر سے سوال کرتا ہے تو جناب کی غیرت کا دریا جوش زن ہوتا ہے

اگر کوئی حضور سے مانگنا چھوڑ دے حضور کو سخت ناگوار ہوتا ہے لاتسئلن بنی آدم حاجۃ واسئل الذی ابوابہ لاتحجب یہ اللہ یغضب ان ترکت سوالہ وابن آدم حین یسئلی یغضب کسی انسان سے اپنی حاجت ہرگز نہ مانگو مانگو تو اس سے مانگو جس نے ہر وقت کرم اور جود اور عطا کے دروازے کھول رکھے ہیں. خدا اور بندوں میں یہ فرق ہے کہ اگر بندوں سے مانگو ناراض ہوں گے. خدا سے جس قدر مانگو راضی جو نہ مانگو ناراض ہوگا۔ دے کر خوش ہونے والا۔ نہ دے کر ناراض ہونے والا۔ وہی ہے۔

تفسیر در منثور سبعیات فی مواعظ البریات جب حضرت یوسف نے اس قیدی سے جو قید سے چھوٹ کر اپنے عہدہ پر قائم ہوا اتنا کہا تھا اذکرنی عند ربک میرا ذکر بادشاہ سے کرنا۔ زمین میں زلزلہ پہاڑ لرزنے لگے قید خانہ کی دیواریں شق ہوئیں۔ حضرت جبرئیل تشریف لائے اور فرمایا کہ اے یوسف آج تم نے یہ کیا کیا کہ خدا کو چھوڑ کر بندے سے مانگا۔ مولیٰ فرماتا ہے کہ یوسف یہ حسن آپ کو کس نے دیا۔ یوسف نے عرض کیا خدا نے پھر بھائیوں کے ہاتھ سے کس نے بچایا۔ عرض کیا خدا نے کنوئیں کی تہ میں کس نے زندہ رکھا۔ عرض کیا خدا نے زلیخا کے مکر سے کس نے بچایا۔ خدا نے قید خانہ میں جنت کا آرام کس نے دیا۔ عرض کیا خدا نے ارشاد فرمایا کہ یوسف آج تک تو ہم نے تمہارے کام بنائے پھر آج ہم میں کون سا قصور ہوا ہے جو تم نے ہمیں چھوڑ بندے سے دعا مانگی۔ ہمیں قسم ہے اپنی عزت اور جلال کی اس جرم میں تمہاری قید زیادہ کریں گے۔ فلبث فی السجن بضع سنین پھر قید رہے اس کے بعد اور کتنے سال تک۔ اس عرصہ میں حضرت یوسف نے بہت کچھ معافی مانگی اور حق تعالیٰ سے نجات حاصل کی مولیٰ نے قید سے نکال کر مصر کا مالک بنایا جس کا حال ہر شخص کو معلوم ہے۔

دم بھر نہ ہوئی تم کو مناجات کی فرصت
خالی گئی افسوس وہ دن رات کی فرصت

جو عاشق مولیٰ ہے وہ لذت سے ہے دور
کب ذات کے عاشق کو لذات کی فرصت

مشغول یہاں ذکر الٰہی میں وہی کچھ ہے
دنیا میں نہیں جس کو کسی بات کی فرصت

سبحان ربک رب العزت عما یصفون و
وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین

چھٹا وعظ

ذکر الٰہی شکر الٰہی کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون

اے بندو تم ہمیں یاد کرو ہم تمہیں یاد کریں اور ہماری نعمتوں کا شکر کرو انکار نہ کرو

الخطیب والبونعیم والسیوطی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اباہریرۃ تعلم القرآن وعلمہ الناس ولا تزال کذلک حتی یاتیک الموت فان اتاک الموت وانت کذلک زارت الملائکہ قبرک لما یزار البیت العتیق اے ابوہریرہ قرآن پڑھنا سیکھو پھر اسے اوروں کو سکھاؤ اور یہی کام ہمیشہ زندگی بھر کرتے رہو پھر اگر تم اس حال میں مر گئے تو آسمان سے ملائک ہمیشہ تمہاری خاک اور قبر کی زیارت کرنے اس کثرت سے آتے رہیں گے۔ جیسے مسلمان خانہ کعبہ کی زیارت کرنے بکثرت جاتے ہیں خانہ کعبہ کی خاک کو زیارت گاہ اہل اسلام بنایا مسلمان حافظ قرآن کی خاک کو زیارت گاہ ملائک بنایا کیونکہ کعبہ بنا ہے خلیل کی اور مومن حافظ قرآن کا قلب مسکن ہے رب جلیل کا کعبہ قیامت کے قریب ڈھایا جائیگا مشکوٰۃ شریف دارمی ایک حبشی غلام قیامت کے قریب پتھر پتھر کعبہ کا ڈھا کر الگ کریگا۔ قرآن مجید قیامت کے قریب آسمان پر اٹھایا جائے گا کعبہ کا گرانے والا ایک حبشی غلام ہوگا قرآن مجید کو اٹھا کر لے جانے والا افسر ملائک جبرئیل امین ہوں گے کعبہ کی حفاظت ابابیل نے کی قرآن کی حفاظت خود رب جلیل نے کی۔ انا نحن نزلنا الذکر وانہ لہ لحافظون یہ قرآن ہم نے اتارا ہے اور ہم خود اس کی نگہبانی اور حفاظت کریں گے پس جو فرق ابابیل اور رب جلیل میں ہے وہی فرق قرآن اور کعبہ خلیل میں ہے دارمی القرآن احب الی اللہ من السمٰوات والارض ومن فیہن قرآن مجید خدا کے نزدیک سارے زمین ساتوں آسمان کی مخلوق سے زیادہ پیارا ہے جس گھر میں قرآن پڑھا جائے گا گویا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس گھر میں وعظ فرمارہے ہیں جو شخص قرآن مجید سن رہا ہے وہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ سن رہا ہے جو شخص قرآن کی تلاوت کر رہا ہے وہ حضور رب العالمین سے ہم کلامی اور باتیں کر رہا ہے۔

کنز العمال ان حملۃ القرآن فی ظل اللہ یوم القیامۃ یوم لا ظل الا ظلہ مع انبیاء واصفیاء پڑھنے والے عمل کرنے والے قرآن مجید کے قیامت کی تپتی دھوپ میں رحمت الٰہی کے سایہ میں انبیاء مرسلین کے

پاس بیٹھے ہوں گے جبکہ سوائے مولیٰ کے سایہ وہاں کہیں سایہ نہ ہوگا قرآن مجید کے خادم دنیا میں قرآن مجید کے ساتھ ساتھ رہے حشر کے دن نبیوں کے ساتھ عرش الٰہی کے سایہ میں ہوں گے جبکہ ساری مخلوق اس دن سخت گرمی اور دھوپ میں تپتی ہوگی۔ **ترغیب** منذری عن سلیمان قال تعطی الشمس یوم القیامۃ حر عشر سنین ثم تدنی من جماجم الناس حضرت سلیمان روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن سورج کو دنیا کی دس برس کی گرمی اور تیزی کے برابر تیزی اور گرمی دی جائے گی۔ نہ وہاں ابر ہوگا نہ مکان نہ درخت کا سایہ اور نہ کوئی سائبان نہ شاہی چھتر نہ تن پر لباس لق و دق میدان فاعاصفصفا لاتری فیہا عوجا ایک ہموار چٹیل میدان ہوگا۔ پھر سورج سروں کے قریب موجود ہوگا کہیں نام کو بھی سایہ کا نام و نشان نہ ہوگا۔ مگر اہل قرآن اہل ایمان کو قدرت کاملہ سے اسی میدان میں اسی دھوپ میں خنک سایہ عطا کیا جاوے گا محض اس کی قدرت اور رحمت کا سایہ ہوگا، ورنہ کوئی شے سایہ دار نہ ہوگی مسلمانوں قدرت الٰہی رحمت غیر متناہی جس کا برتاؤ قیامت میں اہل ایمان سے ہوگا۔ اس کا ظہور بہت سی دفعہ بہت سے موقعوں پر دنیا میں بھی ہو چکا ہے **معالم التنزیل** جب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر طوفان نازل ہوا تو اس قدر پانی زمین پر چڑھ آیا کہ بلند سے بلند پہاڑ کی چوٹی پر چالیس چالیس گز پانی پہنچا چڑھ گیا۔ جس کو رب العالمین اپنے کلام میں فرماتا ہے ففتحنا ابواب السماء بماء منہمر وفجرنا الارض عیونا فالتقی الماء علی امر قد قدر وحملنٰہ علی ذات الواح۔ دوسرے ہم نے کھول دیئے دروازے آسمان کے نہایت زور سے پانی گرنے کے لئے اور جاری کر دیئے زمین کے چشمے بھر زمین سے پانی بلند ہونا اور ابر سے پانی گرنا شروع ہوا۔ یہاں تک زمین کا پانی ابر سے جا ملا اور یہ کل دریا نی میدان پانی سے بھر گیا نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھ والوں نے بذریعہ کشتی کے نجات پائی باقی کل کافر قوم غرق ہوئی روح البیان کہیں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں ایک بڑھیا ضعیفہ بڑی عمر والی حضرت نوح پر ایمان لائی تھی۔ طوفان کے وقت حضرت نوح اسے بلانا اور کشتی میں بیٹھانا بھول گئے۔ تھوڑے عرصہ میں پانی حد سے زیادہ چڑھ گیا اور آپ کشتی میں سوار ہو کر روانہ ہوئے حق تعالیٰ نے اسے بڑھیا ضعیفہ کو بغیر کشتی اتنے بڑے سمندر میں زندہ سلامت رکھا اور ایک قطرہ پانی کا اس بڑھیا کے چھپر میں نہ پہنچا وہ ایسے طوفان میں نہایت امن سے اپنے گھر میں بیٹھی رہی جب حضرت نوح کا طوفان فرو ہوا۔ اور دنیا سے عذاب الٰہی کا پانی خشک ہوا اور نوح کشتی سے نیچے اترے اس وقت آپ کو وہ بڑھیا یاد آئی بہت افسوس کیا کہ ایک ایمان والی بڑھیا مر گئی تلاش کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے کہ جہاں وہ ضعیفہ رہا کرتی تھی دیکھا کہ اس کا چھپر سارا کھڑا ہے اور مکان اندر سے خشک پڑا ہے طوفان کا نام و نشان وہاں تک نہیں آیا آپ کی صورت دیکھ کر وہ بڑھیا عرض

کرنے لگی اے نوحؑ شاید اس وقت طوفان کی خبر دینے آئے ہوا چھا بتاؤ کہ کب وہ طوفان آئیگا آپ سن کر ہنسے اور فرمایا کہ اللہ کی بندی وہ طوفان دنیا میں چھ ماہ رہ کر اور جہان کو غرق اور تباہ کر کے چلا گیا اب کیسا طوفان اے ضعیفہ تجھے طوفان کی خبر نہیں ہوئی۔ عرض کیا کہ یا حضرت میں طوفان کے آنے کا برابر انتظار کر رہی ہوں میرا گھر تو بدستور خشک پڑا رہا میں نہیں جانتی کہ طوفان کیسا ہوتا ہے میں نے تو آپ کی تشریف لانے سے یہ جانا کہ آپ مجھے لینے اور کشتی پر سوار کرنے کے لئے آئے ہیں شاید طوفان آتا ہوگا فرمایا کہ خدا نے تیرے لئے تیرا گھر نجات کی کشتی بنایا لوگوں نے نوح کی کشتی میں طوفان سے نجات پائی اور تو نے سبوح کی کشتی میں طوفان سے نجات پائی یہ واقعہ نمونہ قیامت کا تھا۔ دنیا بھر کے کافر پانی میں ڈوب کر مر گئے بڑی بڑی محکم عمارتیں اور قلعہ گر گئے لاکھوں درخت زمین کے جڑ سے اکھڑ گئے مگر مسلمان بڑھیا کا چھپر اور اس کا کچا سا گھر اس سمندر میں بدستور قائم رہا ہاتھی اور گھوڑے اور زبردست سے زبردست مخلوق مر گئی۔ مگر ایک کمزور عورت زندہ سلامت رہی یہ قیامت کا نمونہ ہے اور اس کی قدرت کا نشان ہے وہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم، اس طوفان سے کوئی نجات نہ پائے گا مگر جس کو خدا نجات دے کسی کو کشتی میں نجات دی کسی کو گھر میں آرام سے بٹھا کر وہیں اس کے لئے نجات بھیجدی اسی طرح کوئی قیامت میں دھوپ کی آگ میں جلتا ہوگا۔ اور کوئی اس کے فضل کے سایہ میں آرام کرتا ہوگا حملة القرآن فی ظل اللہ یوم القیامة یوم لا ظل الا ظله، اہل قرآن قیامت کے دن رحمت کے سایہ میں ہوں گے اور ساری مخلوق نہایت تیز دھوپ میں ہوگی ایک ہی جوگہ ایک ہی میدان کافروں کیلئے عذاب کا سامان اہل قرآن کے لئے رحمت کا سائبان فاذکرونی اذکرکم جو بندے اسے یاد رکھتے ہیں۔ وہ انہیں عین طوفان نوح میں یاد رکھتا ہے درمنثور، معالم التنزیل۔ تاریخ ابن الاثیر جب قوم عاد پر ہوا کا عذاب آیا یہ ہوا سات رات سات دن تک برابر چلتی رہی جو جانوروں آدمیوں کو زمین سے معلق اٹھا کر لے جاتی اور پہاڑوں سے ٹکرا کر دے مارتی تمام مکانوں کو گرا دیا پیچ بنیاد سے ڈھا دیا۔ جس کو رب العزت اپنے کلام میں فرماتا ہے واما عاد فاھلکوا بریح صرصر عاتیة سخرھا علیھم سبع لیال و ثمانیة ایام حسوما قوم عاد ہلاک ہوئی سخت سرکش تیز ہوا کے ساتھ جو رات رات آٹھ دن تک برابر چلتی اور قوم عاد کی بستیوں کو زیر زبر کرتی رہی کوئی جاندار زندہ چھوڑا نہ کوئی مکان نہ کوئی درخت باقی نہ رکھا سب کو برابر کر دیا مگر فانجیناہ والذین معه برحمة منا۔ لیکن حضرت ہودؑ کو اور جو لوگ مسلمان تھے انہیں عین اسی سخت ہولناک عذاب کے اندر محفوظ رکھا اور بچا لیا اور حضرت ہود کو حکم ہوا کہ تم مسلمانوں کو شہر کے باہر لیجاؤ اور اپنے اور ان کے گرد ایک خط دائرہ کھینچ لو خبردار کوئی شخص اس دائرہ سے باہر قدم نہ نکالے حسب الارشاد رب العباد حضرت ہود علیہ السلام نے مسلمانوں کے چاروں طرف گول

لکیر کھینچ دی اور سب لوگ اس لکیر کے اندر بیٹھ گئے۔ اب مولیٰ کی قدرت دیکھو کہ جو دائرہ سے باہر قلعوں کو ڈھاتی اونٹوں کو میلوں اونچا اڑاتی درختوں کو جڑ سے اکھیڑ رہی تھی وہ ہوا دائرہ میں مسلمانوں کے ماتھے اور بدن کے پسینے کو خشک نہ کر سکتی تھی۔ دائرہ کے اندر مارے پسینے کے لوگ ہوا کے طالب تھے اور جب کہیں ذرا سی ہوا انہیں لگتی تو راحت اور جان میں جان آئی۔ دائرہ کے باہر یہ زور شور کہ الاماں الاماں یہ ان کی قدرت کا نمونہ تھا جو اس نے دنیا میں دکھایا۔ اسی طرح قیامت میں اہل قرآن سایہ میں ہوں گے غیر لوگ دھوپ میں وہی ایک میدان ایک جگہ کافروں کے لئے عذاب ہے اہل ایمان کیلئے راحت ہے۔ فاذکرونی اذکرکم۔ تم ہمیں یاد رکھو ہم تمہیں یاد رکھیں تم ہم پر ایمان لاؤ تمہیں ہم ہوا کے عذاب سے نجات دیں گے یہ ہی حضور کی قدرت ہے۔ جو دنیا میں رات دن ظاہر ہوئی اور قیامت میں ظاہر ہوگی معالم التنزیل تاریخ ابن الاثیر۔ جب قوم فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت سے انکار کیا اور سارے معجزات کو جادو بتایا قسم قسم کے ظلم وستم بنی اسرائیل پر کرنے لگے۔ حضرت موسیٰ نے فرعون کی قوم کے لئے جناب باری میں بددعا کی حق تعالیٰ نے قوم فرعون پر پانی کا عذاب نازل کیا کالا ابر آیا سات رات دن تک برابر مینہ برستا رہا قبطیوں کے گھروں میں جمع ہوا قوم فرعون کے گھر پانی کے چشمے بنے ہر عورت مرد کے گلے گلے تک گھروں میں پانی کھڑا ہو گیا۔ جو شخص ذرا جھکا فوراً ڈوب گیا۔ سیدھا کھڑا رہا وہ زندہ رہا سارے باغ اور کھیت غرق ہوئے ایک ہفتہ برابر یہی عذاب رہا مگر بنی اسرائیل کے قبطیوں کے محلہ میں برابر دیوار سے دیوار ملی ہوئی تھی لیکن اس کی قدرت تھی کہ برابر کا گھر پانی سے بھرا ہوا ہے جب زور سے مینہ برستا ہے اندھیرا ہو جاتا ہے اسکے پاس ہی مسلمان اسرائیلی کا مکان بدستور سوکھا پڑا ہے دھوپ نکل رہی ہے ایک قطرہ اس طوفان کے پانی کا اس گھر میں موجود نہیں ہے ساتویں دن قبطیوں کے عذر معذرت کرنے کے بعد عذاب رفع ہو گیا مگر وہی کفار سرکشی کرنے لگے ایک مہینہ کے بعد دوسرا عذاب ٹڈیوں کا نازل ہوا قبطیوں کے سارے باغات کھیت ہر قسم کی ہری چیز چاٹ لی انہی کھیتوں کے پاس بنی اسرائیل کے کھیت اور باغ تھے وہاں کسی ایک ٹڈی کا نام بھی نہ تھا اگر کسی کافر نے کچھ ٹڈیاں اپنے کھیت میں سے پکڑ کر مسلمانوں کے کھیت میں ڈالدیں وہ ٹڈیاں فوراً وہاں سے اڑ کر پھر کسی کافر کے کھیت میں جا پڑیں اگر کوئی درخت شراکت میں کافر اور مسلمان کا تھا ٹڈیوں نے اس درخت کو آدھا کھایا آدھا چھوڑ دیا اس واقعہ کو دیکھ کر کافر نے کہا کہ اے مسلمان جو حصہ ٹڈیوں نے کھالیا ہے وہ تیرا ہے اور یہ جو سالم چھوٹا ہے یہ میرا ہے یہ کہتے ہی فوراً ٹڈیوں نے اس آدھے باقی کو بھی کھالیا اور آدھا ٹڈیوں کا کھایا ہوا دوبارہ پھر ہرا ہو گیا سات دن تک یہ عذاب رہا جب قبطی بہت روئے اقرار کیا کہ اب ہم ضرور مسلمان ہو جائیں گے۔ اے موسیٰ دعا کرو کہ خدا تعالیٰ اس عذاب کو دفع کرے حضرت موسیٰ نے دعا فرمائی وہ ٹڈیاں

فوراً غائب ہوگئیں مگر پھر وہی انکار سرکشی کفر شروع کر دیا اب پھر حضرت موسیٰ نے بددعا کی تو چچڑیاں نازل ہوئیں جو تمام قبطیوں کے خون کو چوس گئیں. سارے جسم میں حتیٰ کہ آنکھوں کی پلکوں تک لپٹ گئیں لیکن کوئی چچڑی مسلمان کے پاس نہ جاتی تھی۔ اہل ایمان بالکل امن میں تھے اس کے بعد مینڈک نازل ہوئے جو قبطیوں کے گھروں میں بھر گئے ہر طرح کے کھانے پینے کی چیزیں گر جاتے اور خراب کر دیتے مگر اہل ایمان بنی اسرائیل کے لوگ قبطیوں کے پاس بیٹھے رہتے انہیں مطلق نہ ستاتے نہ ان کے کھانے دانے میں گرتے نہ ان کے گھروں میں کوئی مینڈک نظر نہ آتا یہ لوگ رحمت الٰہی کے اور ایمان کے امن کے گنبد میں آرام سے بیٹھے تھے پھر ان کے بعد قبطیوں پر خون کا عذاب نازل ہوا دریائے نیل جسکا اہل مصر پانی پیتے تھے وہ سارے کا سارا قبطیوں کے لئے خون نہایت کالا بدبودار ہوگیا سارے کنوئیں خون کے ہوگئے قبطیوں کے پانی مٹکے اور برتن نرے خون سے بھر گئے اسی پانی کو اگر مسلمان پیتے اور بھرتے ہیں ان کے لئے وہ پانی شیریں نہایت صاف اور سفید ہے دو آنکھیں ایک میں لہو بھرا دوسرے میں خدا کا قہر اگر کسی کنوئیں پر مسلمان اور کافر دونوں پانی بھرتے تھے کافروں کے ڈول میں صاف پانی آتا تھا ایک دن فرعون نے ایک قبطی کافر ایک مسلمان اسرائیلی کو اپنے سامنے دربار میں بلایا اور ایک برتن میں پانی بھرا۔ پھر دونوں سے کہا کہ اس میں اپنے اپنے چلو میں اٹھا کر پانی پیو۔ جو چلو مسلمان اٹھاتا ہے وہ پانی تھا جو کافر اٹھاتا ہے وہ خون تھا پھر فرعون نے حکم دیا کہ تم دونوں اسی برتن سے منہ لگا کر پیو کافر شخص اس طرف مسلمان اس طرف اس برتن پر جھک گئے ایک طرف پانی دوسری طرف خون ہے جو پانی کافر اپنے منہ سے کھینچ رہا ہے وہ خون ہے جو مسلمان کی جانب کھیچ رہا ہے وہ پانی شیریں خوشبودار ہے پھر فرعون نے حکم دیا کہ اسے اسرائیلی تو اپنے منہ میں پانی بھر پھر وہ کلی قبطی کے منہ میں ڈال مسلمان نے اپنے منہ میں پانی لیا. پھر منہ کی کلی قبطی کے منہ میں ڈالی قبطی کے منہ کے قریب پہنچتے ہی پانی خون ہوگیا ادھر پانی ادھر خون باطنہ فیہ الرحمۃ وظاہرہ من قبلہ العذاب ایک طرف رحمت ایک طرف عذاب آنکھوں سے دنیا ہی میں نظر آگیا۔ سات دن تک یہ عذاب قبطیوں پر رہا اور جب یہ لوگ بہت رہے حضرت موسیٰ سے التجا کی کہ آپ کی دعا کی برکت سے خدا نے انہیں معاف کیا اور عذاب رفع ہوا لیکن قدرت مولیٰ کا تماشا آنکھوں سے نظر آگیا ایک دریائے نیل ہے کہیں قند مصری کہیں زہر ہے کہیں طوفان کہیں امن و امان اور یہ بات کوئی عقل کے خلاف نہیں ہے. جانور گائے بھینس وغیرہ سے گوبر اور روث اور خون کے بیچ میں سے کیسا شیریں اور سفید دودھ نکلتا ہے کبھی ایک تھن میں جانور کے دودھ دوسرے میں سے خون برآمد ہوتا ہے کبھی جانور کے ایک ہی تھن سے ایک دھار خون کی اور ایک دھار دودھ کی نکلتی ہے ایک کنواں ہے چند دھار نہایت کھاری مگر ایک دھار نہایت میٹھی بہت سی جگہ دیکھنے میں آئی ہیں ایک درخت کبھی آدھا

خشک ہو جاتا ہے آدھا پھل لاتا ہے تھوڑے سے عرصہ میں وہ حصہ جو خشک تھا وہ ہرا ہوا اور جو ہرا حصہ تھا وہ سوکھ گیا یہ سب چشم دید بات ہے کبھی آدھے گھر میں مینہ برسا ہے آدھے میں دھوپ نکل آئی یہ سب کچھ قدرت کے کھیل آنکھوں سے نظر آتے ہیں فاذکرونی اذکرکم جو بندے اسے یاد رکھتے ہیں خدا ان بندوں کو عین عذاب کے اندر رحمت کے ساتھ یاد رکھتا ہے ریاض الریاحین۔ نزہتہ المجالس۔

ایک بزرگ حضرت منصور بن عمار وعظ فرما رہے تھے اور اس آیت کا بیان تھا وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا ثم ننجی الذین اتقوا و نذر الظلمین فیہا جثیا۔ ہر شخص تم میں سے پل صراط پر رستہ چلے گا پھر مسلمان متقی نجات پائیں گے اور کافر اس میں گر جائیں گے جہنم کی آگ مسلمانوں کی بچائے گی اور کافروں کو جلائے گی ایک یہودی آپ کے وعظ میں حاضر ہوا۔ وہیں عرض کیا کہ حضرت جب آگ ایک مکان ایک جگہ پھر کس طرح ہوگا کہ ایک جلے اور دوسرا بچے مسلمان نہ جلے اور یہودی جلے حضرت منصور بن عمار نے فرمایا کہ ہاں بیشک ایسا ہی ہوگا اور وہ خدا اس بات پر قادر ہے کہ دنیا میں بھی اس طرح کر دکھائے پھر فرمایا کہ اچھا اپنا کرتا جسم کا ہمیں دو اس یہودی نے اپنا کرتا اتارا اور آپ کو دیا آپ نے اپنا پیرہن اتارا نیچے یہودی کا کرتا لپیٹا اور اوپر اس کے اپنا کرتا لپیٹ کر فرمایا کہ ان دونوں کپڑوں کو کسی تندور میں ڈال دو وعظ سننے والوں میں سے ایک شخص گیا اور ان دونوں کپڑوں کو جلتے تندور میں ڈال دیا جب آپ وعظ سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اب جاؤ اور ان کپڑوں کو نکلوا لاؤ۔ وہ شخص جو پہلے ڈالنے گیا تھا۔ گیا اور تندور کے اندر سے وہ کپڑے نکال لایا اوپر جناب واعظ صاحب کا کرتہ اور اندر اس یہودی کا کرتا تھا اوپر کا کرتا تھا بالکل سالم رہا کسی طرح داغ دھبہ تک نہ آیا اور تہ کے اندر اس یہودی کا پیرہن جل کر سیاہ راکھ ہوا۔ اس وقت فرمایا کہ دیکھو میاں ایک ہی آگ تھی ایک ہی تندور تھا۔ پھر تمہارا کرتا نیچے میرا اوپر میرا کرتا نہ جلا اور تمہارا کرتہ طے کے اندر جل گیا اسی طرح بروز قیامت ہم تم سب کے سب دوزخ کے منہ پر سے گذریں گے تم جل جاؤ گے ہم سلامت پار اتر جائیں گے یہ کرامت اور آپ کا بیان سن کر وہ یہودی مسلمان ہوا۔ اور لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ اسی مجلس میں پڑھ لیا فاذکرونی اذکرکم تم میری بات یاد رکھو مجھ پر ایمان لائے اور شریعت پر عمل کرنے سے میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ پھر ہر ایک مصیبت کے موقعہ سے بچاؤں گا۔

بنا اعمال کو رحمت کے قابل ۔۔۔ کیا کر ہر گھڑی ذکر الٰہی!
خدا تیرا ہے گر تو ہے خدا کا ۔۔۔ بھروسہ کچھ نہیں غافل قضا کا

ان آیات بینات میں رب العالمین اپنے بندوں کو اپنے ذکر اور یاد کی ہدایت فرماتا ہے اور ساتھ ہی اپنی یاد کا صلہ عطا کرتا ہے کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں۔ پھر جیسے اس موالی نے یاد کر لیا وہ دونوں

جہاں کا بادشاہ ہوگیا ؎

عشق ہردم ایک اس کا چاہیئے ۔ وہ ہمیں چاہے تو پھر کیا چاہیئے

جب یاد الٰہی کا صلہ ایسا بڑا ہے تو ہر بندہ کو اس کی یاد کرنا لازم ہے۔ مگر بندہ مومن تو ہر وقت اس کی یاد میں رہتا ہے۔ کیونکہ یاد الٰہی کی کئی قسمیں ہیں۔

اول ذکر لسانی یاد الٰہی دوسرے ذکر جسمانی یعنی نیک عملوں سے اس کی یاد تیسرے ذکر قلبی تہ دل سے اللہ کی یاد ہر ایک طرح کی یاد اس آیت کے حکم میں داخل ہیں اور سب طرح کی یاد کے بڑے بڑے ثواب اور مرتبہ ہیں۔ الترغیب للمنذری عن ابی مخارق قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مررت لیلۃ اسری بی برجل مغیب فی نور العرش قلت من ہذا ملک قیل لا قلت نبی قیل لا قلت من ہذا قال ہذا رجل کان فی الدنیا لسانہ رطب من ذکر اللہ وقلبہ معلق بالمساجد۔ ابی مخارق روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شب معراج میں میں نے ایک شخص کو عرش الٰہی کے قریب نور کے دریا میں مستغرق دیکھا۔ عرض کیا کہ یہ کوئی فرشتہ ہے حکم ہوا کہ نہیں یہ کوئی نبی ہے فرمایا کہ نہیں، پھر کون ہے ارشاد ہوا کہ ایک مسلمان ہے جس کی زبان دنیا میں ہر وقت مسجد اور نماز کا خیال تھی تھی حدیث قدسی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تبارک وتعالیٰ انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہم وان تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا وان تقرب الی ذراعا تقربت الیہ باعا وان اتانی یمشی اتیتہ ہرولۃ فرمایا جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کہ ارشاد عالی رب العالمین کا یہ ہے میرا بندہ جس طرح کا گمان میری نسبت رکھے گا میں بھی ویسا معاملہ اس کے ساتھ کروں گا یعنی جو اللہ سے رحمت اور مغفرت کا گمان پیدا کریں گے وہ بخشے جائیں گے اور جو اللہ سے بدگمان ہوں گے ان کے معاملات خراب ہوں گے پھر ارشاد ہوا کہ جو بندہ مجھے چپکے چپکے مخفی طور سے یاد کریگا۔ میں بھی اسے مخفی طور سے یاد کرونگا اور جو بندہ مجھ سے مجمع اور مجلسوں میں بیٹھ کر یاد کریگا میں بھی ملائک کے مجمع اور مجلسوں میں یاد کرونگا پھر میری مجلس بڑی ہوگی اور بہتر ہوگی اس کی مجلس سے جو بندہ نیک عمل یا نیک خیال کے ذریعہ سے تھوڑا سا میری طرف متوجہ ہوتا ہے میں اس سے زیادہ اس طرف نظر رحمت فرماتا ہوں پھر اگر وہ اور زیادہ میری طرف آتا ہے میں دو حصہ زیادہ اس کی طرف رحمت کے ساتھ توجہ فرماتا ہوں جو میری طرف تھوڑا سا آہستہ آہستہ چل کر آتا ہے جلد جلد اس کی جانب اپنی رحمت متوجہ کرتا ہوں فاذکرونی اذکرکم تم تھوڑا سا مجھے یاد کرلو۔ بس بہت سا تمہیں یاد کروں گا۔

نظم

بہار آب گل ہے ذکر مولےٰ — قرار جان و دل ہے نام اللہ
زمین و آسمان اور عرش و کرسی — ہوئی سرمست پی کر نام اللہ
اگر سننے کی طاقت ہو تو ہر شے — سنادے خود تجھے پیغام اللہ
بہائے خوں اگر تو عاشقوں کا — تو ہر قطرے سے نکلے نام اللہ

بخاری مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ ملائکۃ یطوفون فی الطریق یلتمسون مجالس الذکر فاذا وجدوا قوما یذکرون اللہ تنادوا ہلموا الی حاجتکم فیحفونہم باجنحتہم الی السماء حتی یملاؤا ما بینہم وبین السماء فاذا تفرقوا عرجوا وصعدوا الی السماء قال فیسألہم عزوجل وہو اعلم من این جئتم فیقولون جئنا من عند عبادک فی الارض فیسألہم ربہم مایقول عبادی یقولون یسبحونک ویکبرونک ویحمدونک فیقول اللہ تبارک وتعالیٰ اہل راونی فیقولون لا واللہ یارب یارب فیقول کیف لوراونی فیقولون لوراوک کانوا اشد لک عبادۃ واشد لک تمجیدا واکثر تہلیلا فیقول اللہ تبارک وتعالیٰ یاملائکتی اشہدکم انی غفرت لہم فیقول ملک من الملائکۃ رب فیہم فلان عبد خطاء لیس منہم انما مر بمجلس معہم فیقول اللہ تبارک وتعالیٰ ولہ قد غفرت ہم الجلساء لایشقی بہم جلیسہم خدائے تعالیٰ نے بہت سے فرشتے ایسے پیدا کئے ہیں ہر جگہ ذکر الٰہی کی مجلسوں کی تلاش کرتے پھرتے ہیں جب کہیں کوئی موقعہ نظر آیا تو پھر اور ملائک کو آواز دیتے ہیں اے فرشتو ادھر آؤ یہاں تمہارا مطلوب موجود ہے۔ پھر تو سب کے سب زمین سے آسمان تک جمع ہو کر اپنے پروں سے اس مجلس پر سایہ کرتے ہیں پھر اخیر تک اسی طرح کھڑے ذکر الٰہی سنتے ہیں ادھر مجلس برخاست ہوئی ادھر وہ ملائک آسمان پر پہنچے ارشاد ہوتا ہے کہ فرشتو بتاؤ کہاں سے آئے ہو ملائک عرض کرتے ہیں کہ تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو زمین پر ہیں فرماتا ہے میرے بندے کیا کرتے تھے عرض کرتے ہیں کہ الٰہی تیری یاد میں مشغول تھے اور بڑی بڑی خوبیاں جناب کی بیان کر رہے تھے فرماتا ہے کیا انہوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے جو ہماری تعریف کرتے تھے عرض کرتے ہیں دیکھا تو نہیں فرماتا ہے کیوں جی وہ بندے اگر ہمیں دیکھ لیں تو کیا حال انکا ہو۔ الٰہی اگر وہ حضور کو دیکھ لیں تو اور بھی بے حد وحساب عبادت الٰہی میں مشغول ہو جائیں فرماتا ہے کہ میرے فرشتو تم گواہ رہو ہم نے ان سب کو بخشا ایک فرشتہ کہتا ہے کہ الٰہی ایک شخص بڑا گنہگار ادھر سے راستہ چلا جاتا تھا یہ ہنگامہ مجلس کا دیکھ کر وہ بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا اس کیلئے ارشاد ہوتا ہے فرشتو اس کو بخشدیا کیونکہ ذکر الٰہی کرنے والے ایسے رتبہ کے لوگ ہیں کہ انکے پاس کا بیٹھنے والا بھی محروم نہ رہ جائے گا

وہ بھی بخشا گیا۔ معجم طبرانی عن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول عن یمین الرحمان رجال لیسوا بانبیاء ولا شہداء یغشی بیاض وجوہہم نظر الناظرین تغبطہم النبیون والشہداء بمقعدہم وقربہم من اللہ عزوجل قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو یہ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن عرش الٰہی کے داہنے جانب بہت سے لوگ ہوں گے نہ وہ نبی تھے نہ شہید اسکے چہروں کی چمک سے آنکھیں چندیا تی ہونگی نبی اور شہید لوگ ان کے مرتبہ پر حیرت کرتے ہونگے عرض کیا گیا کہ پھر وہ کون لوگ ہونگے .... فرمایا کہ مختلف جگہوں مختلف اقوام کے لوگ ہونگے۔

جو صرف ذکر الٰہی سننے کیلئے دور دور سے آئے اور پھر جو سنا اس کی عمدہ عمدہ باتیں سن لیں اور اس سے نفع اٹھایا یہ وہ لوگ ہونگے جن کا قیامت میں یہ عالی رتبہ ہوگا فاذکرونی اذکرکم تم مجھے دنیا میں یاد کرو میں تمہیں قیامت میں یاد کرونگا

الترغیب والترہیب: حضرت مالک اشجعی صحابیؓ کے بیٹے عوف کسی لڑائی میں کافروں کے ہاتھ لگے وہ انہیں قید کرکے لے گئے۔ عوف کی ماں رو رو کر دم کھونے لگیں۔ دانہ پانی حرام کر لیا گھر والوں کی نیند حرام کردی۔ عوف کے باپ مالکؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں حاضر ہوئے اور عوف کی والدہ کے رونے دھونے کی حقیقت کہہ سنائی ظاہر میں عوف کی ماں کے رونے کا بیان تھا اندر رہانے اپنے اندر درد کے دوا کی تلاش تھی سہ خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں ؛ گفتہ آید در حدیث دیگراں حضورؐ نے سنتے ہی فرمایا کہ کسی طرح عوف کو یہ کہلا بھیجو کہ وہ بیٹھتے اٹھتے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کا وظیفہ کرے ماں کی محبت آپ جانتے ہیں اسی وقت سانڈنی سوار عوف کے پاس بھیجا اور وظیفہ کے پڑھنے کی بہت تاکید کردی عوف نے لاحول کا وظیفہ پڑھنا شروع کیا قدرت خدا کی دو چار دن کے بعد عوف کی ساری بیڑیاں ہتکڑیاں ٹوٹ کر گر پڑیں فوراً عوف قید خانے سے باہر نکلے دروازہ کے پاس قدرت الٰہی سے ایک سانڈنی کھڑی پائی اس پر سوار ہوکر مدینہ کی راہ لی۔ چند قدم چلنے کی نوبت آئی ہوگی۔ کہ مدینہ منورہ سامنے نظر آیا۔ عوف مدینہ میں داخل ہوئے گھر والے دیکھنے کے لئے دوڑے آپ کی ماں سے کہا لو مبارک ہو وہ عوف زندہ سلامت آگئے ماں کو یکایک یقین نہ ہوا اگر دیکھتی آنکھوں کس طرح اعتبار نہ ہوتا گھر والے بہت خوش ہوئے ماں نے کلیجہ سے لگایا آنکھوں کا کھویا ہوا نور پھر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی آپ سے اپنی سواری کی اونٹنی کا فتویٰ پوچھا فرمایا کہ وہ تمہارا مال ہے جو چاہو کرو سبحان اللہ یاد الٰہی بھی کیا چیز ہے خدا نے بیٹا بھی دیا اور پیسہ بھی سچ ہے فاذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں تم مجھے رحمت میں یاد کرو میں تمہیں رحمت میں یاد کروں گا۔

کتاب الفرج بعد الشدت و معالم التنزیل جب مچھلی یونس کو نگل کر پانی کی تہہ سے تحت الثرٰی میں لے پہنچی وہاں آپ کے کان میں تسبیح الٰہی کرنے کی آواز آئی عرض کیا الٰہی یہ آواز کیسی ہے ارشاد ہوا کہ تحت الثرٰی جو کنکریاں ہماری تسبیح ادا کرتی ہیں یہ آواز ان کی ہے السعید من وعظ بغیرہ بھلا مانس وہ ہے کہ دوسرے کی بھلی

بات پر عمل کرے آپ نے بھی تسبیح لاالہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین اپنے منہ سے کہنی شروع کی یہاں کیا دیر تھی ادھر یونس علیہ السلام نے تسبیح الٰہی ادا کی ادھر قید سے آزادی ہوئی خدا نے مچھلی کو حکم دیا کہ فوراً یونسؑ کو نکال دے مچھلی نے آپ کو کنارہ دریا کے آکر اگل دیا فوراً آپ کے اوپر کدو کی بیل نے پیدا ہو کر سایہ کیا جنگل کے ہرن نے اناگیری کیخدمت حاصل کی دودھ پلانا شروع کیا چند روز میں آپ قوی توانا ہو کر قوم کی طرف چلے قوم تو خود آپ کے لئے بیقرار تھی دیکھتے ہی کندھوں پر بٹھالیا بادشاہ وگدا مطیع فرمان ہوئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے فلولا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون اگر حضرت یونس ہمیں یاد نہ کرتے تو ہم بھی قیامت تک وہیں اسی مچھلی کے پیٹ میں قید رکھتے یونسؑ نے ہمیں یاد کیا ہم نے اسے قید سے رہا کیا اور نجات دیدی جب آپ اپنی قوم پر حکومت اور سرداری کرتے تھے ایک دن وحی آئی کہ یونس بھلا یہ تو بتاؤ کہ جب تم ہمیں بھولے ہوئے تھے جب اچھے یا اب اچھے ہو بندہ اس کی یاد سے آباد ہے بے یاد ناشاد و برباد ہے مولانا روم فرماتے ہیں بایاد سرمایہ ایمان بود ہر گدا از یاد او سلطان بود + یاد اگر مونس جانت بود ہر دو عالم زیر فرمانت بود الفرج بعد الشدۃ حضرت یعقوب علیہ السلام کا کوئی دوست تھا جو بہت سے دنوں کے بعد وطن میں آیا حضرت یعقوب کی یہ حالت دیکھ کر حیرت میں آگیا اور عرض کیا اے یعقوب آپ کی آنکھیں کیوں جاتی رہیں اور یہ کمر کیوں دوہری ہوئی فرمایا کہ آنکھیں یوسف کے فراق میں گئیں کمر بن یامین کے غم فراق نے دوہری کردی آپ یہ فرمارہے تھے کہ حضرت جبرئیل آئے اور یہ کہا کہ یعقوب رب العزت فرماتا ہے کہ میری شکایت تم غیروں کے سامنے کبتک کرتے رہو گے حضرت یعقوب سن کر خاموش ہوئے اور آئندہ کبھی کوئی لفظ اس کے متعلق منہ سے نہ نکلا کچھ دنوں کے بعد حضرت جبرئیل آئے اور یہ کہا کہ یعقوب اللہ کی جناب میں حد درجہ کی التجا کرو۔ آپ نے عرض کیا الٰہی مجھ بوڑھے ضعیف پر رحم کر اور میرے باغ کے پھولوں کو ایک لمحہ کیلئے جسطرح ہو انکی خوشبو مجھے سنگھا دے یا کثیر الخیر یا دائم المعروف وحی آئی کہ یعقوب آج تم نے ایسی مقبول دعا کی ہے کہ اگر فرزند تمہارے انتقال کر جاتے تو بھی ہم زندہ کرتے اور تم سے لاکر ملاتے آج دعا کی تھی دوسرے دن حضرت یعقوب کا پیرہن مصر سے کنعان میں پہنچا کرتے کی بو سونگتے ہی کمر سیدھی ہوئی آنکھیں روشن ہوئیں فاذکرونی اذکرکم۔ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں یہ فضیلت زبانی الٰہی یاد کرنے کی تھی دوسری قسم کی یاد الٰہی ہاتھوں سے پیروں سے آنکھ سے کان سے معاملہ سے مال سے کوئی ایسی بات کی جاوے کہ جس سے خدا راضی ہووے یہ جسمانی ذکر الٰہی ہے اور وہ فاذکرونی اذکرکم کے تحت میں داخل ہے ترغیب منذری مسند احمد وابو یعلی عن انس بن مالک قال کانت شجرۃ تؤذی الناس، فاتاہا رجل فعزلہا عن طریق الناس فشکر اللہ لہ قال قال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد رأیتہ یتقلب فی ظلہا فی الجنۃ انس بن مالک فرماتے ہیں کہ درخت کانٹے دار رستہ پر کھڑا تھا جو لوگوں کو تکلیف دیتا تھا

کوئی شخص آیا اور یہ کہا کہ اس موذی درخت کو دور کرنا بہتر ہے اس نے اس درخت کو کاٹ کر رستہ لوگوں کا صاف کر دیا حق تعالیٰ نے اس کے عمل کو قبول فرمایا اور اسے بخش دیا فرماتے ہیں جناب سید المرسلین ہیں نے اس شخص کو جنت میں دیکھا کہ وہ اسی درخت کے سایہ میں آرام سے بیٹھا ہے حیوۃ الحیوان امام احمد بن حنبل نے اس کانٹے دار درخت کو اور اس کے کاٹنے والے کو جنت میں دیکھا تو خواب میں مولیٰ کی جناب میں عرض کیا کہ الٰہی آدم نے ایک درخت کی شاخ جنت میں توڑی تو آدم معہ اس درخت کے جنت سے نکالے گئے اور اس شخص نے دنیا میں ایک درخت کاٹا تو وہ معہ اس درخت کے جنت میں آیا اس میں حکمت کیا ہے ارشاد عالی ہوا کہ آدم نے جنت میں اپنی خواہش کے لیئے اور زوجہ کو خوش کرنے کیلئے پھل توڑا اس بندے نے ہمارے عام بندوں کے نفع کیلئے اور ہمارے خوش کرنے کیلئے کاٹا تھا۔ اسلیئے آدم جنت سے نکالے گئے اور یہ شخص معہ درخت کے جنت میں داخل ہوا۔ فاذکرونی اذکرکم۔ تم اپنے عمل اس کی یاد کیلئے کرو وہ تمہارے لئے جنت تیار کرے وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلی کسی کا کوئی عمل اس قابل نہیں جسکا اسے نیک بدلہ ملے مگر صرف ایک وہ عمل جو اللہ کی رضا کیلئے ہو روح البیان کسی نے بی بی زبیدہ خلیفہ ہارون الرشید کی خاتون کو مرجانے کے بعد خواب میں دیکھا پوچھا کہ کہیے کیا گزری فرمایا خدا نے مجھے بخش دیا عرض کیا کہ کون سا عمل آپکا قبول فرمایا شاید نہر زبیدہ جو آپ نے حجاز کی خشک جنگل میں بنائی تھی وہ عمل کارگر ہوا بولیں نہیں نہیں وہ عمل تو لوگوں میں بٹ گیا جس جس کا روپیہ ہمارے خزانہ میں آ کر نہر میں لگا تھا اس کا ثواب بھی اسی کو چلا گیا مجھے تو ایک بڑے چھوٹے سے عمل سے بخشا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں اپنی ہم جولیوں کے ساتھ بیٹھی شراب پی رہی تھی عین اسوقت کہ جام شراب میرے ہاتھ میں اور ہاتھ منہ کے پاس تھا کان میں اللہ اکبر اللہ اکبر اذان کی آواز سنتے ہی کان آذان کی طرف لگ گئے اور وہ نام کانوں کی راہ سے دل میں پہنچا نام کی عظمت نے دل کو لرزایا فوراً شراب کا پیالہ ہاتھ سے گرایا بس ایک اتنے عمل میں میں نے مولیٰ کو اپنا بنایا مرنیکے بعد حضوری میں بلا کر فرمایا کہ زبیدہ تو وہ ہے کہ تو نے ہمارے نام کو تعظیم اور محبت سے دل میں جگہ دی شراب کے جام کو دور کر دیا ہم وہ ہیں کہ تجھے اپنے پاس جنت میں جگہ دی تجھ سے سارے عذابوں کو دور کر دیا فاذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا فاذکرونی فی مہدکم اذکرکم فی لحدکم تم مجھے اپنے بستروں میں یاد کرو میں تمہاری قبروں میں یاد رکھوں گا۔ خدا کی باتیں خدا ہی جانے ظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حکم قرآن مجید کا صادق آیا واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الھوی فان الجنۃ ہی الماوی جو بندہ خدا کے سامنے ہونے سے ڈرا اور ڈر کر اپنے نفس کو خوش چھوڑ بیٹھا وہ جنت ہی میں جائے گا۔

بخاری مسلم ترمذی عن ابی مسعود البدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجل ممن کان قبلکم فلم یوجد لہ من الخیر شیٔ الا انہ کان موسرا یخالط الناس وکان یامر غلمانہ ان یتجاوزوا عن المعسر ویقبلوا الزیوف لعل اللہ یتجاوز عنہ

قال اللہ تعالیٰ نحن احق بذلک تجاوزوا عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے پہلے لوگوں میں سے کوئی شخص مرکر جناب کی حضوری میں حاضر کیا گیا۔ پڑتال کے وقت ایک بھی نیک عمل نہ ملا ہاں ایک بات اس میں یہ ضرور تھی کہ تنگدست خریدار کو ادھار دیدیا کرتا اور نقد کے خریدار کو کھوٹا روپیہ اشرفی پورے داموں سے لے لیا کرتا تھا صرف اس امید پر کہ شاید خدا کی جناب میں میرے بھی کھوٹے عمل قبول ہو جائیں فرمایا کہ جب تجھ گدا نے ایسا کر لیا تو ہم بادشاہ کیونکہ نہ کریں گے جسطرح تو لوگوں کے کھوٹے درہم منظور کر لیتا تھا۔ آج ہم تیرے کھوٹے عمل مقبول کر لیتے ہیں جاؤ تمہیں بخش دیا انا عند ظن عبدی بی جیسی خدا سے امید رکھو گے ویسا ہی پاؤ گے اس نے لوگوں کے کھوٹے درہم اس غرض سے لئے تھے کہ اپنے بھی کھوٹے عمل وہاں چل جائیں۔ سو چل گئے۔ فاذکروا اذکرکم فاذکرونی فی یسرکم اذکرکم فی عسرکم تم مجھے اپنی فراخ دستی کے وقت یاد کرو میں تمہاری تنگدستی اور مصیبت میں یاد رکھوں گا شرح مختصر ابن ابی جمرہ حضرت بشر حافی کہیں چلے جاتے تھے سرراہ ایک کاغذ پڑا پایا جس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہوا تھا۔ بشر آسمانی کے مالک کا نام زمین پر پڑا دیکھ کر بیقرار ہوئے دوڑکر اٹھایا آنکھوں پر لگایا دو درہم کا عطر خرید کر اس میں بسایا اور اپنے عمامہ میں رکھا فوراً ہی غیب سے آواز آئی ہمیں اپنے عزت جلال کی قسم تو نے اپنی خوشبو میں ہمارے نام کو بسایا ہم اپنی خوشبو میں تیرے نام کو بسائیں گے تو نے ہمارے نام کو زمین سے سر تک اٹھایا ہم تیرے نام کو زمین سے آسمان تک پہنچائیں گے فاذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں آسمان پر روض الریاحین شیخ عبدالواحد نے جناب باری میں عرض کیا تھا الٰہی جنت میں یہ لوگ میرے مصاحب ہونگے انکی زیارت مجھے بھی نصیب کر دے الہام ہوا کہ ایک ان میں سے میمونہ حبش ہے اس کو جاکر دیکھ لو حضرت شیخ پوچھتے پوچھتے اس گاؤں میں پہنچے جہاں میمونہ کا مسکن تھا پتہ یہ لگا کہ جنگل میں بکریاں چرانے گئے ہیں ان کو تو از حد شوق ملاقات کا تھا وہیں جنگل ہی جا پہنچے دیکھا کہ وہ خود ایک درخت کے نیچے نماز پڑھتے ہیں اور بکریاں ان میں بھیڑیئے ملے جلے چرتی پھرتی ہیں۔ یہ حیرت سے دیکھتے رہے میمونہ نے سلام پھیر کر فرمایا عبدالواحد وعدہ گاہ ملاقات کی جگہ جنت ہے دنیا نہیں یہاں کیسے آئے عرض کیا جو ہوا سو ہوا یہ تو بتا دیجئے کہ آپ کی بکریوں سے بھیڑیوں نے صلح کب سے کر لی میمونہ نے کہا جب سے میں نے اپنے اللہ سے صلح کر لی اسی وقت سے مجھ سے ہر شے نے صلح کر لی ہے یہاں تک کہ میری بکریوں سے بھیڑیوں نے صلح کر لی۔ شیخ عبدالواحد بڑا سرمایہ محبت اور یاد الٰہی کا لے کر واپس آئے فاذکرونی اذکرکم تم میری اطاعت کرو میں ہر شے کو تمہاری اطاعت کا حکم دونگا۔ حیوۃ الحیوان۔ تاریخ ابن نجار۔ ایک عورت بنی اسرائیل کی اپنے بچہ کو گود میں لئے جاتی تھی کہیں بھیڑیئے نے اس پر حملہ کیا۔ اور بچہ کو چھین کر لے گیا۔ عورت ذات کی بساط کیا دوڑی بہت مگر نتیجہ کچھ نہ ہوا تھک گئی بیٹھ کر رونے لگی اس حادثہ سے کچھ ہی پہلے اس عورت نے کھانے ہوئے ایک نوالہ کا ٹکڑا کسی فقیر کو راہ مولیٰ میں دے دیا تھا وہ لیا دیا ہی کچھ کام آگیا خدائے عزوجل نے

ایک فرشتہ نازل کیا جس نے بچہ کو بھیڑیئے کے منہ سے چھڑایا اور زندہ سلامت ماں کی گود میں لا ڈالا اور چلتے وقت یہ بھی سنایا کہ لقمہ بلقمہ تمہیں دلی کا بدلہ نوالہ بکر نوالہ لیا جسطرح تو نے اپنے منہ کا نوالہ خدا کی راہ میں دیدیا تھا اسی کے بدلہ میں تیرا بچہ بھیڑیئے کا نوالہ بن چکا تھا اس کو تو نے درندے کے منہ سے واپس لے لیا خدا نے بھیڑیئے کے منہ سے نکال کر تجھے الٹا پھیر دیا روض الریاحین ایک بزرگ لکڑیاں خریدنے جاتے تھے۔ راستہ میں مسجد آئی مسجد میں آذان ہوئی فوراً مسجد کی طرف روانہ ہو گئے راستہ میں ایک تھیلی اشرفیوں کی پڑی دکھائی دی اس تھیلی پر یہ لکھا ہوا تھا ہذہ صرۃ فیہا مائتا دینار اس تھیلی دو اشرفیاں ہیں اس بزرگ نے کہا کہ اس طرف توجہ کرنے سے نماز میں حرج ہوگا تکبیر اولی رہ جائے گی یہ تو شیطانی روک ہے اسی ذریعہ سے لوگوں کو روکتا ہے جلد جلد قدم اٹھائے مسجد میں چلے گئے نماز پڑھی بعد نماز کے بازار میں سے لکڑیاں خرید کر گھر کی راہ لی آتے جاتے اس مال کا کچھ خیال نہ کیا جب مکان میں پہنچے اور لکڑیاں کھول کر ڈالیں تو وہ تھیلی لکڑیوں کے اندر سے برآمد ہوئی حیرت میں آکر بولے الہی یہ تھیلی کہاں سے میری لکڑیوں میں بندھ آئی آواز آئی تو نے ہمارے لئے دنیا چھوڑی ہم نے تیرے لئے تھیلی کو تیری لکڑیوں میں باندھ دیا سبحان اللہ صدق اللہ فاذکرونی اذکرکم تم میری یاد نہ بھولو میں تمہیں اچھی طرح یاد رکھوں گا مختصر روض الریاحین شیخ ابوالربیع کہتے ہیں کہ جب ہم نے ایسا سنا کہ فلاں فلاں گاؤں میں ایک بیوہ زن بڑی عبادت گزار صاحب کرامات ہیں گو ہم اس بات کے عادی نہ تھے کہ ایسی جگہ جائیں مگر یہاں جانا پڑا کیونکہ سننے میں آیا کہ اس بی بی کے پاس ایک بکری غیب سے آئی ہے جس کے ایک تھن سے دودھ اور دوسرے سے شہد نکلتا ہے جو بیمار پیتا ہے خدا کے فضل سے تندرست چنگا بھلا ہو جاتا ہے اسکے دیکھنے سے ہمیں ازحد شوق ہوا ہم بہت سے آدمی یہاں سے چلے اور رستہ میں ایک کورا مٹی کا پیالہ خرید کر اس میں دودھ نکلوا کے دیکھیں گے اسی اشتیاق میں اس گاؤں تک پہنچ کر اس بی بی کے دروازہ پر آواز دے کر کہا کہ مسافر ہیں اس غرض سے آئے ہیں کہ ہم بھی آپ کی وہ بکری جس کی کرامات کی ملکوں در ملکوں شہرت ہو رہی ہے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ اس بی بی نے فرمایا اچھا ٹھہرو فوراً گھر کے اندر سے بکری کھول کر لائیں اور ہمارے آگے کھڑی کی آپ نے اس کورے پیالہ میں دودھ نکالا حقیقت میں جیسا سنا تھا ویسا ہی دیکھا ایک تھن سے دودھ نکلتا ہے ایک تھن سے شہد ہم نے پوچھا کہ بی بی یہ بکری کرامات کی تمہیں کہاں سے ہاتھ لگی کہا میرا میاں بڑا مہمان نواز شخص تھا اس کے گھر میں آئے دن مہمان رہتے تھے قضا عند اللہ ایک دن مہمان آئے تو گھر میں کھانے پلانے کو کچھ نہ تھا ہم دونوں میاں بیوی آپس میں فکر کرنے لگے آخر کو یہ صلاح ہوئی کہ گھر میں بکری موجود ہے اس کو ذبح کرو اور کھلادو گھر والا بکری ذبح کرنے لے گیا تھوڑی دیر میں ایک بکری اسی صورت شکل کی گھر کی دیوار کود کر صحن میں آئی میرا خیال گزرا کہ شاید بکری ان کے ہاتھ سے چھوٹ گئی آواز دے کر میاں کو بلایا اور اس بکری کو دکھایا وہ بولا

کہ بکری تو میں حلال کر چکا ہوں پھر یہ کہاں سے آئی شاید یہ بکری ہمیں خدا نے ہماری بکری کے بدلے میں دی ہے لوگو وہ بکری تو فقط دودھ دیتی تھی۔ یہ تو دودھ کے ساتھ شہد بھی دیتی ہے سچ ہے تم نے اس کی راہ میں دودھ کی بکری دی اس نے اس کے صلہ میں دودھ اور شہد کی بکری عنایت کی کیوں نہیں وہ تو ایسا ہی دینے والا ہے۔ فاذکرونی اذکرکم تم مجھے دو میں تمہیں دوں بکری کے بدلے بکری لو دودھ کے بدلے دودھ اور شہد انعام میں لو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ خداوند کریم مسلمانوں کے نیک عملوں کو پال کر مسلمانوں کو دیتا ہے۔ اگر تم نے پھیکے دودھ کا جانور اسے دیا تھا اس نے میٹھے دودھ میں بہت ہلکی سی مٹھاس ہوتی ہے اس کے بدلے شہد ایسا تیز میٹھا دیا گیا مسلمانو ایمان تو نہایت درجہ کا میٹھا ہے جب تم اس کو دوگے تو دیکھنا چاہئے کہ اس کے بدلے میں کونسی میٹھی سی شے تمہیں دیگا الجنۃ جزا الاعمال ولیس جزاء الایمان الا النظر الی وجہ اللہ عزوجل نماز روزہ وغیرہ کا بدلہ تو جنت ہوئی ایمان کا کیا بدلہ فقط تیرا دیدار ہے تفسیر اسرار الجنۃ للغزالی۔ اہل جنت خطیرۃ القدس میں بلائیں جائیں گے پھر انہیں دیدار مولیٰ دکھایا جائیگا زمانہ دراز گزر جائیگا کہ کوئی جنت کی طرف رخ نہ کریگا حوران جنت جناب باری میں رو رو کر عرض کرینگے الٰہی کیا تو نے ہمیں بیوہ بنا دیا عرصہ گزرا کہ ہمارے خاوند ہمارے پاس سے چلے گئے ہیں کچھ خبر نہیں کہ اب وہ کہاں ہیں الٰہی ہمارے حال زار پر رحم فرما اور ہمارے خاوندوں کو بھیجدے حوران جنت کی دعا قبول ہوگی اور اہل ایمان کی آنکھوں کے سامنے پردہ پڑجائیگا اور وہ دیدار الٰہی آنکھوں سے غائب ہوگا پھر تو انکا تڑپنا اور رونا اللہ اکبر اللہ اکبر رو کر عرض کرینگے الٰہی حضور نے اپنا دیدار ہم سے چھپا لیا ارشاد ہوگا ایک زمانہ تک تم دیدار سے مشرف لیکن تمہارا دل نہ بھرا عرض کریں گے اے اللہ ہمیں بہت تھوڑی دیر تیرا دیدار میسر ہوا ہوگا شاید گھڑی دو گھڑی یا اس سے بھی کچھ کم لمحہ فرمائیگا کہ تم اس قدر دیر تک دیدار الٰہی دیکھتے رہے پھر بھی پیاسے رہ گئے مولیٰ ہم تو سیراب نہیں ہوئے کیونکہ ذراسی دیر تو دیکھنا نصیب ہوا ارشاد ہوگا ہمیں اپنے عزت وجلال کی قسم آج پورے آج لاکھ برس تم کو دیدار ہی دیدار دیکھتے گزرے اب جنت میں جاؤ چین آرام سے رہو نہایت لاچار جنت میں واپس آئیں گے گو دل تو نہ چاہتا ہوگا کہ یہاں سے جائیں مگر حکم حاکم! مسلمانو اس میٹھے ایمان کی یہ میٹھی جزا ہے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ احسان کا بدلہ احسان ایمان کا بدلہ دیدار رحمان روض الریاحین ہے منصور بن عمار وعظ فرما رہے تھے بیچ وعظ میں کوئی یہودی مسلمان ہوا مسلمان کرنے کے بعد آپ نے اس کے لئے چار درہم وصول ہونے کی کوشش فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا کہ جو شخص چار درہم دیگا اسکے لئے ہم چار دعایئں اسکے حسب مرضی کرینگے ایک غلام جو اس مجلس میں حاضر تھا اس کے پاس چار درہم آقا کے سودے کے موجود تھے چاروں درہم اس نے راہ خدا میں دیدیئے آپ نے وہ درہم تو اس نو مسلم یہودی کو دے کر غلام سے پوچھا کہ میں تمہارے لئے کیا دعا کروں غلام نے کہا پہلے گننے جا یہ میرا آقا مجھے آزاد کردے بچھے

کچھ زادراہ دیوے میرا آقا شراب خوری سے تائب ہوجائے اور میرے سید کو اور آپ کو اور سب وعظ کے سننے والوں کو اللہ تعالیٰ بخشدے یہ چاروں دعائیں منصور واعظ علیہ الرحمۃ نے مانگ لیں وعظ کی مجلس برخاست ہوئی غلام اپنے گھر گیا تو آقا کو سخت ناراض دیکھا غصہ سے پوچھا کہ دیر کہاں ہوئی غلام نے ڈرتے ڈرتے سب حال کہہ سنایا سنتے ہی حالت غیر ہوئی خدا کے پیارے بندوں کی دعا مقبول ہوچکی تھی فوراً ظہور ہونے لگا غلام کو آزاد کیا چار ہزار درہم غلام کو زادراہ دیا خود شرابخوری بدکاری سے تائب ہوا جہاں تک ہاتھ پہنچا کام کو دکھایا زمین کے کام زمین والے نے کئے چوتھا کام آسمان کا ہے اُسے آسمان والا کریگا۔ رو رو کر کہا کہ بھائی یہ چوتھا کام میرے بس کا نہیں ہے یہ خدا سے مانگو یہ دن تو یوں گزرا رات کو خواب میں دیکھا کہ بندہ شہنشاہ عالم پناہ رب العالمین کے دربار میں حاضر ہے وہاں سے خطاب ہوا کہ بندے جو تیرے بس کا کام تھا تو کر گزرا جو کام تو نے ہمارے لئے رکھا ہے وہ ہم کئے دیتے ہیں جاؤ تمہیں اس غلام کو وعظ سننے والوں کو سب کو بخشدیا **تیسری قسم** کی یاد الٰہی دل کی یاد ہے اس کو تصور مولیٰ کہیئے محبت الٰہی کہیئے۔ الفت کہیئے۔ لگاؤ اور تعلق کہیئے غرض جو کچھ کہیئے یہ ایک بڑے درجہ کی یاد ہے اس کے ہم پلہ دوسری طرح کی یاد کوئی نہیں ہے اور یہ خاص خاص بندوں کو نصیب ہوتی ہے اس کی حالت یہ ہے کہ کوئی سانس خلاف مرضی نکل نہیں سکتا ایک قدم دوسری طرف چل نہیں سکتا ساری عبادتوں کا خلاصہ اس میں ہے

روض الریاحین میں شیخ حمزہ خراسانی اپنے سفر حج کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن راستہ چلتے چلتے بے خیالی میں کنوئیں میں گر گیا لق و دق میدان کا موقعہ آدم نہ آدم زاد کوئی اس مدپاس الٰہی کیا کچھے جی نے کہا غل مچاؤ کوئی نہ کوئی اللہ کا بندہ مدد کو آن پہنچے گا۔ فقلت لا واللہ لا استغیث میں نے کہا یہ تو ہرگز نہیں ہوسکتا بندے اسکے کہلائیں اوری مشکل میں غیر کو بلائیں یہ سچ ہے جب پڑے مشکل خدا ہی کو پکارا اتنے میں دو شخصوں نے کنوئیں کے سرپر آکر یہ مشورہ کیا کہ یہ دیکھو کنواں کیسی بری جگہ راستہ میں ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی بیچارہ مسافر انجان اسمیں گر پڑے لاؤ اسے بند کردیں یہ کہہ کر وہ کچھ دیر غائب رہے اور تھوڑی دیر میں بڑے لکڑ کہیں سے لے آئے اور کنوئیں کا منہ خام کر دیا گیا اب تو جی بہت گھبرایا قریب تھا کہ منہ سے چیخ نکلے کہ لوگو کیا غضب کرتے ہو مجھ غریب مسافر کو زندہ در گور کرتے ہو پھر طبیعت کو روکا اور یہ کہا کہ یہ لوگ کنوئیں کے منہ پر ہیں بہت دور ہیں جو ان سے بھی زیادہ پاس ہے اسی کو کیوں نہ پکاریں نحن اقرب الیہ من حبل الورید سچ ہے کہ وہ جان و دل کے اندر ہے رگ جان تو بہت دور ہے میں یہ سوچتا تھا وہ دونوں کنوئیں کا منہ خام کر کے چلے بھی گئے خیر چلے جاؤ ذرا سی دیر پیچھے ایسی آہٹ ہوئی جیسے کوئی جانور پنجوں سے زمین کھودتا ہے دیکھتا کیا ہوں اندھیرے میں ایک پیر سا لٹکتا معلوم ہوتا ہے اور اشارہ ایسا کرتا ہے جیسے کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ میرے پیر کو پکڑ لے میں اس رمز کو سمجھ گیا اور دونوں ہاتھوں سے اس غیبی پیر کو مضبوط پکڑ لیا ایک اشارہ میں کنوئیں سے باہر کھڑا تھا اور وہ جس کا پیر تھا ایک شیر ببر تھا مجھے نکالتے ہی جنگل کی طرف ہولیا اب میں حیرت

سے دیکھ رہا ہوں اور کہتا ہوں کہ الٰہی کیا تیری قدرت سے مختف بی نف یا ابا حمزہ الیس ہذا احسن نجیناک من التلف بالتلف اتنے میں ہاتف غیبی نے مجھے پکارا اے حمزہ یہ کیا اچھا ہوا ہے دیکھ ہم وہ قدرت والے ہیں کہ تجھے موت سے بچایا موت بھیج کر سچ ہے کہ کنواں بھی موت ہے اور شیر بھی موت ایک موت کے منہ کے دوسرے موت کے پنجے سے سب سے نکال دیا فاذکرونی اذکرکم تم ہمیں چاہو ہم تمہیں چاہیں تم ہمیں مناؤ ہم تمہیں منائیں ایک پارسا بی بی حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ کی مریدہ تھی اس عورت کا چھوٹا سا بچہ قرآن مجید کی تعلیم کیلئے کسی استاد کی خدمت میں جاتا تھا ایک دن استاد نے کسی بچہ کو کسی کام کیلئے دجلہ دریا پر بھیجا وہ بچہ جو پانی میں اترا ڈوب گیا بچے کے استاد ڈر کے مارے حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری سرگذشت آپ کو کہہ سنائی وہاں حضرت جنید بغدادیؒ بھی تشریف رکھتے تھے فرمایا کہ اچھا چلو بچے کی ماں کو صبر دلائیں سب کے سب بچے کی ماں کے پاس آئے اور معنوں معنوں میں صبر کی ہدایت کرنے لگے وہ بی بی پارسا حیران ہو کر پوچھنے لگی آج خیر تو ہے خلاف عادت یہ کیا ارشاد ہو رہا ہے پھر تو حضرت سری علیہ الرحمۃ کو کہنا ہی پڑا فرمایا کہ آج قضا عند اللہ تمہارا بچہ دریا میں ڈوب گیا اس لئے تمہیں صبر کرنا لازم ہے اس بی بی نے کہا یا حضرت ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ اچھا مجھے لے چلو ذرا وہ جگہ میں دیکھ لوں کہ جہاں میرا بچہ ڈوبا ہے سب لوگ اس عورت کو ساتھ لے گئے اور جس جگہ وہ بچہ ڈوب گیا تھا وہاں لے جا کر کھڑا کیا اور اشارہ سے بتایا کہ یہاں تمہارا بچہ غرق ہوا ہے اس بی بی نے محبت کے جوش میں آ کر اپنے بچہ کا نام لے کر پکارا بچے نے پانی کے تہ میں سے ماں کو جواب دیا وہ عورت جھٹ پانی کے اندر کود پڑی اور خدا کے فضل سے بچہ کو زندہ سلامت باہر نکال لائی حضرت سری علیہ الرحمۃ نے حیرت سے حضرت جنید بغدادیؒ کی طرف دیکھا ظاہر میں دیکھا باطن میں پوچھا کہ یہ کیا بات ہے فرمایا ہذا من صدقہا مع اللہ یہ اس بی بی کی محبت الٰہی کی صداقت کا نتیجہ ہے فاذکرونی اذکرکم تم میری لفت محبت کو اپنے دل میں زندہ سلامت رکھو میں تمہارے پیارے محبت کی شے کو دریا کی تہ میں زندہ سلامت رکھوں۔

اسرار المحبۃ الغزا اے حضرت جنید علیہ الرحمۃ سانڈنی پر سوار ہو کر حج کرنے تشریف لے چلے حجاز کے رستہ پر سواری کو چلاتے ہیں مگر نہیں چلتی روم کی طرف بھاگتی ہے مارتے ہیں کھینچتے ہیں کچھ نہیں ہوتا حیران تھے کہ الٰہی آج کیا ہوا شتر چلے گئے اور اونٹ کو کعبہ کے رستہ پر ڈالا مگر کیا ممکن ہے جو ایک قدم چلے مجبور ہو کر مہار چھوڑ دی آپ کی سواری شتر بے مہار روم کی طرف چل نکلی چند منزل کے بعد آپ کا ایک شہر پر گزر ہوا کہ جہاں کی رعایا بڑی پریشان ماری ماری پھرتی تھی انہیں اجنبی اور نیا دیکھ کر بولے کہ کوئی حکیم طبیب ہو آپ نے فرمایا کہ میں ایک بڑے حکیم کا ناچیز غلام ہوں اچھا آپ ہمارے بادشاہ کے حضور میں چلئے حضور کو حکیم کی بڑی تلاش ہے کیونکہ بادشاہ کی دختر نہایت سخت جنون کے مرض میں مبتلا ہے جنید علیہ الرحمۃ نے دل میں کہا کہ ضرور کوئی راز ہے آپ ان کے ساتھ ہوئے جب بادشاہ کے سامنے پہنچے بادشاہ نے آپ سے کہا کہ اے حکیم میری دختر بیمار ہو کر پاگل ہو گئی تم اس کا علاج کرو گے فرمایا کہ ہاں ہمیں کیا انکار ہے بادشاہ بولا پھر شرط یہ

ہے کہ اگر لڑکی تندرست نہ ہوئی تو جناب کا سر کاٹ کر قلعوں کی دیوار میں چن دیا جائیگا اور اگر آپ نے تندرست کر دیا تو جو کچھ آپ مانگیں گے دونگا جب یہ شرطیں طے ہوگئیں بادشاہ اپنے ساتھ جنید علیہ الرحمۃ کو محلسرا میں لے گیا صاحبزادی نے باپ کی صورت دیکھتے ہی زنجیروں میں تڑپنا شروع کیا بادشاہ پیچھے ہٹا اور جنید علیہ الرحمۃ کو دور سے بتایا کہ دیکھو وہ مریضہ بیٹھی ہے زنجیروں میں بند ہے حضرت جنید قدم اٹھائے اندر چلے گئے سامنے پہنچتے ہی عورت نے کہا اسلام علیکم یا جنید فرمایا کہ تمہیں نام کس نے بتایا کہا جو تمہیں کعبہ سے کھینچ کر یہاں لایا اس نے تمہارا نام مجھے بتایا۔ اے بی بی تمہیں یہ ایمان اور عشق رحمان کہاں سے نصیب ہوا کہا ایک دن میں محل کی چھت پر کھڑی تھی کہ آسمان سے آواز آئی اللہ احد الرسول احمد وہ آواز دل کے پار ہوئی نہ جانے کیا آواز تھی اب تو حال یہ ہے کہ روز بروز عشق مولیٰ کی آگ بھڑکتی جاتی ہے کسی طرح کم نہیں ہوتی جنید نے کہا کہ آپ تو ولی کامل ہیں یہ پاگلوں کی صورت کیوں بنائی ہے کہا نامحرموں سے منہ چھپانے کیلئے لیکن ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ میں نے جناب الٰہی میں دعا کی تھی کہ یا الٰہ العالمین میری موت سے پہلے مجھے کسی کامل مسلمان کی زیارت نصیب کر دے اسلئے میرے اللہ نے آپکو یہاں بھیجا ہے جنید علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آپ دار الاسلام میں چلئے فرمایا کہ وہاں کیا کرونگی فرمایا وہاں کعبہ ہے بیت المقدس ہے کہا کہ جنید ذرا آسمان کی طرف دیکھو جنید نے آسمان کی طرف دیکھا کہ کعبہ اور بیت المقدس مکان کے اوپر معلق ہوا میں کھڑے ہیں کہا اے جنید میری موت کا وقت قریب ہے جسم اور ہڈیاں روم کی خاک دار الکفر میں مل جائے گی اور روح عرش الٰہی کے نیچے دفن ہوگی حضرت جنید پر اسی وقت حالت طاری ہوگئی اسی حالت میں آواز آئی کہ جنید ستر دفعہ ہم نے تمہیں اپنی طرف بلایا مگر تو کعبہ کی طرف جانا چاہتا ہے بڑے بڑے دل سے ہماری طرف آیا ہے حضرت یہ تماشا دیکھ کر گھبرائے اور اللہ کی وہ عاشق حقیقی وطن کو سدھاریں۔ فاذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا یہ تو دریا میں قطرہ کچھ ذرا سا آیت فاذکرونی اذکرکم کا بیان تھا۔ اب دوسرا بیان واشکروالی ولاتکفرون کا یہ ہے کہ جسطرح فاذکرونی اذکرکم مساوات کی صورت میں ہے اسی طرح واشکروالی اشکرکم برابری ہے لیکن یہ مساوات اور برابری پہلے لفظ کے سبب یعنی فاذکرونی اذکرکم کی چھوڑی گئی ہے تم بھی شکر کرو میں تمہارا شکر کروں **معالم التنزیل** بندے کی طرف شکر کی نسبت سے تو احسان میں دب کر محسن سے شرمانا یا محسن کی تعریف و توصیف کرنا یا اس کی اطاعت میں کوڑیا غلام بن جانا مراد ہوتا ہے اور خدا کی نسبت احسان پر احسان کرنا دن دونا رات چوگنا بنانا مقصود ہوتا ہے ایک اور جگہ تو صاف ہی کہہ دیا ہے لان شکرتم لازیدنکم ولان کفرتم ان عذابی لشدید بدبنہ ذاکر تم شکر کروگے میں زیادہ مالامال کر دونگا اور بے احسان شخص تو محروم رہتا ہے اطمینان کیلئے اگلے زمانہ پر خیال کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر میں اللہ اللہ کرکے خدا نے اولاد دکھائی آپ نے شکریہ میں بیٹے کے ذبح کرنے

کی منت مان لی اور پھر نہایت جوانمردی سے لڑکے سے اجازت لے کر حلال کرنے کو تیار ہوئے لیکن تائید الہٰی نے ہاتھ پکڑ لیا اور بجائے اسمٰعیل کے دنبہ قربانی کیلئے عطا ہوا۔ فلما اسلما وتله للجبين ونادينٰه ان يا ابراهيم قد صدقت الرؤيا انا كذٰلك نجزي المحسنين ان هٰذا لهو البلٰؤا المبين وفدينٰه بذبح عظيم جب دونوں راضی رضا ہوگئے ایک نے ہاتھ میں چھری دوسرے نے گلا سامنے کیا ہم نے پکار کر کہا کہ بس بس خواب کی تعبیر پوری ہوئی اسمٰعیل کو چھوڑ دو اور یہ دنبہ ان کے بدلے ذبح کرو تو شکر گزار لوگوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہے ایک دن وہ تھا کہ ابراہیم علیہ السلام اکلوتے فرزند کو کھڑے ذبح کرتے تھے ایک دن یہ ہوا کہ تمام شام اور حجاز آپکی اولاد سے بس گیا اور اولاد ابراہیم علیہ السلام کی ایک نہائی زمین میں پھیل گئی کچھ بیعزت ہو کر نہیں بلکہ سب کچھ خدا کے لئے تھا۔ اس کا بدلہ یہ ہوا کہ فرزند کی جگہ دنبہ حلال ہوا اولاد کے فیض سے جہاں مالا مال ہوا قربانی کی بنیاد آپ نے ڈالی اب حدیث شریف کی رو سے من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من غير ان ينقص من اجورهم شيئا جو اسلام میں بھلی بات کی بھلی بنیاد ڈالیگا وہ اور قیامت تک اس کے مقلد دونوں برابر کا ثواب پائیں گے لاکھوں قربانیوں کا ثواب حضرت ابراہیمؑ مفت میں لے گئے اور لیتے ہیں اور لیں گے شکر گزاری بڑی بڑھ کر عبادت ہے ترمذیؒ ابن ماجہؒ بیہقیؒ عن ابي هريرةؓ عن النبي صلى الله عليه وسلم للطاعم الشاكر من الاجر مثل ما للصائم الصابر پیٹ بھر کر کھانیوالا شکر گزار بندہ مرتبہ میں صائم الدہر نہایت صبر والے کے برابر ہے **لطائف** دو میاں بیوی تھے میاں خدا کے فضل سے آفتاب مہتاب بیوی کالی بھتنی ایک باتوں باتوں میں بی بی نے میاں سے کہا کہ میں آپکا پیچھا قیامت تک نہ چھوڑوں گی کیا آپ میری صورت دیکھ کر چپ کیوں رہ جاتے ہیں۔ میاں بولے خدا کے لئے یہ کیوں بی بی نے کہا آپ نے سنا نہیں کہ صابر اور شاکر دونوں جنت میں پاس پاس ہونگے آپ خدا کے فضل سے خوبصورت مجھ جیسی نالائق کو یہ دولت دی میرا بال بال اسکا شکر نہیں کر سکتا اور میں بیچاری چڑیل آپکے پلے بندی آپ نے صبر کر لیا میں شاکر تم صابر اقربان جائیے اپنے رسولؐ کے صابر اور شاکر دونوں کو ایک ہی مکان عطا کیا ہے مسلمانوں خدا تو شکر کرنے کا حکم فرماتے اور ایک نعمت کے بدلے کم از کم ایک شاکر کرنیکا فیصلہ کرے پھر ایک ایک سانس کیسی بڑی نعمت ہے ہر نفسی کہ فرو میرود ممد حیات است و چوں بر می آید مفرح ذات پس در ہر نفسے شکری واجب اگر اندر کا سانس زندگانی کا باعث ہے تو باہر کا سانس راحت جان ہے تو سانس سانس میں شکریہ واجب ہوا پھر ہے کوئی جو اس خدمت کو پورا اور اس فرضہ کو ادا کرے ہمیں تو کوئی نظر نہیں آتا ؎ جان دی دی ہوئی اسی کی تھی ؛ سچ تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا ؛ پھر قربان اس خدا کے جس نے ہم لاچاروں کیلئے نجات کے راستے کھول دیئے اور یہ فرمایا کہ شکر سے عاجزی کی جانی بھرنی بھی اوّل درجہ کا شکر ہے در منثور کی جلد اول قال موسٰى كيف اشكرك اصغر نعمتك التي وضعتها عندي من نعمك لا يجازي بها عملي

کلہ فاتاہ الوحی ان یاموسیٰ الآن شکرتنی حضرت موسیٰ نے خدا کی جناب میں عرض کیا تھا۔ الٰہی میں شکر کس طرح کر سکتا ہوں تیری چھوٹی سی چھوٹی نعمت کے مقابلہ میں میری ساری عمر کی عبادت ریاضت کچھ بھی وزن نہیں رکھتی حکم آیا کہ موسیٰ بس اتنا ہی جان لینا بڑا شکر ہے لوگو دنیا میں تو ہزاروں لاکھوں نعمتیں کھانے پینے برتنے کی ہیں بھلا اور نعمتیں تو ایسی ہیں کہ جن کو آدمی کبھی کچھ تو قدر کی نگاہ سے بھی دیکھ لیتا ہے پیشاب پاخانہ تو ظاہر کوئی بڑی چیز نہیں ہے تاریخ آثار الاول۔ حضرت سماک بن حرب خلیفہ ہارون رشید کے پاس بیٹھے تھے اتفاق سے خلیفہ کو پیاس لگی پانی مانگا غلاموں نے پانی حاضر کیا خلیفہ نے گلاس ہاتھ میں لیا اور ہاتھ منہ کے پاس کیا تو سماک نے فرمایا اے خلیفہ میری بات سن لیجئے پھر شوق سے پانی نوش کیجئے اگر یہ گلاس آپ کو قیمت سے ملتا ہو تو کہاں تک آپ خرید لیں گے فرمایا ایک تہائی سلطنت دے کر گلاس مول لے لوں گا۔ اچھا اگر یہ پانی پی لینے کے بعد پیٹ سے نہ نکلے اور پیٹ میں تکلیف دے تو پھر کس قدر قیمت دے کر اسے نکلواؤ گے فرمایا کہ ساری بادشاہت دے ڈالوں گا اور پیشاب نکلواؤں گا حضرت سماک نے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور یہ فرمایا کہ الحمد للہ اے خدا دنیا کی یہ حقیقت ہے کہ پیشاب کے دو قطروں پر ساری دنیا نثار ہوتی ہے سچ ہے سچ ہے دنیا کا طالب ملعون ہے کیونکہ ملعون کا طالب ملعون ہے۔ لوگو تمہیں یہاں سے ایک بڑا مفید سبق ملا پیشاب خانہ سے مع الخیر فارغ ہونا کیسی بڑی نعمت ہے ایک دفعہ کے لئے ساری بادشاہت خلیفہ ہارون رشید کی صدقہ ہوئی پھر دن میں دو دو چار چار دفعہ ساری عمر مہینوں برسوں ایسا ہوتا ہے ہمیں کیا کچھ شکریہ کرنا لازم ہوا۔ در منثور اول جلد حضرت علی جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر فرماتے یا لہا من نعمۃ لو یعلم العباد شکرہا ترجمہ واہ کیا بڑی نعمت ہے اگر لوگ اس نعمت کی قدر اور اس کا شکر کرنا جانیں اسلئے حضور اکرم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے باہر تشریف لاکر فرمایا کرتے تھے الحمد للہ الذی اخرج عنی ما یضرنی و ابقی لی ما ینفعنی الٰہی تیرا شکر ہے نفع کی چیز پیٹ میں رہ گئی نقصان کی چیز نکل گئی جونسی نکلنی ہے اگر یہ رہ جاتی تو خرابی تھی اور جو رہ گئی۔ وہ نکل جاتی تو خرابی ذلیل سے ذلیل نعمت بھی خدا کے شکر کے قابل ہوتی ہے یہ تو وہ سوداگری ہے جس میں فائدہ ہی فائدہ ہے نقصان کا نام نہیں کسی نعمت پر شکر کرو گے خدا راضی ہوگا۔ نعمت دوگنی ہوئی۔ آخرت کا پاس ہوا اللہ کی نعمتیں کھائیں دن رات چین منائیں پھر بے حساب جنت میں جائیں ہم خرما و ہم ثواب یہ خوبی کہیں دیکھی نہ سنی زبانی باتیں نہیں تجربہ کیجئے اب کا ذکر نہیں پیغمبر علیہ السلام کے وقت کا قصہ لیجئے۔ در منثور جلد ۴ احمد و بیہقی عن انس رضی اللہ عنہ قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سائل فامرہ بتمرۃ فلم یاخذہا واتاہ آخر فامر لہ فقبلہا فقال تمرۃ من الرسول اللہ فقال!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للجاریۃ اذہبی الی ام سلمۃ فاعطیہ الاربعین التی عندنا ایک سائل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے ایک کھجور کا حکم دیا۔ وہ سائل ناخوش ہو کر چلا گیا دوسرا سائل آیا تو آپ نے اس کے لئے بھی ایک ہی کھجور کا حکم دیا وہ سائل لے کر بہت خوش ہوا تبرک جانا اسی وقت آنجناب علیہ السلام نے ایک چھوکری سے فرمایا کہ تم بی بی ام سلمہ کے پاس جاؤ۔ ان کے پاس چالیس درہم ہیں وہ اس سائل کو ابھی لادو۔ ایسی جلد جلد بارہ مہینے ہر موسم میں رات دن شکر کے درخت سے زیادہ پھل لانے والا دوسرا کوئی درخت دیکھا نہ سنا تیسرا حکم اس آیت میں ناشکری کی ممانعت کا ہے ذکر الٰہی کرو شکر کرو ناشکری نہ کرو اس جگہ تو صرف اتنا ہی حکم ہے دوسری آیت میں اس کے متعلق وسزا و جزا کا حال بھی کھول دیا ہے لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید شکر کا پھل نعمت کی زیادتی ناشکری کا ثمرہ غارتی بربادی دنیا میں دو چیزیں بڑی غارتی کی ہیں حسد دنیا کی نیکیوں کو فنا کر دیتا ہے۔ ناشکری! نعمت کو برباد اور غارت کر دیتی ہے ایک دوسری ناشکر قوم کا حال اللہ ذوالجلال سورۃ سبا میں بیان کرتا ہے۔ معالم التنزیل ملک یمن میں سبا کی قوم بڑی خوشحال آباد تھی زمین نہایت سرسبز پھول بکثرت میلوں تک میوؤں کے باغ باغوں میں بارہ ماہ سے پھل لامقطوعۃ ولاممنوعۃ جنت کی کیفیت سال دو سال موقوف نہ ہوتی میوؤں کی وہ کثرت جسکا جی چاہے ٹوکری بھرے مفت لیجائے نہ کسی کی روک تھی نہ ٹوک جتنا جی چاہے کھالو جتنا چاہو لے جاؤ پھل اس کثرت سے گرتے تھے کہ مسافر نے اپنے سر پر ٹوکرا رکھا سو پچاس قدم باغ میں رستہ چلا سارا ٹوکرہ میوؤں سے بھر گیا نہ ہاتھ سے توڑنے کی ضرورت نہ زمین پر گرے پڑے پھل اٹھانے کی حاجت یہ حکم تھا۔ کہ اس نعمت کا شکر یہ کرتے رہنا۔ انسان ہمیشہ نافرمان رہا ہے شکر کی جگہ ناشکری ایمان کی جگہ کفر کرنا شروع کیا ہر چند۔ وعظ نصیحت کی گئی کب ماننے تھے آخر ایک رو پانی کی ایسی زبردست آئی کہ سارے باغ جڑ سے اکھڑ گئے کہیں پتہ نہ لگا وہ باغ اب تو خواب خیال ہو گیا جو رو پانی کی خشک ہوئی تو ان باغوں کی جگہ اندرائن پھل اور جھاڑ کے درخت اور جنگلی جھاڑی بوٹی کے بیر پیدا ہو گئے ذالک جزینا ہم بما کفروا وہل نجازی الا الکفور ناشکری کا بدلہ یہ ملا اور ہمیشہ ناشکروں کی یہی سزا ہے ان فی ذالک لآیات لکل صبار شکور یہاں سے ہر شخص کو صبر اور شکر کا سبق لینا چاہیئے تفسیروں حدیثوں تاریخوں کی رو سے یہ مشہور بات ہے کہ حضرت اسمٰعیل کو بہت چھوٹی عمر میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ مکہ معظمہ کے ویران جنگل میں چھوڑ گئے تھے خدا نے اپنے فضل کے سایہ میں حضرت اسمٰعیل کو پرورش کیا جب آپ جوان ہوئے تو جرہمی قوم کی لڑکی سے آپکا عقد نکاح ہوا لیکن گزر اوقات جناب کا نہایت تنگدستی سے تھا ایک دن حضرت اسمٰعیل کو نہ پایا تو آپ کی بیوی سے پوچھا کہ تمہارا حال کیسا

ہے گزر اوقات کی کیا صورت ہے وہ عورت ناشکرہ تھی بولی کہ بزرگ ہم بڑی قلت اور مصیبت میں گزر کرتے ہیں یہ بات سن کر حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا کہ بہت اچھا۔ جب آپ کے خاوند گھر میں آئیں تو ہمارا سلام کہنا اور کہنا کہ آپ کے مکان کی چوکھٹ اچھی نہیں ہے۔ اسے بدل دیجئے یہ فرما کر حضرت خلیل اللہ چلے گئے تھوڑی دیر میں حضرت اسمٰعیل واپس آئے نورانی انوار و برکات آپ کو اپنے مکان میں محسوس ہوئی بیوی سے پوچھا کہ کیا آج کوئی شخص میرے مکان پر آئے تھے۔ آپ کی بیوی نے حضرت ابراہیم کا تشریف لانا اور ان کی چوکھٹ کی نسبت حکم فرمانا بیان کیا سنتے ہی حضرت اسمٰعیل نے اس عورت کو طلاق دی کیونکہ ناشکرہ تھی۔ انبیاء کے قابل نہ تھی کچھ عرصہ کے بعد دوسری شادی کر لی۔ مگر ہر روز آپ شکار کے لئے جاتے ایک دن پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ تشریف لائے آج بھی آپ کی حضرت اسمٰعیل سے ملاقات نہ ہوئی تو آپ کی بیوی سے پوچھا کہ تمہارا گزارا کس طرح ہے باوجودیکہ جو تنگدستی پہلی بیوی کیوقت میں تھی وہی اب بھی تھی مگر اس شکر گزار عورت نے عرض کیا کہ اے بزرگ ہم نہایت خوش ہیں۔ اور بہت ہی آرام سے گزر کرتے ہیں۔ اور حضرت اسمٰعیل نہایت صالح شخص ہیں یہ سن کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے فرمایا کہ تمہارے خاوند جب گھر واپس آئیں تو ان سے ہمارا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ اب تمہارے مکان کی چوکھٹ بہت اچھی ہے اور لائق ہے اسے ضائع نہ کرنا یہ فرما کر حضرت ابراہیم تشریف لیگئے اور حضرت اسمٰعیل مکان پر واپس آئے آتے ہی آپ کی بیوی نے سارا حال آپ سے بیان کیا! حضرت اسمٰعیل نے سن کر فرمایا کہ وہ بزرگ میرے والد ابراہیم خلیل اللہ تھے۔ اور چوکھٹ سے مقصود اے بیوی تم ہو حضرت خلیل اللہ تمہارے طلاق دینے سے منع کر گئے اور تمہارے حقوق کی رعایت کرنے کا حکم دے گئے فرق حضرت اسمٰعیل کی پہلی بیوی ناشکری کیوجہ سے اس قابل نہ رہی کہ جناب رسول اللہ کی دادی بنائی جاتی یہ پچھلی عورت شکر گزار تھی اس کی شکر گزاری کی وجہ سے اسے یہ عالی مرتبہ ملا۔ لوگو اب تم شکر اور ناشکری میں فرق دیکھو تو شکر قسم قسم کا ہوتا ہے جیسی نعمت ویسا شکر مال کا شکریہ زکواۃ خیرات مہمان نوازی بیوہ یتیموں کی دستگیری جان کا شکریہ نماز روزہ عبادت ریاضت شادی کا شکر ولیمہ اولاد کا شکریہ عقیقہ مسلمانوں شکر کرنے کی بے انتہا کوشش کرتے رہا کرو۔ یہ بڑا نایاب جوہر اعملوا آل داؤد شکرا وقلیل من عبادی الشکور۔ اے داؤد کی اولاد شکر کی کوشش کرو۔ شکر گزار بندے بہت کم ہیں شکر الٰہی بڑی نعمت ذکر الٰہی بڑی دولت ہے۔ الٰہی بطفیل جناب سید المرسلین رحمۃ للعالمین ہم خطا کاروں گنہگاروں کو اپنے اپنے ذکر میں مشغول کرے والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات میں شامل فرما کر بلا حساب جنت الفردوس میں داخل کر دے۔ آمین آمین ؁

ساتواں وعظ

علم کی فضیلت کے بیان میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون انما یتذکر اولو الالباب (سورہ زمر تیئسواں پارہ پہلا رکوع)

کہدو اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم برابر ہو سکتے ہیں جاننے والے علم والے اور انجان جاہل بے علم اور ضرور ابسات کو عقل والے پرکھتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ عقل اور علم میں نہایت واسطہ ہے عقل علم کو پسند کرتی ہے اور بے عقلی جہالت کو دوست رکھتی ہے پس اہل علم اور بے علم لوگوں کے مرتبہ کے فرق کو عقل والے سمجھ سکتے ہیں قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم عالم کا مرتبہ جاہل عابد کے مرتبہ سے اتنا زیادہ ہے جیسے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ کسی ادنیٰ درجہ کے شخص پر غور کرو آپ کے مرتبہ کا ٹھیک آپ کے عالی مرتبہ کو دیکھ انبیاء حیران ملائک حیران خود حضرت جبرائیل قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ میں مشرق سے مغرب جنوب سے شمال زمین سے آسمان تک پھرا ہوں مگر واللہ یا حضرتؐ آپ کے مرتبہ کے برابر کسی کا نہیں پایا وجہ علم صفت پروردگار ہے جو بادشاہ ہے سارے جہان کا اور عبادت صفت ہے بندے کی وہ غلام کی پس جو فرق بادشاہ اور غلام میں ہوتا ہے وہی فرق عالم اور عابد کا فرق ہے لوگو ہوشیار عالم ہونا بادشاہت ہے اور عابد ہونا غلامی ہے پھر جو جس کو جو پسند آئے بیمار بنے وللناس فیما یعشقون۔ مذاہب لوگوں کی اپنے محبوب کی تلاش میں قسم قسم کے رنگ ڈھنگ ہیں کوئی عالم علم دوست ہے کوئی فقیر فقیر دوست ہے لیکن نشان کو داری ہر حال میں علماء ہیں رہے گا قرآن مجید غور سے اس بات کی شہادت دیتا ہے کچھ زیادہ غور کی ضرورت نہیں آنکھوں کے سامنے کی بات ہے کہ انسان ناپاک نطفہ کی پیدائش ہے جو نہایت بے اصل اور بے بنیاد اور قابل نفرت ہوتا ہے یہی بات پاک پروردگار اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے الم نخلقکم من ماء مہین ہم نے تمہیں بڑے ناپاک ذلیل پانی سے پیدا کیا کہ عجائب المخلوقات بنایا ہاں اگلے زمانہ میں انسان کی ابتدائی پیدائش کالی مٹی سے ہوئی یہ بھی قرآن مجید میں موجود ہے وبدا خلق الانسان من طین شروعات انسان کی مٹی سے ہے یہ بیچارہ تو مٹی کا کیڑا ہے اب سوال یہ ہے کہ ایسی ذلیل ناچیز کو یہ عزت دولت کا شرف کہاں اور کس ذریعہ سے ملا اس کا صریح فیصلہ حیدر کرار علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اپنے کلمات طیبات میں فرما گئے ہیں۔ الناس من جہۃ التمثال۔

اکفاء ابوہ آدم والام حوا یعنی تو صورت و شکل کے آدمی سب برابر کے ہیں سب کے باپ آدم اور ماں بی بی حوا ہیں فان یکن لھم من اصلھم شرف یفاخرون بہ فالطین والماء اگر ان کی اصلیت کو دیکھو تو کوئی شئی قابل فخر نہیں وہ کیچڑ پانی اور مٹی سے لافضل الا لاہل العلم انہم علی الھدی من استھدی ادلاء کچھ بھی کسی میں فضیلت نہیں ہاں فضیلت ہے تو صرف اہل علم میں وہ رہ نما ہوتے ہیں گمراہوں کے یقیم بعلم ولا یبتغی لہ بدلا فالناس موتی واہل العلم احیاء علم کو زندہ کریں اور سوائے اس کے کچھ نہ کریں سارا جہاں بے علم مردہ ہے اور اہل علم زندہ ہیں یہ ایک ناطق فیصلہ مطابق عقل و نقل کے ہے کہ اسکے خلاف کوئی دم نہیں مار سکتا انسان کی رذالت اور ملائک کی شرافت کو کون نہیں جانتا۔ آدم کی تاریخ کس نے قرآن مجید میں نہیں دیکھی لہذا سورۃ بقر پارہ ۱ رکوع ۴ واذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک قال انی اعلم مالا تعلمون جب فرمایا رب نے فرشتوں سے اب ہم زمین پر ایک بشر پیدا کریں گے جس کو اپنی خلافت بھی دیں گے بولے ملائک کیا کسی مفسد خونریز کو خلیفہ بنائے گا ہم عابد زاہد تیرے ذاکر تسبیح تقدیس ادا کرنے والے ہمیں خلیفہ بناتے ہوئے ایک ایسا شخص جو مفسد ہو خلیفہ بننا کیا بھلا معلوم ہو گا جواب ملا انی اعلم مالا تعلمون میں وہ بڑا واقف ہوں ملائک تم واقف نہیں ہو علمہ علما لا تعلمون میں اسے وہ علم بتاؤں گا کہ جس کی تمہیں خبر بھی نہ ہو گی تاریخ الخمیس قال ابن عباس لما اراد اللہ ان یظھر فضل آدم علی الملائکۃ علمہ مالا یعلمون ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب خدا نے آدم کو ملائک پر فضیلت دینی چاہی تو ایسا علم دیا جو ملائک نہ جانتے تھے وعلم آدم الاسماء کلھا ثم عرضھم علی الملائکۃ فقال انبئونی باسماء ھؤلاء ان کنتم صادقین خدا نے آدم کو کل چیزوں کے نام کا علم سکھا کر ملائکہ کے سامنے لا موجود کیا فرمایا کہ لو ایک ہی علم میں آدم کا مقابلہ کرو بتاؤ نام کن چیزوں کے ہیں قالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم بولے مولا تو پاک ذات ہے ہمیں ان باتوں کی کیا خبر ہم تو سوائے تسبیح و تقدیس کرنے کے اور کچھ نہیں جانتے تیری باتیں حکمت کی تو ہی جانے قال یا آدم انبئھم باسمائھم فلما انبأھم باسمائھم قال الم اقل لکم انی اعلم غیب السموات والارض ارشاد ہوا کہ اے آدم تم ان چیزوں کے نام ملائک کو بتاؤ جب آدم نے فر فر ہر ایک چیز کو بتا دیا خدا نے ملائک سے خطاب کر کے فرمایا کیوں ہم کیا کہتے تھے ہم زمین آسمان کی ساری چھپی کھلی باتوں کو جانتے ہیں علم کے سبب آدم خاک کا پتلا ایک بڑی نورانی قوم پر بڑھ گیا آج کا پیدا ہوا لاکھوں برس کے معمر تجربہ کار عبادت گذار مخلوق سے بازی لے گیا بھلا کہاں ح۔ کہاں افلاک چہ نسبت خاک را با عالم پاک یہ علم ہی کا صدقہ تھا جو خاک کو افلاک پر شرف ہوا اور میدان امتحان آدم کے ہاتھ آیا پھر یہ تو آج کی بات نہیں ہمیشہ کی ہے پاس یافتہ کو کچھ انعام ملنا چاہیئے۔ مال و دولت کیا چیز ہے کچھ ایسی چیز ملنی چاہیئے جو ہمیشہ ہمیشہ یادگار رہے قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا ہم نے فرمایا ملائک آدم کو سجدہ کرو وہ فوراً سجدے میں گر پڑے غور طلب بات یہ ہے کہ برتنے کی چیزوں کے نام کا علم کوئی بڑا علم نہیں ہے علم تو اور بہت بڑے ہیں آدم علیہ السلام مٹی کے پتلے اور ملائک نور کی پیدائش پھر وہ جہاں دیدہ اور یہ محض ناتجربہ کار نصاب تعلیم میں صرف کچھ چیزوں نام بتائے گئے تھے

یہ آدم کے علم کی کائنات تھی مگر علم تو تھے ہی ایسی لاجواب ہے۔ تھوڑی ہو یا بہت پاؤ تولہ پاؤ رتی کا معاملہ ہے یہ اتنا ہی سا علم آدم کی بزرگی کیلئے کافی واقی ہوگیا پھر ایسی مخلوق پر بھلا جسے کچھ اور آگے معرفت حقیقت کا علم ہوگا وہ اپنے ابنائے جنس میں نہیں بلکہ سارے عالم میں کسی کچھ عزت والا اور مقبول الٰہی ہوگا کیوں نہ ہو اندھیری رات میں تھوڑی سی بھی روشنی کیسی مقبول ہوتی ہے اندھوں میں ایک آنکھ والا سب کا امام ہوتا ہے مردوں میں زندہ ضرور اچھا ہے جب خدا کے نزدیک ایک علم والے اور بے علم برابر نہیں ہیں تو اور کوئی کون ہے جو عالم جاہل کا رتبہ برابر کر سکے ہرگز نہیں خدا تعالیٰ نے آدم کو اس علم میں پاس ہونے کا خاص اپنے پاس سے انعام عطا کیا جو سجدہ خاص خدا کا حق اور استحقاق تھا وہ تھوڑی دیر کیلئے آدم کو عطا فرمایا اور ملائکہ سے آدم کو سجدہ کرایا اس سجدے کی کیفیت مواہب لدینہ للقسطلانی شارح بخاری و تاریخ الخمیس و زرقانی شرح مواہب وغیرہ میں یہ لکھی ہے وفی الخبر لما خلق اللہ آدم رفعہ علی سریر المکرم وحملہ علی اکتاف جبرئیل ومیکائیل واسرافیل وعزائیل ثم امرہم ان یطوفوا فی السموات مکرما فطافوا بہ فی السموات کلہا وہو یقول السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فیردون علیہ جب آدم کو پیدا کیا تو تخت کرم و شرف پر بٹھا کر ملائکہ سے یہ فرمایا کہ آدم کے تخت کو سارے جہان میں لئے پھرو تاکہ آدم کا بزرگ ہونا سب کو معلوم ہو جائے آدم کو ملائکہ آسمانوں میں لئے پھرے آدم جگہ جگہ آدم سے السلام علیکم کرتے ملائکہ آپ کا جواب دیتے تھے پھر ملائکہ نے آدم کے تخت کو عرش الٰہی کے سامنے لا رکھا ملائکہ کو حکم ہوا کہ آدم کو تعظیمی سجدہ کرو یہاں سے وہاں تک سارے ملائکہ سجدہ میں گئے مگر سب سے اول اسرافیل نے سجدہ کیا دوسرے نمبر پر جبرئیل نے اول من سجدہ لادم اسرافیل فرفع راسہ وقد ظہر القرآن کلہ مکتوبا علی جبہتہ کرامتہ لہ ثم جبرائیل فاکرمہ اللہ بانزل الوحی والرسالۃ علی النبیین ثم المقربون سب سے اول اسرافیل نے سجدہ کیا حق تعالیٰ نے مرتبہ رسالت اور پیغمبری عنایت فرمائی پھر تمام ملائکہ سجدہ میں گئے وہ اس کے صلہ میں رحمت الٰہی کے مستحق ہوئے خدا کی لعنت سے بچے الا ابلیس ابی واستکبر وکان من الکافرین مگر ابلیس نے سجدہ سے انکار کیا اسکا انجام یہ ہوا جو قرآن مجید میں مذکور ہے فان علیک لعنتی الی یوم الدین لاملئن جہنم منک وممن تبعک اجمعین میری لعنت ہوئی تیرے اوپر اور تو اور تیرے تابعدار مطیع فرمانبردار جہنمی ہونگے آدم کا یہ اعزاز صرف علم کے سبب تھا پھر جس نے آدم کے علم کی تعظیم کی وہ علاوہ رحمت الٰہی کے مستحق ہونے کے مزید انعام کا مستحق ہوا۔ اسرافیل کو قرآن ملا جبرئیل کو پیغمبری سرداری ملی کسی کو کچھ ملا جس نے آدم کے علم کی طرف نہ دیکھا۔ آدم کی اصلیت پر نظر ڈالی اور آدم کی بے تعظیمی کی ملعون مردود ہوا۔ اے حضرات تھوڑے سے علم آدم کی یہ تعظیم توقیر فرمائی گئی۔ قبلہ ملائکہ بنایا ملائکہ سے سجدہ کرایا تخت عزت پر بٹھایا ملائکہ کے کندھوں پر سوار کر کے آسمانوں کی سیر کرائی اس سیر کا نتیجہ یہ تھا کہ کسی نزدیک و دور فرشتے پر آدم کا اعزاز مخفی نہ رہ جائے ہر شخص اس عالم ربانی کے رتبہ سے مطلع ہو جائے پھر بھی عادت خدا کی ہمیشہ کیلئے جاری ہے اہل علم کا اعزاز و اکرام ان کے ماننے والوں کو انعام نافرمان لوگوں کو سزا اور قید آدم کے بعد نبی اور پیغمبر دنیا میں مسند علم پر بیٹھے علم کی دستار فضیلت سر پر رکھی ان میں سے حضرت ادریسؑ ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے علم کتابت تعلیم فرمایا تھا اول اول نسل انسان میں لکھنا پھر اسے پڑھنا خدا کی طرف انہیں کو ملا تھا۔

اسرار المحبۃ للغزالی پ پھر علم وہ چیز ہے کہ دین دنیا ہر شخص کیا نبی کیا بادشاہ اعلی سے اعلی ادنی سے ادنی سب اس کے محتاج ہیں اُس علم کا مرتبہ تو آفتاب سے زیادہ روشن ہے کیونکہ آفتاب رات کے وقت چھپ جاتا ہے مگر آفتاب علم دن وگذارات چو گنا ہوتا ہے خالق کائنات فرماتا ہے خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم ترجمہ انسان کو جمے ہوئے خون سے بنایا پھر اس کو قلم وتحریر کے ذریعہ لیا کچھ تعلیم کردیا۔ تفسیر کبیر التحقیق ان اول احوال الانسان کونہ علقۃ وہی احسن الاشیاء آخر امرہ ہو صیرورتہ عالما بحقائق الاشیاء ہو اشرف مراتب المخلوقات پہلے تو خون تھا نہایت ذلیل تھا پھر خدا نے اپنے فضل وکرم سے عالم حقائق اشیاء کا بنادیا جو انسانی مقامات کا اعلی مرتبہ ہے از تقریرات مولینا محمد قاسمؒ یہ سارا جہان زمین سے تا آسمان علم الہی کا مدرسہ ہے سب سے اول اس کے معلم علوم اور مدرس مدرسہ الہی حضرت آدم تمام علوم کی بنیاد ڈالی صنعت وحرفت سینا۔ پکانا کھیتی کرنا وغیرہ وغیرہ تعلیم کئے ان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام تشریف لائے علم شریعت حرام حلال کے مسئلے آپ نے سکھائے شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوح اے لوگو تمہیں وہ دین اور شریعت بتایا گیا ہے جو حضرت نوح تعلیم فرما گئے تھے خدا نے آپ کو علم نجارہ بڑھئی کا کام تعلیم فرمایا جس کے ذریعہ سے اس عظیم الشان طوفان سے کیسی نجات ہوئی حضرت ابراہیم کو علم معرفت عطا کیا قال لا احب الافلین چھپنے اور ڈوبنے والا خدا نہیں ہو سکتا فوراً توحید الہی کی طرف آگئے علم مناظرہ تعلیم فرمایا جس کے ذریعہ سے نمرود پر غالب آئے جس کے سبب آپ کو خلیل کا مرتبہ عطا کیا جسکا ذکر سورۂ بقرہ میں مذکور ہے الم تر الی الذی حاج ابراہیم فی ربہ ان اتاہ اللہ الملک اذ قال ابراہیم ربی الذی یحیی ویمیت قال انا احی وامیت قال ابراہیم فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بہا من المغرب فبہت الذی کفر اے نبی تم نے اس شخص کو خیال نہیں کیا جو ابراہیم علیہ السلام سے ان کے خدا کی شان میں جھگڑا کرتے اپنے آپ کو خدا بنانا چاہتا تھا جب ابراہیم نے اپنے خدا کی صفت مردہ کو جلانا زندہ کو مارنا بیان کیا تو وہ کم عقل بولا کہ یہ تو میں بھی کرسکتا ہوں زندہ مار سکتا ہوں اور مجرم بالکل قابل قتل ہو گیا گویا وہ مر گیا ہے اسے جلانا یعنی چھوڑ سکتا ہوں یہ کہہ کر نمرود نے دو قیدی بلائے بے گناہ کو قتل کردیا لائق قتل کو چھوڑ دیا چونکہ ابراہیم نے یہاں خدا کی وحدانیت کی دلیل ایسی فرمائی تھی جس کی وضاحت نمرود پر بوجہ اس کے کوڑھ مغز ہونے کے پوری ظاہر نہ ہوئی اب ابراہیم خلیل اللہ نے ایسی دلیل کی طرف رجوع فرمایا جس کی وضاحت کامل تھی فرمایا کہ میرا اللہ آفتاب کو علی الصباح مشرق کی طرف سے نکالتا ہے اور دکھاتا ہے اگر تو کچھ طاقت رکھتا ہے تو خدا کے مقابلہ میں علی الصباح مغرب کی طرف سے نکال کر دکھا دے پس یہ سنتے ہی نمرود کے حواس جاتے رہے اور لاجواب ہوا یہ سوال بڑے اعلی درجہ کے مناظر کو نصیب نہیں ہوتے میں علم معرفت الہی کے سلسلہ میں آپ کو خلیل اللہ کا خطاب ملا اور علم مناظرہ کے صلہ میں آگ پر گلزار ہوئی ان عالموں کے مطیع آباد ہوئے نافرمان برباد ہوئے شیطان کے مانند ہمیشہ کیلئے جہنم رسید ہوئے حضرت یوسف کو خدا نے اس دنیا کے مدرسہ کا معلم و مدرس بنایا اور آپکو علم تعبیر خواب عطا فرمایا جس کا ذکر سورۂ یوسف میں مذکور ہے اس

علم کے سبب حضرت یوسف مسند وزارت پر عزیز مصر کی جگہ صدر نشین ہو کر تمام ملک مصر کے مالک و مختار ہوئے
اس علم کے سبب اس عظیم الشان آنے والے قحط کا عمدہ انتظام کیا جس کے سبب لاکھوں جانیں ہلاک ہونے سے
محفوظ ہوئیں بادشاہ مصر کا خزانہ مالا مال ہوا تواریخ اور معتبر تفسیروں میں لکھا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام پہلے
اپنی عصمت اور عفت کے سبب ناجائز کام میں زلیخا کی اطاعت کرنے سے مجبور رہے تو زلیخا نے اس کی سزا میں اپنے
شوہر عزیز مصر کو ابھارا اور آپ کو کسی نہ کسی طرح جیل خانہ میں بھجوا دیا! ایک عرصہ تک یوسف علیہ السلام جیل خانہ میں
رہے وہاں قیدی لوگوں کی خواب کی تعبیریں بتائیں جسطرح بتایا اسی طرح ہوا اس کی وجہ سے آپ کے علم تعبیر خواب کا چرچا
ہوا۔ کہیں اس اثنا میں بادشاہ مصر نے بھی خواب دیکھا سات گائیں موٹی ہیں جو دریائے نیل سے برآمد ہوئیں انکے پیچھے
پیچھے سات دبلی گائیں نکل آئیں ان کے دانت شیر کی طرح کے تھے انہوں نے موٹی گاؤں کو چیر پھاڑ ڈالا اور بر خلاف عادت
کے گائے گوشت کھاتی نہیں ہے انہیں کھا بھی لیا پھر اسی وقت یہ دیکھا کہ دریائے نیل لہریں مار رہا ہے یکایک پانی
اسکا خشک ہوا ریت اڑنے لگا بیچ دریا میں سات بالیں ہری پیدا ہوئیں ان کے قریب سات بالیں سوکھی وہ سوکھی
بالیں ہوا سے ملیں اور ہری بالوں سے لپٹ کر انہیں جلا دیا اور خشک کر دیا مصر کا بادشاہ اس خواب سے سخت پریشان
ہوا گھبرا کر اٹھا علی الصباح دربار میں تمام کاہنوں نجومیوں کو بلایا اور ان سے خواب کا ذکر کیا اور تعبیر چاہی وہ لوگ
ناواقف تھے کہنے لگے بادشاہ سلامت یہ بدخوابیاں کہلاتی ہیں بھلا ان کی تعبیر کیا ہوگی سب نے تعبیر سے انکار کیا اور
کانوں پر ہاتھ رکھے کہیں وہ شخص قیدی بھی وہاں دربار میں حاضر تھا جو حضرت یوسف کی تعبیر کے موافق جیل سے چھوٹ کر
آیا تھا بادشاہ مصر کو سلام کیا۔ اور یہ کہا کہ میں ایک شخص ایسا بتاتا ہوں جو آپکے خواب کی تعبیر دیگا ذرا مجھے جیل تک جانے کی اجازت ہو جائے وہ شخص بادشاہ کی اجازت سے
جیل میں آیا۔ اور حضرت یوسفؑ سے بادشاہ مصر کا خواب بیان کیا یوسفؑ نے اسیوقت تعبیر فرمائی کہ اول سات برس تک خوب سماں ہوگا غلہ بھرپور پیدا ہوگا۔ پھر
بعد ان کے سات سال کی بڑی قحط سالی ہوگی اگلا پچھلا اندوختہ سب خرچ ہو جائے گا پھر ان سات سالوں کے قحط کے
بعد آٹھواں سال ایسا آئے گا جس میں مینہ برسے گا اور حسب دلخواہ سماں ہوگا جاؤ بادشاہ سے کہہ دو بادشاہ سنتے ہی
اس تعبیر سے بڑا فکر مند ہوا اور قحط کی تدبیریں اچھی کرنے لگا پھر اس کے دل نے یہ گواہی دی کہ جس بزرگ شخص نے ایسے
مشکل خواب کی تعبیر دی ہے وہی قحط کی تدبیریں اچھی کرے گا حکم کیا کہ جاؤ اس قیدی کو لاؤ چنانچہ آپ آئے اور عہدہ
وزارت پر ممتاز ہوئے اور سارے ملک کے تاحیات ملک بنے رہے سیاہ سفید کرنا تو آپ کے اختیار میں تھا۔

یہ پورا قصہ تو بجائے خود ہم نے تفسیر سورۂ یوسف میں مع نکات و اسرار بیان کیا ہے یہاں صرف تذکرہ کے طور پر بیان
ہوا ہے مگر اتنا سمجھ لینا یہاں ضروری بات ہے کہ صفت حسن میں حضرت یوسف اپنا ثانی نہ رکھتے تھے جب کبھی آپ
بے نقاب باہر تشریف لاتے تو جو دیکھتا۔ عاشق شیدا آپ کا ہو جاتا کمزور طبیعت کے لوگ بیہوش ہو کر گر جاتے حسن
یوسف ضرب المثل ہے اور حسن کی بھی دنیا میں بڑی قدر ہے مال و دولت اس کے سامنے بے حقیقت ہوتا ہے

لیکن جو قدر خدا نے علم کو عطا فرمائی ہے اس کا پاسنگ بھی حسن کو نہیں ملی لیجئے خود قرآن مجید اس کا شاہد ہے جب تک یوسف ؑ علم کے خلعت سے ممتاز نہ تھے اور حسن تو آپ کا مادری تھا۔ کیا قدر تھی کہیں تو کھوٹے درہموں کو فروخت ہوئے وشروہ بثمن بخس دراہم معدودہ ، بیچ ڈالا یوسف کو بھائیوں نے تین چار کھوٹے درہم کے بدلے میں پھر سالار قافلہ نے مصر میں اچھے داموں سے بیچا الغرض باوجود اتنے حسن خداداد کے غلاموں کی طرح بکتے رہے انتہا قید خانہ میں پہنچ گئے اس جیل میں خدا نے آپ کو علم تعبیر خواب عطا کیا۔ جیل سے سیدھے مسند وزارت پر علم کے طفیل جا پہنچے ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا بھلا علم سے کسی شئی کو نسبت کیا کوئی شے مرتبہ علم سے لگا نہیں کھاتی یہ بات ہی کچھ اور ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم منطق الطیر عطا فرمایا ودرث سلیمان داؤد وقال یاایہا الناس علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شئی ان ہذا لہو الفضل المبین حضرت سلیمان اپنے والد داؤد کی جگہ مسند نبوت وخلافت پر قائم ہوئے آپ کو خدا کی طرف سے ایک اور نعمت ملی جو حضرت داؤد کو نہ ملی تھی یعنی حیوانات کا باہم کلام کرنا ان کی بول چال اشارہ کنایہ سمجھ لینا حضرت سلیمان انسان جنات شیاطین ہر ایک جانور سے طرح طرح کے اپنا کام خدمت لیا کرتے تھے معالم التنزیل وتنویر المقباس کے ہدہد جانور کے ذمہ زمین کی تہ سے پانی کا بتانا مقرر تھا جو اکثر سیر و سفر کے وقت آپ کی فوج لشکر کو پانی کی ضرورت ہوتی تھی خدا نے اس جانور کو زمین کے طبقات کا علم عطا کیا تھا خشک وتر طبقہ بتایا کرتا تھا تر طبقہ سے جلد پانی برآمد ہوتا تھا خشک طبقہ سے بہت دور جا کر پانی نکلتا تھا زیادہ کھودنے کی مصیبت دقت اٹھانی پڑتی تھی وتفقد الطیر فقال انی لا اری الہدہد ام کان من الغائبین لاعذبنہ او لاذبحنہ اولیاتینی بسلطان مبین۔ کسی دن بیین نماز کے وقت حضرت سلیمان پانی کیلئے ہدہد کو طلب کیا وہ اپنی جگہ پر موجود نہ تھا حاضر نہ ہو سکا آپکو غصہ آیا فرمایا کہ میں اسے سخت تکلیف میں مبتلا کروں گا یا بالکل ذبح کر ڈالوں گا اگر وہ اپنے غائب ہونے کی وجہ بیان کرے تو چھوڑ بھی دونگا فمکث غیر بعید فقال احطت بمالم تحط بہ وجئتک من سبا بنبا یقین کچھ زیادہ نہیں تھوڑی دیر میں ہدہد واپس آکر یہ کہنے لگا کہ نبی اللہ مجھے ایک نئی بات کا علم ہے جو آپ کو یا آپ کے لشکر والوں کو یا مصاحبوں کسی کو نہیں ہے اور وہ نئی خبر ہیں ملک یمن کے شہر سبا سے لایا ہوں انی وجدت امراۃ تملکہم واوتیت من کل شئی ولہا عرش عظیم ایک بڑے ملک پر بادشاہت کرتی ہے اور بڑا اس کا سازو سامان ہے اور اس کا تخت بھی بہت بڑا ہے حضرت سلیمان کو اب تک اس ملک کی خبر نہ تھی آپ نے ہدہد سے فرمایا کہ اچھا ہم تیرے سچ جھوٹ کا امتحان لیتے ہیں تو ہمارا نامہ اس ملکہ کو پہنچا دے پھر وہیں کہیں بیٹھ کر دیکھ وہ کیا کرتی ہے اور کیا جواب دیتی ہے ہدہد آپ کا نامہ لے پہنچا اور ملکہ بلقیس کے سینہ پر رکھ دیا جب بلقیس اور حضرت سلیمان کا خط اس کے ہاتھ میں آیا خود اُٹھا کر پڑھا تمام اہل دربار کو جمع کیا اور مشورہ لینا چاہا اور بہادر لوگ تھے لڑنے مارنے کو تیار تھے بلقیس نے کہا کہ پہلے کچھ تحفہ تحائف بھیج کر دیکھو کہ وہ کتنے پانی میں ہیں چنانچہ عجیب عجیب تحفے بلقیس نے حضرت سلیمان کی خدمت میں بھیجے آپ انکے لینے اور قبول کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ آپ جلیل القدر بادشاہ ہونے کے ساتھ پیغمبر تارک الدنیا بھی تھے

یہ فرمایا کہ لے جاؤ یہ تحفے ہمیں درکار نہیں ہیں۔ جاؤ کہہ دو کہ وہ لوگ جلدی اطاعت قبول کریں ورنہ بڑی مشکل بن جائے گی یہ قصہ سارا قرآن مجید میں مذکور ہے انجام کار بلقیس مسلمان ہوئیں۔ اور حضرت سلیمان کی اطاعت قبول فرمائی مگر یہاں اس قدر ضرور معلوم ہو گیا۔ کہ علم دنیا میں سب سے بڑی شئے ہے اور عالم کے سامنے سب چھوٹے ہیں گو کوئی کیسا ہی بڑا بادشاہ کیوں نہ ہو کہاں سلیمان سا بادشاہ اور پھر پیغمبر بھی اور کہاں بے چارہ مٹھی بھر پروں کا جانور ہدہد پھر وہ ایسے بڑے بادشاہ کے سامنے یوں بڑھ بڑھ کر بولے اور وہ بولنا سزاوار ہوا اور سب کو اس کی بات سننی اور ماننی عمل میں لانی پڑی بادشاہوں کے حضور میں ایک حقیر سا جانور ان لفظوں سے متکبرانہ کلام کرے اے سلیمان میں جانتا ہوں ایک بات آپ نہیں جانتے آپ کو یا آپ کے ہمراہیوں کو کچھ خبر نہیں جو مجھے خبر ہے وہ کسی شاعر کا قول ہے کہ دیکھ چھوٹوں کو ہے اللہ بڑائی دیتا آسمان آنکھ کے تل میں ہے دکھائی دیتا یہ صرف علم کا صدقہ تھا اس جانور سے چھوٹا کون تھا اور حضرت سلیمان سے بڑا اس وقت کون ہوگا اور علم کی ایک خبر دی ایک چھوٹی سی خبر اس پہ ہدہد کو یہ ناز یہ فخر تھا اور یہ سب کچھ بجا تھا کہ بیجا نہ تھا۔ آخر حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس جانور عالم کا تابع ہونا پڑا پھر ایک جانور کے حکم نے آپ کو کیا کیا نفع دیا۔ اتنا بڑا ملک آپ کے قبضہ میں آیا شاہزادی معہ سارے ملک کے مسلمان ہوئی دنیا میں اس کا بھلا ہوا اگر ہم خیال کریں عالم انسان کا صرف بادشاہ نہیں۔ بلکہ بادشاہوں کا حاکم بادشاہ ہے تو ہمارا بجا اور درست ہے ہم اپنے خیال کے ثبوت میں ایک مشاہدہ پیش کرتے ہیں اور یہ کہ زمانہ حال کے لحاظ سے شاہان یورپ کو خدا تعالیٰ نے وہ دولت اور ثروت عنایت کی ہے جس کا جواب نہیں ہے ہر قسم کا روزانہ حد ملا ہے۔ ان کے دور میں کیا کیا عجائب و غرائب نہایت کار آمد چیزیں خدا نے پیدا کی ہیں ان سب کمالات کے ساتھ شاہ سے لے کر گدا تک عالم محقق سے لے کر جاہل احمق تک حکم کے محکوم ہیں۔ یعنی ڈاکٹری۔ جراحی۔ اگر کوئی ڈاکٹر کسی شہنشاہ کو کہہ دے کہ آپ کے دماغ میں خلل آگیا ہے آپ کے سلطنت کاروبار کو استعفیٰ دے دیجئے چار و ناچار خونخوار زبردست بادشاہ کو اپنی سلطنت سے کنارہ کشی ہو گی اور ایک سر مو ڈاکٹر کے فرمان سے انحراف کیا یعنی فرق نہ آئے گا جو کچھ حکم دیگا بڑے سے بڑا بادشاہ بجا لائے گا اس کی بہت سی نظیریں موجود ہیں۔ حال کا ذکر ہے کہ شاہ برطانیہ کے شکم میں پھوڑا اٹھا پھر جس طرح ڈاکٹر لوگوں نے چاہا علاج کیا بادشاہ کے شکم کو چاک کیا۔ کئی ملکوں کا بادشاہ ڈاکٹر کے حکم سے انکار نہ کر سکا انکار کیا یعنی نہایت خوشی سے اہل علم حکیم ڈاکٹروں کے حکم پر کاربند ہوا۔ پھر تائید خداوندی جو ہمیشہ انسان کے ساتھ جو اکثر علم کا جامہ پہن کر انسان کی مدد کرتی ہے سامنے آئی اور ایسا فضل کیا کہ وہ مرض خونی مہلک بالکل رفع دفع ہو گیا یہ مثال ہمارے دعویٰ کے ثبوت میں کافی دلیل دراصل خدا کی خلافت جو انسان کو ملی ہے وہ صرف علم ہے نہ دولت دنیا جہاں پر صرف علم پر کوئی سوائے خدا کے حاکم نہیں و فوق کل ذی علم علیم فرمان رحمان اس کی شہادت دیتا ہے۔ وہ خونخوار بادشاہ چنگیز خاں۔ ہلاکو۔ تیمور شاہ۔ نادر شاہ درانی بانہ بانہ حال ہیں

یورپ کے بادشاہ بالخصوص جرمن کا سابق بادشاہ جو شیر ببر کی صورت سے زیادہ خوفناک صورت کا تھا یا ایلچی اُسکی صورت دیکھ کر زرد ہو جاتا تھا۔ مگر وہ بھی ایک بہت چھوٹے سے عالم فن یعنی حجام کے سامنے اپنا سر نگا کرکے عالم کی اطاعت کیلئے حاضر ہوتے ہیں اور جھک جاتے ہیں۔ جب تک وہ حجام اپنے کام سے فارغ نہ ہو جائے حضور معظم ہیں ہل نہیں سکتے۔ گو بظاہر حجام ہمارا تابع فرمان رہے۔ مگر غور سے دیکھیں گے تو ہم اپنے آپ کو اسکے تابع پائیں گے یہ صرف علم کا سبب ہے۔ سوائے علم کے اور کیا شے ہے۔ بڑی بڑی شہزادیاں خاتون عصمت وعفت پناہ جن کے آنچل کو ہوا تک نہ لگی ہو۔ مگر جب کہ بیماری پھنسی پھوڑے وغیرہ کے مرض میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور حکیم وجراح کی ضرورت پڑے۔ اگر عورت حکیم جراح مل گئی تو فبہا ورنہ مجبوراً اجنبی غیر مرد کے ہاتھ میں ہاتھ دینا پڑتا ہے۔ وہ بے نہایت درجہ کی حیا کی جگہ دکھانی پڑتی ہے گویا وہ حکیم جراح ہر ایک عورت کا محرم راز ہے۔ بے تکلف سب کے سامنے اجنبی عورت کو ہاتھ لگانا نبض دیکھتا ہے ورم کی جگہ کو غور کرتا ہے۔ اصلاً کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا یہ محض غیر شخص کو علم نے ایسا اپنا محرم راز دار بنالیا گویا یہ حکیم ڈاکٹر جراح معصوم صفت ہے کہ کوئی شخص اسکی نسبت برا خیال پیدا ہی نہیں کر سکتا یہ علم نے انسان کو معصوم بنایا۔ لوگو! اگر دنیا میں خدا کا جلوہ ہے تو علم ہے اگر دونوں جہاں کی بادشاہت ہے تو علم ہے اگر خدا کا دیدار ملیگا تو علم سے علم والا ہفت اقلیم کی بادشاہت کر سکتا اور دین دنیا کو سنبھال سکتا ہے اور بے علم انسان اپنے بدن کے لباس کو بھی نہیں سنبھال سکتا ہے۔ اپنے آپ کی بھی خبر نہیں رہتی۔ یہ پچھلی آئتیں سورۂ نمل کی یہاں تک بیان ہوئیں کہ ہدہد نامہ لے گیا اور بلقیس کے پاس سے تحفے آئے وہ حضرت سلیمانؑ کو واپس کر دیئے جب تحفے واپس پہنچے تو آنے والوں نے بہت کچھ حضرت سلیمان کی شان وشوکت سلطنت کی قوت بیان کی بلقیس عورت عقلمند تھی۔ فی الفور حضرت سلیمان کی سلطنت ملاحظہ کرنے خود روانہ ہوئی۔ جب بہت قریب پہنچ گئی۔ اسوقت حضرت سلیمان کو بلقیس کے آنیکی خبر لگی تو آپنے درباری لوگوں سے خطاب فرمایا کہ کوئی ایسا ہے کہ بلقیس کے تخت کو ہمارے پاس جلدی حاضر کرے کیونکہ بلقیس قریب آن پہنچی ہے ہم چاہتے ہیں کہ وہ یہاں تک پہنچنے نہ پائے کہ تخت آجائے۔ سب لوگ یہ بات سن کر خاموش رہے مگر ایک قوی سرکش جن جس کا نام صخر تھا یہ بولا کہ دو پہر تک آپکی عدالت کے برخاست ہونے سے پہلے لا سکتا ہوں وقت بہت ہی قریب تھا اتنی دیر لگانے میں حضرت سلیمانؑ کا مقصود فوت ہوتا تھا کیونکہ اس عرصہ میں بلقیس آن پہنچتی اور آپ کا مقصود یہ تھا کہ اسکے پہنچنے سے پہلے آجائے اسلیئے آپنے عفریت کیطرف التفات نہ کیا پھر آخر تو علم اور عالم کے سر سہرا ہے قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک۔ ایک شخص عالم کتاب بولا کہ میں لا سکتا ہوں وہ اتنی جلدی لا سکتا ہوں۔ آپکی نگاہ کسی کو جاتی دیکھے پھر اسے دیکھ کر واپس لئے نو یہاں تخت موجود پائے یہ کہتے ہی غائب ہوئے اور تھوڑے سے عرصہ میں بلقیس کا تخت شہر سبا سے حضرت سلیمان کے پاس جو الٰی بیت المقدس سے آگیا۔ ان دونوں جگہ میں چودہ پندرہ سو میل کا

فاصلہ ہے فلما راہ مستقرا عندہ قال ہذا من فضل ربی آنکھ اُٹھا ہر ایک محال میں ایک یعسوب نامی بادشاہ ہوتا ہے ہر ایک مکھی اسکے حکم کے تابع ہے۔ جس جگہ یہ بادشاہ سکونت اختیار کریگا۔ ساری رعایا اسکے حکم کے تابع اسکی جان کے ساتھ ہے اگر پہاڑی قومیں جنہیں یعسوب کی پہچان ہے یعسوب کو گرفتار کرتی ہیں اور جہاں چاہیں وہاں شہد کا مسکن بنا لیتی ہیں اس چھتہ میں اوپر سب سے بادشاہ کا گھر ہوتا ہے اسکے نیچے فوجی لوگ جنکے ذمہ کوئی خدمت نہیں سوائے اسکے کوئی دشمن آئے تو مقابلہ کریں اور کبریان ہوتی ہیں بعض صرف موم بناتی ہیں بعض صرف شہد بناتی ہیں چھتہ اسکا مسدس شکل کا ہوتا ہے کسی جانب کم نہ زیادہ اگر بادشاہ بد باطن ہوتا ہے فوراً اسے معزول یا قتل کرکے دوسرا بادشاہ مقرر کرتے ہیں ایک دم بغیر بادشاہ کے نہیں رہتے۔ جب بادشاہ نکلتا ہے سب کے سب اسکی حفاظت میں نکل کھڑے ہوتے ہیں اگر کبھی بادشاہ اُڑتے اُڑتے تھک گیا ہے اسے کمر پہ سوار کرتے ہیں۔ بادشاہ جس مکھی کا جو گھر مقرر کر دیتا ہے وہ اس میں رہیگی دوسرے گھر میں نہ جائیگی۔ خلاصہ یہ ہے کہ پوری سلطنت کا انتظام موجود ہے۔ شہد کے کم و بیش ہو جانے کا خیال رکھتے ہیں۔ اگر شہد کم ہو گیا اور وہ جلد تیار نہ ہو سکا تو قدرے پانی لاکر ملا دیا مقدار اور تعداد کو پورا کر دیا۔ فوج کی خوراک میں کمی نہ آنے دے چند مکھیاں ایسی ہیں کہ جو فوج کو راشن تقسیم کرتی ہیں۔ چھتہ کے وسط سے شہد اٹھا کے اوپر کے حصہ میں پہنچاتی ہیں۔ اگر دو بادشاہ ہو جاتے ہیں تو ایک کو قتل کرتے اور ایک بادشاہ کو قائم رکھتے ہیں۔ اس چھوٹے سے جانور میں خدا نے یہ عقل اور صنعت عطا کی ہے کہ جو بڑے بڑے عقلا میں بڑی مشکل سے ہوتی ہے۔ محققین زمانہ نے انگریزی زبانوں میں بہت کچھ تحقیق کر کے لکھا ہے ہر ایک مکھی کی صورت الگ الگ بنائی ہے اور اسکے خواص اور اسکے متعلق جو کام ہے وہ سب لکھ دیا ہے جس کا دل چاہے تحقیقات یورپ کو دیکھ حیوٰۃ الحیوان الکبریٰ جند بیدستر دوا کا نام ہے۔ یہ دراصل ایک جانور کے فوطے ہیں اسکی شکل لومڑی کی سی ہے۔ اکثر سرکاری لوگ اس کو جند بیدستر نکالنے کی غرض سے مارنا چاہتے ہیں۔ یہ جانور شکاریوں کو دیکھ کر بھاگتا ہے۔ جب دیکھتا ہے کہ مجھ سے بھاگا نہ جائے گا تو فوراً اپنے دونوں فوطے دانتوں سے کاٹ کر پھینک دیتا ہے۔ اگر کسی شکاری نے وہ جند بیدستر دیکھ لیے تو انہیں اٹھا کر اس جانور کے قتل کا خیال چھوڑ دیتا ہے اور اگر کسی کی نظر نہ پڑی تو وہ بدستور اس کے پیچھے بھاگا چلا جاتا ہے تب وہ جانور زمین پر چت لیٹ کر وہ جگہ جس جگہ سے فوطے اور بیضے کٹ گئے خون آلودہ شکاری کو دکھاتا ہے شکاری وہ جگہ زخمی دیکھ کر جان جاتا ہے کہ اس نے مجھے کاٹ کر دے دیئے پھر واپس ہٹ کر انہیں تلاش کر لیتا ہے یہ کام کیا کچھ کم عقل و فہم کا ہے اوّل یہ معلوم کرنا کہ شکاری کس شے کا طالب ہے۔ پھر اس کی مطلوبہ سے کاٹ کر دینا اگر وہ نہ دیکھ سکے تو پھر خصیہ خالی اور زخمی کا چت لیٹ کر دکھانا میرے نزدیک تو ایسے بیجو دیجو کے وقت میں بہت سے آدمیوں کو بھی ایسے ہوش و حواس باقی نہیں رہتے۔ بیشک خدا نے جانوروں کو بعض وہ باتیں عقل و تدبر کی عطا فرمائی ہیں کہ آدمی کو نہیں ملیں حلیۃ الاولیاء میں ابو نعیم نے لکھا ہے ابی عبداللہ قلانسی کہتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ جہاز میں سوار ہوئے۔ مگر اتفاق سے

ہوا نا موافق چلی جہاز ڈوبتا تیرتا بدقت تمام کسی نئے اجنبی جزیرہ میں پہنچا۔ لوگ ہوا کے جھونکوں اور جہاز کی تباہی سے سخت پریشان ہوئے تھے۔ اس جزیرہ کو نہایت غنیمت جان کر سب لوگ وہاں اتر گئے۔ کئی روز سے بھوکے تھے سامنے سے ایک چھوٹا سا ہاتھی کا بچہ نظر آیا بھوکا مرتا کیا نہ کرتا لوگوں نے اسے ذبح کر کے کھا پی کر خوب آرام سے سو گئے مگر ابی عبداللہ قلانسی نے کچھ نہ کھایا۔ جب یہ لوگ سو گئے اس بچہ کی ماں ہتنی آئی جب بچہ کو نہ پایا تو جان لیا کہ ان لوگوں نے اسے کھا لیا ہے ہر ایک سوتے کا منہ دیکھا سونگھا جس جس شخص نے اسے کھایا تھا سب کو پیروں سے کچل کے مار دیا جب ابی عبداللہ قلانسی کے منہ میں بو نہ آئی تو انہیں جگایا اور اپنی پیٹھ پر بٹھایا اور پھر ایسی تیز لے کے بھاگی۔ ساری رات چلتی رہی۔ صبح کے وقت ایک آباد ملک کی زمین پر اُتار کر چلی گئی۔ وہاں کے لوگ انہیں پکڑ کے حاکم وقت کے پاس لے گئے۔ ان سے ترجمان بلا کر ان کا سارا حال پوچھا، ابی عبداللہ قلانسی نے سب حال جہاز کی تباہی اور جزیرہ میں اترنا ہاتھی کے بچہ کا ذبح کر کے کھانا اور ہتنی کا سب کو قتل کرنا صرف مجھے سوار کر کے یہاں تک پہنچانا بیان کیا حاکم نے کہا کہ ہتنی نے ایک رات میں آٹھ دن کا رستہ طے کیا ہے پھر ابی عبداللہ چند روز وہاں آرام سے رہے پھر اپنے وطن میں واپس آئے۔ سرکس کمپنی کا بندروں سے کام لینا چار گھوڑوں کی بگھی چلوانا، بندروں کا فیر نشانہ پر کرانا، سائیس کرانا عجیب عجیب کرشمے تعلیم کرنا جنہیں دیکھ کر انسان کی عقل دنگ ہوتی ہے اور وہ مقولہ صادق آتا ہے آنچہ مردم میکنند بوزینہ ہم۔ اسی غرض سے امریکہ وغیرہ کے محققین بندروں کی بولی انکی حرکات کی تحقیق کر رہے ہیں عنقریب کامیاب ہونے والے ہیں۔ ایک دن بندر آدمی کا کام دیگا۔ ان باتوں سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جانور نہایت ذی عقل ہیں بعض باتوں میں انسان سے زیادہ ہیں۔ رہی بحث جانور کی قوت بیانیہ اور ناطقہ ہیں تو شاید بھی کسی عاقل کے نزدیک اب تو مخفی نہ ہوگا۔ کیونکہ مینا، طوطا کا دو چار باتیں انسانی کلام میں بولنا تو قدیم سے چلا آتا ہے جو خدا تھوڑی گویائی دیتا ہے وہ قادر ہے اور بہت سی گویائی بھی عطا فرمادے نیز ولایتی مصنوعی چڑیا اصلی جانوروں کی طرح بولتی ہے۔ نیز گراموفون کی مشین میں تو لوہا، پیتل، لکڑی، موم، ربڑ انسانی کلام داستان کی داستان نظم و نثر سب کچھ بولتا اور بیان کرتا ہے اس مشین کا کوئی جزو انسان کے اعضائیں شریک نہیں ہے۔ جب وہ خدا کی قدرت صنعت سے مثل انسان بولنے اور گانے بجانے لگے تو ہدہد جانور تو بہت سے اعضا مثل انسان کے رکھتا ہے۔ گو حقہ بقدر جثہ ہے زبان دل و دماغ جگر گوشت ہڈیاں، خون اپنی خواہشوں کا ادراک اور فہم وغیرہ پھر ایسی شے کا بولنا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے وما ذلک علی اللہ بعزیز۔ خدا کے نزدیک یہ بات کچھ دشوار نہ تھی قرآن سے معلوم نہیں ہوا کہ ہدہد نے اپنے مطلب کو انسانی کلام میں ادا کیا یا نہیں۔ بلکہ اپنے ہی لب و لہجہ میں ادا کیا جسکو حضرت سلیمان سمجھتے تھے کوئی اور نہ سمجھتا تھا اس لیے آپ بطور اظہار نعمت فرماتے تھے۔ یا یہا الناس علمنا منطق الطیر۔ لوگو ہمیں جانوروں کی بول چال کا فہم اور علم دیا گیا ہے۔ اور یہ ایک ایسی مثال ہے کہ طب یونانی میں بعض تمام امراض باطنی بتاتی ہے۔ جس کو

سوائے طبیب کے دوسرا کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ کیونکہ طبیب کو خدا نے ایک خاص علم دیا ہے۔ اسی طرح حضرت سلیمانؑ کو خدا نے علم دیا تھا۔ وہ سمجھ لیتے تھے کوئی اور نہ سمجھ سکتا تھا یا ٹیلیفون جس کے کان سے لگا ہو وہ شخص سو دو سو کوس کی بات سن سکتا ہے۔ دوسرا کوئی نہیں سن سکتا۔ ہاں فرق اتنا ہے کہ جو کوئی ٹیلیفون کو کان سے لگائے گا وہی سن لے گا وہاں حضرت سلیمان کے سوا خدا نے وہ قوت کسی کو نہ دی تھی اس لیے وہی سمجھتے تھے اگر کسی اور کو بھی مل جاتی وہ بھی سمجھنے لگتا۔ پس مشاہدہ سے ثابت ہے کہ جانوروں میں عقل کامل اور قوت بیانیہ بھی موجود ہے۔ پس قرآن مجید کا فرمان آنکھوں سے نظر آتا ہے۔ کوئی شک و شبہ کی بات نہیں۔ ذالک الکتاب لاریب فیہ۔ اس کتاب کی صداقت میں کوئی شک نہیں ہے۔ دوسری بات قابل ذکر یہ ہے کہ حضرت سلیمان کے مصاحب نے بلقیس کا بھاری تخت تقریباً پندرہ سو میل سے چند منٹوں میں کس طرح منگا لیا۔ علماء مفسرین لکھتے ہیں کہ اسم اعظم کی برکت سے ملائک کی مدد سے یہ تخت ایسی جلدی حاضر ہو گیا۔ لیکن شاید کوئی اس کو تسلیم نہ کرے اور یہ کہے کہ ایسا بھاری وزنی تخت اتنی جلدی بھلا کس طرح آ گیا اسکے جواب میں ضرور آپ کو توجہ دلاؤنگا کہ اب سے دو سو برس پہلے ہندوستان میں بہلیاں بیل گاڑیاں عام طور سے چلا کرتی تھیں اور انہی کی وجہ سے طول وطویل سفر طے ہوا کرتے تھے۔ کلکتہ بمبئی تک بڑی وقت سے دو ماہ یا کچھ کم وبیش میں پہنچا کرتے تھے۔ اس وقت وہ سواری بھی غنیمت تھی کہ پیدل چلنے کی مصیبت سے بچ جاتے تھے۔ اگر اس وقت ان مسافروں سے کوئی یہ کہتا کہ میاں ایک سواری ایسی نکلنے والی ہے کہ جو ایک ہی دفعہ سو دو سو گھروں کو معہ آدمی گھوڑا، ٹٹو، پلنگ، چارپائی وغیرہ کے تمہیں ۲۴ گھنٹہ میں دہلی سے کلکتہ یا بمبئی پہنچائے گی۔ تو اس وقت کے لوگ ضرور یہ بات بادلے کی بڑ سے کم نہ جانتے اور خلاف قانون قدرت بتانے اور ایسی خبر دینے کو پاگل خانے کے قابل کہتے خلل دماغ تجویز کرتے اور اگر یہ کہا جاتا کہ اس وقت جو جناب کا دو حرفی خط دو ڈھائی ماہ میں کلکتہ سے بمبئی یا بمبئی سے دہلی پہنچتا ہے۔ آئندہ دو صفحوں کا خط ایک منٹ میں بارہ تیرہ ہزار میل پہنچ جائیگا۔ تو اس وقت کے لوگ عاقل سے عاقل بھی ایسے شخص کو مجنوں احمق خیال کرتے اور عجب نہیں کہ اس کی بکواس پر مار بیٹھتے۔ لیکن جب خدا نے فضل کیا ریل کی سواری اور تار برقی موجود ہو گئے بے تکلف سو دو سو گھر ۲۴ گھنٹے میں دہلی سے بمبئی یا کلکتہ پہنچ سکتے ہیں۔ بالیقین دو دو صفحوں کا خط چند لحظہ میں بارہ ہزار میل جا سکتا ہے پھر ابھی تو اور ترقی کی فکر دامنگیر ہے۔ امریکہ کی کسی نمائش میں برقی ریل چلائی گئی تھی جو ۱۵ منٹ میں سو میل پہنچ گئی تھی۔ اس حساب سے دہلی سے کلکتہ ایک ہزار میل سے کم ہے۔ اب دو سوا دو گھنٹے کا رستہ رہ گیا۔ پھر ممکن ہے کہ اور بھی زیادہ ترقی ہووے۔ پھر تو ہزار میل کچھ منٹوں کا رستہ رہ جاویگا۔ کیونکہ یورپ کا ایک محقق کہتا ہے کہ ابھی تک باوجود اس کے ہزارہا باتیں تحقیق ہو چکی ہیں۔ مگر مخلوقات الٰہی میں سے ہزار میں سے ایک حصہ بھی تحقیق نہیں ہوا۔ اس خیال کے موافق ہو سکتا ہے کہ ابھی اس طاقت موجودہ سے زیادہ سریع السیر اور

کوئی طاقت مخفی ہو جو کسی وقت میں جاکر ہم پر ظاہر ہوگی اور ضرور ہوگی۔ کیونکہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ بلقیس کا تخت آن کی آن میں سینکڑوں میل سے آیا ضرور ایک وقت میں ہمیں اس طاقت کا علم ہوگا اور یہ کام ہمارے ہاتھوں سے جاری ہوگا۔ ہم خلیفۃ اللہ فی الارض ہیں آن کی آن میں سینکڑوں میل کا سفر طے ہوگا بس جس طرح ریل تار کی ایجاد سے پہلے ریل تار قانون قدرت کے خلاف تھا اسی طرح اس وقت ایسی زبردست طاقت کے ذریعہ سے جو چند منٹوں میں سینکڑوں میل پہنچائے اور ابھی چند روز کے لیے مخفی ہے۔ منٹوں میں سینکڑوں میل پہنچنا قانون قدرت کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ جب وقت مقررہ پر وہ طاقت موجود ہوکر کام دینے لگے گی اس وقت لاچار ہوکر قانون قدرت کا دائرہ وسیع ماننا پڑے گا۔ پس بلقیس کا تخت چند لحظوں میں آنا بالکل مشاہدہ کے موافق ہے اب رہی یہ بات تخت زمین پر چل کر آیا یا ہوا پر اڑ کر آیا دونوں طرح آسکتا ہے اور ہر طرح ہو سکتا ہے۔ ذرا بھی عقل کے خلاف نہیں معلق ہوا پر اڑنا ایسی بھاری شئی کا ناممکن سا معلوم ہوتا ہے لیکن اب تو یورپ کا ہوائی جہاز جو بالفعل بارہ پندرہ آدمیوں کو سوار کرکے معلق آسمان کے نیچے زمین سے اونچے سیر و سفر کرتے ہوئے موجود ہوگئے تھے۔ لہذا یہ معمہ اور اشکال بھی حل ہو چکا ہے۔ بہرصورت تخت آیا اور ضرور آیا بہت جلد آیا اس کا انکار اندھے ہونے کی دلیل ہے اور یہ جو کچھ غیر ممکن کام ہوئے سب علم کی بدولت ہوئے اور آئندہ بھی اسی طرح ہوں گے۔ یہ وہ باتیں تھیں کہ جو کلام الٰہی میں علم کے متعلق آئی تھیں اب اگر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر ڈالی جائے تو وہاں بھی اہل علم کی فضیلت میں دفتر کے دفتر کتابیں کی کتابیں لکھی ہوئی موجود ہیں۔ جس کا خلاصہ ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

بخاری شریف عن عبداللہ بن عمران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان من الشجرۃ شجرۃ لا یسقط ورقہا وہی مثل المسلم حدثونی ماہی فوقع الناس فی شجرۃ البادیۃ ووقع فی نفسی انہا النخلۃ قال فاستحییت۔ قالوا یا رسول اللہ اخبرنا بہا فقال رسول اللہ ہی النخلۃ قال عبداللہ فحدثت ابی بما وقع فی نفسی فقال لان تکون قلتہا احب الی الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور علمی امتحان کے صحابیوں سے پوچھا کہ بھلا یہ تو بتاؤ ایک درخت ہے جس کے پتے کبھی نہ گرتے ہوں۔ اس درخت کی بہت سی باتیں انسان نہیں بلکہ مسلمان سے ملتی جلتی ہیں۔ وہ کونسا درخت ہے لوگوں کا خیال جنگلی درختوں کی طرف جا پڑا حضرت ابن عمر کے دل میں تو یہ آیا کہ وہ کھجور ہے لیکن بوجہ حیاء شرم کے بول نہ سکے آخر خود آنحضرت نے فرمایا کہ وہ کھجور ہے لیکن ابن عمر نے اپنے والد عمر بن الخطاب سے عرض کیا دل میں آیا تھا کہہ دوں کہ وہ کھجور ہے حضور سے عرض کردوں۔ مگر بڑے بڑے لوگ وہاں پر موجود تھے انکی شرم سے خاموش ہوگیا یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے لڑکے اگر تو اس وقت یہ سوال کر دیتا تو مجھے ایسی خوشی ہوتی کہ اگر بہت سا مال اور دولت عظیم ملتی تو بھی اتنا خوش نہ ہوتا سبحان اللہ کیا علم کی قدر تھی کہ اگر صاحب زادے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سوال بتاتا تو باپ کو دولت حشمت کے مل جانے بیٹے کے علمی بات حل کرنا مسئلہ علم سے واقف ہوجانا بہت زیادہ خوشی کا باعث ہوتا اور کیوں نہ ہوتا

دنیا کی دولت فانی ہے علم کی دولت باقی بصرف دولت نہیں بلکہ روئے زمین کی سلطنت ادنیٰ درجہ کی لونڈی علم کی ہے اور پھر معرفت الٰہی اور علم دین اور علم آخرت اس کا رتبہ آسمان سے بھی اونچا ہوا اس علم کی مجلسوں میں تو حضرت جبریئل آکر شریک ہو جاتے ہیں۔ تنبیہ الغافلین عن محمد بن سرین قال دخلت مسجدة البصرة قریب فیہا حلقتہ یذاکرون الفقہ فقلت لو آتیت حلقتہ الفقہ یعنی اسمع کلمتہ لم اسمعہا فاعمل بہا فلم ازل اتخیر نفسی فی ذلک حتی جاوزتہم فلم اقعد مع احد منہم فلما کانت تلک اللیلۃ آتانی آت فی المنام فقال اما انک لو آتیت الحلقتہ التی یذکر فیہا الفقتہ لوجدت جبرئیلؑ معہم جالسا حفایات محمد بن سرین فرماتے ہیں کہ میں ایک دن بصرہ کی مسجد میں پہنچا دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے مسائل دینی کا ذکر مذکور کر رہے ہیں جی میں آیا میں بھی سنوں شاید کہ علم کی نئی بات معلوم ہو اس پر عمل نصیب ہو جائے لیکن نہ بیٹھ سکا چلا گیا رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص آیا اور یہ فرمایا اے محمد بن سیرین اگر تم اس حلقہ میں جہاں دینی مسائل کا ذکر ہو رہا تھا بیٹھ جاتے تو بہت ہی اچھا ہو جاتا کیونکہ حضرت جبریئل بھی وہاں موجود اور اس مجلس میں شامل تھے عن انس بن مالک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامن متعلم یختلف الی الباب العلم الاکتب اللہ لہ بکل قدم عبادت سنتہ برفع لہ بکل قدم درجۃ فی الجنۃ ویمشی علی الارض والارض تستغفر لہ ویمشی ویصبح مغفوراً لہ وشہدت لہ الملائکۃ فرمایا جب کوئی طالب علم علم دین پڑھنے کے لیے کسی عالم کے پاس جاتا ہے قدم قدم پر برس دن کی عبادت کرنے کا مرتبہ اور ثواب ملتا ہے اسکی نیکیوں کے گواہ بنتے ہیں اور طالب علم کی صبح بھی اور شام بھی اچھی ہر وقت اس کے لیے مغفرت اور بخشش نیا ہے عن حسن البصری قال من خرج من بیتہ فی طلب العلم خصۃ الملائکۃ باجنحتہا وصلت علیہ الطیور فی جو السماء والسباع فی البر والحتیان فی البحر واتاہ اللہ اجر اثنین او سبعین شہیدا حسن بصری یہ روایت کرتے ہیں جو شخص علم کی تلاش میں گھر سے نکلا اس کے سر پر ملائک اپنے پروں سے سایہ کرتے ہیں ایک روایت میں قدموں کے نیچے پر بچھاتے ہیں۔ اڑتے جانور اس کے لیے دعائے خیر کرتے۔ وحشی جانور جنگل میں مچھلیاں پانی میں اسکی دعا گو رہتی ہیں پھر خدا کی طرف سے بہتر شہیدوں کا اجر اور ثواب عنایت ہوتا ہے اللہ اکبر علم کیا چیز ہے ایک غریب طالب علم کیلئے فرشتوں کے پروں کا سائبان بنے۔ چرند پرند ٹڈیاں چیونٹیاں زمین و آسمان ایک ایک چیز اسکی جان کی خیر خواہ اس کی زندگانی کے لیے دعائیں مانگیں۔ میرے پیچھے خدا کی طرف سے ایک نہ دو پورے بہتر شہیدوں کا ثواب اور مرتبہ ملے۔ ہر جاندار اور بے جان کی دعا کا سبب یہ ہے کہ جب تک علم دین باقی یاد الٰہی باقی دنیا باقی حساب دنیا باقی۔ چرند باقی، طالب علم دین کا ذریعہ ہے ہر جاندار کی زندگی کا تو طالب علم کی زندگی کی دعا کوئی کیا کرتا ہے اپنی جان کیلئے کرتا ہے کفایۃ الاتقیا ابن منیر نے شرح بخاری میں یحیٰ سے روایت کی ہے۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے امام مالک نے یہ بیان کیا کہ میاں کچھ عرصہ ہوا کہ ایک جوان طالب علم شام کے ملک سے حدیث شریف پڑھنے آیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا کہ وہ مر گیا۔ تمام شہر کے عالم فاضل نیک لوگ اسکے جنازے پر جمع ہوئے اہل علم نے مل جل کر اپنے ہاتھ سے دفن کر دیا دوسرے

روز وہ طالب علم خواب میں آیا کہ چہرہ اس کا روشن تھا نہایت خوبصورت بڑے قیمتی گھوڑے پر سوار سبز عمامہ باندھے آسمان سے اتر کر زمین پر آیا گویا خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہمارے پاس اپنی حالت سنانے آیا تھا۔ پوچھا گیا کہو کیا گذری فرمایا خدا نے ہر ایک مسئلہ کے بدلے میں ایک ایک محل جنت میں عطا فرمایا اور یہ مرتبہ سوائے اہل علم کے کسی کو نہ ملیگا جب میرے سارے مقام ختم ہوگئے تو مولیٰ نے فرمایا زیدوا وارث انبیائی فقد حتمت علی نفسی انہ من بات وہو عالم بسنتی وبسنۃ انبیائی او طالب لذالک ان اجمعہم فی درجۃ واحدۃ اے ملائکہ اور زیادہ کرو مرتبہ میرے انبیاء کے وارث کا میں نے اپنی ذات پر لازم کر لیا ہے کہ جو شخص میرے احکام اور میرے انبیاء کی سنت سے واقف ہے خواہ عالم ہو یا طالب علم میں اسے انبیاء کے ساتھ ایک ہی جگہ اٹھاؤنگا بس اب میرے درجے میں اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ میں دو درجوں کا فرق ہے ایک درجہ تو خاص الخاص آنحضرت کا آپکے گرداگرد تمام انبیاء موجود ہیں دوسرا درجہ آپکے صحابیوں کے ساتھ تمام انبیاء کی حواری اور صحابی ہیں تیسرا درجہ ہمارا تمام اہل علم کا سارے عالم دین اور سارے طالب علم اس میں موجود ہیں ووعدنی ربی ان یحشرنی مع النبیین فاناّ معہم الی یوم القیامۃ فاذا کان یوم القیامۃ قال تعالیٰ یا معشر العلماء ہذہ جنتی قد ابحتہا لکم وہذہ رضوانی قد رضیت عنکم فلا تدخلوا الجنۃ حتی تتمنوا وتشفعوا فاعطیکم ما شئتم واشفعکم من استشفعتم لہ لاری عبادی کرامتکم ومنزلتکم پھر خدا نے ہم سے یہ وعدہ کیا ہے کہ تمہیں انبیاء کے ساتھ قیامت میں اٹھاؤنگا اور جب قیامت قائم ہوگی اور تعالیٰ یہ فرمائے گا اے علماء کی جماعت یہ جنت موجود تمہیں اجازت ہے جاؤ میری رضامندی تمہارے لیے تیار لیکن ابھی جنت میں اکیلے نہ جاؤ بلکہ ٹھہرو گنہگاروں کی شفاعت کرو۔ میں تمہاری شفاعت قبول کرونگا اور جسے تم کہوگے اسے بخش دونگا تاکہ میدان محشر والے تمہارے مرتبہ کو دیکھ لیں تمہاری عزت توقیر کہ خدا نے تمہیں علم کی برکت سے عنایت فرمائی ہے ملاحظہ کریں کفایۃ الاتقیاء عن ابی ہریرۃ وابی ذر انہما قالا باب العلم متعلمہ احب الینا من الف رکعۃ سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا جاء طالب العلم الموت وہو علی ذلک فہو شہید آنحضرت کے دو جلیل القدر صحابی ابی ہریرہ وابی ذر یہ فرماتے ہیں کہ ایک مسئلہ کا علم کا سیکھنا بہتر ہے ایک ہزار رکعتوں سے کیونکہ سنا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر زمانہ طالب علمی میں کسی کی موت آجائے تو شہید مرتا ہے ہدایۃ الاذکیا الی طریق الاولیاء عن ابن عباس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طالب العلم افضل عند اللہ من الصلوات والقیام والحج والجہاد رواہ الدیلمی ابن عباس سے روایت ہے حضور انور کا ارشاد علم دین کا طلب کرنا بہت افضل ہے خدا کے نزدیک نفلی نماز سے روزے سے حج سے جہاد سے کیونکہ عبادت کا نفع فقط عابد کی ذات کے لیے اور علم کا نفع جہان کے لیے ہے۔ مثال عابد کی ایک تیراک کی مثال ہے کہ خود تیر کر پار ہوتا ہے اور مثال عالم دین کی کشتی اور جہاز کی ہے کہ ہزاروں کو پار اتارے قول سعدی بمدرسہ آمد نہ خانقاہ الخ پھر نماز روزہ حج وغیرہ خود موقوف ہے علم پر اگر علم نہیں تو کچھ بھی نہیں کہ بے علم نتواں خدا را شناخت فقط عبادت کرنے والے ستارے ہیں۔ خود روشن لیکن کوئی شخص ان کی روشنی سے کام نہیں لے سکتا۔ اور عالم چاند سورج ہیں کہ جہان ان کے نور سے روشن ہے۔ علم جہان بھر کی آنکھیں کنز العمال جلد ۳ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جس طرح لوگ دنیا میں علم اور

اہل علم کے محتاج ہیں۔ اسی طرح جنت میں بھی لوگ اہل علم کے محتاج رہیں گے۔ کیونکہ اہل جنت سے ہر روز حضور رب العزت سوال کرینگے کہ مانگو کیا مانگتے ہو تو لوگ اپنے علماء سے عرض کریں گے اور یہ پوچھیں گے کہ اب اور کیا مانگیں عالم لوگ انہیں بتائیں گے کہ اب یہ مانگو اور اب یہ مانگو ان کا شرف اور مرتبہ وہاں بھی کم نہ ہوگا انکے احسانات لوگوں پر جنت میں بھی بدستور رہیں گے تنبیہ الغافلین عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من طلب العلم اللہ تعالیٰ فہو کالصائم نہارہ القائم لیلہ وان بابا من العلم یتعلمہ الرجل خیر من ان یکون لہ ابوقبیس ذہباً فانفقہ فی سبیل اللہ تعالیٰ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص علم دین اللہ کے واسطے پڑھے گا وہ بمنزلہ اس عابد کے ہے جو صائم اللیل ہمیشہ کا روزہ دار ساری عمر دن رات کا نمازی اور عابد ہے اور بالضرور ایک مسئلہ دین کا سیکھنا ابوقبیس پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرنے سے زیادہ افضل اور بہتر ہے وجہ اسکی یہ ہے ماعندکم ینفد وما عنداللہ باق تمہارے پاس کی چیزیں مال و دولت فنا کے کنارے پر ہیں اور دین کا علم جو اللہ کے پاس سے آیا ہے اسی طرح باقی رہے گا۔ ایک مسئلہ کسی عالم نے بتایا لاکھوں کو اس کے سبب نجات ہوئی آج تک وہ مسئلہ اس عالم کی یادگار دنیا میں باقی رہا مال خواہ کتنا ہی کیوں نہ خیرات کیا جائے کھانے والوں نے کھالیا۔ نجاست بنا کر نکالا علم جس پیٹ میں جائیگا شفا بن کے جائیگا جب نکلے گا نور بن کر نکلے گا۔ مال جب پیٹ میں جائیگا سخت مکروہ قے کی صورت میں جائیگا اور نہایت بودار نجاست ہو کر نکلے گا۔ ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا تنبیہ الغافلین قیل بعبداللہ بن المبارک لو اوحی اللہ الیک انک میت الآن فما کنت تفعل قال اطلب العلم۔ پوچھا گیا ابن مبارک محدث سے کہ اگر آپ کو خدا کی طرف سے الہام ہو کہ ابن مبارک تو ابھی مرجائے گا تو تم کیا کروگے فرمایا علم کی تحصیل کروں گا۔ واللہ کیا عمدہ جواب ہے کیونکہ العلاج بالضد موت کے وقت زندگی دعا رحیات کی تلاش کرنی درحقیقت علم کی تلاش حیات حقیقی کی تلاش ہے بس ادہر حیات مستعار ختم ہوئی ابھی ادہر سے اس کے بدل میں حیات باقی کے حاصل کرنے کی کوشش کی ہے عقل اور نقل کا فتویٰ بھی ہے اور قول حضرت ابن مبارک کا زبانی نہ تھا۔ بلکہ اس پر عمل کر دکھایا۔ تنبیہ الغافلین صفحہ ۲۴ حتی عن ابی المبارک انہ کان فی حال الموت ورجل عندہ یکتب العلم فقیل لہ فی ہذہ الحالۃ تکتب العلم فقال لعل الکلمۃ التی تنفعنی لم تبلغنی الی الآن عین نزع کی حالت میں آپکے پاس ایک منشی علمی مسائل لکھ رہا تھا۔ کسی نے کہا کہ اس حالت میں کہ عنقریب جان نکلنے والی ہے نزع کی حالت شروع ہوچکی ہے۔ فرمایا کہ ہاں شاید میرے مفید مطلب کوئی بات علم کی مجھے معلوم ہو جائے جو آج تک معلوم نہ ہوئی تھی اللہ رے علم کی محبت جان نکل رہی ہے۔ مگر علم کی تلاش چلی جاتی ہے۔ واللہ یہ منصب اہل اسلام کا تھا جو انہوں نے چھوڑ دیا اور غیر قوموں نے لے لیا۔ مولوی شبلی نعمانی اپنے سفرنامہ روم میں لکھتے ہیں کہ ایک وقت جہاز کی زنجیر ٹوٹ گئی اس کا بڑا صدمہ اور بڑا حادثہ ہوا لوگوں کو جہاز کے پہاڑ سے ٹکرانے کا گمان ہوا ہر ایک شخص کو موت کا یقین ہوا چہرے زرد ہو گئے۔ اس گھبراہٹ کی حالت میں ایک انگریز کو دیکھا کہ وہ بدستور کتاب کا مطالعہ کر رہا

ہے۔ اس سے پوچھا کہ ایسے اخیری وقت میں آپ بدستور کتاب کے مطالعہ میں مصروف ہیں اس نے جواب دیا کہ پھر ایک ساعت کیوں بیکار جانے دی اس عمر کے ایک ایک سانس سے کام لیا جائے احیاء العلوم للغزالی قال ابن عباس للعلماء درجات فوق المومنین سبع مائۃ درجۃ ما بین درجۃ مسیرۃ خمس مائۃ عام ابن عباس فرماتے ہیں عالموں کا مرتبہ تمام جہان کے مسلمانوں سے سات سو درجہ بلند ہے ایک مرتبہ سے دوسرے مرتبہ تک پانچسو برس کا رستہ ہے یعنی عالموں کا رتبہ آخرت میں عام مومنین سے سات سو بالا ہوگا اگر کوئی عامی آدمی ان میں سے کسی ایک سے دوسرے درجے میں جانا چاہے تو پانچسو برس کی عبادت کرے تب عالم کے ایک درجے کو پہنچ سکتا ہے پھر ایسے ہی ایک دو پورے سات سو۔ قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون۔ عالموں کے برابر جاہل بے علم کبھی نہیں ہو سکتا۔ عن ابن عمر قال قال علیہ السلام وزن یوم القیامۃ مداد العلماء بدم الشہداء فرجح مداد العلماء کنز العمال قیامت کے دن عالم کی تحریر مسائل کی سیاہی اور شہید فی سبیل کے بدن کا خون مقابلہ میں رکھ کر تولا جائیگا تو عالم کی سیاہی بھاری ہوگی نکتہ کیونکہ شہید زمین کو سیاہ کر کے چلا گیا اور عالم نے اپنی سیاہی سے ایک جہان کو روشن کر دیا اس کی سیاہی سے ہدایت کا چاند سورج روشن ہو کر طلوع ہوا اور جہان کو روشن کیا شہید نے اپنی جان دی دوسرے کی جان لی۔ عالم نے آپ بھی حیات جاودانی لی دوسرے شخص کو حیات ابدی دی شہید و مجاہد خود جنت میں گیا مگر دوسرے شخص کو جہنم میں بھیج گیا۔ عالم خود بھی جنت میں گیا ہزاروں کو ساتھ لے گیا۔ حضرت داؤد نے مولیٰ کی جناب میں عرض کیا تھا کہ مولیٰ میں یہ چاہتا ہوں کہ کسی گوشہ میں جہاں میں ہوں اور حضور ہوں تیسرا کوئی نہ ہو عبادت کروں اور عبادت کرتے کرتے مر جاؤں حکم ہوا کہ یہ تمہاری خوشی کی بات ہے۔ اور اگر تم ہم سے ہماری خوشی کی بات پوچھو تو وہ یہ ہے کہ تمہارا اکیلا تنہا جنت میں چلا آنا ہمیں ناپسند ہے اور بہتوں کے ساتھ جنت میں بہتوں کو ساتھ لانا ہمیں نہایت پسند ہے۔ حق تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ولقد کرمنا بنی آدم ہم نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا قال الغزالی ان الخاصیۃ التی تتمیز بہا الناس عن سائر البہائم ہو العلم فالانسان بما ہو شریف لاجلہ وجہ اشرف اور اکرم ہونے کی صرف علم ہے لا لاجل القوۃ انسانی شرافت قوت اور زور طاقت کے ساتھ نہیں ہے۔ فان الجمل اقوی منہ اونٹ انسان سے زیادہ زور آور ہے ولا بعظمۃ فان الفیل اعظم منہ اور نہ شرافت انسانی بوجہ جسم اور تن و توش کے ہے کیونکہ ہاتھی بہت زیادہ جسیم ہوتا ہے ولا بشجاعۃ فان السبع اشجع منہ اور نہ شرافت اور شجاعت کے سبب ہے۔ کیونکہ شیر وغیرہ درندے زیادہ شجاع ہوتے ہیں ولا باکل فان الثور اوسع بطنا منہ اور نہ شرافت انسان کی زیادہ کھانے کی وجہ سے ہے کیونکہ بیل آدمی سے زیادہ کھاتا ہے ولا بجماع فان اخس العصافیر اقوی علی السفادۃ اور نہ بوجہ کثرت مجامعت کے انسان اشرف ہو سکتا ہے کیونکہ چڑیا اس فعل میں زیادہ ہے انسان سے لم یخلق الا للعلم جو اشرف مخلوقات ہے صرف علم کے سبب ہے۔ احیاء العلوم ابی ذر قال حضور مجلس عالم افضل من صلوٰۃ الف رکعۃ و عیادۃ الف مریض و شہود الف جنازۃ حضرت ابی ذر روایت کرتے ہیں کہ کسی عالم دیندار کی مجلس میں ایک مرتبہ

حاضر ہونا بہتر ہے ایک ہزار رکعتوں سے ایک ہزار بیماروں کے پوچھنے سے ایک ہزار جنازوں کے ساتھ جاکر دفن کرنے سے اسکا سبب یہ ہے کہ ہزار رکعت پڑھنے سے جسم ضعیف ہوا۔ دل نورانی ہوا۔ ہزار بیماروں کو پوچھنے سے بیماروں کو تسلی دی انہیں حیات و مغفرت کی امید دلائی۔ ہزار جنازوں کے دفن کرنے سے ہزار لاشوں کی مٹی عزیز کردی توہین سے بچایا اول منزل کر کے خدا کے گھر پہنچایا۔ بیشک بڑا کام ہوا۔ لیکن عالم کی مجلس میں جانا سب سے بڑا کام ہے جو شخص عالم کے پاس جاتا ہے ہمیشہ کی راحت کیلئے آب حیات پی لیتا ہے طبیب روحانی کے پاس گیا اپنے مرض کو دفع کیا۔ جسم بھی راحت سے رہا کیونکہ آرام سے بیٹھا سنتا رہا دل بھی نور علم سے نورانی ہوا۔ علم کی مجلس میں جانا ہر طرح اگلی باتوں سے بڑھا ہوا ہے۔ اسلئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے افضل فرمایا عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موت الف عابد قائم اللیل صائم النہار اہون من موت عالم بصیر بحلال اللہ وحرامہ ایک عالم شریعت کا مرجانا ایک ہزار ایسے عابدوں کے مرجانے سے جو رات بھر عبادت کریں۔ دن کو ہمیشہ روزہ رکھیں زیادہ مصیبت کا موقع ہے۔ کیونکہ ہزار عابد مرے ہزار چراغ جو اکیلے خالی گھر میں روشن تھے گل ہوگئے ایک عالم مرگیا گویا سورج چھپ گیا جسکے سبب سینکڑوں روشن گھروں میں اندھیرا ہوگیا موت العالم موت العالم ایک عالم کی موت جہان کی موت کے برابر ہے فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد ایک عالم مسائل دین کا جاننے والا ایک ہزار عابد زاہدوں سے زیادہ شیطان پر بھاری اور زیادہ مصیبت کا سامان ہے کیونکہ شیطان کا کام گمراہ کرنا عالم کا کام ہدایت کرنا یہ آپس کی ضدیں قائم ہوئیں۔ پھر ہزار عابد عبادت کر کے بخشے گئے ایک عالم ہزاروں کو ہدایت کر کے بخشوایا پھر جو عالم سن کر ہوگئے۔ انہوں نے لوگوں کو سنایا ایک نیا جال ہدایت کا پھیل گیا۔ ہدایت کا ہونا شیطان کی جان پر ظلم اور آفت کا برپا وہاں تو ہزار معدود تھے یہاں ہر ایک کی ہدایت سے بے تعداد جنتی ہوئے۔ پھر جس قدر اولاد آدم جنتی ہونگے یہ پہلے نے پاپی جل جل کر مرینگے۔ کنز العمال عن علی قال العلم خزائن ومفاتحہا السوال فاسئلوا یرحمکم اللہ فانہ یوجر فیہ اربعۃ السائل والمعلم والمستمع والمحب لہم۔ علم کے بڑے خزانہ ہیں کنجیاں ان خزانوں کی عالموں سے مسئلہ پوچھنا ہے۔ لوگو مسئلہ پوچھتے رہا کرو۔ ایک مسئلہ پوچھنے سے چار آدمی بخشے جاتے ہیں۔ پوچھنے والا سائل بتانے والا مولوی عالم پاس بیٹھا ہوا سننے والا۔ اہل علم کے فریق سے محبت رکھنے والا گھر بیٹھے بخشا جائیگا۔ دیکھو عالم میں اور علم میں کتنا بڑا فرق ہوا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس عورت نے اپنے گھر میں سائل کا ٹکڑا نوالہ خیرات دینے کا حکم دیا اور گھر کی ماما نے جاکر فقیر کے حوالہ کیا۔ تین آدمی ثواب کے مستحق ہوئے۔ مرد گھر کا مالک جسکی کمائی ہے گھر والی گھر کی منتظمہ نوکر گھر میں سے لے جاکر فقیر کو دینے والی لیکن سائل کو اس میں کچھ بھی نہ ہوا۔ بلکہ اگر بلا ضرورت سوال کیا تو گنہگار ہوا۔ علمی سوال میں سب سے پہلے سائل کی مغفرت ہوگی۔ کیونکہ اس نے پہلے جنت کا دروازہ کھولا ہے۔ اسلیے پہلے وہی جنت میں جائیگا۔ نیز دنیاوی حصے تقسیم کرنیوالا القاسم محروم کبھی محروم بھی ہوجاتا ہے۔ یہاں نعمت علم کا تقسیم کرنیوالا عالم سب سے اعلیٰ درجہ پائیگا۔ حدیث شریف میں آیا ہے ساقی القوم آخرہم شربا جو مجلس میں دودھ شربت پلاتے کھڑا ہوگا وہ سب کو پلاکر آخر میں پیئے گا اگر کچھ بچیگا تو

پڑے گا نہیں تو خیر. مگر علم کی سبیل لگانے میں سب سے اول ساتی یعنی مسئلہ کا پوچھنے والا بخشا جائیگا دوسری بات یہ ہے کہ خیرات کرنے سے بھی لوگ بخشے گئے جنکا فعل کمانا یا خیرات کا حکم دینا یا لیجا کر فقیر کو پہنچانا تھا گھر بیٹھے انکا کوئی ملنے جلنے والا نہیں بخشا گیا مگر علم کی وہ بڑی بھاری خیرات ہے کہ ان لوگوں کا دوست گھر بیٹھا ہی بخشا جائیگا یہ باتیں مال کی خیرات میں نہیں ہیں عن سلیمانؓ نوم علی علم خیر من صلوٰۃ علی جہل عالم کا آرام سے سونا بہتر ہے جاہل کی نفلی نماز سے کیونکہ جاہل اگر نماز بگاڑ کر پڑھیگا تو اُلٹا گنہگار ہوگا اس پڑھنے سے نہ پڑھنا بہتر ہے. تو جہالت کی نماز سے گناہ لکھا جائیگا اور نائم یعنی سوتے ہوئے شخص کے ذمہ کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا وہ مرفوع القلم ہے اور اگر جاہل ٹھیک نماز پڑھتا ہے تو بھی جو عالم اپنے فرائض سے فارغ ہو کر سوتا ہے وہ افضل ہے نماز بھی عبادت علم بھی عبادت لیکن نماز ختم ہونے والی عبادت لازمی دائمی عبادت پھر جناب رسول اللہ کا ارشاد ہے احب الاعمال الی اللہ ما دیم علیہ اللہ کو وہی نیک اعمال پسند اور مرغوب ہوتا ہے جو ہمیشہ کیا جائے نماز کو پڑھا ختم کیا علم ہر حال باقی اور قائم رہا. عالم سو جائے تو یہ علم کی عبادت موجود جاگ اٹھے تو موجود چلتے پھرتے ہر وقت موجود اور قائم جاہل کی نماز صرف ہاتھ پیروں کے ساتھ قائم ہوتی ہے. اور عالم کا علم ہونے کے وقت دل اور دماغ کے ساتھ قائم ہوتا ہے اعضا ظاہری یعنی کی عبادت سے قلب کی عبادت بہت افضل ہے. عن انس طالب العلم بین الجہال کالحی بین الاموات جاہل مرے مردے ہیں علم دین کا طالب زندہ ہے کیونکہ اہل علم سے ہر شخص کو نفع ہے جیسے زندہ سے نفع ہوتا ہے جاہل سے نفع کی جگہ ضرر مرا بخیر تو امید نیست بد مرساں. مردے سے کوئی نفع نہیں. نفع ہوتا ہے تو اسکے مرنے کا غم ہوتا ہے. یہ ہی حالت جاہل کی ہے اس سے غم رنج پہنچیگا پس عالم ہمیشہ زندہ ہے نفع پہنچاتا ہے اور جاہل مردہ ہے اسکی ذات سے نفع کچھ نہیں. عن عثمان ابن عفان یشفع یوم القیامۃ الانبیاء ثم العلماء ثم الشہداء قیامت کے دن سب سے پہلے گنہگاروں کی شفاعت انبیاء کرینگے انہیں کے بعد انبیاء کے بعد عالم شفاعت کرینگے گنہگاروں کو بخشوائیں گے تیسرے درجہ میں شہید لوگ شفاعت کرینگے بخشوائیں گے شہیدوں کیلئے عالموں سے پچھلا مرتبہ دیا گیا ہے عالم لوگوں کا درجہ شہیدوں سے زیادہ ہے کیونکہ شفاعت نبیوں کا حق ہے اور انکے مورث اعلیٰ انبیاء ہیں عالم لوگ انبیاء کے وارث اور نائب ہیں العلماء ورثۃ الانبیاء اور شہید لوگ علم دین اور شریعت محمدیہ کے سپاہی. پھر سپاہی کا مرتبہ بادشاہ مورث اعلیٰ اور بادشاہ کے پیچھے ہونا لازم ہے. اسلیئے شہیدوں کو علماء سے مرتبہ میں پیچھے رکھا گیا ہے عالم فرزند انبیاء ہیں اور شہید خادم. عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیار امتی علماءہا الا وان اللہ تعالیٰ یستغفر للعالم اربعین ذنبا قبل ان یغفر للجاہل ذنبا واحدا الا وان العالم یجی یوم القیامۃ وان نورہ یمشی فیہ قد اضاء ما بین المشرق والمغرب جناب صاحب کوثر حضور انور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں کہ میری اُمت کا عطر عالم لوگ ہیں. ہوشیار ہو جاؤ جس بات سے جاہل کا ایک گناہ معاف ہوگا. اس بات سے عالم کے چالیس گناہ معاف ہونگے یعنی اگر جاہل اور عالم دونوں مل کر کسی ایسی نیک بات کو کریں کہ جس کے کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہوں تو اس عمل کے کرنے سے عالم کے چالیس گناہ معاف ہو جائیں گے اور جاہل کا ایک گناہ معاف ہوگا وجہ یہ ہے

کہ عالم سردار اُمت ہیں اور جب سردار بیمار تو سارا لشکر بیکار پہلے سردار کو تندرست کرنا لازم ہے۔ جیسے غزوہ خیبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کرم اللہ وجہہ کو حکم الٰہی سے سردار لشکر بنایا اور آپکے ساتھ میں نشان سرداری دینے کو بلایا۔ لوگوں نے آنحضرت سے عرض کیا کہ انکی آنکھیں دکھتی ہیں فرمایا کہ میرے پاس بلاکر لاؤ لوگ حضرت علی کو بلاکر لائے۔ پہلے آپنے حضرت علی کی آنکھوں میں اپنا برکت مآب منہ کا لعاب لگایا۔ فوراً آنکھیں کھل گئیں اور تکلیف رفع ہوگئی۔ پھر نشان سرداری دیکر یہود کے مقابلہ میں بھیجا۔ خدا نے وہ لڑائی فتح کردی اسی طرح علماء لوگ آنحضرت کی امت کے جب گناہ کرینگے اور گناہ بڑی بیماری ہے اسکی وجہ سے وہ قابل سرداری یا روحانی جنگ فتح کرینگے۔ کام سے لاچار ہوجاتے ہیں۔ پھر اگر تائید الٰہی نے انہیں سرداری دینے کو بلایا تو پہلے انکے ایک کی جگہ چالیس چالیس گناہ معاف کرینگے۔ ایک میں سو مرض دور ہونگے پھر ان سے نفس و شیطان کی فوج کو شکست دلوائیں گے اسلام کا خیبر فتح کرائینگے۔ عالم لوگ قیامت کے دن ایسے بڑے نور میں رستہ چلتے ہونگے۔ جس کے سبب مشرق سے مغرب تک کا سارا میدان روشن ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ قیامت میں نور عملوں کا بدلہ ہوگا۔ عالموں کی تحریر اور تقریر ان کی تصنیف کتابیں مشرق سے مغرب تک پھیل گئی تھیں اسکے سبب دور دور تک ہدایت دنیا میں پھیلی تھی۔ اس کے صلہ میں قیامت میں انہیں نور روشن ملا۔ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان عن علی قال رکعۃ من عالم خیر من الف رکعۃ من جاہل عالم کی ایک رکعت نماز بہتر ہے جاہل کی ایک ہزار رکعتوں سے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ عبادت ایک طرح کی بادشاہی خدمت ہے اور علم دوسری طرح کی خدمت شاہی ہے اور ذی عقل بادشاہوں کا یہ طریق ہے کہ ایک نوع کی خدمت والے ملازم سے دوسری طرح کی خدمت نہیں لیتے۔ وزیر سے چوکیدار اور کانسٹبل کا کام نہ ہوگا سپاہی چوکیدار سے وزارت نہ ہوگی ہر کسے را بہر کارے ساختہ۔ فطرت اور قدرت ہر شخص کو ایک نہ ایک خاص کام کے لیے پیدا کرتی ہے پھر اس شخص سے وہ اپنا خلقی فطرتی کام خوب بن جائیگا دوسرا کام نہ ہوگا۔ اگر ہوگا تو بہت تھوڑا۔ خدا نے عالم کو سیکھنے سکھانے کو پیدا کیا ہے جتنا پڑھیں بہت تھوڑا ہے۔ زاہدوں کو عبادت کرنے کے لیے پیدا کیا جتنی عبادت کریں تھوڑی ہے۔ پس عابدوں زاہدوں کو تھوڑا سا علم خاص ان کے لیے بڑے علم کا کام دیگا اور عالموں کی تھوڑی عبادت بہت سی عبادت کے برابر ہے کیونکہ خلاف فطرت کام کرنا سخت مشکل اور موافق فطرت کا کام کرنا نہایت آسان اسلیے ایک رکعت عابد کی ہزار رکعتوں سے افضل ہے کیونکہ عابدوں کی ہزار رکعتیں پڑھنا موافق فطرت کے ہے۔ نہایت آسان ہے عالموں کا ایک ایک رکعت پڑھنا خلاف فطرت ہے۔ سخت مشکل ہے زاہدوں کی ہزار رکعتیں اور عالم کی ایک رکعت مشقت میں برابر ہے اسلیے ثواب میں برابر پھر عالم کی ایک رکعت کے ساتھ علم کی عبادت بھی موجود ہے۔ جاہل کی صرف رکعتیں ہی رکعتیں ہیں اسلیے عالم کی ایک رکعت زاہد ہوگی جاہل کی ہزار رکعتوں سے کنز العمال عن جابر قال ساعۃ من عالم متکئ علی فراشہ ینظر فی علمہ عبادۃ العابد سبعین عاماً

حضرت جابرؓ سے روایت ہے عالم کا تکیہ لگا کر علم دین کی کتاب دیکھنا یا علمی بات پر غور اور فکر کرنا عابد کی ستر برس کی عبادت سے کہیں بہتر ہے وجہ یہ ہے کہ ستر سال تک اگر کوئی برابر عبادت کرنے میں مشغول و معروف رہیگا تو وہ خلقت سے نہایت علیحدہ اور بیزار اور غیر مانوس ہو جائیگا۔ پھر خلقت کو اسکی عبادت سے کچھ بھی نفع نہ ہوگا اور اگر عالم کوئی مسئلہ دیکھیگا یا غور و فکر سے نیا مسئلہ پیدا کریگا۔ فوراً آفتاب کی طرح روشنی اسکی پھیلا دیگا لوگوں کو نفع پہنچائیگا پس گوشہ میں ستر سال کی عبادت ایسی ہیں کہ آفتاب غروب ہوگا اور عالم کا مسئلہ دیکھنا غور و فکر کرنا ایسا ہے جیسے آفتاب عنقریب طلوع کرنے والا ہے۔ طلوع آفتاب سے نفع زیادہ ہوتا ہے۔ اسکے غروب کی نسبت خیر الناس من ینفع الناس۔ بہتر تو وہی شخص ہے جسکے سبب نفع ہوئے۔ ستر سال کا عابد اپنے نفع کیلئے عبادت کرتا ہے اور عالم عام نفع کیلئے عن ابن عباس قال اذا اجتمع العالم والعابد علی الصراط قیل للعابد ادخل الجنۃ لعبادتک وقیل للعالم قف ھھنا فاشفع بمن شئت فانک لاتشفع لاحد الا شفعت فقام مقام الانبیاء عالم اور عابد پل صراط پہنچیں گے تو عابد سے کہا جائیگا کہ سیدھے جنت میں چلے جاؤ اپنی عبادت گذاری کے سبب سے اور عالم سے کہا جائے گا کہ آپ یہاں ٹھہریں۔ یہ لوگ گنہ گار یہاں سے گذریں گے۔ جن کی شفاعت آپ کرینگے وہ بخشا جائیگا یہ سن کر عالم عہدہ شفاعت پر انبیاء کی طرح کھڑا ہو جائیگا اور لوگوں کو بخشوائیگا وجہ اسکی یہ ہے کہ انبیاء میں دو صفتیں ہیں۔ ایک عبادت کی دوسری تبلیغ احکام اور ہدایت کرنے کی صفت عابدوں کے حق میں آئی ابلاغ تبلیغ احکام عالموں کے حصے میں آئی عبادت کا نتیجہ بے حساب جنت میں جانا تبلیغ احکام کا نتیجہ شفاعت کا عہدہ ملنا پھر جیسا عمل ویسا ہی اس کا ثمرہ دوسری بات یہ ہے کہ کوئی شخص عبادت میں انبیاء تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور تبلیغ احکام میں پہنچ سکتا ہے پس عابد نبیوں کے مقام تک نہ پہنچے۔ لہذا نبیوں کی جگہ کھڑے ہو کر شفاعت بھی نہ کرسکے اور عالم انبیاء کی جگہ کام دینگے لہذا انبیاء کی جگہ کھڑے ہو کر شفاعت بھی کرینگے تیسرے نبی کا نائب عالم صاحب تبلیغ ہو سکتا ہے کیونکہ نبی کا مادہ بنا ہے نبا سے معنی خبر کے۔ انبیاء احکام الٰہی جو خدا کی طرف سے انہیں بتائے جاتے ہیں وہ لوگوں کو بتاتے اور خبر دیتے ہیں۔ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ اے رسول! رسالت کی شرط یہ ہے کہ جو کچھ تم پر نازل ہوا لوگوں کو پہنچا دو اور اگر ذرا پہنچانے میں کمی کرو گے تو حق رسالت ادا نہ ہوگا اور عابد اول تو مقام انبیاء تک عبادت میں پہنچتا نہیں اور اگر بالفرض پہنچ بھی جائے تو زبان سے کہہ نہیں سکتا کانراکہ خبر شد خبرش باز نیامد سوائے خاموشی کے کچھ نہیں کرسکتا۔ بس جب خبر دینا عابد سے نہ ہوا۔ تو نیابت نبی عابد سے ادا نہ ہوئی اور علماء سے ہوئی لہذا جب علماء دنیا میں نائب اور قائم مقام انبیاء کے ہوئے تو آخرت میں بھی شفاعت انبیاء کے قائم مقام ہونگے آنحضرت نے فرمایا جس نے عالم کا استقبال کیا اس نے میرا استقبال کیا جس نے عالم کی زیارت کی اُس نے میری زیارت کی جو کوئی عالم کی خدمت میں جاکر بیٹھا وہ میرے پاس بیٹھا جو میرے

پاس بیٹھا وہ گویا اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوا۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ نائب کیلیے بعض صورتوں میں منیب کا حکم ہوتا ہے عالم نائب رسول اللہ ہے اور جناب رسول اللہ نائب اور خلیفۃ اللہ ہیں اور نائب کا نائب خود اصل کا نائب ہوتا ہے فالعلماء نائبین اللہ فی الارض تو نتیجہ یہ نکلا کہ عالم لوگ اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں اور نائب کو منیب سے مناسبت ضرور ہوتی ہے پس جو کوئی عالم کی خدمت میں حاضر ہوا وہ مستحق رحمت الٰہی ایسا ہوگا کہ جیسے مولیٰ کے حضور میں حاضر ہو کر خانہ کعبہ میں جاکر مستحق رحمت ہوتا ہے اہل علم کے رتبے خدا کے کلام رسول کے فرمان سے تو بہت کچھ ثابت ہیں لیکن دنیا میں خلفاء اور بادشاہ بھی اہل علم کی قدر بہت کچھ کرتے تھے امیر المومنین حضرت عمرؓ بن الخطاب جن کا مرتبہ اور زہد و تقویٰ میں اپنی نظیر نہیں رکھتا اکثر اوقات حضرت ابن عباسؓ سے مسئلے پوچھا کرتے۔ کیونکہ ابن عباس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تھی۔ اللھم علمہ الکتاب والحکمۃ الٰہی عبداللہ بن عباس کو کتاب اور حکمت سکھا دے اس دعا کی وجہ سے آپ کی معلومات علمی بہت وسیع تھی۔ ایک دفعہ کسی نصرانی بادشاہ کے چند سوالات لکھے ہوئے حل کرنے کو حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ سوالات یہ تھے آسمانی کتابوں کی رو سے اس کا جواب دیا جائے پہلا سوال ایک ماں کے شکم سے دو بچے ایک دن ایک وقت میں پیدا ہوئے۔ پھر ایک ہی روز دونوں کا انتقال ہوا۔ ایک بھائی کی عمر سو برس بڑی دوسرے بھائی کی عمر سو برس چھوٹی ہوئی یہ کون تھے اور ایسا کس طرح ہو سکتا ہے دوسرا سوال وہ کونسی زمین ہے کہ جہاں ابتدائے پیدائش سے قیامت تک صرف ایک دفعہ سورج نکلا نہ پہلے کبھی نکلا تھا اور نہ آیندہ کبھی نکلے گا تیسرا سوال وہ کونسی قبر ہے جس کا مردہ بھی زندہ اور قبر اپنے مدفون کو سیر دکھاتی پھرتی تھی پھر مردہ قبر سے باہر آکر زندہ رہ کر مرا۔ چوتھا سوال وہ کونسا قیدی ہے جس کو قید خانہ میں سانس لینے کی اجازت نہیں اور وہ بے سانس لیے زندہ رہتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس کو بلایا اور یہ فرمایا کہ ابن عباس ان سوالات کا جواب لکھ دو۔ حضرت عبداللہ نے قلم برداشتہ جواب تحریر فرمایا اوّل جواب۔ وہ دونوں بھائی جو ایک دن کی پیدائش ایک دن ان کی وفات پھر ایک سو برس عمر میں چھوٹا ایک سو برس عمر میں بڑا یہ دونوں بھائی حضرت عزیر اور عزیز ہیں۔ ایک روز دونوں ایک ماں سے پیدا ہوئے۔ ان دونوں کی وفات کا دن بھی ایک ہے۔ لیکن بیچ میں حضرت عزیر کو خدا نے اپنی قدرت کاملہ دکھانے کو پورے سو برس مار رکھا۔ بعد سو برس کے پھر زندہ کیا۔ سورۃ آل عمران میں جن کا ذکر فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ مذکور ہے۔ سو برس کے بعد زندہ ہو کر اپنے گھر گئے اور پھر کچھ دن اور زندہ رہے۔ بعدہٗ آپکے اور آپکے بھائی کی ایک روز وفات ہوئی اس لیے عزیر کی سو سال چھوٹی اور عزیز کی عمر سو برس بڑی ہو گئی دوسرا جواب وہ زمین جس پر ساری عمر میں ایک دفعہ سورج نکلا تھا۔ اور پھر نہ نکلا اور نہ نکلے گا وہ زمین سمندر کی کھاڑی قلزم کی تہہ ہے کہ جہاں فرعون غرق ہوا تھا۔ اور نیز موسیٰ مع بنی اسرائیل کے پار اترے تھے۔ حضرت موسیٰ کے معجزے سے دریا خشک ہوا۔ دریا

کی تہ کو حکم الٰہی سے سورج نے بہت جلدی سکھایا۔ حضرت موسیٰ مع اسرائیل کے پار اُترے۔ فرعون غرق ہُوا۔ اس زمین پر ساری عمر میں صرف ایک دفعہ سورج نکلا اور آیندہ کبھی نہ نکلے گا۔ تیسرا جواب وہ قبر جس کا مردہ بھی زندہ قبر اپنے مدفون کو سیر دکھاتی پھرتی تھی وہ حضرت یونسؑ کی مچھلی ہے۔ قبر بھی زندہ مردہ بھی زندہ اور مچھلی آپ کو لیے ہوئے دریاؤں کی سیر دکھاتی پھرتی تھی۔ پھر مچھلی کے پیٹ سے باہر نکل کر آپ عرصہ تک حیات رہے۔ پھر وفات ہوئی۔ چوتھا جواب جو قیدی قیدخانہ میں سانس نہیں لیتا وہ بچہ ہے جو اپنی ماں کے شکم میں قید ہے اور خدا نے اس کے سانس لینے کا ذکر نہیں کیا اور نہ وہ سانس لیتا ہے۔ اور پھر زندہ رہتا ہے یہ جوابات حضرت عمرؓ نے لکھوا کر بھیج دیئے۔ وہ نصرانی ان جوابات کو دیکھ کر بولا کہ شاید مسلمانوں میں ابھی کوئی نبی زندہ ہے۔ یہ جواب سوائے نبی کے کوئی نہیں بتا سکتا۔ حضرت ابن عباس کی آپکے علم کے سبب خلفاء کے نزدیک بہت عزت تھی۔ تاریخ آثار الاول۔ خلیفہ مامون عباسی نے اپنی دختر ام الفضل کی شادی حضرت محمد بن علی الجواد رضی اللہ عنہ سے کرنی چاہی تو بہت سے عباسی گھرانے لوگ مانع مزاحم ہوئے۔ خلیفہ مامون نے فرمایا کہ ایسی تھوڑی سی عمر میں ایسا علم نہ میں نے دیکھا نہ سُنا تم میں کوئی بڑے سے بڑا عالم بھی اس لڑکے سے مناظرہ نہیں کر سکتا اور نہیں تو تم کسی کو بلالو میں محمد جواد کو بلاتا ہوں یہ بات قرار پائی کہ یحیٰی بن اکثم نے سوالات کیے۔ ان کے جواب بھرے دربار میں محمد جواد نے بڑے دندان شکن دیئے۔ جب جواب دے چکے تو خلیفہ مامون نے کہا کہ اے جواد تم بھی کوئی سوال کرو اور جواب لو۔ حضرت جواد نے یحییٰ سے ایک فقہی سوال کیا یا تقول فی رجل نظر الی امراۃ فی اول النہار شہوۃ فکان نظرالیہا حراماً علیہ فلما ارتفع النہار حلت لہ فلما زالت الشمس حرمت علیہ فلما کان وقت العصر حلت لہٗ فلما غربت الشمس حرمت علیہ فلما ادخل العشا حلت لہٗ فلما انتصف اللیل حرمت الیہا فلما طلع الفجر حلت لہ فبما ذا اعلت دبما ذا حرمت الیہ ترجمہ ای یحیٰی بتاؤ کیونکر ہو سکتا ہے صبح کے وقت ایک مرد نے ایک عورت کو نا جائز نگاہ سے دیکھنا اس شخص پر حرام تھا۔ جب دن چڑھ گیا تو اسی مرد کو دیکھنا ہر طرح سے جائز ہو گیا لیکن جب سورج ڈھلا تو پھر دیکھنا حرام ہو گیا۔ مگر جب عصر کا وقت آیا تو پھر حلال ہُوا۔ ہاں جب سورج چھپا تو پھر دیکھنا حرام ہو گیا۔ جب عشاء کا وقت آیا۔ تو پھر حلال ہُوا جب آدھی رات آئی تو پھر اس عورت کو دیکھنا اس مرد کو حرام ہُوا۔ مگر وہی عورت اس مرد کو صبح کے وقت پھر حلال ہوتی تو بتاؤ کیوں تو حرام ہوئی اور کیوں حلال ہوئی۔ کیا بات ہے یہ سن کر یحییٰ بن اکثم باوجود وسیع علم کے اس سوال کے جواب میں عاجز اور لاچار ہوئے۔ محمد جوادؓ نے خود ہی جواب فرمایا کہ یہ عورت دراصل کسی شخص کی لونڈی تھی اس کو ایک اجنبی شخص نے بدی نظر سے دیکھا وہ دیکھنا اُسے حرام تھا مگر کچھ دن چڑھے اس اجنبی نے اس لونڈی کو مول خریدا۔ اب دیکھنا اسے حلال ہُوا۔ ظہر کے وقت اس لونڈی کو آزاد کر دیا۔ اب یہ پھر غیر محرم

ہوئی اس کو دیکھنا پھر حرام ہوگیا۔ عصر کے وقت اس عورت سے نکاح کیا۔ اب دیکھنا حلال ہوگیا۔ مغرب کے وقت اس لونڈی منکوحہ سے اظہار کر لیا۔ یعنی ماں کی طرح حرام منہ سے کہہ دیا۔ اب اس کو دیکھنا حرام ہوا۔ عشاء کے وقت اس ظہار کے کفارہ میں غلام آزاد کیا ظہار کا حکم ساقط ہوا۔ اب پھر دیکھنا حلال ہوا۔ جب آدھی رات ہوئی اس عورت کو طلاق دے دی۔ پھر حرام ہوگئی۔ صبح کے وقت پھر رجوع کر لیا حلال ہوگئی۔ سب لوگ اس علمی کمال کو دیکھ کر حیران ہوئے۔ مامون نے برسر دربار کہا اب تو میں اپنی دختر کا نکاح ان سے کر دوں سب نے اجازت دی۔ حضرت جواد کا عقد شریف ام الفضل بنت خلیفہ مامون سے ہوا۔ دین کی دولت خانہ زاد تو موجود تھی اس کے طفیل دنیا کی بھی دولت نصیب ہوئی حیوۃ الحیوان قیس بن سعد عبادہ ایک بڑا رئیس تھا اور مالدار اور سخی تھا اکثر اس کی مصاحبت میں عالم قابل رہا کرتے تھے۔ اتفاق سے ایک عالمہ مسکینہ آئی اور چاہا کہ قیس سے سوال کرے مگر لوگوں کی شرم سے سوال نہ کر سکی۔ لیکن اپنی علمی قابلیت سے کام لیا۔ قیس کے سامنے آکر عرض کیا اشکت جرذان بیتی علی العصاء۔ میرے گھر کے چوہے لکڑی لے کر چلتے ہیں۔ قیس سمجھا اور فوراً جو جواب دیا لادعھن یثبن وثب الاسود۔ اے بی بی میں تیرے گھر کے چوہوں کو نہایت زور آور اور خوب کودنے اچھلنے والا بنا دونگا۔ پھر فوراً مجلس سے اٹھا اس عورت کے گھر کو زمین سے چھت تک غلہ سے بھر دیا عورت کے سوال کا مطلب یہ تھا۔ کہ مجھ پر ایسا فاقہ گذرتا ہے کہ میرے گھر کے چوہوں کو بھی کوئی دانہ کھانے کو نہیں ملتا۔ وہ بھی فاقوں کی تکلیف سے ایسے کمزور ہوئے کہ گویا بڈھے کی طرح لکڑی لے کر چلنے لگا۔ قیس کے جواب کا یہ مطلب کہ میں تمہارے گھر کے چوہوں کو ابھی نہایت قوی خوب اچھلنے والا بنا دونگا یعنی کھانے کو دے دونگا۔ اس معمہ کو سوائے عورت اور قیس کے اور کوئی سمجھ نہ سکا۔ کام بھی بن گیا اور عزت بھی نہ گئی یہ ایک ادنیٰ سے علم کی برکت ہوئی کہ سوال کیا عرض حال کیا۔ مگر کس خوبی سے اب غور کرو کہ جب علم مانگنا اس خوبی سے سکھاتا ہے تو اور باتیں کیسی کچھ سکھائے گا۔

مسلمانو! یہ جو کچھ اہل علم کی فضیلتیں قرآن مجید اور حدیث شریف سے بیان ہوئیں۔ یہ سب کی سب دیندار عالم باعمل کی نسبت آئی ہیں۔ اور بے عمل عالم کو قیامت کے دن نہایت سخت عذاب ہوگا۔ اشد الناس عذاب یوم القیامۃ عالم لم ینفع بعلمہ صحیح حدیث شریف موجود ہے۔

مسلمانو! یہ ظاہر علم کی دو قسمیں ہیں۔ علم دین اور علم دنیا۔ لیکن ان کے تحت میں صدہا قسم کے علم موجود ہیں جو شخص علم دین حاصل کرے گا وہ عالم ربانی کہلائے گا۔ اور جو دنیا کے علم حاصل کرے گا وہ دنیا میں بادشاہوں سے زیادہ دولتمند عزت ثروت والا ہو جائے گا۔ فکل میسر لما خلق۔ جو شخص جس لیے پیدا کیا گیا ہے وہ اس میں کامیاب رہے گا۔

والحمد للہ رب العالمین۔

آٹھواں وعظ

عشق مجازی اور حقیقی کے بیان میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً یحبونہم کحب اللہ والذین آمنوا اشد حباً للہ۔ یعنے
بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے برابر غیروں سے محبت رکھتے ہیں مگر ایمان والے سب سے زیادہ اللہ کی محبت رکھتے ہیں
تفسیر کبیر اس آیت شریف میں غیروں سے مراد بت ہیں۔ کافر بتوں کی محبت ایسی رکھتے ہیں جیسی اللہ سے
رکھنی چاہیئے یا مراد بزرگ اور بڑے آدمی ہیں خواہ وہ صاحب دولت یا حسن وجمال والے ہوں یا صاحب دین
اور کرامت واعجاز والے جن کو لوگ اپنے خیال میں بڑا تصور کریں یہ ان سے خدا کی برابر محبت کریں۔ تیسرا قول
صوفیہ کرام کا ہے کہ سوائے ذات الٰہی سے کسی اور چیز کی محبت رکھنی اس آیت سے منع ثابت ہے انسان!
سب سے اعلیٰ درجہ میں خدا کی محبت رکھے کیونکہ ہر چیز کی محبت فانی صرف اس باقی کی محبت باقی ہے۔ حضرت
یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف سے محبت رکھی اور کیا کچھ رکھی پھر کیا ہوا جدائی ڈالی گئی معالم التنزیل
اسّی برس تک روتے رہے۔ یا اسفیٰ علیٰ یوسف وابیضت عیناہ من الحزن فہو کظیم۔ ترجمہ ہائے افسوس یوسف
کی جدائی میں آنکھیں جاتی رہیں، نابینا ہوئے غم کے پتلے بن گئے کمر ٹوٹ گئی نزہۃ المجالس خرج یوسف الی الصید
فرای اعرابیا من الشام فسالہ عن یعقوب فقال کثیر الاحزان وقد انحنی ظہرہ وذہب بصرہ علی فقد ولدہ یوسف
فوقع مغشیا علیہ من البکاء فقال اخبرنی ہذا الاعرابی ان یعقوب اشرف علی الہلاک فقالوا لہ ذنب فقال نعم اتخذ محبوباً
مع اللہ تعالیٰ ترجمہ حضرت یوسف جب زلیخا کے پاس تھے اکثر آپ سیر وشکار کو جاتے ایک دن جنگل میں ایک کنعانی
زمیندار آپ کو ملا آپ نے اس اعرابی سے حضرت یعقوب علیہ السلام کا حال پوچھا اعرابی نے بیان کیا کہ آنکھیں جاتی رہیں
کمر غم سے دوہری ہوئی آپ پر غم اور حزن کی گھٹا چھائی ہوئی ہے حضرت یوسف یہ حال حضرت یعقوب کا سن کر
بے ہوش ہو کر زمین پر گرے ساتھ والے خادموں نے عرض کیا کہ حضرت یہ اتنے غم کا سبب کیا ہے فرمایا کہ یہ
اعرابی کہتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام وفات کے قریب پہنچ گئے مگر کسی طرح غم و رنج وملال ان کا کم نہیں ہوتا
آپ کے ساتھ والوں نے کہا کہ انہوں نے کچھ ایسا قصور کیا ہے جو اس طرح وہ مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ فرمایا
کہ ہاں بڑا قصور کیا ہے اور وہ قصور یہ ہے کہ اللہ کی محبت کے ساتھ یعقوب نے ایک اور شخص سے بھی محبت
پیدا کر لی ہے۔ انیس الجلیس۔ جب حضرت یوسف کے فراق میں حضرت یعقوب نہایت بے چین ہوئے

اور آپ کو صبر نہ آیا تو اپنے درد کی تسکین کے لیے چاہا کہ یوسف کے حسن کی تصویر بنا کر اپنے پاس رکھیں۔ لیکن آپ نے کوئی چیز ایسی نہ پائی جس کا حسن یوسف کے حسن سے مشابہ ہوتا اس کے لیے آپ یوسف کی تصویر اور مثال نہ بنا سکے فنودی یعقوب کان لیوسف مثال ولکن اشکل علیک تصویرہ فلم تتخذ حبیبا لیس مثال ترجمہ۔ خدا کی طرف سے اس وقت حضرت یعقوب کو ندا ہوئی اے یعقوب یوسف کے حسن کی مثالیں تو بہت سی تھیں مگر تم اس کی مثال نہ بنا سکے۔ اے یعقوب تم ایسی ذات کو اپنا محبوب کیوں نہیں بناتے جس کی فی الواقع کوئی مثال نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں اسکے حسن وجمال کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ لیس کمثلہ شئی وہو السمیع البصیر ترجمہ۔ نہیں ہے خدا کی مثال کسی شئی میں وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ مصر کی عورتیں یوسف کی صورت دیکھ کر بے خود ہو گئیں اپنے ہاتھ ترکاری کی جگہ کاٹ لیے انہیں اصلاً خبر نہ ہوئی۔ پھر ساری عمر حضرت یوسفؑ کے فراق میں پاگل ہو کر دیوانی ہو کر مصر کی گلیوں میں یوسفؑ یوسفؑ پکارتی پھرتی رہیں۔ فلما راینہ اکبرنہ وقطعن ایدیہن ترجمہ۔ جب عورتوں کی نگاہ حضرت یوسفؑ کے چہرہ پر پڑی بے خود ہوئیں اور کاٹ لیے ہاتھ اپنے یہ چالیس عورتیں مصر کے معزز لوگوں کی تھیں یوسف کو دیکھ کر آپ کے عشق میں پاگل ہوئیں۔ کوئی پاگل خانہ میں جاکر مریں۔ کوئی مصر کے گلی کوچہ یوسف یوسف پکارتی ہوئی مری۔ سب کی سب دین و دنیا سے کھوئی گئیں۔ عورتوا ایسی محبت تمہیں یوسف کے خالق محبوب حقیقی رب العالمین سے کرنی چاہیئے یہ کس فانی عشق میں تم نے اپنی جانیں دے ڈالیں۔ ہائے پھر جان دینے کا کچھ بھی مزا نہ پایا۔ کاش یہ جانیں مولیٰ کے عشق میں جاتیں تو اس خون کے صلہ میں دیدار محبوب نصیب ہو جاتا حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک میدان میں پورے سو اولیاء اللہ کو مرے اور بے گور و کفن پڑے دیکھا۔ جوش محبت میں پکارا اے محبوب یہ کب تک اپنے عاشقوں کو قتل کرتا رہے گا۔ آواز آئی یونہی قتل کریں گے۔ لیکن قیامت میں اس خون کی دیت دیں گے۔ الٰہی انکے خون کی کیا دیت ہے۔ فرمایا دیت اہل الدنیا الدراہم والدینار ودیت قتل اہل اللہ رویتہ ترجمہ:۔ اہل دنیا کے قتل کی دیت درہم و دینار ہیں اہل اللہ کے قتل کی دیدار جبار و غفار ہے یحبونہم کحب اللہ والذین آمنوا اشد حبا للہ ترجمہ کوئی یوسف کے عشق میں مر کر بیکار گیا کوئی اپنے مولا کے عشق میں مرا اور مولی کے دیدار کا مستحق بنا بی بی زلیخا کے یوسف کے عشق میں کیا کچھ حال خراب ہوا۔ چھوٹی عمر میں جب سے خواب میں حضرت کو دیکھا اُسی دن سے جو عاشق ہوئیں۔ نوے سال کی عمر تک عشق روز بروز زیادہ ہوتا گیا۔ مصر کے خزانہ یوسف کی خریداری میں خالی کیے نئی نئی قسم کے محل بنوائے ان محلوں میں یوسف کو لے گئیں مگر یہ سب کچھ بیکار گیا حضرت یوسف زلیخا کے بھیجے مصر کے قید خانہ میں گئے۔ مگر پھر خدا کے قید خانہ سے نکل کر مصر کے وزیر ہوئے۔ عہدہ وزارت زلیخا کے گھر سے چھن گیا۔ زلیخا کے عزیز مصر کا انتقال ہوا بی بی زلیخا محلوں سے نکل کر حضرت یوسف کے رستہ پر جا پڑی روتی

روتی اندھی ہوئی کمر جھک گئی لیکن ؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے ۔ افسوس
کس قدر بیشمار خزانہ اور کیسی اُٹھتی جوانی کے ساتھ بے نظیر حسن خاک میں ملا کاش کہ یہ سب کچھ زلیخا عشق الٰہی میں فنا
کرتی تو کیا اچھا تھا اے زلیخا یوسف کی محبت میں کیا کیا مصرع ع اپنا کچھ کھویا کسی کا کیا گیا رب العزت تمہاری دستگیری
نہ کرتا تو تم دونوں جہان میں برباد ہو چکیں تھیں اے زلیخا یوسف کی محبت کے زمانہ میں خدا کی محبت تمہیں کچھ بھی نہ تھی
ابتدا میں تم نے یوسف کو خدا سے زیادہ چاہا اور پسند کیا یحبونھم کحب اللہ۔ غیر لوگ غیروں کو خدا کے برابر سمجھتے ہیں۔
والذین امنوا اشد حبا للہ۔ ترجمہ مگر اللہ والے سب سے زیادہ اپنے خدا سے زیادہ محبت رکھتے ہیں ہاں زلیخا جب
اللہ والی ہو گئیں تو پھر اپنے خدا کی محبت رکھی کہ یوسف کی محبت میں فوق لے گئیں اے زلیخا تم نے دونوں طرح کے عشق کا
ذائقہ چکھ لیا ہے۔ عشق مجازی اور عشق حقیقی کا ذرا سچ بتا۔ ہم مانتے ہیں کہ یوسف سا حسین دنیا سے ناپید ہے
لیکن جمال الٰہی اور حسن یوسف میں کتنا فرق ہے ہمیں بھی بتا دیجئے ع کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا۔ آفتاب
اور ذرہ کی نسبت بھی غلط ہے۔ قطرہ اور سمندر کی کہانی بھی نامناسب ہے۔ زمین و آسمان کی مثال بھی ٹھیک نہیں
عرش فرش کا فرق بھی کیا شے ہے۔ حق تو یہ ہے لیس کمثلہ شئ سعدی ای برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم۔
جو کہ سب وجہوں سے درجہ فوق ہے ۔ اس لیے لاکھوں درجہ تو مافوق ہے ؎ عقل سے برتر خدائی ہے تیری
فہم سے باہر ہے خدائی تیری ۔ ان کے بعد قیس میدان عشق میں آئے ایک کالی عورت کے عاشق ہوئے
سرگرداں پھرے مجنوں کہلائے۔ چھوٹی عمر میں لیلیٰ کے عشق کی آگ مجنوں کے سینہ میں بھڑکی۔ جب قیس کی محبت
کا قصہ شہرت پا گیا۔ تب قیس کو لیلیٰ کے گھر کے دروازہ تک آنے کی ممانعت ہوئی۔ بادشاہ وقت کو اطلاع کی گئی
اس نے حکم دیا کہ اگر قیس لیلیٰ کے گھر پہ آئے تو قتل کر دو ہم نے خون معاف کیا۔ ادھر پابندی ادھر نمرود کی
آگ کی طرح لیلیٰ کی محبت کی آگ بڑھتی تھی اکثر وقت قیس لیلیٰ کے فراق میں بے ہوش رہنے لگا۔ قیس کے گھر
والوں نے باہم مشورہ کیا یہ رائے قرار پائی کہ لیلےٰ کے والدین کی خدمت میں چل کر عرض کیا جائے۔ کہ
آپ لیلیٰ کا عقد شرعی قیس سے کر دیجئے۔ سب کے سب لیلیٰ کے والد کی خدمت میں گئے اور بہت سا کچھ
عرض معروض کیا۔ مگر تقدیر الٰہی عشق قیس شہرۂ آفاق ہو چکا تھا۔ اور عرب میں عاشق کے ساتھ عقد کرنا بڑی
عار کا کام تھا اسی پرانی رسم کے موافق لیلیٰ کے باپ نے انکار کیا اور یہ کہا کہ آپ مجھے سارے عرب میں بدنام کرنا چاہتے
ہو۔ لوگ کہیں گے لیلیٰ کو عاشق کے ساتھ بیاہ دیا۔ اب تو مجنوں کی جان پر بن گئی جب اس طرف سے ناکامی رہی
تو قیس کو لوگ مکہ معظمہ لائے۔ کعبہ کا پردہ ہاتھ میں دے کر دعا کرائی کہو اللھم ارحنی من حب لیلیٰ ترجمہ۔ الٰہی
لیلیٰ کی محبت چھڑا دے۔ قیس کے منہ سے نکلتا تھا اللھم لا ترحنی من حب لیلیٰ۔ الٰہی لیلیٰ کی محبت میرے دل سے نہ
نکلے اس موقعہ پر عرفات کے میدان میں قیس موجود تھے اور وہاں اتفاق سے قافلہ میں لیلیٰ کے نام کی کوئی عورت تھی

اسے کسی نے پکارا اے لیلیٰ مجنوں اپنے محبوب کا نام سنتے ہی غش کھا کر گرا جب ہوش آیا تو پوچھا کیا ہوا تھا. جواب دیا کہ کسی نے میرے محبوب کا نام لیا تھا اسکے نام سننے سے مجھے تاب نہ رہی بیہوش ہو گیا اے قیس اگر یہ محبت رب سے کرتا تو آج تو کون اور کیا ہوتا یحبونہم کحب اللہ ایسی محبت خدا ہی سے کرنی چاہیئے تھی کیا ایک ناچیز عورت سے محبت کر کے اپنے آپ کو برباد کر لیا ایک دن مجنوں کو لیلا کی گلی کا کتا ملا فوراً گود میں اٹھا لیا اور منہ سے منہ ملا کر پیار کرنے لگا. اس قصہ کو مولانا روم فرماتے ہیں ؎ دفتر سوم ہمچو مجنوں کو سگے را مینواخت ؞ بوسہ اش میداد پیشش میگداخت ؞ گرد او میگشت خاضع در طواف ؞ ہمچو حاجی گرد کعبہ بے گزاف ؞ ہم سر و پائش ہمی بوسید و ناف ؞ ہم جلاب شکرش میداد صاف ؞ بوالفضول گفت کائے مجنوں خام ؞ ایں چہ شیدا است نیکہ می آری مدام ؞ پوز سگ دائم پلیدی میخورد ؞ مقعد خود را بلب می استرد ؞ گفت مجنوں تو ہمہ نقشی و تن ؞ اندراں بنگر تو از چشمان من کایں طلسم بستہ مولیست ایں ؞ پاسباں کوچہ لیلی است ایں ؞ آں سگے کہ گشت در کویش مقیم ؞ خاکپائیش را بہ شیران عظیم ؞ ایک شخص نے مجنون سے کہا کہ یہ جانور ناپاک ہے تم اسے اس طرح پیار کیوں کرتے ہو مجنوں نے کہا کہ آپ اسکے ظاہر کو دیکھتے ہیں آپ کو اسکے باطن کے اوصاف کی خبر نہیں یہ کتا لیلیٰ کی گلیوں کا رہنے والا ہے وہاں کا پاسبان ہے یہ کتا میرے محبوب کے کوچہ کا مقیم ہے اسکے پیروں کی خاک شیروں سے اچھی ہے اس قسم کے ولولوں میں ایک دن لیلیٰ کے فراق میں کسی جنگل میں مر گیا. کاش یہ عشق کی طاقت خالق لیلیٰ کی جانب مصروف ہوتی تو دو جہان میں کامیاب ہوتا ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً یحبونہم کحب اللہ والذین آمنوا اشد حباً للہ ترجمہ بعضے لوگ سوائے اللہ کے ایسی محبت غیروں سے پیدا کرتے ہیں جو اللہ کے ساتھ پیدا کرنی چاہیئے. ہاں اللہ والے تو ایسی محبت اپنے اللہ سے کرتے ہیں غیر سے تعلق نہیں رکھتے اگر ادہم کو دیکھو تو شاہ بلخ کی دختر کی محبت میں چور تھے. ایک نظر جو بادشاہ بلخ کی دختر پر پڑی ہزار جان سے عاشق و شیدائی ہوئے اپنی لیاقت اور بادشاہ کی حیثیت کو نہ تولا فوراً شاہ سے عقد کی درخواست کر دی وزیر نے انکے ٹالنے کی یہ تدبیر نکالی کہ بادشاہی توشہ خانہ سے ایک بڑا موتی نکالا ادہم کو دکھا کر کہا کہ اگر تم ایسے موتی لادو تو ہم تمہاری شادی شاہ بلخ کی دختر نیک اختر سے کر دینگے. جوش عشق میں نکل کر سمندر پر پہنچے. وہ کاٹ کی فقیرانہ کشتی نکال کر خالی کرنے لگے چالیس روز برابر یہی کرتے رہے وہ سمندر دریائے ناپیدا کنار دہاں ادہم کا کیا شمار لیکن اللہ لیے عشق میں ثابت قدم ہو تو ایسا ہو ادہم کی جانبازی پر خدا نے رحم کیا اور اپنے فضل سے سمندر کو حکم دیا کہ بہت سے موتی بھرے سیپ درویش ادہم کے پاس پھینک دیئے. بموجب حکم الٰہی سمندر نے کچھ سیپ ادہم کی نذر کیے بڑی خوشی خوشی موتی اٹھا کر لائے ایسے ایسے نادر موتی تھے کہ جنکے برابر کے موتی بڑے بڑے بادشاہوں کے خزانہ میں نہ ہونگے جب بادشاہ کے دربار میں پہنچے موتی پیش کیے اور مطلوب کے ملنے کی درخواست کی ہر ایک شخص موتی دیکھ کر حیران تھا مگر وزیر بے تدبیر نے موتی رکھ لیے اور ادہم کو بری طرح سے دربار کے باہر نکلوا دیا قصہ مختصر بادشاہ کی بیٹی کسی مرض میں مبتلا ہو کر مری دفن کرنیکے بعد ادہم لاش کو نکال کر لے گئے وہ دراصل سکتہ کے مرض میں مبتلا تھی پھر تندرست ہو گئی انجام کار ادہم سے نکاح ہو کر وصال نصیب ہوا لیکن وہ سب کچھ ہیچ وہ محبوبہ بھی فانی محبوب بھی فانی کاش اگر ادہم یہ جذبہ عشق خدا کے

پاک ذات عالی سے کرتے تو کتنے بڑے اولیاء اللہ ہوتے والذین آمنوا اشد حبا للہ اسی قسم کے ہزاروں عشق کے کارنامے دنیا میں ہوئے اور ہونگے لیکن بالآخر سب کو دریائے فنا میں غرق ہونا اور وجود سے عدم میں جانا پڑا اگر باقی رہنا چاہتے ہو تو اس باقی کی محبت میں فنا ہو جاؤ جس طرح انبیاء اور اولیاء اللہ اسکی محبت میں فنا ہوئے اول سب سے محبت الٰہی میں حضرت ابراہیمؑ نے قدم رکھا آسمان زمین میں خلیل اللہ نام رکھوایا ہر قسم کی تکلیف میں ثابت رہے۔ جناب کی ثابت قدمی پر ملائک تعجب کرتے مختصر روض الریاحین اوحی اللہ تعالیٰ الی نبیہ ابراہیم علیہ السلام یا ابراہیم انک لی خلیل فاحذر ان اطلع علی قلبک فاجدہ مشغولا بغیری فیقطع حبک منی فانی انما اختار لحبی من الواحرقتہ بالنار لم یلتفت قلبہ عنی ولم یستغل لغیری فاذا کان کذلک احببتہ حبا لاینقطع منہ ابدا۔ ترجمہ:۔ حضرت ابراہیمؑ پر وحی نازل ہوئی ابراہیم تم ہمارے خلیل ہو اور ہم تمہارے خلیل ہیں ذرا اس بات سے بچنا کہ میں تمہارے قلب کی طرف نظر ڈالوں وہاں کسی غیر کو پاؤں اگر ایسا کرو گے میری محبت اور دوستی ٹوٹ جائیگی میری نظر سے گر جاؤ گے میں ایسے شخص سے محبت کرتا ہوں کہ اگر میں اسے آگ میں ڈال کر جلا ڈالوں تب بھی اسکے دل میں سوائے میرے کسی دوسرے کا خیال تک نہ آئے اور اسی طرح اس کا دل میری محبت میں مضبوط رہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے ایسا ہی کر دکھایا۔ جب آپنے قتل اغیار یعنی قوم نمرود کے بت خانہ میں تشریف لے جاکر سارے بتوں کو توڑا اور قوم نمرود نے آپ کو گرفتار کیا اور یہ تجویز ہوا کہ ابراہیم کو آگ میں جلایا جائے۔ نمرود نے آتش خانہ ابراہیم کے لیے تیار کیا۔ تاریخ طبری و ابن اثیر ایک میل سے ایک میل کا احاطہ بنایا گیا جس کی چار دیواری ۲۰ گز بلند تھی۔ اس میں لکڑیاں جمع کرنی شروع کیں ہر شخص اس کام کو بڑا نیک کام خیال کرتا تھا۔ بیمار منت مانتا اگر میں اچھا ہو گیا تو ابراہیم کے جلانے کے احاطہ میں اس قدر لکڑیاں اپنے پاس سے پہنچاؤں گا۔ عورت کہتی تھی اگر میرا فرزند درست ہوا تو میں اتنی لکڑیاں اس ثواب کے کام میں دونگی غرض کچھ رعیت نے مدد دی باقی نمرود کی طرف سے ایک مہینہ میں وہ احاطہ بھر گیا اوپر سے روغن وغیرہ ڈال کر آگ لگا دی یہ پھر اس دور سے آگ بھڑکنے لگی کہ شعلے اس کے آسمان تک جانے لگے کیا امکان تھا کہ کوئی پرند جانور احاطہ کے اوپر سے گزر جائے جب دور دور تک آگ کے شعلے اور تیزی سے پہنچنے لگے تب حضرت ابراہیمؑ کو قید خانہ سے باہر لائے منجنیق ڈھیکلی کی صورت بنا کر اس کے حضرت ابراہیمؑ کو زنجیروں سے باندھ کر رکھا اور چاہا کہ آگ میں ڈالیں فضجت السموٰت والارض والجبال ومن فیہما من الملائکۃ وجمیع الخلق الی الثقلین ضجۃ واحدۃ ترجمہ چیخ اٹھے آسمان اور زمین اور پہاڑ اور سارے فرشتے دفعۃً اور عرض کیا ربنا خلیلک یلقی فی النار ولیس فی الارض احد یعبدک غیرہ ترجمہ اے اللہ جناب کا دوست اور خلیل آگ میں ڈالا جا سکتا ہے اگر آج یہ جل گیا تو پھر حضور کی عبادت زمین پر کون کرنے اُٹھے گا اے رب ہمیں انکی مدد کرنے کی اجازت ہو۔ ارشاد ہوا کہ ہو خلیلی لیس لی خلیل غیرہ وانا الٰہ لیس لہ الٰہ غیری فان استغاث بکم فاغیثوہ وان لم یدع غیری فخلوا بینی وبین خلیلی ترجمہ ابراہیم ہمارا دوست ہے سوائے اسکے آج روئے زمین پر ہمارا کوئی دوست نہیں

اور ہم اس کے معبود ہیں۔ ہمارے سوائے اس کا کوئی معبود نہیں۔ تم جاؤ اگر تم سے مدد طلب کرے تو تم اسے مدد دو اور اگر وہ تم سے رخ بھی نہ ملائیں تو خلیل جانے اور رب خلیل جانے تاریخ ثعالبی یہ حکم سنتے ہی بہت سے ملائک حضرت ابراہیمؑ کے پاس حاضر ہوئے سب سے پہلے پانی کا موکل فرشتہ آپکے سامنے آیا اور عرض کیا کہ آپ کے اشارہ کا منتظر ہوں اسی وقت آگ پر مینہ برسادوں۔ پانی کے خزانے میرے ہاتھ میں دیکھ کر مجھے خدا نے بھیجا ہے۔ حضرت ابراہیم نے اس فرشتہ کی طرف سے منہ پھیر لا اور یہ فرمایا اما الیک فلا ترجمہ تیری مجھے کچھ حاجت نہیں ہے فوراً ہوا کا موکل فرشتہ حاضر ہوا عرض کیا کہ ابراہیم اشارہ کرو ابھی آندھی چلا کر ساری آگ اڑادوں فوراً خلیل اللہ نے ان غیروں سے منہ پھیرا اور فرمایا لاحاجۃ الیکم ترجمہ جاؤ جی تمہاری کیا حاجت ہے اتنے میں جبرئیل آمین تشریف لائے اور فرمایا کہ ابراہیم کچھ حاجت ہے آؤں اس آگ کو پر مار کر اڑادوں فرمایا اما الیک فلا ترجمہ اے جبرئیل مجھے تمہاری کچھ حاجت نہیں حضرت جبرئیل نے کہا کہ ابراہیم اچھا اگر غیر سے مدد نہیں لیتے تو اس مولیٰ سے طلب کرو فرمایا حسبی من سوالی علمہ بحالی ترجمہ اے جبرئیل وہ تو خود جانتا ہے بس مجھے یہ کافی ہے کیونکہ اگر میں اس سے مدد طلب کروں تو کس منہ سے وہ ناپاک اگر دل سے طلب کروں تو میرا دل اس کا عاشق زار وہ کب خلاف مرضی کر سکتا ہے اے جبرئیل من اوقد النار قال جبرئیل اوقدہا النمرود قال من حکم بذلک قال الجلیل ترجمہ اے جبرئیل یہ آگ کس نے جلائی ہے کہا نمرود نے اچھا نمرود کو کس نے حکم دیا ہے فرمایا رب جلیل نے فالخلیل راض بحکم الجلیل ترجمہ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اے جبرئیل خلیل راضی ہے رب جلیل کے حکم سے تم ہٹ جاؤ ہمیں جلنے دو دیکھو آگ خلیل کو جلاتی ہے یا خلیل اس آگ کو عشق الٰہی کی آگ میں جلاتا ہے ؎ عشق آتشیست کہ آتش دوزخ فدائے اوست انیس الجلیس حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ ابراہیم آج میں آپ کے عشق کی حالت وکیفیت لکھونگا۔ فرمایا کس شے پر لکھوگے اگر پہاڑ پر لکھوگے تو وہ جل جائیگا اگر لوہے پر لکھوگے تو لوہا پگھل جائیگا۔ یہ داستان عشق تو سوائے خلیل کے دل کے دوسری جگہ لکھی نہیں جاسکتی اے جبرئیل ہٹ جاؤ۔ فراق میں جان نکلی جاتی ہے آج رب جلیل نے بندے خلیل سے آگ کے اندر ملاقات کرنی اور دیدار دکھانے کا وعدہ کیا ہے سب کو ہٹادیا اور تنہا نمرود کی آگ میں ڈالے گئے جب آگ میں پہنچ گئے تب رب جلیل نے آگ کو پکارا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم۔ ترجمہ اے آگ بہت جلد سرد ہوجا دیکھ اگر ابراہیم کی زنجیروں کے سوا تو نے ایک رونگٹا بھی جلایا تو ایسے عذاب میں ڈالونگا کہ جس کا کوئی شمار نہ ہوگا۔ آگ نے حضرت ابراہیم کی آہنی قید کی زنجیریں جلاڈالیں پھر اسی وقت ٹھنڈی ہوئی وہ آدھی جلی ہوئی لکڑیاں گلاب چنبیلی کے درخت بنے آب شیریں کی نہریں جاری ہوئیں۔ چالیس دن آپ اس آگ میں رہے وہ سرور وراحت آپ کو میسر ہوا کہ وہاں کے نکلنے کے بعد اس کا عشر عشیر بھی کبھی نصیب نہ ہوا جب آگ ٹھنڈی ہوچکی تب حضرت جبرئیلؑ جنت سے ایک حلہ آپکے لیے اور ساتھ ہی خدا کا سلام اور یہ پیغام لائے کہ اے ابراہیمؑ تم نے دیکھ لیا ہمارے پیاروں کو آگ نہیں جلاسکتی فاتقوا النار التی اعدت للکفرین۔ ترجمہ قرآن مجید

بھی فرماتا ہے کہ جہنم کی آگ دشمنوں کے لیے ہے۔ خدا کے دوستوں پر وہ آگ گلزار ہوگی دیکھو شفاعت صغریٰ کے موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سارے انبیاء اولیاء صلحاء شہداء کو ساتھ لے کر دوزخی لوگوں کو نکالنے کے لیے درانہ جہنم کے اندر تشریف لے جائیں گے مگر وہ آپ کے لیے جنت کا چمن ہوگا مختصر روض الریاحین بی بی رابعہ بصریہ ایک جگہ سے گذریں وہاں کوئی شخص جنت کا ذکر کر رہا تھا آپ نے فرمایا کہ میاں خدا سے ڈرو۔ کب تک بندگان خدا کو خدا کی محبت سے غافل کرو گے۔ بھائی پہلے خدا کی محبت کی تعلیم کرو پھر جنت کا اشتیاق دلاؤ۔ اس شخص نے یہ سن کر کہا اے دیوانی جاؤ اپنا رستہ لو رابعہ نے فرمایا دیوانہ تو وہ ہے جو راز کی بات نہ سمجھے فرمایا یا مسکین الجنۃ سجن من لم یکن اللّٰہ انیسہ وجلیسہ ترجمہ اے شخص جنت تو قیدخانہ مصیبت کا گھر ہوتا ہے اگر جنت میں اللہ تعالیٰ کا قرب میسر نہ ہو الم تری الی آدم کان فی الجنۃ یرتع فلما اکل من الشجرۃ صارت علیہ سجنا ترجمہ میاں تمہیں آدم کا حال معلوم نہیں کہ جب تک ان پر خدا کا سایہ رہا کیسے آرام سے جنت کی میوہ خوری کرتے رہے اور جس وقت نافرمان درخت کا پھل کھالیا اور خدا کا ہاتھ اٹھ گیا وہی جنت آدم کے لیے قیدخانہ اور مصیبت کا گھر بن گئی ابراہیم الخلیل لما حفظ سر مولاہ قربہ واجتباہ فلما طرح فی النار صارت النار بردا وسلاما اور ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھو کہ جب وہ محبت الٰہی میں پورے اترے آگ میں ڈالے گئے وہ آگ ان کے لیے جنت اور عافیت بن گئی پس پہلے جنت کے مالک سے محبت پیدا کرو پھر جنت میں جاؤ خالی جنت میں جا کر کیا کرو گے لو کانت الجنۃ نصیب المشتاقین بدون جمالہ فوا ویلاہ ترجمہ اگر جنت کسی مشتاق کو مل جائے مگر وہاں دیدار الٰہی نصیب نہ ہو تو خرابی ہے وہ بہشت اور جنت کسی کام کی نہیں ولو کانت السقر نصیب العاشقین مع وصالہ فوا شوقاہ ترجمہ اگر دوزخ میں عاشقوں کو دیدار الٰہی نصیب ہو تو ایسی دوزخ نہایت اچھی ہے شوق سے لو دو جہان میں جو کچھ ہو عشق الٰہی ہے۔ جب بی بی زلیخا کی خدائے رحیم و کریم نے دستگیری فرمائی اور بت پرستی سے توبہ نصیب ہوئی تو صورت اسکی یہ ہوئی کہ جب ایک زمانہ گذر گیا اور بت کے آگے عاجزی کرتی یوسف کو مانگتی مانگتی عاجز ہوئیں مگر وہاں پتھروں کو کیا خبر اندھے کے آگے روئے اپنے نین کھوئے۔ یہ بت کورا پتھر تھا یہاں کیا رکھا تھا جب زلیخا روتی روتی لاچار ہوئیں اس بت سے نہایت بیزار ہوئیں ادھر توفیق الٰہی نے ہاتھ پکڑا فوراً بت توڑ کر چورا چورا کر ڈالا اور لا الٰہ الا اللہ منہ سے نکالا اور ساتھ ہی یہ عرض کیا اے میرے مولا یا تو مجھ سے یوسف کو ملا یا یوسف کی محبت میرے دل سے نکال اپنی محبت دے الٰہی ہمیں وہ دن دکھا دے کہ ہمیں خود یوسف تلاش کریں اور ہم یوسف سے چھپیں وہ ہمیں بصد منت بلائیں اور ہم ان سے بھاگیں۔ وہ ہمیں اپنا حسن و جمال دکھائیں ہم ان سے منہ پھیریں الٰہی وہ ہم کو دیکھیں اور ہم دیکھیں اور ہم تجھے دیکھیں بی بی زلیخا نے یہ دعائیں مانگیں خدا نے سب دعائیں قبول فرمائیں یوسف کو بھی ملا دیا اور اپنی طرف بھی بلا لیا جو کچھ مانگا تھا وہ سب کچھ دے دیا جس وقت بی بی زلیخا نے یہ دعائیں مانگی تھیں۔ ملائک نے

جناب باری میں عرض کیا الٰہی اب تو زلیخا تیری ہو گئی اسکی مراد پوری کر دے ارشاد ہوا کہ ملائک ہمیں قسم ہے اپنی ذات الٰہی کی کل زلیخا اپنی مراد کو پہنچ جائیگی دوسرے دن حضرت یوسف کی سواری بڑے تزک و شان سے مصر میں نکلی اور زلیخا کی جھونپڑی کے پاس سے گذرنے لگی۔ زلیخا ہاتھ میں لکڑی لے کر لب سڑک ہوئیں اور یہ کہنا شروع کیا سبحان من جعل الملوک عبیداً بالمعصیۃ وجعل العبید ملوکاً علی الطاعۃ ترجمہ پاک ہے وہ ذات جس نے بادشاہوں کو غلام بنایا گنہگاری کے سبب سے اور غلاموں کو بادشاہ کر دیا اطاعت الٰہی کے سبب سے بی بی زلیخا ہمیشہ ایسی صدا کہا کرتی تھیں لیکن کون سنتا تھا آج ان کا خدا حامی ہو گیا فوراً زلیخا کی آواز حضرت یوسف کے کان میں پہنچی حضرت یوسف نے دردناک صدا سن کر فرمایا جلد دیکھو یہ کون فریاد کرتا ہے اس کو کیا تکلیف ہے غلام آپ کا زلیخا کی جھونپڑی کی طرف دوڑ کر آیا دیکھا کہ ایک عورت بڑھیا اندھی کھڑی فریاد کرتی ہے۔ جا کر عرض کیا کہ ایک اندھی عورت ہے وہ کچھ فریاد کرتی ہے فرمایا کہ جاؤ پوچھو وہ کیا مانگتی ہے غلام گیا اور بی بی زلیخا سے پوچھا کہ اے بڑھیا تجھے کیا حاجت ہے جلدی بتا دے زلیخا نابینا تھی۔ فرمایا تو کون ہے یوسف نے کہا کہ میں حضرت یوسف کا غلام ہوں یہ سن کر زلیخا نے فرمایا ایک عنی ترجمہ جا ہٹ جاؤ ہمیں تم سے کیا حاجت ہوگی جس نے تجھے بھیجا ہے اُسے ہمارے پاس بھیجدے غلام یہاں سے حضرت یوسف کے پاس آیا اور عرض کیا کہ وہ عورت کوئی بڑی مغرور متکبر ہے یہ کہتی ہے کہ جا اسے بھیج دے جس نے تجھے بھیجا ہے ادھر جب زلیخا کے پاس سے یوسف کا غلام چلا گیا زلیخا نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ اے میرے مولا بتوں کو تو اتنی بھی طاقت نہ تھی کہ یوسف غلام کو میرے پاس لاتے وہ یوسف کو کہاں لا سکتے ہیں مگر کیا حضور میں بھی اتنی طاقت نہیں جو جناب کو میرے پاس لائیں سنتے ہی دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا اور حکم ہوا کہ اے جبریل جاؤ یوسف سے کہو کہ وہ اپنی سواری سے اُتریں اور اس بڑھیا کی مزاج پرسی کریں۔ آتے ہی حضرت جبریلؑ نے یوسف کی سواری روک لی اور سواری سے نیچے اتارا اور کہا کہ اس بڑھیا کے پاس چلو حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت جبریل زلیخا کے پاس آگئے۔ یوسف نے فرمایا کہ اے عورت تو کون ہے زلیخا نے کہا انا انا التی اشتریتک بالجواہر والذہب والفضۃ سبعیات ترجمہ اے یوسف میں وہ ہوں جس نے تمہیں جواہرات سونا، چاندی خرچ کر کے مول لیا تھا جب سے تمہیں دیکھا رات کو سوئی نہیں۔ کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا مگر افسوس کہ تم ایسی جلدی بھول گئے اچھا یہ بتاؤ کہ تم نہ بلائے سے کبھی آئے نہ خود کبھی آئے آج تمہیں کس نے بھیجا ہے آیا تم آپ آئے ہو حضرت یوسف نے فرمایا کہ آج مجھے رب العالمین نے بھیجا ہے اور ساتھ ہی یہ فرمایا ہے کہ اس بڑھیا کا دل خوش کر کے جانا یہ سن کر زلیخا کے دل میں عشق الٰہی کی پہلی بنیاد پڑی تھی۔ عرض کیا الحمد للہ الذی تقبل منی قلیلا واعطانی کثیراً ترجمہ تھوڑا سا لے کر بہت سا دے کر مالا مال کرنے والے خدا کا شکر کرتی ہوں ابھی تو صرف لا الٰہ الا اللہ منہ سے نکلا ہے کہ یوسف ہاتھ باندھے کھڑے ہیں اور کھڑے کرتے ہیں مجھ سے پوچھتے ہو کہ تیری دلی تمنا کیا ہے کفر کی حالت میں جواہر نگار محلوں میں نہ آئے

اگر دھوکے سے رہ گئے تو پیچھا چھڑا کر بھاگ گئے آج جنگل چٹیل میدان ہے اور جھونپڑی رہنے کا ٹھکان ہے لیکن بت پرستی چھوڑ کر خدا پرست ہوئے ہیں اور ابھی مسلمان ہوئے ہیں کہ یوسف سامنے کھڑے ہیں کیا خوب سعدا لقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے ہم آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے۔ کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے سوال کیا کہ آپکی تمنا کیا ہے فرمایا تم پوچھتے ہو یا کوئی اور پوچھتا ہے فرمایا اب تم اس کو بتاؤ جو تمہیں مجبور کر کے یہاں تک لایا ہے اب تو جو کچھ ہے وہ ہے فرمایا کہ آپ جلدی تمنا ظاہر کیجئے کہا وہ جو شروع سے تھی وہی تمنا اب تک ہے فرمایا کہ اے جبرئیل یہ نہایت بڑھیا ضعیفہ ہو گئی یہ کیا اب اس قابل ہے جو یہ کہتی ہے حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ رب العزت یہ ارشاد کرتا ہے یوسف دیکھو زلیخا اب بندی ہماری ہے ہم اس کی طرف سے تمہیں کہتے ہیں کہ اگر وہ قابل نہیں ہے تو ہم قدرت والے ہیں پھر اسے ویسا ہی کر دینگے آج زلیخا کی وہ شل ہوگی ع مفلس ہوں تو بلا سے مولا تو میرا غنی ہے بموجب حکم الٰہی حضرت جبرئیل کے ہاتھوں کی برکت سے آنکھیں روشن ہوئیں کمر سیدھی ہوئی نئے سر سے جوان ہوئیں قدرت الٰہی نے یہاں صرف زلیخا کو نئے سر سے جوان نہیں کیا بلکہ یوسف کے دل میں حد درجہ کا زلیخا کا عشق پیدا کر دیا صار المراد مریدا ترجمہ جن کی چاہت میں زلیخا برباد ہو گئی تھی وہ یوسف آج زلیخا کی جگہ ہوئے اور زلیخا یوسف کی طرح کنارہ کش ہوئی یوسف زلیخا کی مہمانداری میں مشغول ہوئے اور زلیخا اپنے مولا کی مہمان نوازی میں مصروف ہوئیں۔ یوسف خلوت خانہ درست کرتے ہیں زلیخا اپنے دل کا خانہ درست کرتی ہے یوسف زلیخا کے طالب بنے بیٹھے ہیں۔ زلیخا خدا کے جلوہ کی منتظر ہے خلوت خانۂ یوسف میں پہنچ کر زلیخا نے نماز شروع کر دی جب سجدے میں گئی تو کسی طرح سر اٹھانے کا نام نہیں لیتی ساری رات گزر گئی مگر وہاں سجدوں سے فرصت نہیں۔ بڑی مشکل سے اٹھا کر لے گئے فوراً وہاں سے بھاگیں یوسف نے کرتا پکڑا وہ کرتا پھٹ گیا یہ وہی محل ہے کہ جہاں زلیخا یوسف کو لے گئی تھی یہ وہی جگہ ہے کہ جہاں یوسف کا کرتا پھاڑا تھا۔ آج زلیخا بھاگتی ہے یوسف پکڑتے ہیں۔ جب یوسف نے بی بی زلیخا کا کرتا پکڑا اور وہ چاک ہوا کہ وہیں دروازے کے پاس جبرئیل امین ملے اور فرمایا کہ یوسف قمیص بقمیص ترجمہ یوسف کرتے کا بدلہ کرتا ہو گیا تم نے زلیخا کا کرتا پھاڑا اس نے تمہارا پھاڑ دیا لو اب تو برابر ہو گئے یوسف نے التجا سے فرمایا کہ اے زلیخا تم وہ نہیں ہو کہ میرے لیے کیا کچھ کیا تھا۔ فرمایا کہ میں وہی ہوں مگر دل میرا وہ نہیں ہے الٰہی زلیخا کو کیا ہو گیا ارشاد ہوا کہ زلیخا پہلے یوسف کی طالب تھی اور اب زلیخا خالق کی طالب ہے اے یوسف ہمارے طالب اور عاشق ہمارے سوا دوسرے کو دیکھنا پسند نہیں کرتے وہ یوسف کو نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتی سچ ہے جو شخص عشق الٰہی کے دریا میں غرق ہوا پھر اُس کا پتہ نہ ملا۔ دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار ؂ اے لوگو اگر تم کسی حاکم بادشاہ کو یا عورت اپنے خاوند کو مطیع کرنا چاہے تو مولیٰ سے عشق پیدا کر لو۔ سارا جہان تمہارے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا رہے گا۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؂

یاد او مونس جانت بود ، ہر دو عالم زیر فرمانت بود ، یاد او سرمایۂ ایمان بود ، ہر گدا از یاد او سلطان بود ،
مختصر روض الریاحین حضرت ایوب پر مرض کی بلا نازل ہونے لگی تو حضرت جبرئیل آئے اور یہ خبر لائے کہ اے ایوب خدا کی طرف سے تم پر سخت امتحان آنے والا ہے جسکی برداشت پہاڑوں میں نہ ہوگی حضرت ایوبؑ نے شکر فرمایا اِن دامت علی مواصلۃ الحبیب ساصبر حتی یقال عجیب ترجمہ اگر مجھے میرے محبوب کا دیدار اور وصال نصیب ہوتا رہا تو ایسا صبر کرونگا کہ جہاں کو تعجب ہو جائیگا کہ کس طرح ایوبؑ نے ایسی سخت مصیبت پر صبر کیا وحی آئی ایوب صبر کے لیے تیار ہو جاؤ ابلیس نے جناب باری میں عرض کیا الٰہی تو نے ایوب کو قسم قسم کی نعمتیں عطا کر رکھی ہیں اس لیے وہ شکر گزاری کرتا ہے مال کی جگہ مال۔ اولاد کی جگہ اولاد بھلا اب شکر کیوں نہ کرے ہم تو جب جانیں کہ سب کچھ چھین لیا جائے اور ویسا ہی شکر گزار بنا رہے حکم ہوا کہ لعین وہ ہمارا بندہ ہے مال کا بندہ نہیں ہے۔ وہ ہر حال میں ایسا ہی رہے گا اچھا جاؤ ہم نے تمہیں اسکے مال و اولاد کا اختیار دیا سب کو فنا کرو پھر دیکھو لعین آیا اور سب کے سارے کھیتوں باغوں میں آگ لگا کر فنا کر دیئے اور روتا ہوا باغبان کی صورت بن کر آیا اور یہ کہا کہ ایوب تو ایسے خدا کی عبادت کرتا ہے جس نے تیرے سارے باغ اور کھیت بلا ڈالے آپنے سن کر تبسم فرمایا اور یہ کہا کہ الحمد للہ اب میں اور زیادہ بے فکری سے اسکی عبادت کرونگا پھر سجدے میں ایسے گئے کہ ساری رات سر نہ اٹھایا دوسرے دن شیطان نے تمام آپکے اہل و عیال کے اوپر جب کہ وہ ایک مکان میں جمع تھے چھت گرا دی سارے زن فرزند دب گئے تو روتا ہوا بچوں کے معلم کی صورت بن کر حاضر ہوا اور یہ کہا اے ایوبؑ آج اور نیا ظلم ہوا کہ آپکے ننھے ننھے بچے مکان کے نیچے دب کر مر گئے اے ایوب جس وقت ان بچوں کے سر پر چھت گری اور انکے ناک کے رستے سر کا بھیجا باہر نکلتا تھا انتڑیاں انکی باہر آئیں ہائے پتھر بھی دیکھ کر پانی ہوتا تھا یہ سن کر آپنے فرمایا کہ الحمد للہ اب تو میں ہر طرح سے فارغ ہو کر اللہ کی عبادت کے لیے رہ گیا اور یہ کہہ کر سر سجدے میں رکھا اور ایک رات ایک دن اس نعمت کے جانے پر شکر کیا تیسرے دن شیطان آیا جبکہ آپ سجدے میں تھے آپ کی ناک کے قریب وہ آگ بھرا سانس پھونکا کہ آپکے سارے جسم میں آگ لگ گئی فوراً سارے بدن پر پھوڑے پیدا ہوئے تھوڑی دیر کے بعد تعفن اور بدبو پیدا ہو کر شام تک سارے بدن میں کیڑے پڑ گئے جس قدر مرض اور مصیبت زیادہ ہوتی تھی اسی قدر مولیٰ کی عبادت اور شکر زیادہ کرتے تھے آپ کا جسم جگہ جگہ سے پھوٹ گیا۔ خون سارا پیپ کچ لہو بن گیا کیڑے ہزاروں پیدا ہو گئے فصار الدود فی جسدہ یدرج وہو بالشکوی لا یبوح ویقول یا قدوس ویا سبوح ترجمہ۔ کیڑے بہ رہے ہیں مگر وہاں شکوے کا نام نہیں سبوح و قدوس کی تسبیح منہ سے جاری ہے جو کیڑا جسم سے الگ ہو کر گرتا ہے اُس سے فرماتے ہیں اے کیڑے میرے مولا نے تیری روزی مجھے بنایا ہے میں تو راضی ہوں تو ناراض ہو کر کہاں چلا اگر ہو سکتا تو اُسے پھر واپس زخم کے اندر رکھ لیتے رات دن یہ کام تھا اگر

دل مولا کی یاد میں مصروف تھا کسی دن بے ذکر الٰہی چین نہ تھا۔ اسی حالت میں ایک دن جبرئیلؑ آپکے پاس آئے اور سلام کیا حضرت ایوبؑ نے جواب نہ دیا۔ پھر دوسری دفعہ حضرت جبریلؑ نے سلام کیا اور دوسری دفعہ آپنے جواب دیا پوچھا کہ میرے پہلے سلام کا کیوں جواب نہ فرمایا حضرت ایوبؑ نے فرمایا ان الملک الودود ارسل الی ضیاف الدود لا طعمهم من لحمی علی مائدۃ عظمی فکان بعض اضیاف لبی علی لسانی فخشیت ان ارد علیک السلام فتسقط من مکانها الخ ترجمہ اے جبریل میرے محبوب نے اپنے کچھ مہمان کیڑے میرے پاس بھیجے ہیں تاکہ میں اپنا گوشت خون اپنے جسم کی ہڈیوں کے دسترخوان پر بٹھا کر انہیں کھلاؤں آج ان مبارک مہمانوں میں سے کچھ مہمان میری زبان کو کھا رہے تھے اتنے میں آپنے سلام کیا مجھے ڈر ہوا کہ اگر میں آپ کا جواب دونگا تو وہ مولی کا مہمان گر جائے گا اور میرے بولنے کے سبب ان کی روزی جاتی رہے گی مبادا وہ اپنے خدا سے میری شکایت کریں اور میں نافرمان مولا بن جاؤں پھر میرا محبوب مجھ سے ناراض ہو جائے اتنی دیر میں وہ مہمان دوسری جگہ سرک گئے زبان کو چھوڑ دیا میں نے آپکے سلام کا جواب دیا معالم التنزیل لدی ابن شہاب عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ایوب لبث فی بلاء ثمانی عشرۃ سنۃ ترجمہ:۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ایوب اسی حالت میں اٹھارہ سال تک مبتلا رہے۔ حسن بصری کہتے ہیں کہ سات سال تک بنی اسرائیل کی نجاست کی کوڑی پر پڑے رہے لیکن کسی دم ذکر الٰہی سے دل اور زبان خاموش نہ ہوتے تھے اور ایسے زور کے ساتھ ذکر الٰہی ادا کرتے تھے کہ ملائک تعجب کرتے تھے۔ جب اٹھارہ سال کے بعد آپ تندرست ہوئے حق تعالیٰ نے پہلے سے زیادہ مال و دولت اہل و عیال سب کچھ عطا کر دیا و وہبنا لہ اہلہ ومثلهم معهم رحمۃ من عندنا وذکری لاولی الالباب ترجمہ بخش دیا ہم نے ایوبؑ کو پہلے سے دوگنا اہل و عیال اپنی رحمت سے تاکہ یاد رکھیں عقلمند لوگ اس احسان کو لیکن تندرست ہونے کے بعد ہر روز اس بیماری کو یاد کر کے رویا کرتے تھے۔ کسی نے عرض کیا کہ آپ اس بیماری کو کیوں یاد کرتے ہیں فرمایا کہ کیا کہوں وہ بیماری ہزار تندرستیاں اس پر سے صدقے کی جائیں یا حضرت یہ کیوں فرمایا ایام مرض میں ہر روز بلاواسطہ حضور رب العالمین میری مزاج پرسی فرمایا کرتے اور کہتے اے ایوب تیرا مزاج کیسا ہے۔ لوگو یہ صرف اس اسلام و کلام کی لذت کا سبب تھا جو میں ایسے شدید مرض کو برداشت کر سکا۔ افسوس جس دن سے تندرست ہوا ہوں اب وہ سلام نہیں آتا کاش وہ مرض پھر آ جائے تو بہتر ہے والذین آمنوا اشد حبا للہ ترجمہ:۔ ایمان والے اپنے خدا سے ایسی زبردست محبت رکھتے ہیں روضۃ العلماء ان شعیبا علیہ الصلوٰۃ والسلام بکی عشر سنین حتی ذہبت عیناہ فرد اللہ فبکی ثانیا عشر سنین حتی ذہبت عیناہ فردہ اللہ فبکی ثالثا عشر سنین اخری ذہبت عیناہ فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ یا شعیب ان تک تبکی لاجل الجنان قد وجبتها لک وان تک تبکی لخوف النیران فقد حرمتها علیک جمیعا فقال یا رب لست ابکی لخوف النیران ولا لحب الجنان ولکن ابکی للشوق والاشتیاق الی الرحمان فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ یا شعیب ابک ثم ابک فانہ لاحیلۃ لک الی لقائی

سوی البکا رلی قد جہ حضرت شعیبؑ محبت الٰہی میں دس سال تک برابر روئے آپکی آنکھیں جاتی رہیں حق تعالیٰ نے دوبارہ آنکھیں عطا کر دیں پھر دس سال برابر روئے پھر آنکھیں جاتی رہیں خدا نے دوسری دفعہ آنکھیں اچھی کر دیں۔ پھر رونا شروع کیا پورے دس سال تک روتے رہے تیسری مرتبہ پھر روتے روتے آنکھیں جاتی رہیں رب العزت نے تیسری مرتبہ اپنے فضل سے آنکھیں حضرت شعیبؑ کی پھر روشن کر دیں پھر آپ کامل دس سال تک روئے۔ پھر آنکھیں جاتی رہیں وحی نازل ہوئی کہ اے شعیب کیوں روتے ہو اگر دوزخ کے ڈر سے روتے ہو تو میں نے جہنم کی آگ تم پر حرام کر دی اور اگر جنت کے شوق میں روتے ہو تو میں نے جنت تمہارے لیے واجب کر دی عرض کیا اے مولیٰ نہ اس لیے روتا ہوں نہ اس لیے روتا ہوں نہ دوزخ کے ڈر سے روتا ہوں نہ جنت کے شوق میں اے مولیٰ میں صرف دیدار رحمان کے لیے روتا ہوں حکم آیا اگر تم شوق دیدار میں روتے ہو تو روتے جاؤ اور خوب روئے جاؤ۔ اے شعیب ہمارے دیدار اور ملاقات کا یہی ذریعہ ہے جو تم نے اختیار کر رکھا ہے یہ رونا نہایت مبارک رونا ہے عنقریب تمہاری آنکھیں دیدار مولیٰ سے روشن ہونگی اور پھر ابدالآباد روشن رہیں گی مولانا روم فرماتے ہیں ؎ اے خنک چشمی کہ شد گریان او ۔ اے ہمایوں دل کہ شد بریان او ۔ والذین آمنوا اشد حباً للّٰہ ترجمہ ایمان والے اسکی محبت میں روتے روتے آنکھیں دے ڈالتے ہیں اور وہ اپنے اللہ کی محبت میں کامل رہتے ہیں۔ طہارۃ القلوب سید عبد العزیز دیری قال الجنید البغدادی بکی یونس علیہ السلام حتی عمی وقام حتی انحنی وصلی حتی واقعہ وکان یقول عزتک وجلالک لو کان بینی وبینک بحار من نار لخضتہا شوقا الی لقائک ترجمہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام روئے یہاں تک کہ آپکی آنکھیں جاتی رہیں اور خدا کی عبادت میں اس قدر کھڑے رہے کہ کمر جھک گئی اور اس قدر نماز پڑھی کہ ٹانگیں رہ گئیں باوجود اس قدر کثرت سے عبادت کرنے کے یہ فرمایا کرتے تھے مجھے قسم ہے تیری عزت تیرے جلال کی اگر میرے حضور کے درمیان سمندر آگ کے پیدا ہو جائیں تو بھی میں آپ کے دیدار کے شوق میں آگ کے سمندروں میں کود پڑوں گا یعنی اے مولیٰ اگر ایک طرف مجھے کھڑا کرے اور دوسری طرف آپ تشریف رکھیں اور بیچ میں جہنم کو رکھیں پھر مجھے اپنے پاس بلائیں تو سارے جہنم کو عبور کر کے حضور کے پاس تک پہنچ جاؤنگا اللہ اکبر کیا محبت الٰہی میں چور ہیں ایک جان نہیں ہزار جانیں اس کے شوق دینے کو تیار ہیں والذین آمنوا اشد حباللّٰہ ترجمہ ایمان والے خدا کی محبت میں بہت مضبوط ہوتے ہیں بکی یحیی ابن زکریا حتی بدت اضراسہ من کثرۃ الدموع فقال زکریا علیہ السلام یارب سألتک ولدا یکون لی قرۃ عین فرزقتنی ولدا لا انتفع بہ فاوحی اللہ الیہ یا زکریا بہذا سألت من الولد قلت ہب لی من لدنک ولیا والولی یکون ہکذا طالبالی و باکیا (روضۃ العلماء) ترجمہ حضرت یحیی بے انتہا روئے یہاں تک کہ آپکے دانت رخساروں کے باہر سے نظر آنے لگے۔ رخساروں میں زخم ہوئے سوائے رونے کے اور کچھ کام نہ تھا حضرت زکریا نے جناب باری میں عرض کیا

الٰہی میں نے جناب سے ایک بیٹا مانگا تھا۔ جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتا۔ میرا ہاتھ بٹاتا۔ حضور نے ایسا فرزند عطا کیا کہ مجھے اُن سے کوئی خدمت کا نفع نہیں پہنچ سکتا۔ وحی آئی کہ زکریا جیسا فرزند تم نے ہم سے مانگا ویسا ہی ہم نے تمہیں دے دیا۔ تم نے یوں دعا کی تھی رب ہب لی من لدنک ولیا فتوجس الٰہی اپنا ولی مجھے فرزندی میں دے دے اے زکریا ہم نے ولی فرزند تمہیں دیا ہے۔ کیا تمہیں خبر نہیں ہے کہ ہمارے ولی تو اسی طرح ہمارے اشتیاق میں روتے روتے مرجاتے ہیں مواہب **الدینہ** تاریخ ابن ہشام والخمیس جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوئے کچھ دن تک وحی نازل ہوکر پورے تین سال تک وحی بند رہی دفتر الوحی فترۃ حزن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حزنا عدامنہ مرادا کی تیودی من رؤس سواہق الجبال فکلما اوفی بذروۃ جبل لکی یلقی النفسہ منہ تبدی لہ جبرئیل فقال یا محمد انک رسول اللہ فیسکن لہ جاشہ فتقر عینہ فرجع فاذا طالت علیہ فترۃ الوحی عدا المثل ذلک فاذا اوفی بذورۃ جبل تبدی لہ جبرئیل قال لہ مثل ذلک ترجمہ:۔ جب وحی نازل ہوتے ہوتے کچھ دنوں کے لیے بند ہوگئی تو حضور اکرم اسکے عشق اور فراق میں ایسے بے چین ہوئے کہ کئی مرتبہ پہاڑ پر چڑھے کہ وہاں سے گر کر مرجاویں جب آپ ایسا کرتے تو معاً پہاڑ کی چوٹی کے پاس حضرت جبرئیل نظر آتے اور یہ فرماتے کہ ایسا نہ کیجیے۔ کیونکہ آپ اللہ کے سچے رسول لاکھوں کو راہ بتانے والے خدا سے ملانے والے ہیں۔ یہ سن کر آپ پہاڑ سے اتر آئے۔ پھر عشق الٰہی آپ کو بے چین کرتا پہاڑ پر جاتے اور چاہتے کہ پہاڑ سے گر کر فراق میں جان دے دوں۔ اتنے میں پھر جبرئیل نظر آتے اور آپ کو پہاڑ کے گرنے سے منع کرتے۔ تین سال تک دو زمانہ یونہی عشق الٰہی میں سردار انبیاء جان دینے کو پھرتے رہے اور روح امین سمجھاتے رہے یہاں تک کہ سلسلہ وحی متواتر جاری ہوا۔ جبریل امینؑ کی ملاقات سے وصال الٰہی کی امیدیں بندھ جاتیں حالت آپکی روز بروز ترقی کرتی جاتی تھی بخاری شریف واجود ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین یلقاہ جبرئیل وکان اجود من الریح المرسلہ۔ ترجمہ: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بوقت ملاقات جبرئیل ایسا ہوتا تھا کہ جیسے کوئی اعلیٰ درجہ کی چلہ کشی اور مجاہدہ کر کے اللہ کی ملاقات کے لیے اور مشاہدہ الٰہی کے لیے تیار ہوتا ہے۔ تیز ہوا سے آندھی سے زیادہ ڈرنے والے اپنے اللہ کے طرف ہوجاتے تھے اس لیے آنحضرت کو حضرت جبرائیلؑ کی ملاقات کا از حد شوق رہتا تھا اتقان للسیوطی تفسیر ابن عباس ان جبرائیل نزل علی آدم اثنی عشرۃ مرۃ وعلی ادریس اربع مرات وعلی نوح خمسین مرۃ وعلی ابراہیم اثنین واربعین مرۃ وعلی موسٰی اربع مأۃ مرۃ وعلی عیسٰی ثلث عشر مرۃ وعلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعۃ وعشرین الف مرۃ ترجمہ حضرت آدمؑ پر حضرت جبرائیل بارہ دفعہ آئے اور حضرت ادریسؑ پر چار دفعہ، حضرت نوحؑ پر پچاس دفعہ اور حضرت ابراہیمؑ پر بیالیس دفعہ، حضرت موسیٰؑ پر چار سو دفعہ، حضرت عیسیٰ پر تیرہ دفعہ اور جناب سید المرسلینؐ پر چوبیس ہزار دفعہ حضرت جبرائیل نازل ہوئے آپکی پھر بھی آسمان پر آنکھیں

لگی رہتی تھیں اور بار بار حضرت جبرئیل سے فرمایا کرتے تھے کہ اے جبرائیل تم اور بھی زیادہ تشریف لایا کرو آپنے فرمایا وما تتنزل الا بامر ربک ترجمہ اے نبی میں خدا کے حکم سے نازل ہوتا ہوں اپنی طرف سے نہیں آسکتا آنحضرت کو کیا کچھ خدا کی محبت تھی کہ چوبیس ہزار دفعہ مولی کے دیدار کی خبر لانے والا تیس برس کے عرصہ میں آیا اور پھر بھی یہی تاکید تھی کہ اور زیادہ آؤ اگر نہ آتے تو سارا دن انکے انتظار میں آسمان سے آنکھیں لگی رہتی تھیں کہ کب مولی کا قاصد آئے اور خدا کا کلام میرے پاس آئے پھر وحی کے نزول کی وہ سخت تکلیف ہوتی کہ آپ بے ہوش ہو جاتے نہایت سردی کے موسم میں جسم سے پسینہ موتی کی لڑیوں کی طرح بہنے لگتا۔ آپ کو وصال مولی اور ہم کلامی محبوب کیلئے یہ سب کچھ راحت تھا۔ والذین آمنوا اشد حبا للہ مواہب اللدنیہ حضرت عبداللہ بن مخرمہ نے جنگ یمامہ مسیلمہ کذاب کی لڑائی میں عین بحالت جنگ یہ دعا کی اللھم لا تمتنی حتی ترانی ضربۃ سیف فی کل مفصل منی فی سبیل اللہ فضرب یوم الیمامۃ فی مفاصلہ واستشہد ترجمہ الٰہی یہ میرا جسم تیری محبت اور معرفت سے پہلے بت پرستی میں مشغول رہ چکا ہے اب اُسکے کفارے میں میرے ایک ایک اعضاء میں تلوار کے زخم جب تک نہ آویں میری موت نہ آوے۔ خدا نے اُنکی دعا قبول فرمائی جنگ یمامہ میں انکی ایک ایک انگلی ایک ایک جوڑ ایک ایک اعضاء میں تلوار کے کاری بیسیوں زخم تھے اور خون کے فوارے عشق الٰہی میں جاری تھے زخمی ہو کر شہیدوں کی نعش میں پڑے تھے کسی قدر رمق سی جان باقی تھی کہ ایک شخص زخمیوں کو پانی پلانے والا آپکے پاس پہنچا اور عرض کیا کہ یہ پانی حاضر ہے پی لیجئے اشارہ سے فرمایا کہ میں روزے سے ہوں اور اب یہ روزہ شربت دیدار الٰہی سے افطار کرونگا۔ دنیا کا پانی نہ پیونگا تھوڑی سی دیر میں اسی حالت میں اُسی جگہ جان دے دی والذین آمنوا اشد حبا للہ۔ اللہ اکبر اہل ایمان خدا کی محبت میں کیا کچھ مضبوط ہوتے ہیں۔ کیسی کیسی جانبازی کے کام اسکے دیدار کی طلب میں کر گزرتے ہیں مواہب اللدنیہ وزرقانی شرح وبخاری کافر لوگ قبیلہ رعل اور ذکوان کے آنجناب کی خدمت میں آئے اور یہ عرض کیا کہ آپ چند عالم قاری قرآن لوگ ہمارے ساتھ کر دیجئے ہم انہیں اپنے ساتھ لے جائیں گے حضور نے ستر صحابی اس صفت کے کہ یہ لوگ دن کو جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے۔ شام کو انکو بیچکر حضورؐ کی مسجد میں جو فقیر محتاج جہاں غریب الوطن اصحاب صفہ کے تھے انکے کیلئے کھانا انہیں کھلا کر آپ رات بھر شب بیداری تہجد گزاری میں گزارتے یہ ایسے ایسے مقدس لوگ تھے آپ نے ان لوگوں کے ساتھ کر دیئے مگر بکبخت منافق تھے۔ حضورؐ کو دھوکہ دیا۔ اور ان لوگوں کو لیجا کر شہید کیا۔ اس گروہ صحابہ میں ایک صحابی تھے۔ جن کا نام حرام بن ملحان تھا آپکو دھوکے سے کافر نے قتل کیا۔ پشت کی طرف آکر ایسے زور سے آپکے برچھا مارا سینہ کے پار ہو گیا۔ برچھا کھاتے ہی اپنا خون بڑی خوشی سے ہاتھ میں لیا اور خون سے اپنا منہ دھویا سر پر چھڑکا۔ تیرے عاشق ہمیشہ اپنے خون حلقوم سے نہا کر حضور کی زیارت کے لیے آتے ہیں فرمایا فزت برب الکعبۃ ترجمہ لوگو میں تو اپنی مراد کو پہنچ گیا اور اب لقا الٰہی میسر ہو گیا۔ ایک شخص ان چالیس میں سے عامر بن فہیرہ تھے ان کو ایک کافر نے

قتل کیا انہوں بھی وہی بامراد لفظ منہ سے نکلا مگر انکی لاش کی بے ادبی کرنے کے لیے بہت سے قریش لاش خرید نے کو تیار تھے۔ خداوند کریم نے انکی لاش ملائک سے آسمان پر منگالی تو تمام لوگوں کے سامنے انکی لاش آسمان کی طرف بلند ہوتی ہوئی نظر آئی والذین آمنوا اشد حباللہ ترجمہ ایمان والے لوگوں کو جو خدا سے محبت ہوگی وہ حد بیان سے باہر جب یہ لوگ خدا کے سامنے حاضر ہوئے تو عرض کیا اے مولیٰ اللھم بلغ عنا قومنا انا قد لقینا ربنا فرضی عنا وارضنا ترجمہ اے اللہ ہماری قوم کو آگاہ کر دے ہمارا پیغام پہنچا دے کہ ہم لوگ دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے اور اپنے اللہ سے ہی راضی ہوئے اور وہ پاک ذات ہم سے راضی ہوا۔ خدائے تعالیٰ نے یہ کلام اپنے قرآن میں نازل فرمایا جو عرصہ تک پڑھا گیا ایسے ایسے واقعات صحابہ کی جان نثاری کے عشق الٰہی میں بہت سے کچھ صحاح ستہ اردو سیرت معاذی کی کتابوں میں موجود ہیں۔ شرح حکم بن عطاء اللہ سکندری عن ابن معاذ عن ابی یزید البسطامی انہ راہ فی البعض مشاہدتہ من بعد صلوٰۃ العشاء الی طلوع الفجر مستوفزا علی صدور قدمیہ افعا اخمیصہا مع عقبیہ عن الارض صاء بایذقنہ اعلی صدرہ شاخصا بعینہ لا یطرق قال ثم سجد عند السحر فاطال ثم قعد ثم قال اللھم ان قوما طلبوک فاعطیتھم المشی علی الماء والطیران فی الھواء فرضوا بذلک وانی اعوذ بک من ذالک وان قوما طلبوک فاعطیتھم طی الارض فرضو بذلک وانی اعوذ بک من ذلک وان قوما طلبوک فاعطیتھم کنوز الارض فانقلبت لھم الاعیان فرضو بذلک وانی اعوذ بک من ذلک وان قوما طلبوک فاعطیتھم عبدک حضرا فرضوا بذلک وانی اعوذ بک من ذلک ان قوما طلبوک فاریتھم الملائکۃ! فرضوا بذلک وانی اعوذ بک وان قوما طلبوک فاعطیتھم الجنۃ فرضوا بذلک وانی اعوذ بک من ذلک وان قوما طلبوک فاعطیتھم الشفاعۃ فرضوا بذلک وانی اعوذ بک من ذلک حتی عد نیفا وعشرین من کرامات الاولیاء ثم التفت الی فرانی فعلت یا سیدی حدثنی لشئ قال ادخلنی اللہ فی الفلک الاسفل فدرودنی فی الملکوت السفلی فارانی الارضین وما تحتھا الی الثری ثم ادخلنی فی الفلک العلوی فطوف لی فی السمٰوٰت واراانی ما فیھما من الجنات الی العرش ثم اوقفنی بین یدیہ فقال سلنی ای یحیٰی رایت حتی اھبہ لک فقلت یا سیدی ما رایت شیئا استحسنہ فاسالک ایاہ فقال انت عبدی حقا تعبدنی لاجلی صدقا ترجمہ یحیٰی بن معاذ کہتے ہیں ایک رات حضرت بایزید بسطامی عشاء کی نماز کے بعد عبادت الٰہی کرنے کھڑے ہوئے۔ پیروں کی ایڑیاں اور تلوے زمین سے اٹھا لیے۔ صرف پنجوں کے بل ساری رات کھڑے رہے آپکی ٹھوڑی سینہ مبارک پر پڑی تھی آنکھیں حیرت میں کھلی تھیں مطلق بند نہ ہوتی تھیں۔ پھر ساری رات آپ اسی طرح ہاتھ باندھے کھڑے رہے۔ جب صبح ہوئی تو سجدے میں گئے تو بڑا لمبا سجدہ کیا۔ پھر فارغ ہو کر بیٹھے تو دعا مانگی الٰہی ایک قوم تیرے دیدار کی طالب بنی تو نے انہیں سمندر پر بے کشتی چلنا اور ہوا میں اڑنا عطا کیا۔ وہ اس میں راضی ہو کر بیٹھ گئے مگر میں پناہ مانگتا ہوں ایسی بات سے۔ الٰہی

ایک قوم نے تجھے طلب کیا۔ تیری تلاش شروع کی۔ جب وہ تیرے حضور میں تجھے مانگتے ہوئے آئے تو نے انہیں زمین کا سمٹ جانا ان کے پیروں کے نیچے اور سینکڑوں میل کی مسافت ایک دم میں طے کرنا عنایت کی وہ بھی تھوڑا سا لے کر خوش ہو گئے مگر میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ایسی باتوں سے۔ الٰہی ایک قوم نے آپ کو ڈھونڈنا چاہا اور محنتیں بے حد اٹھائیں جب حضور کے قریب آئے تو آپنے انہیں زمانے کے خزانے عنایت فرمائے وہ اس کو لے کر خوش ہو کر بیٹھ رہے مگر میں پناہ مانگتا ہوں تیری جناب میں ایسی باتوں سے۔ الٰہی ایک قوم نے تجھے چاہا اور تیری طلب اور تلاش کرنی شروع کی تو نے انہیں اپنے بندے خضرؑ سے ملایا۔ وہ متلاشی تیرے تھے مگر وہ خضر کو لے کر خوش ہوئے۔ لیکن میں تیری جناب میں ایسی باتوں سے پناہ مانگتا ہوں۔ الٰہی ایک قوم نے تیری جستجو کی تو نے انہیں جنت کا معاینہ کرایا۔ الٰہی وہ جنت کو دیکھ کر خوش ہوئے لیکن میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ الٰہی ایک قوم نے حضور کی زیارت کی درخواست کی آپنے اُن سے انکی شفاعت قبول کرنے کا وعدہ کر لیا وہ اتنے میں خوش ہو گئے اور آپ کی تلاش چھوڑ دی اور میں پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ سوائے آپکے دو جہان میں کسی شے کو لے لوں یا پسند کروں یہاں تک کہ اسی طرح ستائیس اٹھائیس باتیں اولیاء اللہ کی کرامتیں ذکر فرمائیں اور پھر سب سے الگ ہوئے اور بجز ذات الٰہی کوئی شے پسند نہیں کی۔ جب دعا فارغ ہوئے تو یحییٰ بن معاذ نے عرض کیا کہ حضور کچھ رات کے مشاہدات سے ہمیں بھی سنائیے فرمایا کہ اچھا آج رات کو خدا تعالیٰ نے مجھے آسمان پر بلایا ہے اور سارے جہان ساری زمین تحت الثریٰ تک سیر دکھائی پھر آسمان ہفتم تک بلایا ساتوں آسمان دکھائے۔ جنت عرش کرسی دکھایا پھر اپنے سامنے بلا کر کھڑا کیا اور یہ فرمایا کہ اے بایزید اس چودہ طبق میں سے جو شے تو پسند کرے وہ میں تجھے دوں۔ عرض کیا الٰہی مجھے تو چودہ طبق میں کوئی شے اچھی نہیں معلوم ہوئی بجز حضور کی ذات عالی کے اور نہ میں کوئی شے لیتا ہوں بجز آپ کی ذات کے میں تو جناب کو پسند کرتا ہوں اور جناب کا لقا جناب سے مانگتا ہوں۔ یہ تو کچھ میں نے دیکھا سب ہیچ ہے میں سوائے آپکے کسی کا طالب نہیں ہوں فرمایا اے بایزید تو ہمارا سچا اور خالص بندہ ہے تو ہماری عبادت ہمارے لیے کرتا ہے۔ یہ دیکھو ہم تیرا مرتبہ انسان اور ملائک میں کیسا بلند کیے دیتے ہیں کوئی کسی کو پسند کرتا ہے۔ کوئی کسی کو اختیار کرتا ہے۔ کوئی کسی سے محبت رکھتا ہے۔ والذین آمنوا اشد حبا للہ ترجمہ مگر کامل ایمان والے سوائے خدا کی ذات عالی کے چودہ طبق میں سے کسی کو نگاہ اٹھا کے دیکھتے تک نہیں اور محبت کرنا تو درکنار رہا حکایت ایک لونڈی نہایت بدصورت کالی حبشن ہارون رشید کی مصاحبہ تھی۔ خلیفہ ہارون اس سے محبت زیادہ رکھتا تھا۔ ایک دن ہارون کے بے تکلف مصاحبوں نے عرض کیا کہ حضور کو ایسی مکروہ صورت لونڈی سے کیوں محبت ہوئی۔ خلیفہ ہارون یہ بات سن کر اس وقت تو خاموش ہوا۔ مگر موقع کا منتظر رہا۔

ایک دن وہ سارے مصاحب عورت و مرد ہارون کی محل سرائے میں جمع تھے۔ بیساختہ ہارون نے فرمایا کہ آج ہم نہایت خوشی سے کہتے ہیں کہ جو چیز میرے محل میں جس کے پسند ہو اس پر ہاتھ رکھ دے۔ میں وہ چیز اسے دے دونگا یہ حکم سن کر ہر ایک شخص اٹھا اور اپنی اپنی پسندیدہ چیز پر ہاتھ رکھ دیا۔ کسی نے یاقوت کے جام پر ہاتھ رکھا کسی نے رومی لونڈی کو پسند کیا کسی نے آرایشی سے کو لیا۔ غرض ہر شخص نے کچھ نہ کچھ پسند کر لیا۔ مگر وہ کالی حبشن ہارون رشید کی محبوبہ کھڑی رہی۔ اس نے کسی شے پر ہاتھ نہ رکھا اور نہ اسے پسند کیا ہارون رشید نے کہا کہ تم بھی کوئی شے اپنی طبیعت کے موافق پسند کر لو یہ سن کر اس لونڈی نے خلیفہ ہارون کی پشت پر ہاتھ رکھ دیا اور یہ کہا کہ مجھے تو سارے جہان میں آپ پسند ہیں اور کوئی چیز پسند نہیں ہے مجھے یہ میری پسندیدہ شے حسب وعدہ ملنی چاہیئے۔ سب لوگ یہ بات دیکھ کر حیران ہوتے۔ ہارون نے فرمایا کہ لوگو تم نے دیکھا کالی لونڈی کا باطن کس قدر اجلا ہے۔ تم نے کیا پسند کیا اور اس نے کیا۔ بس یہ ہی وجہ ہے۔ کہ میں اس لونڈی حبش کو اپنے سارے قلمرو میں پسند کرتا ہوں نتیجہ جس طرح دنیا کے بادشاہ کو کالی لونڈی پسند آئی کیونکہ وہ بادشاہ کی سچی طالب اور عاشق تھی اور اس کے مقابل بڑی بڑی حسین ناپسند تھیں۔ اسی طرح حقتعالیٰ جل شانہ شہنشاہ دوجہان کو اپنے سچے طالب پسند آتے ہیں۔ بلال حبشی کو مولانے پسند کیا تھا۔ نہایت حسین خوبصورت ابولہب کو ناپسند کیا۔ کیونکہ بلال حبشی مولیٰ کے طالب تھے۔ اور ابولہب دنیا کا طالب من کان اللہ کان لہ ترجمہ جو خاص اللہ کا بندہ بنے گا۔ پھر اللہ بھی اس کا حامی ہو جائے گا۔ حضرت بایزید کو خدائے پاک نے چودہ طبق میں چیزیں دکھا کر فرمایا جو پسند ہوے لو۔ پس سوائے ذات الٰہی آپ نے کوئی شے پسند نہ فرمائی بایزید نے خدا کو اختیار کیا اور خدا نے بایزید کو پسند کر کے آپکے زمانہ کا قطب کامل بنایا ان مبارک آیتوں میں رب العزت اپنی محبت اور غیروں کی محبت ایک جگہ بیان کر کے یوں تقسیم فرماتا ہے۔ کہ ہماری محبت اللہ والوں کے حصہ کی ہے۔ دوسروں کی محبت غیروں کے لیئے ظاہری معنی آیت کے یہ ہیں۔ اور درحقیقت یہاں فنا اور بقا کی اصلیت کو بیان فرمایا جس شخص کو محبت کا محبوب اور معشوق فانی اُس کا عاشق بھی فانی۔ اور عشق اور محبت واسطہ درمیانی بھی فانی اور جس عشق و محبت کا محبوب ابدی غیر فانی اُس محبوب کا عاشق بھی باقی عشق کا واسطہ بھی باقی۔ لیکن وہ نہ بقا جس کو لوگ سمجھے ہوئے ہیں۔ یہ بقا لوگوں کے فہم و فراست سے باہر ادراک عقل سے پرے بحث و مباحثہ سے پاک تحریر و تقریر سے مافوق بل احیاء عند ربہم ولکن لاتشعرون اللھم ارزقنی حبک وحب من ینفعنی حبہ الحبک ترجمہ: الٰہی مجھے اپنی محبت عطا فرما دے اور اس بندے کی محبت عطا کر جس کی محبت تیری محبت کے لیے ذریعہ بن جائے آمین ثم آمین ے

پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی ۔۔۔ کہ یکدم با خدا بودن بہ از تخت سلیمانی

معالم التنزیل کانت امراۃ ماشطۃ تمشط بنت فرعون بینہما ذات یوم تمشط لہا اس بنت فرعون اذ اسقط المشط من یدہا فقالت تعس من کفر باللہ تعالیٰ فقالت بنت فرعون وہل لک الٰہ غیر ابی فقالت الٰہی والٰہک والٰہ ابیک والٰہ السمٰوٰت والارض ہو اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ فقالت فدخلت علیٰ ابیہا وہی تبکی ترجمہ ایک مسلمان عورت دختر فرعون کی خادمہ کنگھی چوٹی کرنے والی لیکن ایمان اور عشق الٰہی میں کامل۔ ایک دن کنگھی کرتے ہوئے ہاتھ سے کنگھی چھوٹ گئی اور کنگھی اُٹھاتے وقت بے ساختہ منہ سے نکلا الٰہی تیرے نہ ماننے والے غارت ہوں۔ فرعون کی لڑکی کو شبہ ہوا۔ اُس نے پوچھا کہ تیرا خدا کوئی فرعون سے الگ ہے۔ دایہ نے جواب دیا کہ ہاں میرا خدا وہ ہے جو فرعون کا بھی خدا ہے۔ اور فرعون کیا چیز ہے وہ تو آسمان و زمین کا خدا ہے۔ اور اکیلا خدا ہے کوئی اس کا ساجھی نہیں۔ بد ذات لڑکی یہ سنتے ہی غصہ میں لال ہو کر روتی ہوئی فرعون کے پاس گئی اور کہا کہ دیکھو کیا غضب ہے کہ میری کنگھی کرنے والی خر تبل داروغہ کی جورو یہ کہتی ہے کہ میرا وہ خدا ہے جو فرعون کا بھی خدا ہے اور فرعون کیا شے ہے زمین و آسمان کا خدا ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں۔ فرعون نے اس دایہ کو طلب کیا۔ آئیں اور بہت خوشی خوشی آئیں اور کیوں نہ آتیں۔ آج عشق کا امتحان اور امتحان کے بعد وصال محبوب کا دن تھا۔ جان جائے بلا سے جائے مگر محبوب مل جائے۔ فرعون نے کہا۔ تو کسی اور خدا کی عبادت کرنے لگی۔ فرمایا ہاں ضرور یہ ہی بات ہے۔ اچھا اس خدا کو چھوڑ دے اور میری خدائی کا اقرار میرے سامنے کرلے۔ فرمایا یہ تو قیامت تک نہ ہوگا۔ حکم دیا کہ اچھا اس عورت کو چومیخہ کرو۔ فوراً چاروں ہاتھ پیروں کو میخوں سے جکڑ کر اور بالکل بے حس و حرکت لٹا دیا پھر بہت سے سانپ اور بچھو جو اہل اللہ کے کٹوانے کے لیے موجود رہتے تھے منگائے اور اس عورت کے اوپر ڈالے اور یہ کہا کہ لے اب بھی اس خدا کو چھوڑ دے نہیں تو پورے دو ماہ تک اسی عذاب میں ڈالے رہوں گا۔ بی بی ماشطہ نے جواب دیا۔ کہ تو دو مہینے کہتا ہے پورے ستر مہینے تک عذاب کر کے دیکھ لے۔ روز بروز اس ندا کی محبت زیادہ ہو گی ایک ذرّہ کم نہ ہو گی بخاری کی روایت ہرقل شاہ روم کے الفاظ وکذالک الایمان خالطہ بشاشۃ القلوب ترجمہ۔ ایمان کی شان یہ ہے کہ جب ایمانی لذت دل میں بھر جاتی ہے۔ پھر کسی طرح نکلنے کا نام نہیں لیتی۔ اے فرعون دو مہینے کیا اگر تو برسوں تک بھی عذاب کرے گا تو بھی بندی اپنے مولا رب العلیٰ کو نہ چھوڑے گی اس نیک بی بی کی دو لڑکیاں ایک چار پانچ سال کی اور ایک ابھی دودھ پیتی تھی۔ فرعون نے دونوں کو بلا کر پہلے بڑی لڑکی کو ماں کی چھاتی پر لٹا کر ذبح کیا اور پھر کہا کہ لے اب بھی سمجھ جا نہیں تو اس دودھ پیتی کو بھی اسی طرح ذبح کریں گے۔ فرمایا اگر سارے جہان کو لا کر میری چھاتی پر ذبح کر ڈالے گا تو بھی میں اس محبوب کو نہ چھوڑوں گی۔ یہ سن کر فرعون نے حکم دیا کہ اس چھوٹی لڑکی کو بھی ذبح کیا جائے۔ جس وقت اس معصوم

ننھی سی جان کو چھری کے نیچے ماں کی چھاتی پر جہاں پہلے وہ بچی دودھ پیا کرتی تھی آج اپنی چھوٹی سی جان اس نعمت کے شکریہ میں راہ مولیٰ میں جان قربان کے لیے لٹائی گئی۔ ماں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے چھ مہینے کی جان نے بآواز بلند کہا۔ کہ ہاں اماں روتی کیوں ہو۔ وہ جنت تمہارے لیے تیار ہو رہی ہے اے اماں جنت میں پہنچ کر دیدار الٰہی نصیب ہوگا۔ ماں بچی سے یہ تعجب کی بات سن کر پوری مضبوط ہو گئی ادھر ظالموں نے اسے ذبح کیا ننھی بچی کا فراق زیادہ پسند نہ کیا۔ خود بھی ساتھ ساتھ راہی جنت ہوئی۔ اور نہایت آرام سے جنت میں پہنچ گئی۔ یہ تینوں ماں بیٹیاں ادھر راہ خدا میں کام آئیں۔ ادھر ان کا خاوند خرقیل جو سو برس سے مسلمان اہل ایمان تھا اس راز کو نہایت چھپائے رکھتا تھا۔ اس واقعہ کو سن کر خفیہ طور سے کہیں بھاگ گیا۔ کسی پہاڑ میں پہنچ کر عبادت الٰہی میں مشغول ہوا۔ یہاں اُس کی تلاش شروع ہوئی۔ کسی مخبر نے خبر دی کہ خرقیل فلاں جگہ موجود ہے۔ دو شخص فرعون نے تحقیق حال کے لیے خفیہ بھیجے۔ جب یہ مخبر وہاں پہنچے خرقیل کو وحشی جانوروں کے ساتھ مل کر نماز پڑھتے دیکھا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ وحشی جانور ہوں۔ کیونکہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ کل قد علم صلوتہ و تسبیحہ ترجمہ:۔ ہر جانور نے اپنی طرز کی عبادت اور زبانی تسبیح الٰہی جان لی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ جنات وحشی جانوروں کے قالب میں آکر عبادت کرتے ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ملائک ارضی اس صورت میں آتے ہوں اور عاشق الٰہی کے ساتھ مل کر عبادت الٰہی بجا لاتے ہوں خرقیل نے جب ان لوگوں کو دیکھا۔ تو جناب الٰہی میں عرض کیا کہ الٰہی میرا یہ راز نہ کھلنے پائے۔ ان دونوں میں سے جو میرا راز کھولے اُسے دنیا و دین میں سزا دے اور جو میرا راز چھپائے اسکی دونوں جہان میں مرادیں پوری کر دے اس دعا کا یہ اثر تھا کہ ایک شخص تو یہ کرامت دیکھ کر فوراً مسلمان ہوا۔ دوسرے مخبر نے فرعون کے پاس حاضر ہو کر خرقیل کا حال بیان کیا۔ فرعون نے کہا کہ تمہارے ساتھ دوسرا شخص بھی تھا وہ کہاں ہے اُسے لاؤ۔ وہ دوسرے حاضر ہوئے۔ پوچھا کہ یہ شخص جو کچھ خرقیل کا حال بیان کرتا ہے۔ تم نے بھی دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے کچھ نہیں دیکھا۔ فرعون یہ سن کر مخبر پر نہایت خفا ہوا۔ اور یہ خیال کیا کہ اس نے انعام کی غرض سے یہ جھوٹ بولا ہے حکم دیا کہ اسے قتل کیا جائے اور لاش کو دار پر لٹکا دیا جائے اور دوسرے شخص کے لیے یہ حکم دیا کہ اسے بہت سا انعام دیا جائے کہ یہ سچا ہے سبحان اللہ سچ ہے کہ خدا مہربان تو کل مہربان ہے دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست تفسیر در منثور حب سید الموجودات خلاصہ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ اوج معراج پر تشریف لیے جاتے تھے۔ اور براق میدان مصر کے قریب پہنچا۔ یکایک بوئے جنت آپکے دماغ میں آئی فرمایا کہ جبرائیل یہ خوشبو کیسی ہے۔ کیا یہ خوشبو جنت کی خوشبو ہے۔ حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ یا حضرت جنت تو یہاں سے بہت فاصلہ پر ہے۔ لیکن یہ فرعون کی دختر کی کنگھی کرنے والی عورت کی قبر کی خوشبو ہے واہ سبحان اللہ

وبحمدہ سبحان اللہ علی العظیم۔ واللہ ایمان میں کیسی تیز خوشبو ہے کہ جس خاک میں مل جائے گا۔ اس خاک کو نمونہ جنت بنادے گا معالم التنزیل۔ سبعیات فی المواعظ البریات۔ ماشطہ کے قتل کا یہ واقعہ سارا بی بی آسیہ آنکھوں سے دیکھ رہی تھیں اور بروقت شہادت اس باخدا بی بی کے ملائک کا آسمان سے نازل ہونا اور روح مبارک کو جنت کے کفنوں میں لپیٹ کرلے جانا سب کو نظر آرہا تھا۔ اب کیا تھا محبوب کے گھر کے ملازمین نظر آگئے۔ سرود بمستان کا مضمون ہوگیا جوش الٰہی پیدا ہوا اور حجاب درمیان سے اُٹھ گیا۔ عشق اور مشک چھپائے سے نہیں چھپتا ہے۔ بی بی آسیہ دیوانوں کی طرح بکھر بیٹھیں۔ اتنے میں فرعون گھر میں آکر آسیہ بی بی کے پاس بیٹھا۔ کہ بے ساختہ آسیہ نے باآواز بلند فرمایا۔ یا شر الخلق واخبث الخلق عمدت الی الماشطۃ فقتلہا! ترجمہ اے خبیث تو نے ایسی نیک عورت کو قتل کردیا۔ فرعون نے کہا کہ شاید تجھے بھی ویسا ہی جنون ہوا ہے فقالت مابی جنون ولکن الٰہی والٰہک والہ السموٰت والارض الٰہ واحد لاشریک لہ۔ ترجمہ۔ اے فرعون مجھے جنون نہیں ہے میں اس خدا کو ماننے والی ہوں جسے ماشطہ مانتی تھی۔ اور وہ کوئی ایسا ویسا خدا نہیں ہے بلکہ زمین آسمان اور تیرا بھی ہے۔ فرعون وہی خدا ہے۔ جب فرعون نے سنا تو آپکے کپڑے پھاڑ ڈالے اور بہت سا مارا اور بی بی آسیہ کے متعلقین اور رشتہ داروں کو بلایا اور یہ کہا کہ اسے سمجھاؤ کہ یہ بھی اپنی جان کی دشمن ہوئی ہے۔ متعلقین نے بی بی آسیہ کو سمجھایا کہ ایسا نہ کر فرعون خدا ہے اسکی نافرمانی کرنی ٹھیک نہیں۔ آسیہ نے فرمایا کہ اگر فرعون مجھے ایک تاج ایسا بنادے کہ سورج اس کے آگے ہو اور چاند پیچھے اور ستارے بیچ میں ہوں۔ میں پھر بھی اس خدائے حقیقی کو نہ چھوڑوں گی۔ فرعون نے حکم دیا کہ جاؤ آسیہ کو چومیخہ کردو۔ بی بی کو زمین پر لٹادیا، چاروں ہاتھوں پیروں میں میخیں جڑ دیں اور چھاتی پر آگ کا طبق بھر کر رکھ دیا۔ اور یہ کہا کہ اور بھی زیادہ عذاب کروں گا۔ ورنہ اس خدا کو چھوڑ دے۔ فقالت انک عذبت نفسی وقلبی فی عصمۃ ربی تو قطعی اربا ما ازددت الاحبا ترجمہ اے فرعون اگر تو عذاب کرے گا تو میرے جسم کو۔ لیکن خدا کی محبت میرے دل سے کم نہ ہوگی۔ اے فرعون اگر تو میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا تو ہر خون کے قطرے کے بدلے میں عشق الٰہی اور زیادہ ہوگا۔ ہر پارہ جگر کے عوض میں محبت الٰہی بڑھتی رہے گی۔ عذل العواذل حول القلب التائہ وہوی الاحبۃ منہ فی سوادئہ برا کہنا ملامت کرنا لوگوں کا دل کے اوپر اوپر ہے۔ اور محبوب کی محبت دل کی تہ میں ہے۔ اب حالت یہ ہے کہ خون میں نہائے ہوئے ہیں۔ طبق آگ کا سینہ پر رکھا ہے۔ مگر عشق مولیٰ کی آگ زیادہ بھڑکتی جاتی ہے۔ اتنے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خبر لگی کہ آج آسیہ کے عشق کا امتحان ہے۔ گھبرائے ہوئے آئے آسیہ نے پکارا اے موسیٰ میں نے اس کے عشق میں یہ زعفرانی جوڑا پہنا ہے یہ حالت بنالی۔ یہ تو بتاؤ ہو راض عنی ام ساخط ترجمہ وہ محبوب اب بھی مجھ سے راضی ہوا یا نہیں

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا آسیہ ملائکہ سبع سموات فی انتظارک ذاتہ تعالیٰ یباہی بک فی ذاتہ فی ماشئت قالت رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ ونجنی من فرعون وعملہ۔ ترجمہ کہا اے آسیہ ساتوں آسمان کے ملائکہ تیرے انتظار میں ہیں اور رب العزت ملائک سے فرما رہا ہے۔ کہ دیکھو ہمارے عاشق بندے ایسے ہوتے ہیں۔ کیا کیا سخت تکلیفیں اٹھا رہے ہیں مگر محبت ہماری زیادہ ہوتی جاتی ہے اے آسیہ مانگ لے جو تیرا جی چاہے آسیہ نے مانگا تو یہ مانگا کہ مولیٰ اپنے پاس بلائے اپنے سایہ رحمت میں رہنے کی جگہ دے اپنے دیدار سے مشرف کردے حکم ہوا کہ جبرئیل جاؤ ہماری بندی کو جنت میں اٹھا لاؤ حضرت جبرئیل آئے اور آسیہ کو سب طرح کے فرعونی عذابوں سے الگ اٹھا کر آسمان پر لے گئے مواہب لدنیہ جس دن بی بی آمنہ کو دردزہ لاحق تھا اور آپ اپنے حجرہ میں تنہا تھیں اور اپنے اس آزار کو اہل مکہ کی عورتوں سے مخفی رکھنا چاہتی تھیں۔ اس تکلیف کے وقت میں بھی کسی مکہ کی عورت کو خبر نہ کی تھی۔ بلکہ اکیلی حجرے میں لیٹی تھیں۔ کہ یکایک حجرۂ مبارک عورتوں سے بھر گیا۔ بی بی آمنہ حیران تھیں اور پوچھا کہ تم کون عورتیں ہو۔ اُن میں سے ایک بی بی نے جواب دیا آپ گھبرائیں نہیں ہم دنیا کی عورتیں نہیں ہیں۔ میں آسیہ فرعون کی بی بی ہوں اور یہ مریم والدہ حضرت عیسیٰ کی ہیں۔ اور باقی عورتیں حوران جنت ہیں۔

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ وقت وفات بی بی خدیجہ کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے خدیجہؓ خدا نے تمہارے لیے یاقوت سرخ کا محل بنایا ہے جس میں کوئی خلاف مرضی کام نہ ہوگا۔ جب تم وہاں جاؤ۔ تو میری دونوں بیبیوں سے میرا اسلام کہہ دینا۔ خدیجہؓ نے فرمایا۔ کہ وہاں آپ کی دو بیبیاں مجھ سے پہلے کونسی پہنچ گئیں۔ فرمایا کہ ایک آسیہ امراۃ فرعون دوسری مریم والدہ عیسیٰ خدا نے ان سے میرا نکاح کر دیا ہے۔ خدیجہ نے عرض کیا کہ ضرور کہہ دوں گی ان سے آپ کا سلام زہے قسمت زہے طالع کہاں فرعون اور کہاں سرتاج انبیاءؐ ۔ چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔ خدا کی قدرت اور شان ہے زوجہ فرعون ہوئی طاہرہ واہلیہ لوط نبی ہو کافرہ۔ اس آیت میں حقتعالیٰ نے عشق مجازی اور عشق حقیقی کو بیان کیا ہے اب ہم ایک حکایت اور ایک روایت عشق مجازی اور عشق حقیقی کی بیان کر کے اپنے وعظ کو ختم کرتے ہیں ناظرین خود عشق مجازی اور عشق حقیقی کا فرق سمجھ لیں گے۔ حکایت ایک صوفی فقیر درویش اپنے مرید کے مکان پر گئے۔ مرید معتقد کے اہل وعیال پیر کے سامنے ہوتے۔ منجملہ ان کے پیر صاحب کی نظر ایک دختر ناکتخدا پر پڑی جو جناب کے مرید کی چھوٹی لڑکی تھی اور بہت سی خاطر مدارات کے بعد جب پیر صاحب تشریف لے جانے لگے۔ تو مرید نے حسب عادت دست بستہ عرض کیا کہ میں حضور کا تابعدار غلام ہوں۔ جو حکم ہو بجا لاؤں پیر صاحب نے کہا کہ بھائی ایسی باتیں نہ کیا کرو یہ صرف زبانی جمع خرچ ہوتی ہے اور پیروں کی کون تابعداری کر سکتا ہے یہ بڑا مشکل کام ہے۔ مرید نے عرض کیا کہ آپ کا سچا غلام ہوں

جو کچھ حکم ہوگا۔ آنکھوں سے بجالاؤں گا۔ اور اگر حکم ہو تو جان بھی آپ کے لیے دے دوں۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ اچھا جان کیا دو گے یہ جو لڑکی ہے اسے ہماری خدمت میں چھوڑ دو مرید کو یہ بات سن کر پریشانی ہوئی کہ اب کیا کیا جائے زبان کا اقرار یہ جو کام پیر صاحب نے فرمایا۔ وہ ایسا مشکل الٰہی اب کیا کروں۔ مرید کی چھوٹی لڑکی نے اپنے باپ کو پریشان دیکھ کر کہا کہ آپ پریشان نہ ہوں اور کل کا وعدہ پیر صاحب سے کر لیجئے کہ حضور کل تشریف لائیں اور لڑکی کو ساتھ لے جائیں۔ پیر صاحب خوشی خوشی کل کے وعدہ پر تشریف لے گئے دوسرے دن لڑکی نے اپنے والد سے عرض کیا کہ مجھے کوئی دست آور دوا لا کر دیجئے اور ساتھ ہی جراح کو بھی بلا کر لائیے۔ بموجب ہدایت وہ بیچارہ مسہل دوا اور جراح کو بلا کر لایا پہلے تو فصد کھلوا کر خون ایک پیالہ میں جمع کیا پھر دستوں کی دوا کھا کر ایک مٹکا دستوں کا بھر کر رکھا پھر تو وہ لڑکی نیم جان اور مردہ صورت ہوگئی وہ حسن اور بہار سب غارت ہوا۔ جھوٹے عاشقوں کے حوصلے پست ہوئے۔ دوسرے دن وقت مقررہ پر پیر صاحب تشریف لائے اور مرید نے ایفائے وعدہ کا تقاضا کیا مرید نے عرض کیا کہ میں نہایت خوشی سے جناب کی خدمت کے لیے لڑکی دینے کو حاضر ہوں اور یہ کہہ کر لڑکی نیم جان مردہ کی چارپائی پیر صاحب کے سامنے لا کر رکھی اور دست بستہ عرض کیا۔ بسم اللہ جائیے صورت حال دیکھ کر پیر صاحب کے ہوش اڑ گئے۔ اور عشق کاذب اور محبت مجازی زائل ہوئی۔ ناچار حیلہ کیا کہ میاں میں تو تمہارے اعتقاد کا امتحان کرتا تھا مجھے کسی کی لڑکی کیا کرنی ہے یہ سن کر اس نیم جان دختر نے عرض کیا جناب پیر صاحب آپ بات بدلتے کیوں ہیں حقیقت یہ ہے کہ کل جس چیز کے عاشق آپ ہوئے تھے وہ آج میرے بدن سے نکل چکی ہے۔ حکم دیا کہ وہ مٹکا دستوں کا اور وہ پیالہ خون کا پیر صاحب کو لا کر دو۔ فوراً وہ ناپاک چیزیں پیر صاحب کے سامنے لا کر رکھی گئیں اور عرض کیا گیا کہ اگر آپ دختر کے عاشق تھے تو دختر یہ حاضر ہے لے جائیں اور اگر آپ اس شے کے عاشق ہیں کہ جو شے کل اس دختر کے اندر تھی وہ آج یہ الگ رکھی ہے تو یہ خون اور دستوں کا مٹکا حاضر ہے لے جائیں۔ دونوں معشوق آپکے سامنے موجود ہیں جسے چاہو لے جاؤ۔ اے مسلمانوں عشق مجازی اور معشوق مجازی کی حقیقت یہ ہے کہ اس کے حسن کے بہار ناپاک خون اور پاخانہ کے مجموعے سے تیار ہوئی ہے۔ جب تک یہ ناپاک چیزیں اس میں جمع ہیں خوب صورتی نظر آتی ہے۔ اور جس وقت یہ نکل گئیں حسن بھی کافور ہوا۔ عشق بھی رفو چکر ہوا۔ عشق حقیقی کا کیا کہنا ہے۔ زمین آسمان بھی ناچیز ہے اور سب اس کے سامنے ہیچ اور نیست ہے۔

دار قطنی طبرانی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ انہ قال لما کلم اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کان یبصر دبیب النمل علی الصفا فی اللیلۃ المظلمۃ ترجمہ حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ جب حقتعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے باتیں

فرمائی۔ تو حضرت موسیٰ کی آنکھوں میں وہ نور پیدا ہوا تھا۔ کہ باریک چیونٹی کا اندھیری رات میں چلنا تیس میل کے فاصلے سے دیکھ لیتے تھے۔

شرح زرقانی۔ جب حضرت موسیٰ کوہ طور سے دیدار مولیٰ عز وجل دیکھ کر واپس تشریف لائے تو جناب کا چہرہ اس قدر روشن ہوا کہ کسی شخص کی نگاہ آپ کے چہرہ مبارک پر نہیں پڑ سکتی تھی۔ حضرت موسیٰ ہر وقت اپنے چہرہ پر نقاب ڈالے رکھتے تھے ایک دن آپ کی اہلیہ نے بے نقاب آپ کی زیارت کرنی چاہی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نقاب چہرہ سے اٹھائی آپ کی اہلیہ کی آنکھیں روشنی کے شعلہ سے بند ہو گئیں۔ آپ کی اہلیہ نے عرض کیا کہ خدایا موسیٰ نے تجھے دیکھا۔ موسیٰ کا چہرہ روشن ہوا۔ آج اس کو کوئی بے نقاب نہیں دیکھ سکتا۔ تو ہی خوب جانتا ہے۔ کہ تیرا دیدار اور تجھے بے حجاب کون دیکھ سکتا ہے ؛

سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین ؛

تمام شد

صحیح بخاری اور صحیح مسلم (بزبان عربی)

اہل علم حضرات حدیث کی ان دو عظیم الشان کتابوں کی اہمیت اور بلندی درجہ سے بخوبی واقف ہیں۔ یہ دونوں کتابیں ہند و پاکستان میں متعدد مطابع سے شایع ہوئی تھیں۔ لیکن اب کافی عرصہ سے کمیاب ہیں اور بمشکل گراں قیمت پر خال ملتی ہیں۔ ان حالات کے پیش نظران کتابوں کی اشاعت کا بار عظیم اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے ہم نے اٹھایا۔ چنانچہ بصرف کثیر وسعی بلیغ بخاری شریف کی طباعت کا کام بخیر و خوبی ختم ہوا۔

بخاری شریف کی خصوصیات

- **صحت**:۔ دارالعلوم دیوبند کے چار مستند علماء نے ہندوستان کے پانچ مختلف مطبوعہ نسخوں سے مقابلہ کر کے چھ سو اغلاط کی تصحیح فرمائی۔
- **حاشیہ**:۔ از حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارن پوری جو تمام علماء میں مقبول و معتبر ہے۔
- **طباعت**:۔ معمولی لیتھو کی بجائے فوٹو آفسٹ کے ذریعے جسکی وجہ سے اس ایڈیشن کا حسن سابقہ تمام ایڈیشنوں پر بدرجہا فائق ہے۔
- **کاغذ**۔ اعلیٰ درجہ کا سفید گلیز اور دبیز۔ اس لیے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایڈیشن سابقہ تمام قسموں سے ہر حالت میں بہتر ہوگا۔

قیمت :۔ ساٹھ روپے

- **مسلم شریف**:۔ اس کے صفحہ بہ صفحہ شرح نودی ہے۔ اسکی صحت و طباعت بھی بخاری شریف کی مثل ہے۔ قیمت پچاس روپے

ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز کشمیری بازار لاہور (پاکستان)

مشکوٰۃ شریف (عربی)

آفسٹ طباعت میں اس شاندار پیمانہ پر متن و حواشی کی ایسی عمدہ صحت کے ساتھ مشکوٰۃ شریف کبھی شایع نہیں ہوئی۔ قیمت بیس روپے

جلالین کلاں و جامع البیان

کا صحیح ترین نسخہ، صحت میں اور طباعت میں بے نظیر ہے۔

قیمت بیس روپے

ہدایہ اوّلین مع کامل تخریج

عرصہ سے نایاب تھا اب نہایت آب و تاب سے طبع کیا گیا ہے

قیمت ۲۰ روپے

ہدایہ آخرین ۲۰ روپے

شرح وقایہ اولین ۱۶ ء

نور الانوار مع حاشیہ قمر الاقمار مع سوال و جواب ۶ روپے

شرح جامی محشی مع حاشیہ از عصام ایک عرصہ سے علم نحو کی یہ شہرۂ آفاق کتاب کمیاب تھی۔ آفسٹ کے ذریعہ نہایت عمدہ اور صحت کے ساتھ شایع کی گئی ہے۔ قیمت ۸ روپے